

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ
أَنْ كُمْ صَادِقِينَ

ظہیر کا بیان

تتمة الفقه کے

جواب میں مقلدین کی دو کتابیں

- غیر مقلدین کے فریب (بریلوی)
- غیر مقلدین کی حقیقت (دلوی)

کا
مستند اور مکمل جواب

پبلشرز

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیہ

پتہ: 11/11، سید علی شاہ روڈ، کلاں

پتہ: 11/11، سید علی شاہ روڈ، کلاں

پتہ: 11/11، سید علی شاہ روڈ، کلاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

*** تنبیہ ***

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مَا تَقَا بَيْنَا نَكَمُ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ



حقیقتہ الفقمہ کے
جواب میں مقلدین کی دو کتابیں

- غیر مقلدین کے فریب (بریلوی)
- غیر مقلدین کی حقیقت (دایوبندی)

کا
مستند اور مکمل جواب



جملہ حقوق محفوظ

۳۰۰

سلسلہ مطبوعات :

ضمیر کا بحران

کتاب :

مولانا محمد رفیع ندوی

تالیف :

از ادارہ انکوائٹ الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ، تارن

شعبان ۱۴۱۷ھ مطابق جنوری ۱۹۹۷ء

اشاعت :

۴۹۲

صفحات :

گیارہ سو

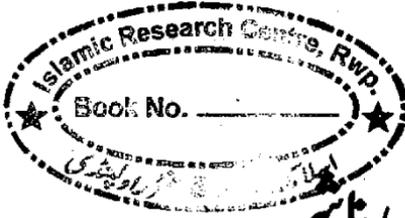
تعداد :

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، وارانسی۔۔۔۔۔ ۲۲۱۰۱۰

۲۔ جریدہ ترجمان، ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد دہلی۔۔۔۔۔ ۱۱۰۰۰۶

۳۔ دارالحدیث، ۱۳۔۔۔۔۔ محمد علی بلاڈنگ، بھنڈی بازار، بمبئی۔۔۔۔۔ ۴۰۰۰۰۳



عرض نامہ

جماعت اہل حدیث کے خلاف اہل عناد و تحریف کی حد آرائی کے مختلف رنگ ہیں ، تقلیدی فرقوں کو اس بات کا شدید احساس ہے کہ ان کی دعوت میں تباہ و سنت کو لوہیت حاصل نہیں ہے ، بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی براہ راست پیروی کے بجائے یہ فرتے کہ ، امام یعنی امتی کی پیروی کی دعوت دیتے ہیں ، اور جب اپنی اس دعوت کے لئے کتاب و سنت سے کوئی دلیل پیش نہیں کر پاتے تو دوسروں کے خلاف نفرت و خصمہ کا اظہار کرتے ہیں ، اور کبھی کبھی خود ایک تقلیدی فرقہ دوسرے تقلیدی فرقے کے خلاف صف آراء ہو جاتا ہے اور زلزلے کے جھکوں سے دونوں فرقوں کے خیموں کا منظر دیدنی ہوتا ہے ، تقلید کے مروجہ محاسن میں ایک خوبی اتفاق و اتحاد کی ذکر کی جاتی ہے ، کاش یہ زعم صحیح ہوتا اور جملہ مقلدین کسی ایک سطح پر متحد نظر آتے !

ہندوستانی مقلدین کے دونوں فرقے جماعت اہل حدیث کے خلاف جو الزام تراشیاں کرتے رہتے ہیں ان کی فہرست طویل ہے ، البتہ کچھ مسائل ایسے ہیں جو حقیقت میں مقلدین و غیر مقلدین کے مابین وجہ نزاع ہیں ، اور ان پر دونوں طرف کے لکھنے والے لکھتے رہتے ہیں ، مقلدین کو جب اپنا پہلو کمزور نظر آتا ہے تو وہ جماعت اہل حدیث کے خلاف الزام تراشی اور طعن و تشنیع کا سہارا لیتے ہیں ، اور لوگوں کو اس جماعت سے دور رہنے اور ان کی کتابیں نہ پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں ، ان حضرات کو یہ پتہ نہیں کہ بحث و تحقیق کے اس دور میں تقلید و جمود کی دعوت کا مقبول ہونا مشکل ہے ، ہر شخص دلیل کی روشنی میں بات کہتا اور سنا پسند کرتا ہے ۔

۱۳۴۰ھ کی بات ہے کہ مولانا حافظ محمد یوسف بھٹوی رحمہ اللہ نے "حقیقتہ الفقہ" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی جو ۱۳۶ صفحات کے مفید تحقیقی مقدمہ اور دو حصوں پر

(ت)

مشتمل ہے، پہلے حصہ میں فقہ کے (۶۱۹) ایسے مسائل مذکور ہیں جو قرآن و حدیث یا اجماع صحابہ کے خلاف اور سراسر عقل و قیاس کے نتائج غیر ضروری ہیں۔ دوسرے حصہ میں فقہ ہی کے (۶۳۷) ایسے مسائل درج ہیں جن کے اکثر پر اہل حدیث کا عمل ہے، اور جن کی وجہ سے حنفیہ انواع و اقسام کے دل آزار کلمات اہل حدیث کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

مولانا جیپوری رحمۃ اللہ ایک صاحب نظر عالم اور فقہ حنفی کی ناہمواریوں سے واقف تھے، انہوں نے ان ماخذ کی ایمانداری کے ساتھ مع مطبوع و مسال طباعت نشاندہی فرمائی جہاں سے مقدمہ اور دونوں حصوں کے مسائل اخذ کئے تھے، لیکن بریلوی فرقے کے بعض مقلدین نے جو خود تحریف و افتراء پردازی کے خوگر ہیں اور جن کے مذہب کی بنیاد میں دجل و فریب داخل ہے، مولانا جیپوری کے ذکر کردہ مسائل میں سے چالیس مسائل کے حوالوں پر اعتراض کیا، اور اس ضمن میں جماعت اہل حدیث کے خلاف بہت زیادہ زہر افشانی کی، حالانکہ حصہ اول کے شروع ہی میں مولانا جیپوری نے ضروری گزارش کے تحت اس لٹھن کو دور کر دیا ہے جو تلبیس کاروں کو مسائل کی تلاش میں پیدا ہو سکتی ہے۔

جامعہ سلفیہ کے استاد اور جماعت کے نامور محقق و مصنف مولانا محمد رئیس ندوی صاحب نے بریلوی معترض کی افتراء پردازیوں کی قطعی کھول دی ہے اور اس کے ذکر کردہ چالیسوں مسائل کے حوالے مولانا جیپوری کی تحریر کردہ کتب فقہ سے پیش کر دیئے ہیں، اور ساتھ ہی اس کی دیگر ہنوت کا بھی دندان شکن جواب دیا ہے، جواب کے اس حصہ میں (۳۰۵) عنوانات ۳۷۱ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، اس کے بعد صفحہ ۳۷۲ سے سونے کے ایک دیوبندی افتراء پرداز کی کتاب کا جواب شروع ہوا ہے جو ۳۶۹ صفحہ پر ختم ہوا ہے، تھوڑے دنوں پہلے اس دیوبندی معترض کی کتاب کا ایک جواب جامعہ سلفیہ ہی کے ایک فاضل مولانا ابو القاسم عبدالعظیم مدنی کے قلم سے شائع ہو چکا ہے، ہمیں یقین ہے کہ مذکورہ دونوں تحریروں سے اور اسی طرح علمائے اہل حدیث کی مزکورہ مسائل سے متعلق دوسری تحریروں سے متلاشیان حق کو تشفی ہو جائے گی، بلکہ وہ اس بات کا اندازہ کر لیں گے کہ جماعت اہل حدیث کے خلاف تقلیدی فرقے کس طرح دجل و فریب اور تحریف و تلبیس سے کام لیکر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور صریح کذب میانی و بہتان تراشی کے جرم کا ارتکاب کرنے سے بھی نہیں

(ث)

شرماتے، اسی طرح ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ ان مدلل تحریروں اور واضح دلیلوں سے متعصب و معاند اہل تقلید کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے بلکہ عناد کی اپنی روش پر جسے رچیں گے، کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ حق کی جانب رجوع کر لینے سے اپنے سادہ لوح مریدوں کی نظر میں ان کی وقعت ختم ہو جائے گی، اور فریب کے جس جال میں انہوں نے لوگوں کو پھنسا رکھا ہے اس کے تار و پور بکھر جائیں گے، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ تقلید و جمود کے پھندوں سے لوگوں کو نجات دیکر ضراط مستقیم کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے، آمین، والحمد للہ رب العالمین

(ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری)

جامعہ سلفیہ، بنارس

۲۳ شعبان ۱۴۱۷ھ

(ج)

فہرست مضامین		
صفحہ شمار	صفحات	نمبر شمار
ش	عرض ناشر	
۱	خطبہ کتاب و تمہید	۱
۳	بریلوی جماعت اور بانی بریلوی جماعت کا تعارف	۲
۵	بریلوی مفتی جلال الدین امجدی اور ان کی کتاب غیر مقلدوں کے فریب	۳
۶	سلفی کتاب حقیقۃ الفقہ اور بریلوی کتب غیر مقلدوں کے فریب کا نکتہ تصنیف	۴
۷	ایضاح و تنبیہ	۵
۷	حقیقۃ الفقہ کے پہلے مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا تحقیقی جائزہ	۶
۹	اہل سنت اور مرجئہ کا تعارف امام احمد بن حنبل کی زبانی	۷
۱۱	فرقہ حنفیہ بتصریح شیخ عبدالقادر جیلانی مرجئہ ہے	۸
۱۱	شیخ جیلانی کے بیان پر بریلوی رد و قدح	۹
۱۳	شیخ جیلانی کی عبارت میں فرقہ بریلویہ کی مغالطہ اندازی	۱۰
۱۵	تنبیہ بلغ	۱۱
۱۷	شیخ جیلانی کا بیان کردہ اپنا عقیدہ اہل سنت	۱۲
۱۷	شیخ کا عقیدہ تھا کہ ایمان گھٹتا رہتا ہے	۱۳
۱۹	بہت ساری آیات و احادیث میں ایمان گھٹتے بڑھنے کی صراحت ہے	۱۳
۲۰	فرقہ بریلویہ بتصریح خویش غیر مقلد ہے	۱۵
۲۰	ایمان میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھنے والے صحابہ (حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ)	۱۶
۲۱	حضرت عمر فاروق ایمان میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھتے تھے	۱۷
۲۱	حضرت علی مرتضیٰ ایمان میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھتے تھے	۱۸
۲۲	روایت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تصحیح	۱۹

۲۳	حضرت جناب صحابی کورن کے ساتھی ایمان میں کمی تھی یا عقیدہ رکھتے تھے	۲۰
	حضرت عمر فاروق پوری دنیا کے مومنوں کے ایمان سے ابو بکر صدیق	۲۱
۲۴	کا ایمان زیادہ سمجھتے تھے	
۲۴	فرقہ بریلویہ بصریح خویش ایمان میں کمی تھی والے عقیدہ کا مخالف ہے	۲۲
۲۵	بقول خویش فرقہ بریلویہ عقیدہ مذکورہ کہنے میں نیز تمام عقائد میں غیر مقلد ہے	۲۳
	فرقہ بریلویہ کے امام کوثری کی مستدل روایت سے امام ابو حنیفہ کا مرجعی	۲۴
۲۶	ہونا ثابت ہوتا ہے۔	
۲۸	امام ابو حنیفہ کے استاذ خاص و مرعی بقول خویش مرجعی الذہب تھے	۲۵
۲۹	امام ابو حنیفہ کے استاذ خاص اپنے استاذ نضعی کو مرجعی تالیف کے ذوالہاں تھے	۲۶
۳۰	امام ابو حنیفہ کے استاذ خاص کی تبلیغ مذہب مرجعہ	۲۷
۳۱	حافظ ابن عبد البر کیا فرماتے ہیں؟	۲۸
۳۲	امام بخاری کیا فرماتے ہیں؟	۲۹
۳۳	شیخ جیلانی کی تعریف مرجعہ	۳۰
۳۴	مصنف حقیقۃ الفقہ کی شیخ جیلانی کی موافقت میں نقل کردہ روایت	۳۱
۳۴	شیخ جیلانی کی عبارت میں تحریف کی کوشش بریلویہ ناکام ہے	۳۲
۳۵	حقیقۃ الفقہ کے دوسرے مسئلہ پر بریلوی مفتی کے رد و قدح کا جائزہ	۳۳
۳۸	بریلوی مذہب میں جانور لور کم عمر لڑکی کے ساتھ جمل کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۳۴
۴۱	تنبیہ و ایضاح	۳۶
۴۵	حقیقۃ الفقہ کے تیسرے مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۳۶
۴۷	حقیقۃ الفقہ کے چوتھے مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۳۷
۵۸	حقیقۃ الفقہ کے پانچویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۳۸
۵۹	حقیقۃ الفقہ کے چھٹے مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۳۹
۶۲	حقیقۃ الفقہ کے ساتویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۴۰
۶۶	حقیقۃ الفقہ کے آٹھویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۴۱

۶۷	حقیقۃ الفقہ کے نوے مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۴۲
۶۹	حقیقۃ الفقہ کے دسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۴۳
۷۴	حقیقۃ الفقہ کے گیارہویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۴۴
۷۸	حقیقۃ الفقہ کے بارہویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۴۵
۸۱	حقیقۃ الفقہ کے تیرہویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۴۶
۸۲	حقیقۃ الفقہ کے چودھویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۴۷
۸۳	حقیقۃ الفقہ کے پندرہویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۴۸
۸۴	حقیقۃ الفقہ کے سولہویں سترہویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۴۹
۸۶	حقیقۃ الفقہ کے سترہویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۰
۸۷	حقیقۃ الفقہ کے اٹھارہویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۱
۸۹	حقیقۃ الفقہ کے انیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۲
۸۹	حقیقۃ الفقہ کے بیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۳
۹۵	حقیقۃ الفقہ کے اکیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۴
۹۶	حقیقۃ الفقہ کے بائیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۵
۹۸	حقیقۃ الفقہ کے تیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۶
۹۹	حقیقۃ الفقہ کے چوبیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۷
۱۰۱	تنبیہ وایضاح	۵۸
۱۰۴	حقیقۃ الفقہ کے پچیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۵۹
۱۰۵	حقیقۃ الفقہ کے چھبیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۶۰
۱۰۷	حقیقۃ الفقہ کے ستائیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۶۱
۱۱۰	حقیقۃ الفقہ کے اٹھائیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۶۲
۱۱۰	حقیقۃ الفقہ کے اسیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۶۳
۱۱۱	حقیقۃ الفقہ کے تیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۶۴
۱۱۲	حقیقۃ الفقہ کے اکیسویں مسئلہ پر بیوی ر دو قدح کا جائزہ	۶۵

۱۱۵	حقیقتہ الفقہ کے تینیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۶۶
۱۱۵	شمیہ لول و حبیہ عالی	۶۷
۱۱۶	حقیقتہ الفقہ کے تینیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۶۸
۱۲۰	حقیقتہ الفقہ کے چونتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۶۹
۱۲۱	حقیقتہ الفقہ کے پینتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۷۰
۱۲۷	حقیقتہ الفقہ کے چھتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۷۱
۱۲۷	حقیقتہ الفقہ کے ستیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۷۲
۱۲۸	حقیقتہ الفقہ کے اڑتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۷۳
۱۳۰	حقیقتہ الفقہ کے اسیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۷۴
۱۳۰	حقیقتہ الفقہ کے چالیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ	۷۵
۱۳۳	ٹھویں صدی کے ہندوستانی ولی اللہ صوفی تقلید کو بدعت کہتے تھے	۷۶
۱۳۳	مذہب اہل حدیث و جماعت اہل حدیث کی وجہ تسمیہ	۷۷
۱۳۵	احادیث نبویہ میں ہندوستان کا ذکر خیر اور نبوی بشارت	۷۸
۱۳۶	غزوہ ہند سے متعلق نبوی بشارت بروایت ابی ہریرہؓ	۷۹
۱۳۸	غزوہ ہند سے متعلق نبوی بشارت بروایت ثوبانؓ	۸۰
۱۳۹	عمر فاروقی میں غزوہ ہند و سندھ	۸۱
۱۴۰	امام حاکم شعبی تابعی کی زبانی اہل حدیث کا ذکر خیر	۸۲
۱۴۰	امام شعبی و خلیفہ راشد عمر فاروقؓ کا اہل الرای سے تخر	۸۳
۱۴۰	اہل الرای سے حضرت ابن مسعودؓ کا تخر	۸۴
۱۴۱	دونوں صحابہ سے تمام صحابہ کی موافقت	۸۵
۱۴۱	اہل الرای سے تخر پر صحابہ کا اجماع، اس اجماع سے شعبی کی موافقت	۸۶
۱۴۲	بقول شعبی حلا بن ابی سلیمان اہل الرای میں سے تھے	۸۷
۱۴۲	امام ابراہیم نخعی اپنے استاد شعبی کی طرح اہل الرای سے نفرت رکھتے تھے	۸۸
۱۴۳	کیا امام ابو حنیفہ شاکر شعبی تھے؟	۸۹

(نہ)

۱۳۳	امام ابو حنیفہ شاگرد حواہ بن ابی سلیمان تھے	۹۰
۱۳۴	عہد صحابہ میں ہندوستان پر اہل حدیث حکومت قائم تھی	۹۱
۱۳۶	ائمہ اربعہ کے زمانہ میں ہندوستان کی اسلامی حکومت تقلید پرست نہیں تھی	۹۲
۱۳۶	ترک تقلید والی راہ ہی صراطِ مستقیم ہے	۹۳
۱۳۸	بریلوی اصول کے مطابق امام ابو حنیفہ غیر مقلد تھے	۹۴
۱۵۰	چاروں تقلیدی مذاہب کا ذکر حدیث نبوی میں	۹۵
۱۵۱	ائمہ اربعہ میں سے امام مالک کا مذہب اہل حدیث تھا	۹۶
۱۵۲	عہد ابی حنیفہ میں امام اہل حدیث امام مالک و اجشون سرکاری مفتی تھے	۹۷
۱۵۳	ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی کا مذہب اہل حدیث تھا	۹۸
۱۵۳	ساتویں صدی کے امام نووی کی شہادت	۹۹- (ا)
۱۵۴	امام احمد بن حنبل سلفی المذہب اہل حدیث تھے	۹۹- (ب)
	بقول امام احمد عہد نبوی سے لیکر ان کے زمانہ تک کے صحابہ و تابعین	۱۰۰
۱۵۵	سیت سبھی لوگ اہل حدیث تھے	
۱۵۹	بریلوی مفتی کی نگاہ لوہیں	۱۰۱
۱۶۰	بریلوی مفتی کی نگاہ لوہیں کی توجیح	۱۰۲
۱۶۰	فرقہ بریلویہ تناہز بالالاقاب کا بکثرت ارتکاب کرتا ہے	۱۰۳
۱۶۰	تناہز بالالاقاب سے قرآنی ممانعت	۱۰۴
۱۶۱	بشریح شیخ جیلانی اہل حدیث پر عیب گیری اہل بدعت کی نشانی ہے	۱۰۵
۱۶۵	بریلوی مفتی کی نگاہ لوہیں پر نظر چینی	۱۰۶
۱۶۹	سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے زمانہ تصنیف میں اہل حدیث پر بریلوی حنفی مظالم	۱۰۷
۱۶۶	سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے زمانہ طبع میں سعودی حکومت کا مالی حال	۱۰۸
۱۶۷	ایک مجلس کی تین طلاق اور رضائی مذہب	۱۰۹
۱۶۹	ایک مجلس کی تین طلاق اور بریلوی عوام	۱۱۰
۱۶۹	بشریح قرآن و سنت اسلامی شریعت سل و آسانی ہے	۱۱۱
۱۷۰	کیا بریلوی شریعت اسلامی شریعت کی دی ہوئی سمولت پسند نہیں کرتی؟	۱۱۲

(۷)

۱۷۰	بریلوی کتاب کا بریلویانہ انتساب	۱۱۳
۱۷۱	بریلوی مفتی کی بریلوی کتاب کا آغاز غلط طریقہ پر کیا گیا	۱۱۳
	بااعتراف فرقہ بریلویہ امت اسلامیہ میں نبوی پیش گوئی کے مطابق تشریح	۱۱۵
۱۷۱	فرقے پیدا ہوں گے	
۱۷۲	فرقہ بریلویہ کا عقیدہ ہے کہ رسول کا نعت میں ہر طرح کے تصرف کا عقیدہ رکھتے ہیں	۱۱۶
۱۷۳	معجزات نبویہ پر ایمان لانا فرض ہے	۱۱۷
۱۷۳	عقیدہ بریلویہ کی تکذیب قرآنی آیات سے (پہلی آیت)	۱۱۸
۱۷۳	دوسری و تیسری آیات	۱۱۹
۱۷۳	عقیدہ بریلویہ کی تکذیب احادیث نبویہ سے	۱۲۰
۱۷۵	عقیدہ بریلویہ کی تکذیب کرنے والی چوتھی آیت	۱۲۱
۱۷۶	عقیدہ بریلویہ کی تکذیب کرنے والی پانچویں و چھٹی آیات	۱۲۲
۱۷۷	عقیدہ بریلویہ کی تکذیب کرنے والی ساتویں آیت	۱۲۳
۱۷۷	آٹھویں اور نویں آیات	۱۲۳
۱۷۸	تصرف و اختیار سے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ	۱۲۵
۱۷۸	عقیدہ بریلویہ کی تکذیب اس کے قرار دیئے ہوئے لواہیاء کی تحریر سے	۱۲۶
۱۸۰	امام شاہ اسماعیل شہید کی تعظیم نبوی	۱۲۷
۱۸۱	ہمارے رسولؐ کا پابند شرع تھے	۱۲۸
۱۸۲	ہمارے رسولؐ کو شریعت میں ترمیم و تصرف کا عقیدہ نہیں (بتصریح قرآنی)	۱۲۹
۱۸۳	اپنی دلیل مبنی ہوئی حدیث کا فرقہ بریلویہ مخالف ہے	۱۳۰
۱۸۳	نبوی پیش گوئی کے مطابق فرقہ بریلویہ گمراہ ہے	۱۳۱
۱۸۳	اصل عزت اللہ و رسول اور مومنوں کے لئے ہے	۱۳۲
۱۸۵	عقیدہ غیب نبوی رکھنے والے فرقہ بریلویہ کو اللہ مومنین مانگنے نے کذاب کہا	۱۳۳
۱۸۵	فرقہ بریلویہ باجماع صحابہ کذاب ہے	۱۳۳

(ط)

۱۸۶	فرقہ بریلویہ اپنے عقائد باطلہ کے سبب حنفی مذہب کی نظر میں	۱۳۵
۱۸۷	غیب نبوی کی نفی پر دوسرے دلائل قاہرہ	۱۳۶
۱۸۷	بعض احکام شرعیہ سے بعض خلفائے راشدین ناواقف ہوتے تھے	۱۳۷
۱۸۸	فرقہ بریلویہ کا عقیدہ ہے کہ اہل حدیث کافر و مرتد ہیں	۱۳۸
۱۸۹	غیب نبوی کی نفی کرنے والے بعض دیگر نصوص	۱۳۹
۱۹۰	جو لوگ ایمان نہیں رکھتے وہ افتراء پر دازی کو اپنا شعار بناتے ہیں	۱۴۰
۱۹۱	فرقہ بریلویہ کا یہ عقیدہ کہ بعض قرآنی آیات کو رسول نے چھپایا	۱۴۱
۱۹۱	تنبیہ	۱۴۲
۱۹۲	فرقہ بریلویہ کا یہ عقیدہ کہ رسول کا سایہ نہیں ہوتا	۱۴۳
۱۹۲	سایہ نبوی کا ثبوت حدیث صحیح سے	۱۴۴
۱۹۵	حدیث نبوی میں ایمان کو عمل کہا گیا	۱۴۵
۱۹۵	بتصریح شیخ سعدی مقلد کی عبادت ضلالت ہے	۱۴۶
۱۹۵	شیخ سعدی کی بات کے جواب کی ہمت فرقہ بریلویہ میں نہیں	۱۴۷
۱۹۶	فرقہ بریلویہ کے ولی اللہ قرار دیئے ہوئے مولانا رومی تقلید پرستی کو حرام کہتے ہیں	۱۴۸
۱۹۷	اپنے علاوہ دوسرے اسلامی فرقوں کی تکفیر میں حنفی مذہب سے فرقہ بریلویہ کا اعراض	۱۴۹
۱۹۸	فرقہ بریلویہ بعض کو چھوڑ کر سبھی صحابہ کو مقلد کہتا ہے	۱۵۰
۱۹۹	تنبیہ (فرقہ دیوبندیہ کی فتنہ سامانی)	۱۵۱
۲۰۰	ہم نے کہا تھا کہ تمام انبیاء بشمول آدم و خاتم الانبیاء ایک ہی مذہب کے تابع تھے	۱۵۲
۲۰۱	متعدد قرآنی آیات میں قرآن کا ایک نام حدیث بتلایا گیا ہے	۱۵۳
۲۰۱	حضرت آدم سے لیکر دس قرون تک کائنات انسانی صرف ایک مذہب کی تابع تھی۔	۱۵۴

(ی)

۲۰۲	انسانوں کے مورث اعلیٰ آدم کا وطن ہندوستان تھا	۱۵۵
۲۰۳	ہندوستان میں حضرت آدم کو اذان سنائی گئی	۱۵۶
۲۰۳	دعویٰ مذکورہ کی دلیل (حدیث نبوی)	۱۵۷
۲۰۳	حدیث مذکور کی سند پر بحث و تحقیق	۱۵۸
۲۰۳	ترجمہ امام مطہین حضری	۱۵۹
۲۰۵	ایضاح	۱۶۰
۲۰۶	فلسفہ اہل الذکر و الہدایت سے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا جوہر تقلید پر استدلال غلط ہے	۱۶۱
۲۰۷	دیوبندی و بریلوی استدلال کی تفسیر پر بحث (پہلی آیت)	۱۶۲
۲۰۸	دوسری آیت	۱۶۳
۲۱۱	۱۳۰۵ھ میں ہونے والے مناظرہ مرشد کبار کا تذکرہ	۱۶۴
	تردید تقلید پرستی والی بعض کتابوں کا ذکر	۱۶۵
۲۱۲	فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے اصول سے تقلید پرستی کا ابطال	۱۶۶
۲۱۳	تقلید کے لغوی اور اصلاحی معنی	۱۶۷
۲۱۳	پیش و تاہ فریخت کرنے کا مسئلہ	۱۶۸
۲۱۶	کیا سلفی عالم مولانا وحید الزماں مسلک اہل حدیث پر معترض تھے؟	۱۶۹
۲۱۷	سلفی عالم نواب صدیق حسن پر توہین خلیفہ راشد کا اتمام	۱۷۰
۲۱۷	اہل حدیث پر قیاس پرستی کا بریلوی و دیوبندی الزام	۱۷۱
۲۱۹	بریلوی اعلیٰ حضرت کا ایک مکذوب چیلنج	۱۷۲
۲۱۹	کیا کہتے ہیں کہ ہم ہونا نفع شرعی سے ثابت نہیں؟	۱۷۳
۲۲۱	سورۃ فاتحہ سے وجوب تقلید پر دیوبندی بریلوی استدلال	۱۷۴
۲۲۲	اس بریلوی و دیوبندی استدلال کی تکذیب	۱۷۵
۲۲۲	صراط مستقیم سے بریلوی و دیوبندی انحراف	۱۷۶
۲۲۳	متعدد اولیاء اللہ کو تقلید پرست قرار دینے میں بریلوی افتراء پر دازی	۱۷۷

(دک)

۲۲۵	نقش ہندی صوفیاء تقلید پرست نہیں اہل حدیث تھے	۱۷۸
۲۲۵	بریلوی دعویٰ کی تکذیب دوسرے طور پر	۱۷۹
۲۲۶	ایام قدیم سے بدعتی مذاہب کے امام ہوتے چلے آئے ہیں	۱۸۰
۲۲۷	بریلوی و دیوبندی فرقوں کے پیران پیر کا یہ ارشاد کہ کوئی مقلد ولی اللہ نہیں ہو سکتا	۱۸۱
۲۲۸	اپنے پیران پیر کے خلاف فرقہ بریلویہ نے مقلدین کو ولی اللہ کہا	۱۸۲
۲۲۹	مذکورہ جیلانی بیان کا کوئی جواب فرقہ بریلویہ سے نہیں بنا پڑا	۱۸۳
۲۳۰	امام علیٰ خواص و امام شہرانی نے بھی کہا کہ کوئی تقلید پرست ولی اللہ نہیں ہو سکتا	۱۸۳
۲۳۱	فرقہ بریلویہ سے ایک سوال	۱۸۵
۲۳۱	تقلید پرستی آدمی کو ولی اللہ کے درجہ تک پہنچنے سے روکتی ہے	۱۸۶
۲۳۲	بیس افراد کو محض مکذوب طور پر فرقہ بریلویہ نے اولیاء کہا	۱۸۷
۲۳۳	امام ابو حنیفہؒ نے اپنی اور غیر تقلید سے ممانعت کی ہے	۱۸۸
۲۳۳	منع تقلید پر اجماع صحابہ	۱۸۹
۲۳۳	بہر حال امام طحاوی حنفی تمام تقلید پرست لوگ بشمول رضاخانی غیبی اور بید ہیں	۱۹۰
۲۳۵	فرقہ اہل الرائی اسلامی فرقوں میں سب سے زیادہ مضرت رسالہ ہے	۱۹۱
۲۳۶	حدیث نبوی کی نظر میں فرقہ اہل الرائی گمراہ گروہ ہے	۱۹۲
۲۳۶	بہر حال فاروقی اہل الرائی دشمن اہل سنت ہیں	۱۹۳
۲۳۷	افتراق امت کی صورت میں شریعت نے کیا حکم دیا ہے؟	۱۹۳
	شریعت کا حکم ہے کہ اختلاف کی صورت میں سنت نبویہ و سنت خلفائے	۱۹۵
۲۳۷	راشدین کو لازم پکڑا جائے	
۲۳۸	نصوص کے بالمقابل دین میں ایجاد شدہ چیز بدعت ہے	۱۹۶
۲۳۹	شریعت نے حکم نبوی کی خلاف ورزی کو منافقوں کا شیوہ و شعار بتلایا	۱۹۷
۲۴۱	فرقہ بریلویہ کا یہ دعویٰ کہ غیر مقلدین راہ مستقیم سے بنے ہوئے ہیں	۱۹۸
۲۴۲	شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خلاف بریلویہ و دیوبندیہ کی شورش	۱۹۹
۲۴۲	شاہ اسماعیل کے خلاف فرقہ بریلویہ کی شورش	۲۰۰

(د)

۲۴۳	سر زمین مشرق سے ظہور فتن کی نبوی پیش گوئی	۲۰۱
۲۴۳	غیر مقلدین کی مختصر تاریخ	۲۰۲
۲۴۵	حدیث نبوی میں عراق کو فتوں کی زمین کہا گیا	۲۰۳
۲۴۷	شام نبوی میں گستاخی کوئی مقلد ہی کر سکتا ہے	۲۰۴
۲۴۸	ہندوستان میں فتنہ و پلہیت	۲۰۵
۲۴۸	ہندوستان کی انگریزی حکومت خنفسی مذہب کی حمایت کیوں کرتی تھی	۲۰۶
۲۴۹	شاہ اسماعیل شہید اور شیخ الاسلام نجدی کی کتابوں کے مضامین میں موافقت کیوں ہے۔	۲۰۷
۲۵۱	فرقہ بریلویہ اہل حدیث کو وہابی کیوں کہتا ہے؟	۲۰۸
۲۵۲	تنبیہ بلخ اول و تنبیہ بلخ ثانی	۲۰۹
۲۵۳	فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ پر شیخ جیلانی کا فتویٰ کفر	۲۱۰
۲۵۵	بریلوی و دیوبندی مذہب میں بسم اللہ اور نیت کے بغیر وضو صحیح	۲۱۱
۲۵۷	غیر مقلدین علمائے دیوبندیہ کی نظر میں	۲۱۲
۲۵۹	سلفی عالم مولانا محمد حسین بناوٹی فرماتے ہیں کہ جاہل آدمی کا جہنم مطلق بن جانا خطرناک ہے	۲۱۳
۲۶۱	غیر مقلدین کے چند اہم اصول (پہلا اصول)	۲۱۴
۲۶۲	دوسرا اصول	۲۱۵
۲۶۲	وسیلہ بریلویہ	۲۱۶
۲۶۳	سلفی مذہب شرعی حدود و قیود توڑ کر مطلق العنان آزادی کا مخالف ہے۔	۲۱۷
۲۶۵	کیا اہل حدیث تفسیر سلف کی پرولو نہیں کرتے؟	۲۱۸
۲۶۵	تیسرا اصول	۲۱۹
۲۶۶	ترتیب	۲۲۰
۲۶۷	اسود غوی کی تردید کہ صحابہ کرام ہر رکعت ترلوغ پڑھتے تھے	۲۲۱
۲۶۸	خلیفہ راشد عمر فاروق نے آٹھ رکعت ترلوغ پڑھنے کا حکم دیا (پہلی روایت)	۲۲۲

۲۶۸	دوسری روایت	۲۲۳
۲۶۹	تیسری روایت	۲۲۴
۲۶۹	فرقہ بریلویہ کی مستدل روایت پر نظر	۲۲۵
۲۷۰	امام نجویہ کا ترجمہ	۲۲۶
۲۷۱	ترجمہ یزید بن عبد اللہ بن خصیفہ	۲۲۷
۲۷۱	روایت یزید بن روان	۲۲۸
۲۷۱	خلفائے راشدین کی طرف بریلوی مفتی کا انتساب	۲۲۹
۲۷۲	کلام ترمذی کی نقل میں بریلوی خیانت	۲۳۰
۲۷۳	بعض اسلاف چالیس رکعت تلووح پڑھتے تھے	۲۳۱
۲۷۴	امام احمد بن حنبل کا موقف	۲۳۲
۲۷۴	شیخ عبد الحق دہلوی کی صراحت	۲۳۳
۲۷۶	مال تجارت میں زکوٰۃ	۲۳۴
۲۷۷	عبارت ترمذی میں خیانت بریلوی	۲۳۵
۲۸۳	زکوٰۃ اموال تجارت میں سلفی موقف	۲۳۶
۲۸۲	قربانی (ایام قربانی چار ہیں)	۲۳۷
۲۸۲	گھر بھر کی طرف سے ایک بھری کی قربانی	۲۳۸
۲۸۳	حضرت عبد اللہ بن ہشام صحابی کا موقف	۲۳۹
۲۸۳	حضرت ابو ایوب کیا فرماتے ہیں؟	۲۴۰
۲۸۳	طلاق (ایک مجلس کی تین طلاقیں)	۲۴۱
۲۸۵	ابن بطوطہ کذاب کی تقلید میں امام ابن تیمیہ کے خلاف بریلوی جارحیت	۲۴۲
۲۸۶	غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ راز	۲۴۳
۲۸۷	فرقہ دیوبند کا قطع الوتین	۲۴۴
۲۸۹	غیر مقلدوں کے یہاں رام چمن وغیرہ نبی ہیں (پہلا مسئلہ)	۲۴۵
۲۹۳	غیر مقلدوں کے یہاں کافر کا نیک حلال ہے (دوسرا مسئلہ)	۲۴۶

۲۹۷	غیر مقلدوں کے یہاں جتنی عورتوں سے چاہے نکاح کر سکتا ہے (تیسرا مسئلہ)	۲۳۷
۲۹۸	حشکی کے جن جانوروں میں خون نہیں کیا وہ حلال ہیں؟ (چوتھا مسئلہ)	۲۳۸
۲۹۹	غیر مقلدین کے یہاں مردہ جانور پٹاک نہیں (پانچواں مسئلہ)	۲۳۹
۳۰۰	خزیر کی نجاست (چھٹا مسئلہ)	۲۵۰
۳۰۱	خون حیض و نفاس کی نجاست کا مسئلہ (ساتواں مسئلہ)	۲۵۱
۳۰۲	غیر مقلدوں کے یہاں مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں (آٹھواں مسئلہ)	۲۵۲
	غیر مقلدوں کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام چیزوں میں سود	۲۵۳
۳۰۳	چائز ہے (نواں مسئلہ)	
۳۰۳	پٹاک آدمی کا قرآن مجید چھوٹا ، اٹھانا ، رکھنا (دسواں مسئلہ)	۲۵۴
۳۰۵	سونے چاندی کے زیوروں میں زکوٰۃ (گیارہواں مسئلہ)	۲۵۵
۳۰۵	شراب کی نجاست (بارہواں مسئلہ)	۲۵۶
۳۰۸	سونے چاندی کے برتن بیچنے میں کمی بیشی (تیرہواں مسئلہ)	۲۵۷
۳۰۸	غیر مقلدین کے یہاں منی پاک ہے (چودھواں مسئلہ)	۲۵۸
۳۱۰	زوال سے پہلے نماز جمعہ (پندرہواں مسئلہ)	۲۵۹
۳۱۲	جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا (سولہواں مسئلہ)	۲۶۰
۳۱۳	قصدا چھوڑی ہوئی نماز کی قضاء (سترہواں مسئلہ)	۲۶۱
۳۱۴	جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا نجس؟ (اٹھارہواں مسئلہ)	۲۶۲
۳۱۴	دریائی جانور حلال ہیں (انیسواں مسئلہ)	۲۶۳
۳۱۵	چاندی سونے کے برتنوں کو استعمال کرنے کا مسئلہ (بیسواں مسئلہ)	۲۶۴
	جس عورت سے آدمی نے زنا کیا ہو وہ اس کی لڑکی سے نکاح	۲۶۵
۳۱۶	کر سکتا ہے یا نہیں؟ (اکیسواں مسئلہ)	
	غیر شادی شدہ آدمی کے لئے مشیت زنی وغیرہ کے ذریعہ منی	۲۶۶
۳۲۱	خارج کرنے کا جواز (بائیسواں مسئلہ)	
۳۲۲	ایک گھر کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کافی ہے (تیسواں مسئلہ)	۲۶۷

(س)

۳۲۲	قبر نبوی کے لئے سز زیارت (چوبیسواں مسئلہ)	۲۶۸
۳۲۵	نجاست گرنے سے پانی نجس ہونے کا مسئلہ (چھبیسواں مسئلہ)	۲۶۹
۳۲۵	غیر مقلدین کے یہاں پاک بدن کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز باطل نہیں ہوتی (چھبیسواں مسئلہ)	۲۷۰
۳۲۸	غیر مقلدوں کے یہاں خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا (ستائیسواں مسئلہ)	۲۷۱
۳۲۸	تنبیہ	۲۷۲
۳۲۹	غیر مقلدین کے یہاں سر منڈانا خلاف سنت اور علامت خوارج ہے (اٹھائیسواں مسئلہ)	۲۷۳
۳۳۰	لفظ اللہ کے ساتھ ذکر (اقتیسواں مسئلہ)	۲۷۴
۳۳۲	غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز تمام ستر چھپائے بغیر صحیح ہے (تیسواں مسئلہ)	۲۷۵
۳۳۳	نمازی کے کپڑوں کا پاک ہونا غیر مقلدوں کے نزدیک شرط نہیں (اکتیسواں مسئلہ)	۲۷۶
۳۳۵	پانچجامہ یا لنگی کا دوران نماز ٹخنتہ سے نیچے آ جانا ناقض وضو ہے (تیسواں مسئلہ)	۲۷۷
۳۳۶	رمضان میں بحالت روزہ قصد ا کھانے پینے سے کفارہ کا مسئلہ (تینتیسواں مسئلہ)	۲۷۸
۳۳۱	کیا پردہ والی آیت خاص ازواج مطہرات کے لئے نازل ہوئی (چونتیسواں مسئلہ)	۲۷۹
۳۳۲	سابی و خار پٹت و قنقذ کی حلت کا مسئلہ (پینتیسواں مسئلہ)	۲۸۰
۳۳۵	ذبح کرتے وقت جس جانور پر بسم اللہ نہیں پڑھا تو کھاتے وقت اس پر بسم اللہ پڑھنے کا مسئلہ (چھتیسواں مسئلہ)	۲۸۱
۳۳۶	تاہلغ لڑکا اگر بالغین کی امامت کرے تو اس کی امامت صحیح (سینتیسواں مسئلہ)	۲۸۲
۳۳۷	شادی یا خوشی میں باجے بجانے کا حکم (اڑتیسواں مسئلہ)	۲۸۳

۳۳۹	غیر مقلدوں کے یہاں حالت حیض میں طلاق نہیں پڑتی (اکتالیسواں مسئلہ)	۲۸۳
۳۳۹	کیا امام لندن شیعہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت علیؑ نے تین سو سے زیادہ مسلمانوں میں غلطی کی ہے؟ (چالیسواں مسئلہ)	۲۸۵
۳۵۱	نماز فجر کے واسطے تکبیر کے علاوہ دو اذانیں (اکتالیسواں مسئلہ)	۲۸۶
۳۵۱	زنا کاری سے رنڈی کا کلیا ہونا مال (میا لیسواں مسئلہ)	۲۸۷
۳۵۳	خطبہ میں ذکر خلفاء کا بدعت ہونا (تینتالیسواں مسئلہ)	۲۸۸
۳۵۳	غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائزہ ہے (چوالیسواں مسئلہ)	۲۸۹
۳۵۵	عورتوں سے لواطت کا مسئلہ (پینتالیسواں مسئلہ)	۲۹۰
۳۵۶	گانے اور مزامیر سے ممانعت کا مسئلہ (چھیالیسواں مسئلہ)	۲۹۱
۳۵۷	اقوال صحابہ کا حجت ہونا (سینتالیسواں مسئلہ)	۲۹۲
۳۵۸	تنبیہ بلیغ و ایضاح	۲۹۳
۳۵۹	کیا اہل حدیث ہندوستان کی انگریزی حکومت کے پیدا کردہ ہیں؟	۲۹۳
۳۶۲	تحریک شہیدین و خاندان ولی الہی کا مذہب و مسلک	۲۹۵
۳۶۳	تحریک شہیدین کے قائدین نے تحریک سے ولہمہ لوگوں کو "محمدی" سے موسوم کیا	۲۹۶
۳۶۵	ائمہ دیوبند نے انگریزی حکومت کی طرف سے دفاع کیا	۲۹۷
۳۶۶	انگریزی حکومت کے ساتھ وفاداری و تعاون کا فتویٰ دیوبند یہ (پہلا فتویٰ)	۲۹۸
۳۶۷	انگریزوں کے ساتھ وفاداری و تعاون کا فتویٰ دیوبند یہ	۲۹۹
۳۶۸	تحریک شہیدین میں شرکت کی دعوت کو فرقہ دیوبند نے ٹھکرایا	۳۰۰
۳۶۸	دیوبند یہ جماعت دسر سید احمد خاں	۳۰۱
۳۶۹	غلام احمد قادیانی حنفی المذہب مقلد تھا	۳۰۲
۳۷۰	انگریزی حکومت دہلیوی جماعت	۳۰۳
۳۷۰	سر سید احمد خاں بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ	۳۰۴
۳۷۱	دہلیوی کتاب پر تبصرہ ختم	۳۰۵

(ف)

۳۷۲	غیر مقلدین کی حقیقت پر ردِ تبلیغ	۳۰۶
۳۷۲	خاندانِ ولی اللہ کی بعض تقلید شکن تصریحات	۳۰۷
۳۷۳	ایک ضروری تمہید شیخ الکل سے متعلق	۳۰۸
۳۷۳	شیخ الکل سے پہلے ہندوستان میں اہل حدیث	۳۰۹
۳۸۱	اہل حدیث کا نفر نس مومنقذہ اپریل ۱۹۹۵ء	۳۱۰
۳۸۳	فرقہ دیوبندیہ کا اہل حدیث پر فتویٰ کفر و ارتداد	۳۱۱
۳۸۶	مولانا شاہِ اللہ امرتسری کا ذکر خیر	۳۱۲
۳۸۸	دیوبندی کتاب "غیر مقلدین کی حقیقت" پر تبصرہ (تمہید)	۳۱۳
۳۸۸	اپریل ۱۹۹۵ء والی مرکزی اہل حدیث کا نفر نس کا ردِ عمل	۳۱۳
۳۸۹	مذہبِ ولی اللہی اور مذہبِ دیوبندی	۳۱۵
۳۸۹	شاہِ ولی اللہ نے کہا کہ اکثر فساد و فتن کا بڑا تقلید پرستی ہے	۳۱۶
۳۹۰	شاہِ ولی اللہ نے بعض اقسامِ تقلید کو شرک کہا	۳۱۷
۳۹۱	شاہِ ولی اللہ کے پوتے اور تلامذہ نے تقلید پرستی سے منع کیا اور مذہبِ اہل حدیث اختیار کرنے کا حکم دیا	۳۱۸
۳۹۲	دیوبندی مصنف مولوی سعید الحق قاسمی کا نگاہِ بولیں	۳۱۹
۳۹۳	فرقہ دیوبندیہ مدعی ہے کہ شاہ اسماعیل حنفی اللذہب مغل حکومت کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے	۳۲۰
۳۹۵	خاندانِ ولی اللہی کے بعض اجداد کا ذکر	۳۲۱
۳۹۵	مسک و ولی اللہی سے ہماری مراد	۳۲۲
۳۹۶	خاندانِ ولی اللہی کے جدا علی عمر فاروق مقلد نہیں تھے	۳۲۳
۳۹۷	نورِ بانہ خانقاہ اشرفیہ اور تمام صلیبہ کو فرقہ دیوبندیہ مدعیوں نے یلویہ تقلید پرست کہتے ہیں	۳۲۴
۳۹۹	اس بریلوی دیوبندی دعویٰ کی تکذیب	۳۲۵
۳۹۹	فاسنلو اہل الذکر والی آیت کا ذکر	۳۲۶

۳۹۹	اگر نسل فاروقی کا کوئی آدمی خیر القرون کے بعد مقلد بن گیا تو؟	۳۲۷
	منوالی اہل حدیث کا نفر نس میں اہل اسلام کو ملت واحدہ کی طرف	۳۲۸
۴۰۰	آنے کی دعوت دی گئی	
۴۰۰	دیوبندی کتاب غیر مقلدین کی حقیقت پر دیوبندی تقریظ از مولانا صفات اللہ	۳۲۹
۴۰۱	قرآن مجید میں تقریظ نگار کی تحریف نمبر ۱	۳۳۰
۴۰۲	قرآن مجید میں تقریظ نگار کی تحریف نمبر ۲	۳۳۱
۴۰۲	قرآن مجید میں تقریظ نگار کی تحریف نمبر ۳	۳۳۲
۴۰۲	حدیث نبوی "اول من قاس ابلیس" کی تحقیق	۳۳۳
۴۰۳	کیا اہل حدیث شریعت کے دو اصول کو اصول شریعت نہیں مانتے؟	۳۳۴
۴۰۵	کیا تقلید پرست لوگ خلفائے راشدین کے طریق پر چل رہے ہیں؟	۳۳۵
۴۰۶	غیر مقلدین کی ائمہ اربعہ سے بھیک منگائی	۳۳۶
۴۱۰	کیا غیر مقلدین ائمہ اربعہ سے مسائل چرا کر اپنا کام بتاتے ہیں؟	۳۳۷
۴۱۰	باعتراف فرقہ دیوبندیہ چوتھی صدی تک تقلید پرستی کا رواج نہیں تھا	۳۳۸
۴۱۱	ایضاح وجمیہ (چوتھی صدی کے بعد یہ دعویٰ دیوبندیہ کہ تقلید کے بغیر چارہ نہیں	۳۳۹
۴۱۲	تقلید پرستی کیوں بدعت ہے؟	۳۴۰
۴۱۳	مذہب اہل حدیث کا زمانہ ظہور بتلانے میں فرقہ دیوبندیہ کی تضاد بیانی	۳۴۱
۴۱۴	ہندوستان میں "محمدی" والی حدیث فرقہ دیوبندیہ کی ولادت سے پہلے موجود ہیں	۳۴۲
۴۱۶	شاہ ولی اللہ کی بات نقل کرنے میں تقریظ نگار کی تلبیس	۳۴۳
۴۱۸	امت ایک لمحہ کے لئے بھی تقلید پرستی کے جواز پر متفق نہیں ہوئی	۳۴۴
۴۲۰	دیوبندی شیخ التفسیر کا پیش لفظ (اہل حدیث فرقہ باطلہ جیسا ایک فرقہ ہے)	۳۴۵
۴۲۲	دیوبندی کتاب پر دیوبندی مفتی کی تقریظ	۳۴۶
۴۲۳	دیوبندی کتاب پر دیوبندی استاذ حدیث کا مقدمہ	۳۴۷
۴۲۴	تقلید	۳۴۸
۴۲۶	ائمہ اربعہ کی تقلید	۳۴۹

(ق)

۲۲۸	امام ابو عبد اللہ الحسین بن الحسن الحلیمی	۳۵۰
۲۳۰	امام ابو عمرو دانی و امام عبد القی بن عبد الواحد	۳۵۱
۲۳۱	امام فخر الدین رازی و غزالی	۳۵۲
۲۳۱	کیا غیر مقلدین ائمہ متبوعین اور ان کے متبعین پر لعن و لعن کرتے ہیں؟	۳۵۳
۲۳۲	بد عوی فرقہ دیوبندیہ ائمہ اہل حدیث ہیں	۳۵۴
۲۳۵	فرقہ دیوبندیہ کا یہ دعویٰ کہ تیسری صدی کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں ہوا	۳۵۵
۲۳۶	امام دارقطنی و حاکم مجتہد تھے	۳۵۶
۲۳۶	شاہ ولی اللہ کا ایک اصول	۳۵۷
۲۳۷	امام ابن تیمیہ کو فرقہ دیوبندیہ نے مقلد کہا	۳۵۸
۲۳۸	فرقہ دیوبندیہ نے شاہ ولی اللہ کو حنفی کہا	۳۵۹
۲۴۱	بد عوی فرقہ دیوبندیہ اہل حدیث لقب پر غیر مقلدین کا غاصبانہ قبضہ ہے	۳۶۰
۲۴۱	فرقہ دیوبندیہ کی مزید کذب بیانی	۳۶۱
۲۴۲	عدم تقلید	۳۶۲
۲۴۲	فرقہ دیوبندیہ نے اہل حدیث کو ذریات ابلیس کہا	۳۶۳
۲۴۵	مذہب اہل حدیث میں فرقہ دیوبندیہ کی متول روایت کذبہ ہے	۳۶۴
۲۴۶	ہندوستان آنے والے امام مقال بن حیان زبلی متوفی ۱۴۰ھ اہل حدیث تھے	۳۶۵
۲۴۶	شیخ جیلانی کے حسب تصریح اہل حدیث پر لعن کرنے والے بدعت پرست ہیں	۳۶۶
۲۴۷	عہدت ابن خلدون سے دیوبندی استدلال کی تغلیط	۳۶۷
۲۴۸	تقلید پرستی کی بابت شاہ ولی اللہ کا بیان	۳۶۸
۲۴۹	شاہ اسماعیل شہید کی کتابوں میں اہل حدیث نام فخر الہ آبادی کا حوالہ	۳۶۹
۲۵۰	امام شاہ اسماعیل شہید تقلید حکم کو بدعت حکم تھے	۳۷۰
۲۵۲	دیوبندی فرقہ کے متعلق اہل حدیث کے نظریات	۳۷۱
۲۵۳	مونا تھ بھنجن کی طعی حیثیت	۳۷۲
۲۵۴	سلفی امام ابو اسحاق لرووی اعظمی کا ذکر	۳۷۳

(۲)

۳۵۵	مولانا فیض اللہ مٹوی	۳۷۳
۳۵۷	مولانا ابو الکلام محمد علی مٹوی	۳۷۵
۳۵۷	مولانا قائم علی مٹوی	۳۷۶
۳۵۹	فرقہ دیوبندیہ کے محدث شہیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی	۳۷۷
۳۶۳	کیا یہ دیوبندی دعویٰ صحیح ہے کہ سو پر هجوم کرنے والے دیوبندی علماء	۳۷۸
۳۶۳	خاندان ولی اللہ کے لوہال ہیں	
۳۶۳	مٹویں غیر مقلدین کا آغاز (حافظ عبد اللہ غازی پوری)	۳۷۹
۳۶۵	مولانا فیض اللہ مٹوی	۳۸۰
۳۶۶	مولانا سلامت اللہ و شبلی	۳۸۱
۳۶۹	تبت بالخیر	۳۸۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ کتاب و تمہید

الحمد لله محمدہ ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله

فإن أصدق الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد ﷺ وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار. أما بعد: فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم "يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون" (سورة آل عمران - ١٠٢) "يا أيها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذي تسألون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيبا" (پ ٣ سورة النساء ١٠٠) "يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدينا يصلح لكم أعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما (پ ٢٣ سورة الاحزاب ٤٠-٤١)

حضرات اہل اسلام! مذکورہ بالا خطبہ مسنونہ کے ساتھ آپ لوگ مندرجہ ذیل آیات کریمات کو بھی تلاوت کر کے ان کے معانی کو بخوبی سمجھنے اور ان کے مقتضی پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں نیز پورے قرآن مجید اور دوسرے نصوص شرعیہ کو بخوبی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی طرف پورا دھیان دیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :-

"ولقد أرسلنا نوحا وإبراهيم وجعلنا في ذريتهما النبوة والكتاب فمنهم مهتد وكثير منهم فاسقون ثم قفينا على آثارهم برسلنا وقفينا بعيسى ابن مريم وآتيناه الإنجيل وجعلنا في قلوبهم الذين اتبعوه رافة ورحمة ورهانية يتبعوها ما كسناها عليهم إلا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعايتها فاتينا الذين آمنوا منهم اجرهم وكثير منهم فاسقون" (پ ٢٤ سورة الحديد ٢٦-٢٧) "واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا إلى أن قال ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البينات وأولئك لهم عذاب أليم" (پ ٣ سورة آل عمران: ١٠٣، ١٠٤، ١٠٥)۔

یعنی ”ہم نے نوح و ابراہیم (علیہما الصلاۃ والسلام) کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی نسل میں نبوت و کتاب و وحی کر دی لیکن ان میں سے تھوڑے ہی لوگ راہ حق پر قائم رہے اور بہت سارے لوگ راہ حق سے منحرف ہو کر فاسق بن گئے، پھر ان دونوں رسولوں کے بعد ہم نے بہت سے رسول بھیجے جن کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کو بھیجا اور انہیں ہم نے انجیل دی اور جو لوگ ان کے (عیسیٰ بن مریم کے) قبیح ہوئے ان کے دلوں میں ہم نے شفقت و نرمی اور رحمت داخل کر دی۔ مگر جو لوگ عیسیٰ بن مریم کے پورے قبیح نہ رہے انہوں نے اپنے دین میں ایک بدعت ”رہبانیت“ ایجاد کر لی حالانکہ ہم نے ان لوگوں پر ”بدعت رہبانیت“ کو واجب و مشروع نہیں قرار دیا تھا بلکہ ہم نے ان پر صرف یہ بات واجب قرار دی تھی کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والے کام ہی کیا کریں پھر بھی ہمارے واجب قرار دیئے ہوئے اس حکم سے منحرف ہو کر انہوں نے جو ”بدعت رہبانیت“ خود ساختہ طور پر ایجاد کر لی تھی اپنی ایجاد کردہ اس بدعت کے اصول و ضوابط کی بھی انہوں نے کما حقہ رعایت نہیں کی اور ان کی پوری پابندی سے بھی روگردانی کی تو ان لوگوں میں سے ایمان لانے والے والوں کے اجر ہم دیں گے۔ مگر ان میں سے بہت سارے لوگ تو راہ حق و صواب سے منحرف ہو کر فاسق ہی ہو گئے ہیں۔“

اے اہل ایمان تم لوگ متحدہ اور متفقہ طور پر اللہ کا دین پامردی و مضبوطی سے تھامے رہو اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جو اختلاف و افتراق کا شکار ہو کر مختلف و متعدد پارٹیوں اور جماعتوں میں منقسم ہو گئے باوجودیکہ ان کے پاس من جانب اللہ روشن دلیلیں آچکی تھیں اس طرح کے غلط کار لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ ان آیتوں میں واضح طور پر یہ بتلایا گیا ہے کہ حضرت نوح و ابراہیم جیسے اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ رسولوں کی لولاد و نسل کی اکثریت نبوت و کتاب اللہ سے بہرہ ور ہونے کے باوجود راہ حق و صواب سے منحرف ہو کر فاسق و نافرمان بن گئی۔ جس کی اصلاح کے لئے بہت سارے رسول خصوصاً عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھیجے گئے مگر کچھ لوگوں کے علاوہ عام لوگوں نے بہت ساری بدعات اور اجترامی رسوم پر مشتمل ”رہبانیت“ نامی ایک بدعت اللہ کے دین میں ایجاد کر لی اور وہ اس کی پابندی کرنے کے دعویدار بن گئے۔ جبکہ

انہیں ایسا کرنے سے روکنے کے ساتھ انہیں محض کتاب و شریعت کی پابندی کر کے رضاء الہی حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی تھی لیکن کتاب و شریعت کے اس حکم کے خلاف اپنی ایجاد کردہ اس بدعت یعنی ”رہبانیت“ کی پابندی و پیروی بھی یہ لوگ نہیں کر پائے اور یہ معلوم ہے کہ رہبانیت بہت ساری دوسری بدعات و ضلالت پر مشتمل ایک نہایت بھیاںک قسم کی بدعت تھی، جو بظاہر دین داری و تقویٰ شعاری و عبادت گزارى و زہد و اتقاء و خیر و صلاح کی چیز معلوم ہوتی تھی، مگر وہ حکم الہی کے بغیر بلکہ حکم الہی کے خلاف ایجاد کی گئی تھی پھر بھی اسے ایجاد کرنے والوں اور اس کی پابندی و پیروی کے دعویٰ داروں نے جو بہت ساری ذیلی و ضمنی بدعات اختراع کر رکھی تھیں انہیں بھی انہوں نے پس پشت ڈال دیا، بہشت عیسوی کے بعد فترت طویلہ گذرنے پر آخری رسول خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح عالم کے لئے منجانب اللہ تعالیٰ مبعوث ہوئے۔ آپ نے تعلیم الہی کے مطابق اپنی امت کو متحد و متفق رہ کر دین اسلام پر قائم رہنے کا حکم دیا اور ام سابقہ کی طرح اختلاف و افتراق اختیار کرنے سے منع کیا اپنی جملہ تعلیمات کے ساتھ آپ نے یہ پیش گوئی بھی کی تھی کہ میری امت بھی گذشتہ سابقہ امتوں کی طرح غلط روی اور تفرق و پدائی بندی کی شکار ہوگی بلکہ سابقہ امتوں سے اس معاملہ میں بڑھ جائے گی، اس نبوی پیش گوئی پر کسی قدر تفصیلی تحقیق ہماری کتاب میں آگے چل کر پیش کی گئی ہے۔

اس نبوی پیش گوئی کے مطابق آپ کی امت میں سے کچھ لوگوں نے رہبانیت والی بدعت تو ایجاد ہی کی مگر انہوں نے یسود و نصاریٰ و ام سابقہ والی رہبانیت سے زیادہ ضلالت والی بدعت دوسرے ناموں سے ایجاد کی اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری خود ساختہ بدعات کے مجموعہ کو آپ کی امت میں پیدا ہونے والے مختلف فرقوں نے اپنے اپنے طور پر اپنا دین و مذہب اور ایمان قرار دے لیا۔ اور مدعی رہے کہ ہم ہی در حقیقت آپ کی لائی ہوئی شریعت و سنت کے صحیح معنوں میں پیرو ہیں۔

جس طرح قرآنی بیان کے مطابق سابقہ امتوں نے بدعت رہبانیت ایجاد کر کے اسے اپنا دین و مذہب قرار دیا پھر اپنے ایجاد کردہ اس دین و مذہب پر وہ قائم نہیں رہ سکے اسی طرح نبوی پیش گوئی کے مطابق آپ کی امت کے بہت سے لوگوں نے ”تھلید پرستی“ نام کی ایک

بدعت نصوص و احکام شریعت کے خلاف ایجاد کر لی۔ یہ نو ایجاد بدعت یعنی تقلید پرستی ان لوگوں نے نہ صرف نصوص و احکام شریعت کے خلاف ایجاد کی بلکہ آپؐ کی خیر القرون قرار دی ہوئی تین صدیوں (طبقات مراد صحابہ و تابعین و اجار تابعین) کے اجماع کے بالکل خلاف اسے ایجاد کر لیا اور اپنی ایجاد کردہ اس تقلید پرستی کے لئے انہوں نے بہت سارے حیرت انگیز اصول و ضوابط اور قوانین و دستاویز وضع کئے جن کی پابندی کا ان تقلید پرست لوگوں کو دعویٰ ہے مگر حقیقت امر یہ ہے کہ جس طرح قرآنی بیان کے مطابق سابقہ امتوں نے اپنی ایجاد کردہ بدعت رہبانیت اور اس کے اصول و ضوابط کی پابندی کے دعویٰ کے باوجود ان کا لحاظ و خیال نہیں رکھا اسی طرح آپؐ کی امت میں تقلید پرستی کو ایجاد کر لینے والوں کا حال ہے حتیٰ کہ تقلید پرستی کے مدعی بعض فرتے در حقیقت غیر مقلد بھی ہیں اور انہیں اپنے غیر مقلد ہونے پر ناز و فخر بھی ہے اس کے باوجود وہ اپنی غیر مقلدیت پر نازاں و فرحان ہونے کے برخلاف اپنے کو تقلید پرست بھی کہتے ہیں اور اس پر بھی ناز و فخر اور نخرے کرتے ہیں، متضاد و متعارض قسم کے اوصاف جمع کر لینے کے باوجود یہ لوگ اپنے ہی کو حق پرست بھی کہتے ہیں اور دوسروں پر اسلام سے انحراف کا الزام لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو حق فہمی و حق کوشی و حق پرستی کی توفیق دے اور اس سے مختلف تمام باتوں سے محفوظ رکھے، آمین۔

ہمارے اس کام میں جس کسی نے کسی قسم کی معاونت کی ہے اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہاں میں اجر عظیم سے نوازے، آمین۔

بریلوی جماعت اور بانی بریلوی جماعت کا تعارف

ہمارے ملک ہندوستان میں فرقہ بریلوی نامی ایک بدعت پرست و بدعت ساز فرقہ پایا جاتا ہے۔ جس کے بانی و قائد اعظم کو بریلوی لوگ "اعلیٰ حضرت حضور پر نور عظیم البرک کہ جلیل المنزلہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت احمد رضا خاں بریلوی کہتے ہیں۔ اپنے بانی و قائد اعظم و امام اکبر کی نسبت و نام کی طرف منسوب ہونے کے سبب یہ فرقہ "فرقہ بریلویہ" یا "فرقہ رضا خانہ" یا "فرقہ رضویہ" یا "فرقہ رضائی" کہلاتا ہے۔ اس فرقہ اور اس کے مذہب کی تولید و تخلیق اور تاسیس و تنظیم کرنے والے اس کے امام اعلیٰ حضرت ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۸ء میں پیدا

ہوئے۔ اور ۱۳۳۰ھ / ۱۹۲۱ء میں فوت ہوئے۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ اپنی عمر کے پچیسویں سال امام فرقہ بریلویہ نے اس فرقہ اور اس کے مذہب کی تائیس و عظیم کی تو لازم آتا ہے کہ اس فرقہ و مذہب کی تحقیق و تولید پر ابھی سواسو (۱۲۵) سال سے بھی کم مدت گزری ہے۔ اس کے باوجود اس نومولود فرقہ والے خصوصاً اس کے بانی اپنے کو عمد نبوی سے پائے جانے والے مذہب اہل سنت و جماعت کا پیرو و متبع کہتے ہیں اور انہوں نے اپنا نام اہل سنت و جماعت یا سنی اور اپنے مذہب کا نام سنی مذہب اور مذہب اہل سنت رکھ لیا۔ ظاہر ہے کہ اس نومولود بدعتی فرقے کا اپنا یہ نام رکھ لینا سراسر و حاندلی بازی ہے۔ کیونکہ یہ بدعتی فرقہ سراسر اہل سنت و جماعت سے مختلف و معارض اپنے خود ساختہ عقائد و نظریات اور دین و مذہب کا حامل ہے۔

بریلوی مفتی جلال الدین امجدی اور ان کی کتاب

غیر مقلدوں کے فریب

اس نومولود فرقے کے ایک مفتی جلال الدین احمد امجدی مولود ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء (جو ابھی بقیہ حیات ہیں) کی تصنیف کردہ ایک کتاب ”غیر مقلدوں کے فریب“ ہم کو چند مینے پشتر دیکھنے کے لئے ہمارے بعض عزیزوں اور دوستوں نے اس خواہش و مطالبہ کے ساتھ دی کہ میں اس پر تحقیقی نقد ورد لکھ کر اس کی دیسہ کاریوں اور تلبیسات کا پردہ چاک کروں کتاب مذکور کے سرورق کے پشت والے صفحہ یعنی ان ٹائٹل پیج کی تحریر کے مطابق یہ بریلوی کتاب یعنی ”غیر مقلدوں کے فریب“ پہلی بار ۱۳۱۵ھ / ۱۹۹۳ء ہاتھام مولانا اور احمد قادری امجدی ٹیچر مدرسہ امجدیہ اہل سنت ارشد العلوم لوجھا سنج بستی سے طبع ہوئی ہے اس کے مصنف نے بعنوان ”نگاہ لولین“ ایک صفحہ پر مشتمل اپنی تحریر کے آخر میں تاریخ تحریر ۲۵ / محرم الحرام ۱۳۱۵ھ / ۶ / جولائی ۱۹۹۳ء لکھی ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ چھپ کر منظر عام پر آنے کے تقریباً سال بھر بعد کتاب مذکور مجھے دیکھنے کو ملی۔ عام بریلوی کتابوں کی طرح اسے بھی ناقابل التفات سمجھ کر میں نے اسے ایک طرف ڈال دیا تھا مگر ماہ جمادی الاولیٰ مطابق اکتوبر ۱۳۱۶ھ / ۱۹۹۵ء کے اواخر میں ہم کو خبر ملی کہ اس بدعتی کتاب کے سبب ملک کے بعض حصوں میں خصوصاً صوبہ راجستھان کے

بیلواڑہ شہر اور اس کے مضافات میں اچھا خاصا فتنہ برپا ہے دریں صورت زیادہ فتنے والے علاقہ بیلواڑہ (راجستھان) کے ذمہ دار بدعت پرست مولویوں سے بالمشافہ گفتگو کر کے اس کتاب کی تلبیسات کی پردہ دری کے لئے ہم اپنے ایک رفیق کار عزیزم مولانا اصغر علی سلفی مدنی بہاری سلمہ اللہ کی معیت میں منگل ۲۱ / جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ / ۱۷ / اکتوبر / ۱۹۹۵ء کو گئے مگر بہت ساری تدابیر کے باوجود بریلوی علماء اصول و ضابطہ کے مطابق حسب عادت ہمارے سامنے آکر اس سلسلے میں بات چیت پر کسی طرح بھی آمادہ و راضی نہ ہوئے بالآخر ہم کو وہاں سے چند دنوں بعد واپس آنا پڑا لیکن متعدد مخلصین و غیرت مند سلفی حضرات نے مجھ خاکسار کو حکم دیا کہ اس فتنہ انگیز رضاخانی کتاب کا تحقیقی رد لکھ کر رضاخانی حقیقت واضح کر دی جائے۔ اس حکم و مطالبہ کی تعمیل میں میں مذکورہ بریلوی کتاب پر یہ تحقیقی رد و نقد لکھ کر حقائق کو واضح و آشکار کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ میری اس تحریر سے حق و صواب لوگوں کے سامنے واضح کر دے اور بندگان خدا اس کے ذریعہ حقائق تک پہنچ سکے اور دنیا و آخرت میں ہم کو من جانب اللہ اجر جزیل سے نوازا جائے، آمین۔

ہماری اس کتاب کی ترتیب و تصنیف میں اللہ تعالیٰ کے جس بندہ نے بھی جتنی معاونت کی ہے اسے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اجر جزیل و انعام سے نوازے، آمین۔

سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ اور بریلوی کتاب غیر مقلدوں کے

فریب کا زمانہ تصنیف

فرقہ بریلویہ کے حکم سے بریلوی مفتی جلال الدین امجدی کی لکھی ہوئی اس کتاب میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ بریلوی کتاب مشہور و معروف بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کا بریلوی رد و جواب ہے۔ یہ عجیب معاملہ ہے کہ بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کو طبع ہو کر منظر عام پر آئے ہوئے پچھتر (۷۵) سالوں سے زیادہ طویل عرصہ گزر گیا مگر فرقہ بریلویہ کو اس کا رد و جواب لکھنے کی توفیق پچھتر (۷۵) سالوں کی خاموشی کے بعد ہوئی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ حقیقتہ الفقہ کے جواب میں لکھی جانے والی اس بریلوی کتاب میں یہ صراحت کر دی گئی ہے کہ اس کتاب حقیقتہ الفقہ میں مندرج تمام باتوں میں سے صرف چالیس باتوں کا جواب بریلوی

فرقہ کی طرف سے دیا جا رہا ہے۔ (غیر مقلدوں کے فریب بعنوان نگاہ اولین طبع ۱۳۱۵ھ
۱۹۹۳ء ص ۵) حالانکہ اس بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ اللہ میں مختلف عناوین کے تحت
ڈھائی ہزار سے بھی زیادہ مسائل نمبر وار لکھے ہوئے ہیں۔

ایضاح و تنبیہ

اس کتاب حقیقتہ اللہ میں رد و تقلید میں ۸۳۲ سے زیادہ دفعات کے تحت تھلید شکن باتیں لکھی ہیں اور
محولہ صفحات سے پہلے اور بعد میں بھی مختلف انداز میں مختلف عناوین سے مجموعی طور پر مزید
ایک ہزار سے زیادہ باتیں مندرج ہیں۔ پھر اس کتاب کے حصہ اول میں چھ سو انیس (۶۱۹) اور
دوم میں چھ سو سینتیس (۶۳۷) اور ان سے ملحق سو سے زیادہ فقہی و غیر فقہی باتیں منقول ہیں
جن کی مجموعی تعداد بہر حال ڈھائی ہزار سے اوپر ہو جاتی ہے مگر ان میں سے صرف چالیس ہی
کو بریلوی مفتی نے اپنی بریلویت کا نشانہ بنایا باقی ہزاروں مسائل کے جواب سے بالکل عاجز و قاصر
دلایا جواب رہے محض اسی بات سے فرقہ بریلویہ اور اس کے بریلوی مذہب کی حقیقت سمجھ میں آ
جاتی ہے۔ ان چالیس مسائل پر جو بریلویانہ لب کشائی کی گئی ہے اس پر ہم نے سب سے پہلے
تحقیقی نظر ڈالی ہے اور ہماری اس تحقیقی نظر ہی سے بریلوی فرقہ و مذہب کی حقیقت واضح ہے۔
وما توفیقی الا باللہ وهو المستعان۔

حقیقتہ اللہ کے ”پہلے مسئلہ“ پر بریلوی رد و قدح کا تحقیقی

جائزہ

بریلوی مفتی نے حقیقتہ اللہ کے ہزاروں مسائل میں سے جن چالیس مسائل پر
بریلویانہ رد و قدح کی گنجائش اپنے اندر پائی ہے ان کے لئے موصوف بریلوی مفتی نے ”غیر
مقلدوں کے چالیس فریب“ کا عنوان قائم کیا ہے حالانکہ دیانت داری کا تقاضا تھا کہ بریلوی
مفتی عنوان مذکور کے بجائے ”فرقہ بریلویہ و رضا خانیہ کے چالیس فریب“ قائم کرتے کیونکہ
اس عنوان کے تحت موصوف بریلوی مفتی کی تحریر سے صرف بریلوی مذہب اور بریلوی فرقہ
کے فریب ظاہر ہوتے ہیں بلکہ پوری کتاب کی تحریروں سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ اپنے قائم

کردہ اس بریلویانہ عنوان کے تحت پہلے بطور تمہید بریلوی مفتی نے کہا :-

”کتاب حقیقتہ اللہ تصنیف غیر مقلدہ مولوی یوسف جے پوری جو دوسرے غیر مقلد مولوی دلدو کی صحیح و اضافہ کے بعد ادارہ دعوت الاسلام موسن پورہ بمبئی سے شائع ہوئی ہے وہ حنیفوں کو ان کے مذہب سے نفرت دلانے اور انہیں غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے شروع سے آخر تک پوری کتاب فریب سے بھری ہوئی ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۵)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی عبارت کی بریلوی اردو ہی اہل زبان کے طریق تعبیر سے مختلف ہے جیسا کہ اس کے خط کشیدہ الفاظ ”وہ حنیفوں“ اور ”پوری کتاب“ سے۔ ظاہر ہے۔ اس بریلوی عبارت میں بریلوی مفتی نے اپنے مذہب اور اپنے فرقہ کا حنفی مذہب اور حنفی فرقہ ہونا ظاہر کیا ہے جبکہ فرقہ بریلوی کی تولید و تخلیق سے سیکڑوں سال پہلے حنفی مذہب یہ صراحت پوری وضاحت سے کر چکا ہے کہ جس طرح کے عقائد و نظریات بریلوی مذہب و بریلوی فرقہ رکھتا ہے وہ کافروں کے عقائد و نظریات ہیں جیسا کہ تفصیل تحقیق کے ساتھ آرہی ہے دریں صورت بریلوی مفتی کا اپنے مذہب کو اور اپنے فرقہ کو حنفی مذہب و فرقہ کہنا محض بریلوی دھاندلی ہے پھر بریلوی مفتی کا یہ ظاہر کرنا کہ بدعت شکن و تقلید شکن سلفی کتاب حقیقتہ اللہ حنیفوں کو ان کے مذہب سے نفرت دلانے اور انہیں غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے لکھی گئی ہے بہت معنی خیز بریلوی ظہیں کاری ہے جس کی حقیقت ہماری پیش کردہ آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگی۔

اپنی مذکورہ بالا بریلوی تمہید کے بعد بریلوی مفتی نے اپنے بریلوی فریب کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے کہا :-

”ہم اس مقام پر اس کتاب یعنی حقیقتہ اللہ کے صرف چالیس فریب نقل کرتے ہیں (۱) حقیقتہ الفقہ ص ۳۹ پر حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب غیۃ الطالبین کے حوالہ سے حنیفہ کو گمراہ فرقوں میں شمار کیا ہے..... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی غیر مقلدوں کے اس فریب کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ صریح غلط اور افتراء بر افتراء ہے کہ تمام حنیفہ کو ایسا لکھا ہے غیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ”ہم بعض الحنفیۃ“ وہ بعض حنفی ہیں اس سے نہ

حنیفہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حقیقت پر اٹخ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۵)
 ہم کہتے ہیں کہ ناظرین کرام فرقہ بریلویہ کی صدق مقال و حق پرستی کی حقیقت جاننے
 کے لئے یہ بات ملحوظ رکھیں کہ فرقہ بریلویہ اس بات کا مدعی ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی چاروں
 اماموں میں سے امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے زیر نظر اس بریلوی کتاب میں بھی اس بات کا
 دعویٰ کیا گیا ہے۔

اہل سنت اور مرجئہ کا تعارف امام احمد بن حنبل کی زبانی

اب ناظرین کرام امام احمد بن حنبل کا ایک نہایت صریح اور واضح بیان ملاحظہ فرمائیں
 امام احمد نے فرمایا :-

الإيمان بزهد وينقص ويستثنى في الإيمان ومن زعم أن الإيمان قول بلا عمل فهو مرجئ
 ومن زعم أن الإيمان هو القول والأعمال شرائع فهو مرجئ ومن زعم أن الإيمان لا يزيد وينقص
 فقد قال بقول المرجئة ومن لم ير الاستثناء في الإيمان فهو مرجئ إلى أن قال وهذه الأقاويل
 والمذاهب مذاهب أهل السنة والجماعة ولأصحاب البدع القاب وأسماء لا تشبه أسماء الصالحين
 ولا العلماء فمن أسمائهم المرجئة الذين يزعمون أن الإيمان قول بلا عمل الخ

یعنی ” اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے اور یہی ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ ایمان گھٹتا
 بڑھتا ہے اور ایمان کی بابت ان شاء اللہ بھی کہا جاتا ہے اس کے برعکس جو لوگ ایمان میں کمی
 بیشی نہیں مانتے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں اور ان شاء اللہ معاملہ
 ایمان میں کہنے کے قائل نہیں وہ مرجئہ ہیں اہل سنت وجماعت کے برخلاف اہل بدعت ایسے
 القاب اور ناموں سے موسوم ہوتے ہیں جو علماء اور صالحین کے القاب اور ناموں سے مشابہت
 نہیں رکھتے چنانچہ اہل بدعت کے مختلف فرقوں میں سے ایک فرقہ کا نام مرجئہ اور اہل الراہی
 ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اور یہ مرجئہ والی الراہی امام ابو حنیفہ کو
 اپنا امام قرار دیکر موصوف امام ابو حنیفہ کی تہید کرتے ہیں “ (ملاحظہ ہو طبقات الحنابلة لابن
 ابی یعلیٰ مطبوع بیروت ۲/ ۲۲-۳۶)

امام احمد بن حنبل کا یہ بیان بہت طویل اور مفصل ہے اسے ہم نے اپنی اس کتاب میں

دوسری جگہ تفصیل سے نقل کیا ہے ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ امام احمد بن حنبل صاف طور سے اہل سنت کا یہ عقیدہ بیان کئے ہوئے ہیں کہ ایمان گھٹنا بڑھتا ہے اور ایمان میں اعمال داخل ہیں اور ایمان کے سلسلے میں ان شاء اللہ کتنا صحیح ہے اس کے برعکس عقیدہ رکھنے والے اہل بدعت ہیں جن کے مختلف نام ہوتے ہیں اہل بدعت کے مختلف فرقوں میں سے ایک فرقہ کا نام مرجئہ ہے جو عقیدہ اہل سنت کے خلاف یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ایمان گھٹنا بڑھتا نہیں اور ایمان میں اعمال داخل نہیں نہ ایمان میں انشاء اللہ کتنا صحیح ہے فرقہ مرجئہ والا یہ عقیدہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کی تقلید کرنے والوں کا عقیدہ ہے یعنی کہ نہایت واضح طور پر امام احمد نے علی الاطلاق تمام حنیفہ کو اور حنیفہ کے امام ابو حنیفہؒ کو مرجئہ کہا ہے اور موصوف نے جو اوصاف مرجئہ کے بتلائے ہیں وہ اوصاف کسی استثناء کے بغیر تمام حنیفہ میں بشمول فرقہ بریلویہ میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی کہ شیخ عبد القادر جیلانی کی ولادت سے سیکڑوں سال پہلے منصب امامت و قیادت پر فائز ہونے والے امام احمد کسی استثناء کے بغیر تمام حنیفہ کو مرجئہ قرار دے چکے ہیں اور فرقہ بریلویہ شیخ عبد القادر جیلانی کو انیس امام احمد بن حنبل کا مقلد بتاتا ہے جس کا لازمی مطلب یہ ہوا کہ امام احمد بن حنبل کی طرح شیخ عبد القادر جیلانی بھی تمام حنیفہ کو مرجئہ کہتے ہیں۔ آگے چل کر اس مسئلہ کی زیادہ وضاحت کی گئی ہے۔

بدعت شکن جس سلفی کتاب کے فریب ظاہر کرنے کے دعویٰ کے ساتھ زیر نظر بریلوی کتاب لکھی گئی ہے اس بدعت شکن سلفی کتاب میں مصنف حقیقتہ الفقہ نے فرقہ بریلویہ کی طرح خود ساختہ جھوٹے دعویٰ کرتے ہوئے بحوالہ غیبتہ الطالبین مذکورہ بالا بات نہیں لکھی ہے بلکہ حقیقتہ الفقہ میں لکھی ہوئی یہ بات فی الواقع شیخ جیلانی کی کتاب غیبتہ الطالبین میں نہایت واضح و صریح طور پر موجود ہے اور شیخ جیلانی کی اس کتاب کی بہت ساری تصریحات و توضیحات سے اس کی مزید در مزید تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ غیبتہ الطالبین کے حوالہ سے جو بات بدعت شکن سلفی کتاب میں لکھی ہے وہ بات نہایت واضح طور پر غیبتہ الطالبین کی تصنیف سے سیکڑوں سال پہلے ان چاروں تقلیدی اماموں میں سے امام احمد نے لکھی اور کسی ہے جن میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو ہر مسلمان پر فرقہ بریلویہ فرض و واجب اور لازم قرار دئے ہوئے ہے صرف یہی نہیں بلکہ آنے والی تفصیل سے معلوم

ہوگا کہ امام احمد نے کہا ہے کہ امام مالک و امام شافعی اور تمام اہل سنت ائمہ کرام و صحابہ و تابعین بھی اہل سنت و مرجئہ کے جو اوصاف بیان کئے ہوئے ہیں ان سے تمام حنفیہ کا مرجئہ ہونا لازم آتا ہے ان تمام امور کی تفصیل اس کتاب میں تحقیق کے ساتھ ہم نے پیش کی ہے۔ ناظرین کرام بخیر رہیں۔

۲۶

فرقہ حنفیہ بتصریح شیخ عبد القادر جیلانی مرجئہ ہے

جس کتاب فیئہ الطالبین للشیخ الجیلانی کے حوالہ سے بدعت عین سنی کتاب حقیقتہ الفقہ میں زیر نظر بات لکھی گئی ہے اور فرقہ بریلویہ اس پر حسب عادت بہت چرائے پا ہے اور اس کی تکذیب و تردید اپنی عادت و فطرت کے مطابق کر رہا ہے اس کتاب فیئہ الطالبین کو متصل سند کے ساتھ شیخ جیلانی سے روایت کرنے والے محدث کبیر و حید الزماں بن مسیح الزماں عمری ملتان حیدر آبادی مولود ۱۲۶ھ و متوفی ۱۳۳۸ھ نے کہا کہ :-

" قَالَ شَيْخُنَا عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْغَنِيُّ الَّذِي رَوَيْنَاهُ مُسَلَّسًا عَنْهُ أَنَّ مِنَ الْمَرْجِيَةِ الْحَنَفِيَّةِ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ زَعَمُوا أَنَّ الْإِيمَانَ هُوَ الْمَعْرِفَةُ وَالْإِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَرَسُولُهُ وَيَمَّا جَاءَ مِنْ عِنْدِهِ جُمْلَةٌ بِعَيْنِي أَخْرَجُوا الْأَعْمَالَ مِنَ الْإِيمَانِ وَهُوَ يُخَالِفُ اعْتِقَادَ أَهْلِ الْأَثَرِ "

یعنی "ہم نے شیخ جیلانی سے جو کتاب فیئہ الطالبین متصل کے ساتھ روایت کی ہے اس میں منقول ہے کہ بدعتی فرقوں میں فرقہ مرجئہ کا ایک ذیلی فرقہ حنفیہ بھی ہے۔ حنفی کہلانے والے مرجئی لوگ امام ابو حنیفہ[ؒ] نعمان بن ثابت کے ہم مذہب اصحاب ہیں ان کا خیال و نظریہ ہے کہ ایمان معرفت و اقرار کا نام ہے یعنی کہ ان لوگوں نے اعمال کو ایمان سے خارج قرار دے رکھا ہے حالانکہ یہ عقیدہ "اہل اثر" کے خلاف ہے" (مدیہ المہدی ص ۱۲۱-۱۲۲)

شیخ جیلانی کے بیان پر بریلوی رد و قدح

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ متصل سند کے ساتھ شیخ جیلانی سے مروی شدہ کتاب فیئہ الطالبین میں حنفیہ کو گمراہ فرقوں میں شمار کیا گیا ہے جس کا نہایت واضح و صریح مطلب یہ ہے کہ شیخ جیلانی نے حنفیہ کو مطلقاً کسی استثناء کے بغیر مشہور گمراہ فرقہ "مرجئہ" کی ایک شاخ قرار دیا

ہے۔ شیخ جیلانی سے متصل سند کے ساتھ مروی غیۃ الطالبین کی یہی بات بدعت شکن سنی کتاب حقیقۃ اللہ میں مصنف حقیقۃ اللہ نے نقل کر دی ہے جو ہمارے پاس والے نسخہ حقیقۃ اللہ کے ص ۲۷ پر اور بریلوی مفتی کے پاس والے نسخہ حقیقۃ اللہ کے ص ۳۹ پر موجود ہے۔ غیۃ الطالبین کی اس بات کو نقل کر دینے کا نام بریلوی مفتی نے ”غیر مقلدین کے فریب“ رکھ لیا جس سے فرقہ بریلویہ کی علمی و دینی لائٹ و دیانت اور علمیں کاری میں فنی مہارت کا پتہ لگتا ہے۔ غیۃ الطالبین کی عبارت نقل کر دینے کو ”غیر مقلدین کے فریب“ قرار دینے والے بریلوی مفتی نے بزعم خویش غیر مقلدین کے اس فریب کا پردہ اپنی مندرجہ ذیل بریلوی تحریر کے ذریعہ چاک کیا ہے :-

”اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی غیر مقلدوں کے اس فریب کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ صریح غلط، انزواء بر انزواء ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں ”ہم بعض اصحاب اہل حنیفہ“ وہ بعض حنفی ہیں اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ عصیت پر۔ آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلہ تھے جیسے زعمشری صاحب کشف و عبد البید و مرزئی صاحب مغرب و زاہدی صاحب قنبہ و حاوی و مجیبی پھر اس سے عصیت و حنیفہ پر کیا الزام آیا؟ بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعییت پر کیا الزام آیا؟ نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا؟ جانے دو رافضی، خارجی، معتزلی، وہابی سب اسلام ہی سے نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا؟ (فتاویٰ رضویہ ۹ / ۲۸) خلاصہ یہ کہ حضور سیدنا غوث اعظم نے صرف بعض حنفیوں کو گمراہ فرمایا جو فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی تقلید کرتے تھے اور غلط عقیدہ رکھے تھے جیسے کہ آج کل دیوبندی اور مودودی وغیرہ فردی مسائل میں حضرت امام اعظم کی پیروی کرنے کے سبب حنفی کہلاتے ہیں اور غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے گمراہ و بد مذہب ہیں“ (ملاحظہ ہو غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۵-۶۶)

ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں نبوی پیش گوئی کے مطابق پیدا ہونے والے بہتر (۷۲) گمراہ و بدعتی فرقوں کا تعارف جس طرح متعدد اہل علم نے کر لیا ہے اسی طرح شیخ عبد القادر جیلانی نے بھی اپنی کتاب غیۃ الطالبین میں کر لیا ہے اور موصوف شیخ جیلانی نے ان بہتر گمراہ

فروق میں سے ایک کا نام "فرقہ مرجئہ" بتلایا ہے اور صراحت کی ہے کہ یہ فرقہ مرجئہ بارہ ذیلی چھوٹے چھوٹے فرقوں میں منقسم ہے اور فرقہ مرجئہ کی ان بارہ چھوٹی چھوٹی پارٹیوں، جماعتوں اور شاخوں میں ایک کا نام "الحنفیہ" ہے۔ بریلوی مفتی جلال الدین امجدی کی مذکورہ بالا تحریر کے مطابق ان کے اپنے فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کا دعویٰ ہے کہ شیخ جیلانی نے علی الاطلاق تمام حنفیہ کو مرجئہ نہیں کہا ہے بلکہ بعض حنفیہ کو کہا ہے جس سے لازم نہیں آتا کہ تمام ہی حنفیہ کو شیخ جیلانی نے مرجئہ کہا مگر غیر مقلدوں نے شیخ جیلانی کی مقید بات کو مطلق قرار دے لیا اس سلسلے میں ہمارا کہنا یہ ہے کہ بریلوی مفتی جلال الدین امجدی کے محولہ مقام والے فتویٰ رضویہ میں ہم کو یہ تحریر رضا خانی نظر نہیں آئی اور دروغ برگردن راوی کے مطابق ہم عرض کرتے ہیں کہ غیبیہ الطاہرین کی زیر نظر عبارت کے علاوہ غیبیہ الطاہرین میں بہت ساری ایسی تصریحات موجود ہیں جن سے احناف کا علی الاطلاق کسی قید کے بغیر مرجئہ ہونا لازم آتا ہے ہم شیخ جیلانی کی ان واضح و ناقابل تاویل بعض تصریحات کو آگے چل کر نقل کئے ہوئے ہیں جس سے بریلوی مفتی جلال الدین امجدی اور ان کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کی تلبیس پر قائم مذکورہ سخن سازی و حیلہ بازی و تحریف کاری کی حقیقت واضح ہو کر کھرمٹی ہے لیکن اس جگہ ہم زیر نظر بریلوی درضا خانی و امجدی بات پر ایضاً حقیقت کرنے والی کچھ تفصیل پیش کر رہے ہیں جس سے بریلوی مفتی جلال الدین امجدی کی اس کتاب کی حقیقت سمجھنے میں ناظرین کرام کو مدد ملے گی جس کا نام فرقہ بریلویہ کے مفتی جلال الدین نے "غیر مقلدوں کے فریب" لکھا ہے۔

شیخ جیلانی کی عبارت میں فرقہ بریلویہ کی مخالطہ اندازی

اس سلسلے میں ہمارا کہنا یہ ہے کہ غیبیہ الطاہرین کے جس نسخہ کے حوالہ سے سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ میں مذکورہ بات کہی گئی ہے اس میں "ہم بعض اصحاب اہل حنیفہ" کی قید کے بغیر علی الاطلاق "وَأَمَّا الْحَنْفِيَّةُ فَهُمْ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ النَّعْمَانِ بْنِ نَابِطٍ الخ" کے الفاظ صریح طور پر مرقوم ہیں جس کا مطلب واضح طور پر یہ ہے کہ شیخ جیلانی نے کسی استثناء و قید کے بغیر علی الاطلاق تمام حنفیہ کو مرجئہ کہا ہے دریں صورت یہ معلوم کرنا لازم ہو جاتا ہے کہ شیخ

جیلانی کی بات کو قید مذکور کے ساتھ عقیدہ قرار دینے میں فرقہ بریلویہ سچا ہے یہ اسے قید مذکور سے عقیدہ ہونے کے بجائے مطلق قرار دینے میں بشمول مصنف حقیقتہ الفقہ سلفی لوگ سچے ہیں یا کہ دونوں کے دونوں اپنی اپنی جگہ پر اس وجہ سے سچے ہیں کہ شیخ جیلانی کی اس کتاب کے مختلف نسخوں میں سے بعض نسخوں میں فرقہ بریلویہ کی کسی ہوئی بات مرقوم ہے اور بعض نسخوں میں مصنف حقیقتہ الفقہ والی بات مرقوم ہے اور ہر فرقہ کے پاس جو نسخہ عقیدۃ الطالبین موجود تھا اس سے ہر فرقہ نے اپنی اپنی بات نقل کی۔ دریں صورت اس بات کی تحقیق لازم ہو جاتی ہے کہ عقیدۃ الطالبین کے دونوں مختلف نسخوں سے کس نسخہ والی بات صحیح ہے ؟

زیر نظر بریلوی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ فرقہ بریلویہ کے امام و اعلیٰ حضرت احمد رضا کو خوب معلوم تھا کہ شیخ جیلانی اور ان کی کتاب عقیدۃ الطالبین کے حوالہ سے "صریح فلف اور انتزاع بر انتزاع" والی یہ بات لوگوں میں مشہور ہے کہ شیخ جیلانی نے قید مذکور کے بغیر علی الاطلاق تمام حنیفہ کو مرجئہ کہا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت موصوف اپنی ولادت سے پہلے شائع و ذائع شدہ عقیدۃ الطالبین کے ان نسخوں پر مطلع نہ ہو سکے ہوں جن میں قید مذکور کے بغیر عبارت جیلانی موجود ہے مگر اس کے باوجود فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت کا عقیدۃ الطالبین میں قید مذکور کے بغیر واقع عبارت جیلانی کی طرف کوئی دھیان نہ دے کر دعویٰ مذکورہ کر بیٹھنا بہت غیر معمولی بات ہے پھر اس سے بھی زیادہ غیر معمولی بات یہ ہے کہ اگر فی الواقع بریلوی اعلیٰ حضرت کے پاس عقیدۃ الطالبین کا کوئی ایسا نسخہ موجود تھا جس میں قید مذکور کے ساتھ عبارت جیلانی موجود ہے تو انہوں نے اپنے پاس والے اس نسخہ عقیدۃ الطالبین کے مطبع و سنہ طبع کا ذکر کر کے اس کے صحیح و معتبر اور تحریف و تدخیل والہاق سے محفوظ ہونے کی کوئی معتبر سند و دلیل کیوں نہیں پیش کی جبکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے ایسا کردہ بریلوی مذہب اور بریلوی فرقہ کے مخالفین یہ "صریح فلف اور انتزاع بر انتزاع" والا دعویٰ رکھتے ہیں کہ شیخ جیلانی کی عبارت میں قید مذکور کے بغیر علی الاطلاق تمام حنیفہ کو مرجئہ کہا گیا ہے ؟ ظاہر ہے کہ بریلوی مذہب اور بریلوی فرقہ کے جن مخالفین نے یہ بات کہی ہے انہوں نے یہ بات شیخ جیلانی کی کتاب عقیدۃ الطالبین ہی کے حوالہ سے کہی ہے دریں صورت بریلوی اعلیٰ حضرت پر لازم تھا کہ وہ اپنے مخالفین کی اس بات کے "صریح فلف اور انتزاع بر انتزاع" ہونے کا کوئی ٹھوس اور معتبر ثبوت

دیتے مگر انہوں نے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت نے حسب عادت یہ ضروری کام کئے بغیر اتنا بواہر دعویٰ کر دیا اور اپنی عادت ہی کے مطابق موصوف نے قید مذکور کے بغیر فقہیہ الطالین والی بات کو "صریح غلط اور افتراء بر افتراء" محض منہ زوری کی بنا پر اتمام بازی و کلمذیب حقائق کرتے ہوئے کہہ دیا ہم تو وہی دیر کے لئے اس بریلوی تبلیسیس سے صرف نظر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ برادران یوسف نے قیص یوسف کو بیٹائی خون میں آلودہ کر کے روئے ہوئے اپنے باپ یعقوب علیہ الصلاة والسلام سے کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کہا گیا اس جعل سازی کو دیکھ کر یعقوب علیہ الصلاة والسلام نے کہا کہ وہ کیسا بھیڑیا تھا کہ یوسف کو کہا گیا مگر ان کی قیص پر خراش تک نہ آئی موصوف نے صراحت سے اسے برادران یوسف کی سازش قرار دیا یعنی کہ برادران یوسف سے چوک ہو گئی کہ قیص کو صحیح و سالم رہنے دیا تھا بالکل اسی طرح کی دوسری باتوں کی طرح بریلوی اعلیٰ حضرت کی زیر نظر سخن سازی کا حال کہ موصوف بریلوی اعلیٰ حضرت کے زیر بحث الفاظ شیخ جیلانی میں "بعض" کا اختراعی لفظ شامل کر دیا مگر شیخ جیلانی کی پوری کتاب فقہیہ الطالین میں جن متعدد صریح عبارتوں سے حقیقتہ الفقه والی بات ہی کی تصدیق ہوتی ہے اور بریلوی بات کی کلمذیب ہوتی ہے اس میں مذکورہ بالا قسم کی بریلوی سخن سازی سے غافل رہ گئے۔ اس معاملہ میں ناظرین کرام بریلویوں کا یہ دعویٰ طوط رکھیں کہ شیخ جیلانی امام احمد کے مقلد تھے اور ہم آگے چل کر بتلائے ہوئے ہیں کہ امام احمد نے مرجئہ کے جو لوصاف و عقائد و نظریات بتلائے ہیں وہ عام احناف پر منطبق ہوتے ہیں پھر کیسے ممکن ہے کہ جو شیخ جیلانی بدعویٰ بریلویہ امام احمد کے مقلد ہوں وہ اپنے امام کے واضح و صریح مطلق بیان و فرمان کو "بعض" کی قید سے مستحکم کر دیں؟ صرف اتنی بات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ عبارت جیلانی میں جس قید کا دعویٰ بریلوی اعلیٰ حضرت نے کر رکھا ہے وہ موصوف بریلوی اعلیٰ حضرت کی ان کارستانیوں میں سے ایک ہمایک کارستانی ہے جن کے موصوف بریلوی اعلیٰ حضرت عادی تھے۔

تنبیہ بلغ

شیخ جیلانی امام احمد کی تہذیب کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے ذکر کردہ نصوص شرعیہ اور صحابہ و اہل سنت کے اجماعی موقف کی موافقت کرتے ہوئے اہل سنت کے جو عقائد و نظریات بتلائے

ہیں نیز اہل سنت کے مخالف مرجئہ کے جو عقائد و نظریات بتلائے ہیں وہ واضح طور پر عام احناف پر بشمول فرقہ بریلویہ منطبق ہوتے ہیں دریں صورت اصول و قاعدہ کی بات یہی ہے کہ یہ مانا اور سمجھا جائے کہ شیخ جیلانی نے علی الاطلاق تمام احناف کو مرجئہ کہا ہو گا اصل کے برعکس بریلوی اعلیٰ حضرت والا مذکورہ دعویٰ خلاف اصول و خلاف قاعدہ ہونے کے سبب مردود و مکذوب و باطل ہے الا یہ کہ اس بریلوی دعویٰ پر کوئی نہایت مستحکم اور ٹھوس ثبوت فرقہ بریلویہ کے پاس ہو کیونکہ یہ ضابطہ اور قاعدہ کی بات ہے کہ خلاف ضابطہ و خلاف قاعدہ و خلاف اصول کیا گیا صرف وہی دعویٰ قابل قبول مانا جاسکتا ہے جس پر شک و شبہ سے بالا تر کوئی ٹھوس اور مستحکم ثبوت ہو حقیقتہ الفقه کی تصدیق اور بریلوی اعلیٰ حضرت کی تکذیب پر ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی ولادت سے دو صدی کے بھی پہلے فوت ہو جانے والے بہت مشہور و معروف ہندوستانی حنفی عالم و فقیہ شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۶ھ اور شیخ عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے شیخ جیلانی کی کتاب غیثۃ الطالبین کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے ، ظاہر ہے کہ شیخ عبدالحکیم و عبدالحق کا یہ فارسی میں ترجمہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی ولادت سے دو صدیوں سے بھی کہیں پہلے کیا گیا ہے۔ شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی و شیخ عبدالحق نے غیثۃ الطالبین کے جس نسخے کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں قید مذکور والا وہ لفظ یعنی "بعض اصحاب امی حنیفہ" نہیں موجودہ شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی و شیخ عبدالحق دہلوی نے غیثۃ الطالبین میں قید مذکور کے بغیر والی بات کو برقرار رکھتے ہوئے ہی اس عبارت غیثۃ الطالبین کا ترجمہ کیا ہے ، اگرچہ انہوں نے غیثۃ الطالبین کی اس عبارت پر اپنے طور پر نقد و نظر کیا ہے ، مگر موصوف نے اسے قید مذکور سے مقید ہونے کی طرف کسی قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ بریلوی اعلیٰ حضرت سے صدیوں پہلے حنفی اہل علم تک غیثۃ الطالبین والی اس عبارت کو قید مذکور سے مقید ہونے کا وہم و گمان بھی نہیں رکھتے تھے ، بلکہ بریلوی اعلیٰ حضرت سے عمر و زمانہ اور علم و فضل میں کہیں تقدم رکھنے والے شیخ عبدالحی فرنگی محلی نے اپنی کتاب "الرفع والتکمیل" مطبوع انوار محمدی ۱۳۰۷ھ ص ۲۵-۲۶ میں اعتراف کیا ہے کہ شیخ جیلانی کی عبارت مذکورہ میں کسی کو مستثنیٰ کئے بغیر علی الاطلاق تمام حنیفہ کو مرجئہ قرار دیا ہے ، اس اعتراف کے ساتھ شیخ فرنگی محلی نے اپنے طور سے شیخ جیلانی کی اس صریح عبارت کی تاویل و توجیہ کر کے

حنفیہ کی طرف سے دفاع کیا ہے ، نیز اس سلسلے میں شیخ فرنگی محلی نے اپنے سے مقدم حنفی علماء کی باتیں بھی نقل کی ہیں ، اور اس بات کی طرف اشارہ تک نہیں کیا ہے کہ غیبتہ الطالین کی اس عبارت میں ” بعض “ کا لفظ بھی پایا جاتا ہے ، اگر یہ لفظ اس عبارت جیلانی میں پایا ہی جاتا تو پھر بہت ساری تاویلات و توجیہات کی ضرورت بریلوی امام کی ولادت سے صدیوں پہلے پیدا ہونے والے حنفی علماء کو پیش ہی نہیں آتی جس کا لازمی مطلب ہے کہ یہ لفظ غیبتہ الطالین کی عبارت مذکورہ میں حسب عادت بریلوی امام نے اختراع کر کے داخل و شامل کر دیا ہے ، لیکن جیسا کہ ہم نے کہا کہ بریلوی امام غیبتہ الطالین کی ان ساری عبارتوں میں تحریف نہیں کر سکے ہیں جو صریح طور پر موصوف کے مزاعم و اکاذیب کی تکذیب کرتی ہیں ۔

شیخ جیلانی کا بیان کردہ اپنا عقیدہ اہل سنت

شیخ جیلانی نے اپنی زیر نظر عبارت سے پہلے جہاں مسلمانوں کے تتر (۷۳) فرقوں کا تعارف کراتے ہوئے بتتر (۷۲) گراہ فرقوں کا ذکر کیا ہے ، وہاں فرقہ مرجئہ کی بارہ شاخوں میں سے ایک شاخ کا نام ” الحنفیۃ “ لکھا ہے ، یہاں بعض کا لفظ نہیں ہے ، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ شیخ جیلانی نے تتر مسلم فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ کو نجات یافتہ قرار دیا ہے ، اور اس کا نام ” اہل السنۃ والجماعۃ “ بتلایا ہے اور اسی جگہ یہ کہا ہے کہ :-

” وَقَدْ بَيَّنَّا مَذْهَبَهُمْ وَاعْتِقَادَهُمْ عَلَى مَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ الْج ” یعنی ہم فرقہ تاجیہ اہل سنت و جماعت کے مذہب و اعتقاد کا ذکر پہلے کر آئے ہیں (غیبتہ الطالین مع فارسی ترجمہ شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی ص ۲۱۱)

شیخ کا عقیدہ تھا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے

چنانچہ اپنی اس بات کے پہلے اپنے طور پر مختصر الفاظ میں مذہب اہل سنت و جماعت کا ذکر کر چکنے کے بعد شیخ جیلانی فرماتے ہیں :-

” لِهَذَا أَحْبَبْنَا مَا الْفَنَاءِ مَعْرِفَةَ الصَّانِعِ وَالْإِعْتِقَادِ عَلَى مَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ”

یعنی مذہب اہل سنت و جماعت کے اعتقاد اور معرفت صانع کے سلسلے میں ہماری تحریر کردہ بات اب فخر ہو گئی ۔

شیخ جیلانی کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے پہلے اہل سنت و جماعت والے

مذہب کے اعتقاد اور معرفہ الصالح یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت لکھ چکے ہیں، چنانچہ اس کے پہلے شیخ جیلانی نے مذہب اہل سنت و جماعت کے جس اعتقاد کا ذکر کیا ہے، اس میں موصوف نے یہ صراحت کر رکھی ہے کہ :-

وَنَعْبُدُكَ الْإِيمَانَ قَوْلُ، بِاللِّسَانِ وَمَعْرِفَةٌ بِالْجَنَانِ وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ يَزِيدُ بِالطَّاعَةِ وَيَنْقُصُ بِالْعُصْيَانِ وَيُقَوَّى بِالْعِلْمِ وَيَضْعَفُ بِالْجَهْلِ وَبِالتَّوْفِيقِ يَقَعُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: " فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَرَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ وَمَا جاز عَلَيْهِ الرِّيَاضَةُ جازَ عَلَيْهِ الشُّصَانُ " وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: " وَإِذَا تَلَّيْتُمْ عَلَيْهِمْ آيَاتَهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا " وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: " لَيْسَتِ الْيَقِينُ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ وَيَزِدُّ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا " وَمَارَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُمْ قَالُوا " الْإِيمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَغَيْرُ ذَلِكَ مِمَّا يَطْوُلُ شَرْحُهُ ' إِلَى أَنْ قَالَ: فَالْإِيمَانُ إِسْمٌ يَتَنَوَّلُ مُسَمِّيَّاتٍ كَثِيرَةً أَفْعَالًا وَأَقْوَالًا، فَيَعْمُ جَمِيعَ الطَّاعَاتِ الخ -

" یعنی ہم اہل سنت و جماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کرنے اور دل سے معرفت و یقین رکھنے اور ارکان اسلام پر عمل کرنے کو کہتے ہیں، نیز ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ایمان طاعت والے کام کرنے سے بڑھتا اور معصیت سے گھٹتا اور علم سے قوی ہوتا اور جمل سے ضعیف ہوتا اور توفیق الہی سے حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سے فرما رکھا ہے کہ ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور جس چیز میں زیادتی ہو کر ترقی ہے اس میں کمی بھی ضرور ہوتی ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ مومنوں پر جب آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا رہتا ہے، نیز حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ و ابو الدرداء جیسے صحابہ نے کہا کہ ایمان گھٹتا رہتا ہے، اور ان دلائل کے علاوہ بھی بہت سارے دلائل اس عقیدہ کا اثبات کرتے ہیں کہ ایمان گھٹتا رہتا ہے، ان دلائل کا تفصیلی ذکر طویل ہے، شیخ جیلانی نے آگے چل کر مزید کہا کہ ایمان کا اطلاق بہت ساری چیزوں پر ہوتا ہے، ان چیزوں میں اقوال و اعمال سب شامل ہیں، لہذا تمام طاعت والے کام ایمان میں داخل ہیں"۔ (غیثہ الطالبین مع فارسی ترجمہ للشیخ عبدالحکیم سیالکوٹی ص ۱۵۰ تا ۱۵۸)

شیخ جیلانی کے اس بیان صریح سے واضح ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ بتلائے ہوئے ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں مگر اہل سنت و جماعت ہونے کا دعویٰ دار فرقہ بریلویہ

شیخ جیلانی کے اس عقیدہ و نظریہ کے خلاف وہ عکس اپنا خود ساختہ دوسرا عقیدہ و نظریہ رکھتا ہے۔ حالانکہ شیخ جیلانی کی تصریح کے مطابق قرآنی آیات و نصوص شرعیہ اور صحابہ و اسلاف فریقہ بریلویہ کے عقیدہ و نظریہ کے خلاف اہل سنت و جماعت کا عقیدہ و نظریہ بتلانے پر متفق ہیں، اور اس واضح تصریح جیلانی کے باوجود اہل سنت و جماعت کے بالکل خلاف خود ساختہ عقیدہ و نظریہ کو اپنا دین و ایمان و عقیدہ بتلانے والے فریقہ بریلویہ کا اپنے کو اہل سنت و جماعت کے نام سے موسوم کرنا اور شیخ جیلانی کے مذہب کے خلاف کھل ہوئی بغاوت کا راستہ اختیار کرنے کے ساتھ ہر سال دھوم دھام سے شیخ جیلانی سے عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بدعات کثیرہ پر مشتمل گیارہویں شریف کا طویل و عریض تہوار منانا کون سا طریقہ عمل ہے؟

بہت ساری آیات و احادیث میں ایمان گھٹنے بڑھنے کی صراحت ہے

قرآن مجید کی کم سے کم سات آیتوں میں صریح طور پر وضاحت کی گئی ہے کہ ایمان بڑھتا ہے، جس کا لازمی مطلب ہے کہ وہ گھٹتا بھی ہے، ہم ان آیتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں: (سورۃ التوبہ : ۲۴ والاعراف : ۲، وآل عمران : ۱۷۳، والاعزاب : ۲۲، ومریم : ۷۶ والمدثر : ۳۱، وآل عمران : ۱۷۸، والفتح : ۴)

یہ معلوم ہے کہ ہر چیز اپنی ضد سے بھی پہچانی جاتی ہے اور کفر ایمان کی ضد ہے، اور متعدد آیات میں کفر و نفاق میں زیادتی ہونے کی صراحت ہے، جس کا مطلب ہے کہ کفر و نفاق میں کمی بھی ہوتی ہے، لہذا یہ کیت بھی ایمان میں کمی ہوتی ہے۔ لہذا یہ کیت بھی ایمان میں کمی ہوتی ہے، اور اس معنی و مضموم کی احادیث نبویہ و آثار صحابہ و اقوال تابعین و دیگر اسلاف بہت زیادہ ہیں، جن کے خلاف عقیدہ و نظریہ کی پیروی کے باوجود بھی فریقہ بریلویہ کا اپنے کو اہل سنت و جماعت کہنا حیرت انگیز معاملہ ہے۔ ہم اپنی اس کتاب کے ص ۹، ۱۰ پر بیان کر آئے ہیں کہ شیخ جیلانی کو فریقہ بریلویہ جن امام احمد کا مقلد کہتا ہے اور جن کو آئمہ اربعہ سمیت اہل سنت کے اماموں میں شمار کرتا ہے، وہ لوہور آئمہ اربعہ میں سے دوسرے امام مالکؒ اور تیسرے امام شافعیؒ صاف اور واضح طور پر امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہم مذہب اصحاب کو مرجئہ قرار دیے ہوئے ہیں، جس کی مختلف وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہم

مذہب اصحاب ایمان میں اعمال کو داخل نہیں مانتے، اور نہ اس میں کمی بیشی ہونے کے قائل ہیں، اور نہ مومن کو "انا مومن ان شاء اللہ" کہنے کے قائل ہیں، نیز ان کے علاوہ بھی کچھ فرقہ ہیں تاظرین کرام و ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

فرقہ بریلویہ بتصریح خویش غیر مقلد ہے

یہاں ایک سوال یہ بھی ہے کہ اپنے آپ کو فخر کے ساتھ اصول عقائد میں غیر مقلد قرار دینے والے بریلوی زعماء جب دیکھ رہے ہیں کہ جن شیخ جیلانی کی گیارہویں شریف لوگ ہر سال دھوم دھام سے مناتے اور جن کی عقیدت کے بہت زیادہ راگ الاپتے ہیں، وہ صاف و صریح طور پر فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید کے بہت سارے نصوص اور احادیث نبویہ کی تفسیرات اور صحابہ و اسلاف کے بیان میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ اور اس معاملہ میں کسی بھی صحابی سے موقف مذکور کے خلاف کوئی بات نہیں ثابت ہے، یعنی کہ موقف مذکور پر صحابہ کرام کا اجماع سکتی ہے تو نصوص کتاب و سنت و اجماع سلف امت کے خلاف خروج و بغاوت کر کے فرقہ بریلویہ کا موقف مذکورہ کے برعکس دوسرا موقف اختیار کرنا بنیاد پر قائم ہے پھر اسلام کی اس بنیادی بات میں صحابہ کے اجماعی موقف سے منحرف ہونے کے باوجود فرقہ بریلویہ کا اپنے کو اہل سنت و جماعت کہتے پھرنا چہ معنی وارد؟

ایمان میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھنے والے صحابہ

(حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ)

عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ صحابی سے اسانید کثیرہ مشہورہ کے ساتھ مروی ہے کہ :- "قَالَ الْإِيمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ قِيلَ لَهُ وَمَا يَزِيدُ وَمَا يَنْقُصُهُ قَالَ: إِذَا ذُكِرْنَا لِلَّهِ وَحِدْنَاهُ وَسَبْحَانَهُ خَلَقَ زِيَادَتُهُ وَإِذَا غَفَلْنَا وَنَسِينَا خَلَقَ نَقْصَانَهُ" یعنی ایمان گھٹتا بڑھتا ہے تو موصوف عمیر نے فرمایا کہ ہم جب ذکر الہی اور حمد ثنائے الہی کرتے ہیں تو بڑھتا ہے اور جب اس سے غافل ہو جاتے اور بھول جاتے ہیں تو گھٹتا ہے

(کتاب الامان ابن تیمیہ، مطبوعہ مکتبہ انس بن مالک، ۱۴۰۰ھ، تحقیق پہلی ص ۲۱۱) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابی مذکور اعمال کو جزو ایمان مانتے تھے اور اعمال کی کمی بیشی کے باعث ایمان میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھتے تھے، مگر صحابہ میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف کوئی لب کشائی نہیں کی، بلکہ بقول شیخ جیلانی دوسرے متحد صحابہ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔

حضرت عمر فاروق ایمان میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھتے تھے

ذریعہ عبد اللہ ہمدانی سے مروی ہے کہ :-

"عمر بن الخطاب يقول لأصحابه: هلموا نردد إيماننا فيذكرون الله عز وجل" یعنی "

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے کہتے کہ آؤ ذکر الہی کے ذریعہ ہم اپنے ایمان کو زیادہ کریں اور اس میں اضافہ کریں" (رواہ الامام احمد بن حنبل کما فی کتاب الإیمان لابن تیمیہ ص ۲۱۱)

اس روایت کی سند کے سبھی رواۃ بقول علامہ البانی ثقہ ہیں، البتہ عمر فاروق وذر کے درمیان انقطاع ہے، مگر ہم کہتے ہیں کہ اس کی معنوی متابعت صحیح متصل سندوں کے ساتھ موجود ہے (کما سیاتی) اس لئے یہ روایت بطور استشہاد مقبول ہے، نیز اس معنی کی روایت مشہور جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن مسعود سے بسند صحیح مروی ہے، لہذا اس سند والی روایت سے تائید یافتہ ہونے کے سبب بھی روایت عمر فاروق معتبر قرار پاتی ہے، نیز اس معنی و مفہوم کی روایت صحیح بخاری میں تعلیقاً حضرت عمار بن یاسر سے مروی ہے، جسے ابن ابی شیبہ نے متصل صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے، نیز حنفی مذہب میں اس طرح کی منقطع السند روایت مقبول و معتبر ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ ایمان میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھتے تھے

امام احمد بن حنبل کے صاحب زلمے امام عبد اللہ نے کہا :-

"حدثني أبي عن يحيى بن سعيد عن سفیان حدثني أبو اسحاق (هو السبيعي) عن أبي

ليلى الكندي قال: رأيت حمر بن عديّ ابننا له تهاون بالوضوء فقال: هات الصحيفة فلما

حدثناه عليّ بن أبي طالب: أن الوضوء نصف الإيمان وحدثني أبي نا وكيع نا بن أبي

إِسْحَاقَ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مُبَيْرٍ عَنْ غُلَامٍ لِحَجْرِ بْنِ عَبْدِ أَنْ حَجَرَ أَرَأَى إِنْ نَالَهُ حُجْرٌ مِنْ الْغَائِطِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ فَقَالَ: يَا غُلَامُ! نَاوِلْنِي الصَّخِيْفَةَ مِنَ الْكُوْزِ قَدْ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: الطَّهْوَرُ نِصْفُ الْإِيمَانِ 'وَحَدَّثَنِي أَبِي نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ (وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ) عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ عَنْ حَجْرِ بْنِ عَبْدِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ أَنَّ الطَّهْوَرُ شَطْرُ الْإِيمَانِ " یعنی کہ حضرت علی بن ابی طالب خلیفہ راشد نے فرمایا کہ وضو و طہارت نصف ایمان ہے ، (کتاب السنۃ لعبد اللہ بن احمد بن حنبل حدیث نمبر ۸۰۱ و ۸۰۲ ج ۱ ص ۳۷۶۹ ۳۷۷۰ و کتاب الایمان لابن ابی شیبہ ص ۴۱)

روایت علی مرتضیٰ کی تصحیح

مذکورہ بالا حدیث کی سند معتبر ہے اسے خلیفہ راشد علی بن ابی طالب سے نقل کرنے والے حجر بن عدی کنڈی بذات خود صحابی ہیں (اسد الغابہ ۱ / ۲۶۱ و اصابہ و استیعاب) جب موصوف صحابی ہیں تو ان کی توثیق کے ثبوت کی ضرورت نہیں ، کیونکہ صحابی ہونا بذات خود ثقہ ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے ، اور یہ بات اجماعی ہے ، مگر علامہ البانی موصوف کے صحابی ہونے سے واقف نہیں ہو سکے ، اور انہیں موصوف حجر بن عدی کنڈی کی توثیق کا علم نہیں ہو سکا ، اس لئے انہوں نے حجر کنڈی کی توثیق سے لاعلمی کا اظہار کیا (تعلیق الالبانی علی کتاب الایمان لابن ابی شیبہ ص ۴۱ و حاشیہ کتاب السنۃ لعبد اللہ بن احمد) حجر کنڈی سے اسے نقل کرنے والے ابو یعلیٰ کنڈی ثقہ ہیں - تقریب التہذیب میں انہیں حافظ ابن جریر نے مطلقاً ثقہ کہا ہے - امام ابن معین نے انہیں "ثقة مشہور" کہا جس کے بالقابل ایک دوسرا قول ابن معین کا موصوف کی بابت مروی ہے کہ "کان ضعیفا" مگر یہ قول جرح مبہم ہے جو ابن معین ہی کو توثیق صریح کے معارض ہونے کے سبب کالعدم ہے ، اسی لئے اس کا کوئی اظہار نہ کرتے ہوئے حافظ ابن جریر نے تقریب میں انہیں مطلقاً ثقہ کہا ہے ، امام عجللی نے بھی انہیں "ناہی ثقہ" کہا ہے (تہذیب التہذیب وغیرہ)

حجر بن عدی سے روایت مذکورہ کی نقل میں حجر بن عدی کے ایک غلام نے ابو یعلیٰ کنڈی کی پہلی والی سند کے مطابق متابعت کر رکھی ہے ، مگر حجر بن عدی کا یہ غلام مجہول ہے ، پھر بھی چونکہ حجر بن عدی سے روایت مذکورہ کے باقی ابو یعلیٰ کنڈی ثقہ ہیں ، اس لئے مجہول

غلام کی متابعت اس روایت کے لئے کچھ نہ کچھ مفید ہو سکتی تھی، بشرطیکہ اس غلام تک پہنچنے والی سند معتبر ہوتی، لیکن غلام مذکور سے روایت کنندہ عمیر بن نیر کا حال بھی نامعلوم ہے، اس لئے یہ متابعت کوئی خاص وزن نہیں رکھتی، البتہ چونکہ حجر سے اس کے ناقل ابو یعلیٰ کنذی ثقہ ہیں اس لئے یہ روایت معتبر ہے۔

ابو یعلیٰ کنذی سے اس کے ناقل ابو اسحاق سبیبی عمرو بن عبد اللہ صحیحین کے رواۃ میں سے ثقہ ہیں، اور ان سے نقل کرنے والے امام سفیان بن عیینہ ثقہ ہیں اور سفیان بن عیینہ سے اسے دو ثقہ رواۃ امام یحییٰ بن سعید اور امام عبد الرحمن بن ممدی نے نقل کیا ہے، اور ان دونوں حضرات سے اسے امام احمد نے نقل کیا ہے۔ لہذا یہ روایت ہماری نظر میں حسن درجہ کی معتبر ہے اس میں اگر خفیف قسم کا ضعف ہے تو وہ اس کے معنوی متابع سے دور ہو جاتا ہے۔

حضرت جناب صحابی اور ان کے ساتھی ایمان میں کی بیشی کا عقیدہ رکھتے تھے

صحیح سند کے ساتھ حضرت جناب صحابی سے مروی ہے کہ :-

"كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فَنِيَانُ حِزْوَةَ، فَعَلَّمَنَا الْإِيمَانَ، ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ، فَلَا زِدْنَا بِهِ إِيمَانًا" یعنی ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے اس وقت ہم قوی نوجوان لوگ تھے، ہم نے آپ سے ایمان کی تعلیم حاصل کی، پھر ہم نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی پس ہم ایمان میں بڑھ گئے (کتاب السنة للامام عبد اللہ بن احمد بن حنبل حدیث نمبر ۸۲۵ ج ۱ ص ۳۹۹ نیز ملاحظہ ہو کتاب السنة حدیث نمبر ۷۹۹ ج ۱ ص ۳۶۹ و مقدمہ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۳ و کتاب الکبریٰ لابن بطہ نمبر ۱۱۰۲۲) (۱۱۰۲۲)

مذکورہ بالا روایت صحیحہ میں صراحت ہے کہ حضرت جناب صحابی ایمان میں کسی بیشی کے قائل تھے اور کوئی بھی صحابی اس نظریہ کا مخالف نظر نہیں آتا۔

حضرت عمر فاروقؓ پوری دنیا کے مومنوں کے ایمان سے ابو بکر صدیقؓ کا ایمان زیادہ سمجھتے ہیں

خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق کا ارشاد ہے کہ :-

"لَوْ دُرِّبَ الْإِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِلِئَامِ أَهْلِ الْأَرْضِ لُرُحِحَ بِهِ" یعنی اگر حضرت ابو بکر صدیق کا ایمان پوری دنیا والوں کے ایمان کے ساتھ تو لا جائے تو ایمان صدیقی کا وزن سب پر بھاری ہو جائیگا (کتاب السنة للإمام عبد اللہ بن احمد بن حنبل حدیث نمبر ۸۴۱ - ۸۴۲ ج ۱ ص ۳۷۸ وعقیدۃ السلف للإمام الصابونی ص ۵۹ وفضائل الصحابة للإمام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۱۸ وشعب الایمان للبیہقی کما فی تمییز الطیب من الخبیث ص ۱۳۷ واسنادہ صحیح) اس کا لازمی مطلب ہے کہ خلیفہ راشد عمر بن الخطاب نصوص کتاب و سنت کی پیروی میں ایمان میں کمی و بیشی نیز ایمان میں اعمال کے دخول و شمول کے معتقد تھے اور عام صحابہ و دیگر اسلاف کا بھی یہی مسلک ہے اس کے خلاف کسی بھی صحابی سے کچھ منقول نہیں یعنی کہ اس پر تمام صحابہ کا اجماع سکوٹی ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ و نظریہ ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور اس میں اعمال داخل ہیں جیسا کہ اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب محدثین سے صاف ظاہر ہے ، خصوصاً امام احمد بن حنبل کی صریح تحریر میں یہ بات موجود ہے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔

اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ نصوص کتاب و سنت اور اجماع سلف امت کے خلاف خروج و انحراف پر فرقہ بریلویہ کا دین قائم ہے پھر اس فرقہ کو اہل سنت و جماعت ہونے کا دعویٰ کیونکر ہے ؟

فرقہ بریلویہ بتصریح خویش ایمان میں کمی بیشی والے

عقیدہ کا مخالف ہے

فرقہ بریلویہ کے سرکردہ امام و سرغنہ مولوی امجد علی اعظمی رضوی بریلوی اپنی کتاب بہار شریعت میں لکھتے ہیں کہ :-

"اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اعمال جزو ایمان نہیں (بہار شریعت حصہ اول

ص ۳۸) عمل جوارح داخل ایمان نہیں (بہار شریعت جلد اول ص ۳۹) ایمان قابل زیادتی و نقصان نہیں اس لئے کہ کسی بیشی اس میں ہوتی ہے جو مقدار لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو (بہار شریعت حصہ اول ص ۳۹ سطر ۲۰) فرقہ بریلویہ کی اس تصریح کا لازمی مطلب یہ ہے کہ شیخ جیلانی کے قرار دیئے ہوئے عقیدہ اہل سنت و جماعت کے بالکل برخلاف و برعکس عقیدہ و نظریہ فرقہ بریلویہ نے اختیار کر رکھا ہے۔ دریں صورت اس فرقہ بریلویہ کو اپنا نام اہل سنت و جماعت کے بجائے کچھ اور رکھنا چاہئے مگر افسوس کہ اس فرقہ نے یہ ضروری کام کرنے کے بجائے زبردستی اپنا نام اہل سنت و جماعت رکھ لیا ہے۔

اہل سنت و جماعت کے عقیدہ و مذہب کے بالکل خلاف دوسرا عقیدہ و مسلک و مذہب رکھنے کے باوجود اگرچہ فرقہ بریلویہ نے اپنا نام ناجائز طور پر اہل سنت و جماعت رکھ لیا ہے حالانکہ اسے اپنا دوسرا نام رکھنا ضروری تھا، مگر شیخ جیلانی سمیت دوسرے اسلاف نے اہل سنت و جماعت کے عقیدہ و مذہب کے خلاف دوسرا عقیدہ و مسلک و مذہب رکھنے والے فرقہ بریلویہ کا دوسرا نام رکھ چھوڑا ہے کیونکہ شیخ جیلانی سمیت عام اسلاف اور مسلک اہل سنت و جماعت کو یہی کرنا بھی چاہئے تھا کہ جو فرقہ و گروہ ان کے بیان کردہ عقیدہ اہل سنت و جماعت کے خلاف دوسرا عقیدہ و مسلک و مذہب رکھے اس کا نام اہل سنت و جماعت کے بجائے کچھ دوسرا نام تجویز کیا جائے۔

بقول خویش فرقہ بریلویہ عقیدہ مذکورہ رکھنے میں نیز تمام عقائد میں غیر مقلد ہے

یہ ایک واضح بات ہے عقیدہ میں فرقہ بریلویہ تھلید کا روادار نہیں، اس لئے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عقیدہ اختیار کرنے میں وہ اپنے سے پہلے والے بعض لوگوں یا زیادہ لوگوں کا مقلد ہے مگر اس میں شک نہیں کہ فرقہ بریلویہ والا عقیدہ مذکورہ لیا م قدیم سے بعض افراد و اشخاص کا عقیدہ رہتا آیا ہے فروعی مسائل میں جن امام ابو حنیفہؒ کی تھلید کا فرقہ بریلویہ و دعویٰ ہے ان امام ابو حنیفہ کا عقیدہ اس معاملہ میں وہی تھا جو فرقہ بریلویہ کا ہے۔ لہذا فرقہ بریلویہ عقیدہ مذکورہ اختیار کرنے میں اگر بالفرض اپنے دعویٰ کے مطابق امام ابو حنیفہ کا مقلد نہ ہو تو اس میں شک نہیں کہ وہ یعنی فرقہ بریلویہ مذکورہ عقیدہ اختیار کرنے میں امام ابو حنیفہ کی موافقت کئے ہوئے ہے اور عقیدہ مذکورہ رکھنے کے سبب امام ابو حنیفہ کے معاصر اہل سنت و جماعت اماموں میں سے

عام ائمہ اہل سنت و جماعت موصوف امام ابو حنیفہؒ کے متعدد اساتذہ و ساتھی و تلامذہ سبھی قسم کے لوگ شامل ہیں شیخ جیلانی تو پانچویں چھٹی صدی ہجری کے امام اہل سنت و جماعت ہیں اور ان کی کتاب غیۃ الطالبین چھٹی صدی ہجری کی تصنیف ہے۔ مگر ان کے صدیوں پہلے امام ابو حنیفہ کے معاصر ائمہ اہل سنت و جماعت امام ابو حنیفہ اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کو "مرجئہ" قرار دے چکے ہیں۔ خود شیخ جیلانی نے اپنی کتاب غیۃ الطالبین میں حنیفہ کو جو "مرجئہ" کہا ہے تو انہوں نے یہ بات ذاتی طور پر نہیں کہی ہے بلکہ اسے موصوف شیخ جیلانی بتدریج خویش اپنے سے مقدم اپنے معتد علیہ مصنف "برہوتی" کی کتاب الشجرہ سے نقل کیا ہے افسوس کہ تلاش بسیار کے باوجود بھی ہم شیخ جیلانی کے معتد علیہ اور موثق مصنف کتاب الشجرہ برہوتی کے ترجمہ و حالات پر واقف نہیں ہو سکے بنا بریں ہم کو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ حنیفہ کو "مرجئہ" قرار دینے والے شیخ جیلانی کے یہ معتد علیہ برہوتی کس زمانہ کے صاحب علم تھے اور انہوں نے شیخ جیلانی کے ظہور پذیر ہونے سے کتنا زمانہ پہلے مذکورہ بات تحریری طور پر کہی ہے لیکن حنیفہ اور ان کے امام متبوع کو "مرجئہ" قرار دینے والے معاصرین ابی حنیفہ اور دوسری تیسری صدی اور بعد والے زمانہ کے ائمہ اہل سنت و جماعت میں سے متعدد حضرات سے ہم پوری طرح واقف ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم صرف بعض معتبر روایات ہی کی نقل پر اس جگہ اکتفاء کریں گے اور ہم کو یقین ہے کہ ہماری یہ مختصر سی تحقیق بھی اصل معاملہ سمجھنے کے لئے بہت کافی اور وافی ہوگی۔

فرقہ بریلویہ کے امام کوثری کی متدل روایت سے

امام ابو حنیفہ کا مرجئی ہونا ثابت ہوتا ہے

بعض روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ امام ابو حنیفہ نے بزبان خویش اپنے کو فرقہ مرجئہ کا ایک فرد قرار دیا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں تھوڑی سی تفصیل ہماری اس کتاب میں بھی آرہی ہے زیر نظر بریلوی کتاب "غیر مقلدوں کے فریب" کے مصنف بریلوی مفتی نے اپنے ہم مذہب ایک عالی حنفی مقلد اور ترویج تقلید پرستی اور تبلیغ حنفیت کے بہت پر جوش نہایت مشہور و معروف کثیر التصنیف صاحب قلم زاہد الکوثری چر کسی کو "بحر العلوم علامہ محمد زاہد کوثری ترکی

”کہتے ہوئے کوثری کے حوالہ سے ”غیر مقلدین“ پر رد و قدح کی ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۷) بریلوی مفتی کے بحر العلوم علامہ محمد زاہد کوثری نے مندرجہ ذیل روایت کو دلیل و حجت بنایا ہے اور اسے امام ابو حنیفہ کے فضائل کے دلائل میں بطور ثبوت پیش کیا ہے ملاحظہ ہو کوثری ناقل ہیں کہ :- ”قَالَ الْعُقَيْلِيُّ فِي الضَّعْفَاءِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَرَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ لَمَاتَ إِبْرَاهِيمُ اجْتَمَعَ مَحْمَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ الْمَاصِرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ فَجَمَعُوا أَرْبَعِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَحَارُوا إِلَى الْحَكِيمِ بْنِ عَتِيْبَةَ فَقَالُوا إِنَّا قَدْ جَمَعْنَا أَرْبَعِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ نَاتِيكَ بِهَا وَتَكُونُ رَيْسَنَا فِي الْأَرْجَاءِ فَأَبَى عَلَيْهِمُ الْحَكِيمُ فَأَنْزَا حَمَادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ فَقَالُوا لَهُ فَاجَابِهِمْ وَأَخَذَ الْأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ“ یعنی محمد بن سلیمان اصنبہانی نے کہا کہ جب امام اہل کوفہ ابراہیم بن یزید نخعی متوفی ۹۶ ھ کا انتقال ہو گیا تو عمر بن قیس اور ابو حنیفہ سمیت کوفہ کے پانچ اشخاص نے اکٹھا ہو کر چالیس ہزار درہم جمع کئے اور یہ پانچوں حضرات امام ابراہیم نخعی کے شاگرد حکم بن عتیبہ کے پاس آکر بولے کہ ہم نے چالیس ہزار درہم جمع کر رکھے ہیں، ہم جمع شدہ یہ درہم آپ کو لاکر دیں گے اس شرط پر کہ آپ مرجئی مذہب میں ہمارے صدر و سرپرست بن کر ہمارے مرجئی مذہب کی سرپرستی کریں، ان پانچوں آدمیوں کی اس مشروط پیش کش کو قبول کرنے سے حکم بن عتیبہ نے انکار کر دیا تب یہ پانچوں حضرات امام ابراہیم نخعی کے دوسرے شاگرد حماد بن ابی سلیمان کے پاس آئے اور ان سے بھی لوگوں نے یہی بات کہی تو حماد بن ابی سلیمان نے ان پانچوں آدمیوں کے جمع کردہ چالیس ہزار درہم لے لئے اور موصوف حماد مرجئی مذہب اور اس کی پیروی کرنے والے فرقہ مرجئہ کے سرپرست و صدر بن گئے (ملاحظہ ہو تعلق الکوثری علی مناقب ابی حنیفۃ للذہبی ص ۷ و تالیف المعطیب ص ۲۰ نیز ملاحظہ ہو مطبوع کتاب الضعفاء للامام العقیلی ج ۱ ص ۳۰۴ ترجمہ نمبر ۳۷۵)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ بریلوی فرقہ کے امام علامہ بحر العلوم کوثری کی متدل اور حجت بنائی ہوئی مذکورہ بالا روایت میں واضح طور پر امام ابو حنیفہ اور ان کے ہم مذہب ساتھیوں کا یہ قول منقول ہے کہ ”تکون رئیسنا فی الأرجاء“ جس کا نہایت واضح اور صاف و ظاہر مطلب ہے کہ امام ابو حنیفہ نے بذات خود اپنی زبان سے پوری صراحت کے ساتھ اپنے کو

مرجی مذہب کا پیرو وہاں تک کہ امام ابو حنیفہ نے فرقہ مرجئہ میں سے شمار کیا اور صاف طور پر کہا کہ میں فرقہ مرجئہ کا ایک فرد ہوں ، اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرقہ بریلویہ کے بحر العلوم کی مستدل اور حجت بنائی ہوئی روایت کے مطابق خود امام ابو حنیفہ نے اپنے آپ کو فرقہ مرجئہ میں شمار کیا اور موصوف امام ابو حنیفہ نے فرقہ مرجئہ کی سر بلندی و ترویج و اشاعت و عظیم کے لئے چالیس ہزار درہم حماد بن ابی سلیمان کو دے کر اپنے فرقہ مرجئہ کا سرپرست و مربی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس امام ابو حنیفہ کی تقلید کا دم فرقہ بریلویہ بھرتا ہے اور جن کے مذہب کا پیرو اپنے آپ کو کہتا ہے وہ امام ابو حنیفہ بقصر خویش مرجی الذہب تھے ، یعنی کہ بقول خود امام ابو حنیفہ فرقہ مرجئہ کے ایک فرد اور مرجی مذہب کے سرگرم مشع و مبلغ و معاون تھے ، دریں صورت غیۃ الطالبین والی زیر نظر عبارت سے تھوڑی دیر کے لئے صرف نظر کر کے فرقہ بریلویہ کو اپنے مستند علیہ بحر العلوم کو ثری کی مستدل روایت کی بنا پر یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ حنیفہ کے امام ابو حنیفہ نے بذات خود اپنے کو ”مرجئہ“ میں شمار کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے استاذ خاص و مربی بقول خویش

مرجی الذہب تھے

فرقہ بریلویہ کے بحر العلوم کو ثری کی مستدل روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ نے اپنے مرجی الذہب ساتھیوں سے مل کر جن حماد بن ابی سلیمان کو اپنے مرجئہ فرقہ کا صدر و سرپرست بنایا تھا ، وہ حماد فرقہ مرجئہ کا صدر و سرپرست بنائے جانے سے پہلے فرقہ مرجئہ کے دم چھلا اور تابع و فرمان یعنی سنی الذہب اور اہل سنت و جماعت میں سے تھے ، اور وفات نخعی کے بعد جانشین نخعی قرار پا کر کوفہ کے اہل سنت و جماعت کے سربراہ و قائد تھے پھر نہ جانے کیا ہوا کہ موصوف حماد مذہب اہل سنت اور جماعت اہل سنت کا ساتھ چھوڑ کر مرجی الذہب بن گئے ، اور فرقہ مرجئہ کے دم چھلا و تابع بن کر زندگی گزارنے لگے ، اس زمانہ میں حماد سے امام معمر بن ازدی نے کہا کہ :- "كُنْتُ رَأْسَ فِي السَّنَةِ فَصُرْتُ ذَنْبًا فِي الْيَدْعَةِ قَالَ لِأَنَّ أَكُونَ ذَنْبًا فِي الْخَيْرِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَكُونَ رَأْسًا فِي الشَّرِّ" یعنی آپ پہلے اہل سنت کے سردار و امام تھے ، پھر اب آپ اہل بدعت کے دم چھلا اور تابع فرمان بن کر رہ گئے ہیں اس کا باعث کیا

ہے؟ حماد نے کہا کہ اچھی چیز میں دم جملہ وتابع فرمان بن کر رہنا میرے نزدیک شر میں سردار بن کر رہنے سے کہیں زیادہ بہتر اور اچھا ہے" (تاریخ ابی زرعہ ج ۲ ص ۶۷۵ والضغفاء للعقبلی ۱/۳۰۴)

مذکورہ بالا روایت ایک سے زیادہ صحیح و معتبر سندوں سے مروی ہے ، جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حماد شروع میں ایک زمانہ تک اہل سنت کے امام و سردار اور سنی المذہب آدمی تھے پھر موصوف حماد نہ جانے کیوں سنی مذہب چھوڑ کر مرجئی المذہب بن کر فرقہ مرجئہ کے تابع فرمان ہو گئے۔

مذکورہ بالا روایت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے :-

" قَالَ مَعْمَرٌ، قُلْتُ لَهُ بِعَيْنِي حَمَادًا كُنْتُ رَأْسًا فِي النَّاسِ وَعُلَمَاءٌ وَصُرْتُ تَابِعًا لِهَؤُلَاءِ الْمُرْجِفَةِ فَقَالَ: إِنِّي أَكُونُ تَابِعًا لِحَقِّ الْحَقِّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُونَ رَأْسًا فِي الْبَاطِلِ " یعنی معمر نے حماد سے کہا کہ پہلے آپ عام لوگوں یعنی اہل سنت کے سردار و نشان تھے ، مگر اب آپ فرقہ مرجئہ کے تابع فرمان بن گئے ، اس پر حماد نے کہا کہ حق پرستی میں تابع فرمان بن کر رہنا میرے لئے باطل پرستی کا سردار بن کر رہنے کے بالمقابل کہیں زیادہ پسندیدہ ہے۔ (الضغفاء للعقبلی ۱/۳۰۵-۳۰۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے ہم مذہب استاذ حماد جن کو امام ابو حنیفہ نے فرقہ مرجئہ کے لوگوں سے مل کر فرقہ مرجئہ کا سردار و سرپرست بنایا تھا وہ فرقہ مرجئہ کا سردار بننے سے پہلے فرقہ مرجئہ کا دم جملہ اور تابع فرمان بن کر رہنے کو نہ صرف یہ کہ ترجیح دیتے تھے بلکہ مذہب اہل سنت کو شر اور باطل مذہب قرار دیتے تھے۔ اور مرجئی مذہب کو حق و خیر کہا کرتے تھے ، انہیں حماد کے ہم مذہب امام ابو حنیفہ بھی تھے ، اور امام ابو حنیفہ ہی کی کوشش سے حماد مرجئہ کے سردار و صدر بنے تھے۔ مگر فرقہ بریلویہ نے آج معاملہ کو الٹ دیا اور وہ اپنے کو اہل سنت کہنے لگے ، اور حقیقی اہل سنت کو اہل سنت سے خارج قرار دے دیا۔

امام ابو حنیفہؒ کے استاذ خاص اپنے استاذ صحیحی کو

مرجئی بنالینے کے خواہاں تھے

امام ابو ہشام نے کہا :-

" أَنْتَ حَمَادُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ ، قُلْتُ : مَا هَذَا الرَّأْيِ الَّذِي أَحَدَنْتَ ، لَمْ يَكُنْ عَلَيَّ عَهْدٌ

إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: لَوْ كَانَ إِبْرَاهِيمَ حَيًّا لَتَابَعْتَنِي عَلَيْهِ بِعِصِي الْإِرْحَاءِ" یعنی میں نے حماد سے کہا کہ مر جی مذہب والا یہ نیا نظریہ جو آپ نے اختیار کر لیا ہے، آپ کا یہ مر جی والا نیا نظریہ و مذہب آپ کے استاذ ابراہیم نخعی کے زمانہ میں نہیں تھا یعنی کہ عمد نخعی میں آپ کا مذہب مر جی مذہب نہیں تھا۔ پھر آپ نے یہ نیا مذہب کیوں اختیار کر لیا؟ اس پر حماد نے کہا کہ اگر میرے استاذ نخعی میرے مر جی المذہب بن جانے کے بعد میرے سامنے زندہ ہوتے تو وہ میری پیروی و متابعت کرتے ہوئے میرے اختیار کردہ نئے مر جی مذہب کے پیرو بن جاتے۔
(الضعفاء للعقيلي ۱/ ۳۰۳)

کتنی عجیب بات ہے کہ فرقہ بریلویہ کے جس مذہب کو امام ابو حنیفہ کے اساتذہ نیا مذہب کہا کرتے تھے۔ اسی نئے مذہب کی پیروی کے دعویدار فرقہ بریلویہ کے لوگ آج اہل حدیث پر طعن کرنے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ غیر مقلدوں کا مذہب ایک نیا مذہب ہے۔ ہم نے اپنی کتاب اللحات میں تفصیل سے بتلایا ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کے ہم مذہب استاذ حماد مذہب اہل سنت چھوڑ کر مر جی المذہب بن گئے تو عام مٹھڑہ ٹھنی وصیت ٹھنی کے مطابق حماد سے بیزار رہنے لگے اور انہوں نے حماد سے ترک تعلق کر لیا حتیٰ کہ سلام و کلام بند کر دیا۔

امام ابو حنیفہ کے استاذ خاص کی تبلیغ مذہب مر جیہ

ادھر حماد کا حال یہ تھا کہ اہل سنت کے اماموں کے پاس جا کر انہیں اپنے اختیار کردہ نئے بدعتی مذہب کو قبول کر لینے کی دعوت دیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام ابو اسحاق سبیعی نے اپنے بیٹے یونس سے کہا کہ :-

"يَا بُنَيَّ أَوَّلَ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْإِرْحَاءِ بِالْكُوفَةِ ذُرُّ الْهَمْدَانِيِّ وَحَمَادُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ فَقَالَ: جَاءَنَا إِلَى حَدِّكَ أَبِي إِسْحَاقَ فَمَسْأَلَاهُ فَقَالَ: هَذَا أَمْرٌ لَا أَعْرِفُهُ وَ لَمْ أَذْرِكِ النَّاسَ عَلَيْهِ" یعنی اے میرے پیارے بیٹے! کوفہ میں سب سے پہلے نئے مر جی مذہب کو اختیار کرنے والے حماد اور ذر ہمدانی تھے، یہ دونوں میرے پاس آئے کہ میں بھی ان کے نئے مر جی مذہب کو قبول کر لوں، مگر میں نے کہا کہ میں اس نئے نظریہ والے مر جی مذہب سے نا آشنا ہوں اور میں نے لوگوں کو اس نئے مذہب کی پیروی کرتے ہوئے پایا بھی نہیں ہے، میں اس نئے مر جی مذہب کو قبول نہیں

کر سکتا۔ (الضعفاء للعقيلي ۱/۳۰۴)

حافظ ابن عبد البر کیا فرماتے ہیں ؟

شیخ جیلانی کی ولادت سے بہت پہلے فوت ہو جانے والے امام اہل مغرب حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر (مولود ۳۶۸ھ و متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنے سے متقدم اہل علم کی طرح صراحت کی ہے کہ موصوف حماد کی تعلیم و تربیت کے زیر اثر امام ابو حنیفہ بھی مرتبی مذہب کے متبع تھے (جامع البیان لابن عبد البر ۲/۱۵۳ نیز ملاحظہ ہو کتاب الاسان لابن تیمیہ ص ۳۱۳ تحقیق العلامہ الابہانی بحوالہ تمہید لابن عبد البر)

ظاہر ہے کہ شیخ جیلانی سے بہت پہلے فوت ہو جانے والے حافظ ابن عبد البر نے اپنی مذکورہ بالا بات ہماری نقل کردہ گذشتہ روایات اور ان کی ہم معنی دوسری روایات جنہیں ہم نے بنظر اختصار قلم انداز کر دیا ہے کی بنیاد پر کہی ہے اور جب معاملہ یہ ہے تو امام ابو حنیفہ کی تقلید کے دعویدار تمام لوگوں کو علی الاطلاق شیخ جیلانی کا مرجئہ کہنا بالکل قرین قیاس ہے۔ اور شیخ جیلانی کی کتاب کے غیر بریلوی نسخوں میں بریلوی اعلیٰ حضرت کی قید سے مقید کردہ عبارت کے بجائے علی الاطلاق یہ صراحت موجود بھی ہے کہ حنیفہ مرجئہ ہیں، پھر اس حقیقت ثابتہ کے خلاف بریلوی فرقہ اور بریلوی فرقہ کے اعلیٰ حضرت کا شور و غل کیا معنی رکھا ہے؟۔ جبکہ بطریق معتبر امام ابو حنیفہ کا یہ قول مروی و منقول ہے۔ اعمال ایمان میں داخل نہیں اور نہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ اور اسی نظریہ و عقیدہ کو امام ابو حنیفہ کے عام معاصر اہل سنت ائمہ کرام عقیدہ مرجئہ قرار دیتے تھے۔ خصوصاً وہ امام احمد بن حنبل جن کی بابت فرقہ بریلویہ مدعی ہے کہ شیخ جیلانی انہیں امام احمد کے مقلد تھے؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فرقہ بریلوی و دیوبندی کے امام زاہد کوثری کی مستدل روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ کا مرتبی ہونا لازم آتا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صحیح سندوں کے ساتھ ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ کو یحییٰ بن معین، ابن السبارک و فضیل بن عیاض، معمر، ثوری، ابن عیینہ، عبد اللہ بن یزید بن عبد الرحمن وغیرہم نے مرتبی کہا ہے، تفصیل کے لئے امام احمد بن حنبل کے صاحب زادے امام عبد اللہ کی کتاب السننہ اور ہماری کتاب اللمحات دیکھیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم ان اماموں سے مروی

الفاظ نہیں نقل کر رہے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ امام صاحب کے متعدد شاگردوں سے معتبر سندوں کے ساتھ یہ بات مروی ہے کہ موصوف امام ابو حنیفہ مرجئی تھے۔ ان متواتر المعنی روایات میں سے کچھ روایات کو ہم نے اپنی کتاب اللغات لی مافی انوار ابہاری من اطلالت میں نقل کر رکھا ہے۔

امام بخاری کیا فرماتے ہیں؟

امام بخاری کی علمی عظمت سے فرقہ بریلویہ کو بھی انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی، انہوں نے اپنی مشہور و معروف کتاب تاریخ کبیر میں کہا :-

”نُعْمَانُ بْنُ نَابِثٍ أَبُو حَنِيفَةَ الْكُوفِيُّ مُوَلِّيَ لَيْثِيٍّ بِسَمِّهِ كَانَ مُرَحِّضًا لِحَاجِئِ ابْنِ ابْنِ حَنِيفَةَ نِعْمَانَ بْنِ نَابِثٍ ابْنِ ثَابِتٍ مَرْجِيٍّ تَحْتَهُ“ (تاریخ کبیر للبخاری ۷/ ۸۱ ترجمہ نمبر ۲۲۵۳) اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو امام بخاری نے معاصرین سے تواتر معنوی کے ساتھ مروی روایات کی بناء پر مرجئی قرار دیا ہے۔

اور جب معاملہ یہ ہے تو امام ابو حنیفہ کی تقلید کا دم بھرنے والے اور ان کے مذہب کی پیروی کے دعویدار حنیفہ کا مرجئہ ہونا لازمی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ یہی بات چھٹی صدی ہجری کے امام عبد القادر جیلانی نے بھی اپنی کتاب غیۃ الطالبین میں اپنی معتمد علیہ و باوثوق کتاب الشجرہ اللبر ہوتی سے نقل کر دی ہے، مگر غیۃ الطالبین کی واضح و صریح عبارت میں حسب عادت فرقہ بریلویہ کے امام اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں نے تحریف و ترمیم کرتے ہوئے اپنی طرف سے ایک لفظ ”بعض“ کو شامل کر کے حقیقت حال پر پردہ ڈالنے اور بذریعہ تلبیس معاملہ کو الٹ پلٹ دینے کی ناکام و نامراد کوشش کر ڈالی، جبکہ غیۃ الطالبین کی بت ساری صریح عبارتیں فرقہ بریلویہ کے امام موصوف کی اس کارستانی کی حقیقت واضح کرنے کے لئے موجود ہیں، اور امام ابو حنیفہ کے معاصر اہل سنت و جماعت کے ائمہ کرام نے اہل سنت اور مرجئہ کی جو تعریف کر رکھی ہے، اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ فرقہ بریلویہ سمیت تمام حنیفہ اہل سنت و جماعت سے مختلف و متعارض عقیدہ فرقہ مرجئہ کے معتقد ہیں، یہی بات شیخ جیلانی نے اپنے پیشرو برہوتی کی کتاب الشجرہ سے نقل کر رکھی ہے، اور شیخ جیلانی کی کتاب غیۃ الطالبین کی

اسی بات کو بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ میں نقل کر دیا گیا ہے۔ غیثۃ الطالبین کا جو نسخہ مصنف حقیقتہ الفقہ کو دستیاب تھا، اس میں شیخ جیلانی کی تحریر کردہ جس عبارت کو مصنف حقیقتہ الفقہ نے نقل کیا ہے، بعینہ وہی عبارت شیخ عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے بھی نقل کر رکھی ہے، جیسا کہ تفصیل گزری، اور موصوف فرنگی محلی نے اشارۃً بھی یہ بات نہیں آنے دی کہ غیثۃ الطالبین کے اس بیان کے سلسلہ میں کوئی ایسا بھی نسخہ ہے جس میں " بعض الخنفیہ " کا لفظ ہے کیونکہ فرقہ بریلویہ کے بانی کی ولادت سے پہلے احناف کے تراجم والے نسخہ غیثۃ الطالبین میں اس لفظ کے بغیر علی الاطلاق " الخنفیہ " کا لفظ موجود ہے، دریں صورت بریلوی مفتی جلال الدین اگر اپنے بریلوی مذہب کے موجد و بانی کی زیر نظر عبارت کو صحیح مانتے ہیں تو انسانی علمی شرافت سے کام لیکر مصنف حقیقتہ الفقہ کو کم از کم معذور قرار دیتے: ہوئے کہہ سکتے تھے کہ موصوف مصنف حقیقتہ الفقہ نے یہ بات غیثۃ الطالبین کے اس نسخہ سے نقل کی جو انہیں دستیاب تھا، مگر سلیم الطیبی سے محروم فرقہ بریلویہ کے مفتی مذکور کو اس کی توفیق کہاں سے ہوتی، انہوں نے جھٹ سے اپنے بریلوی امام کے طریق کار کی تقلید کرنے ہوئے حقیقتہ الفقہ والی بات کو غیر مقلدوں کا فریب و صریح غلط بیانی و افتراء قرار دے ڈالا۔ اور یہ نہیں سوچا کہ بریلوی مذہب کے بانی و امام کی اس تحریف بازی کی پردہ دری و نقاب کشائی کے لئے غیثۃ الطالبین کی دوسری تصریحات موجود ہیں، جن میں فرقہ بریلویہ اور اس کے بانی و امام تحریف نہیں کر پائے ہیں۔

شیخ جیلانی کی تعریف مرجئہ

شیخ جیلانی نے فرقہ مرجئہ کے عقائد و اوصاف، بحوالہ کتاب الشجرہ اللبرہ ہوتی بیان

کرتے ہوئے یہ الفاظ صریح بھی استعمال کئے ہیں :-

" وَالْإِيمَانُ قَوْلٌ مَّجْرُومٌ وَالنَّاسُ لَا يَتَفَضَّلُونَ فِي الْإِيمَانِ وَإِنْ إِيْمَانَهُمْ وَإِيمَانُ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَاحِدٌ، لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ وَلَا يَسْتَنِي فِيهِ، فَمَنْ أَمَرَ بِإِسْلَامِهِ وَلَمْ يَعْمَلْ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ، " یعنی ایمان قول مجرود کا نام ہے، اس میں اعمال شامل نہیں اور لوگوں کے ایمان میں تفاوت و تقاضل نہیں، بلکہ عام لوگوں اور ملائکہ و انبیاء کا ایمان یکساں ہے، اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور نہ

اس کے سلسلے میں ان شاء اللہ کہا جاسکتا ہے ، چنانچہ جو آدمی زبان سے توحید و رسالت کا اقرار کرے ، مگر کوئی عمل نہ کرے وہ مومن ہے " (عقیدۃ الطالبین مع قدسی ترجمہ از شیخ سیالکوٹی ص ۲۲۸)

صاف ظاہر ہے کہ شیخ جیلانی "کی مذکورہ باتیں امام ابو حنیفہ اور ان کے مقلدین حنیفیہ پر منطبق ہوتی ہیں۔

مصنف حقیقتہ الفقہ کی شیخ جیلانی کی موافقت میں

نقل کردہ روایت

مصنف عقیدۃ الفقہ نے حنفی کتاب ہدایہ ۲۰/۱ حنیفیہ کا یہ عقیدہ نقل کیا ہے کہ :-
 "ایمان ال آسمان کا دلائل زمین کا نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے ، مومن ایمان و توحید میں برابر ہیں" (حقیقتہ الفقہ ص ۱۴۳، مسئلہ نمبر ۴۷-۴۸)

حقیقتہ الفقہ کے فریب ظاہر کرنے کے مدعی بریلوی مفتی نے حقیقتہ الفقہ کی مذکورہ بالا بات کی کوئی تردید نہیں کی ، کیونکہ یہی فرقہ بریلویہ کا ایمان و عقیدہ ہے۔ اور ہدایہ پیش کردہ تفصیل سے واضح ہو چکا ہے کہ اہل سنت کے ائمہ کرام نے عقیدہ مذکورہ کو مرجئہ کا عقیدہ قرار دیا ہے۔ جو عقیدہ اہل سنت سے بالکل مختلف و متباہن ہے ، اس بات کی وضاحت کرنے والے ائمہ اہل سنت میں شیخ جیلانی سمیت امام ابو حنیفہ کے معاصر حضرات بھی شامل ہیں ، دریں صورت اہل سنت و جماعت سے مختلف عقیدہ رکھنے والے بریلوی فرقہ کا اپنے کو اہل سنت کے نام سے موسوم کرنا کیونکر جائز ہو گا؟ مدعی ہے ہدایہ یعنی عین الہدایہ میں صراحت ہے کہ محققین احناف صرف دینی تصدیق کو ایمان کہتے ہیں۔ (عین الہدایہ ۲۰/۱-۲۱)

شیخ جیلانی کی عبارت میں تحریف کی کوشش بریلویہ ناکام ہے

اس میں شک نہیں کہ اگر عقیدۃ الطالبین للشیخ الجیلانی میں فی الواقع "ہم بعض اصحاب حنیفہ" کا لفظ ہوتا تو فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت سے صدیوں پہلے والے حنفی علماء کو عبارت جیلانی سے اسی طرح کوئی الجھن و پریشانی نہیں ہوتی ، جس طرح کہ بریلوی اعلیٰ حضرت

حقیقتہ الفقه (ص ۱۳۷) حقیقتہ الفقه میں منقول مسائل صفیہ صغی کتابوں کے تراجم اور شروع سے بحث کئے گئے ہیں اس لئے ناظرین ہماری محولہ کتب تراجم جدید مطبوعہ و سہ طبع ہی میں ہمارے نقل کردہ مسائل دیکھیں اور مغالطہ میں نہ پڑیں (ما حاصل از حقیقتہ الفقه ص ۱۳۸) بریلوی مفتی جلیل الدین نے صراحت کر رکھی ہے کہ حقیقتہ الفقه از غیر مقلد مولوی یوسف سے پوری دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح و اضافہ کے بعد بھیجی میں شائع ہوئی ہے الخ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۵) باعتبار بریلوی مفتی جس غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح و اضافہ کے بعد حقیقتہ الفقه شائع ہوئی ہے انہوں نے یعنی مولانا داؤد راز نے مصنف حقیقتہ الفقه کی وضاحت مذکورہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ حقیقتہ الفقه ص ۱۳۸ پر صاف صاف لکھ دیا ہے کہ "حوالہ تلاش کرنے والے حضرات انہیں کتابوں کو سامنے رکھیں۔ نیز حقیقتہ الفقه میں جہاں سے مسائل حنفیہ کا ذکر شروع کیا گیا ہے وہاں سے اس کتاب کے ہر صفحہ پر مصحح کتاب مولانا داؤد راز نے حاشیہ پر صراحت کر دی ہے کہ "کتب مندرجہ فقہ سے مراد ان کے تراجم ہیں" اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مصنف حقیقتہ الفقه نے نہایت صراحت کے ساتھ وضاحت کر دی ہے کہ :-

احقر نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ کوئی بات خلاف واقع اور کوئی حوالہ غیر صحیح درج نہ ہو جائے لیکن خطا و نسیان خاصہ انسان ہے اس لئے اس کتاب کو ملاحظہ فرمانے والے ارباب علم بے دریغ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اور اس میں واقع ہر نقص و سقم سے آگاہی بخشیں طبع ثانی میں ان شاء اللہ ضرور اس کی اصلاح کر دی جائے گی" (ما حاصل از حقیقتہ الفقه بعنوان التماس ص ۲۲۴)

کتاب مذکور کے مصحح مولانا داؤد نے مصنف کتاب کے اس بیان پر نہایت وضاحت کے ساتھ یہ صراحت کر دی ہے کہ مصنف حقیقتہ الفقه اللہ کو پیارے ہو گئے (مصنف حقیقتہ الفقه بریلوی اعلیٰ حضرت کی وفات کے بعد تقریباً دس سال زندہ رہ کر ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۰ء میں فوت ہوئے تھے) لہذا اب باشرک طرف سے یعنی مولانا داؤد کی طرف سے اس التماس کو تصور کیا جائے (حاشیہ حقیقتہ الفقه ص ۲۲۴)

مصحح حقیقتہ الفقه مولانا داؤد نے کتاب مذکور کے آخری صفحہ پر بعنوان تعارف "مذکورہ بالا باتیں مکرر واضح طور پر اس طرح لکھ دی ہیں کہ :-

"مصنف حقیقتہ الفقه نے اس التماس میں نقل کردہ حوالجات کی تشریح فرمادی ہے

لہذا اصل سے مقابلہ کرتے وقت ان ہی کتابوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے جن کا حوالہ مولانا مرحوم نے دیا ہے پھر بھی اگر کسی صاحب کو کسی مقام میں تردد ہو تو خادم کو لکھیں ان شاء اللہ رفع شک کے لئے کوشش کی جائے گی (حقیقتہ الفقه کا آخری صفحہ) مصنف حقیقتہ الفقه مصصح حقیقتہ الفقه کی مذکورہ بالا صریح وضاحتوں کے ہوتے ہوئے یہ لازم تھا کہ اس پر رد لکھنے کے لئے کمر بستہ ہونے والے بریلوی مفتی جلال الدین حقیقتہ الفقه کی محولہ کتابوں میں مسائل مذکورہ نہ دیکھ پائے تو مصصح کتاب مولانا داؤد کی طرف رجوع کرتے کیونکہ مصنف حقیقتہ الفقه بریلوی مفتی جلال الدین کی ولادت سے دو ڈھائی سال پہلے فوت ہو چکے تھے اس لئے ان کی طرف رجوع کرنا موصوف بریلوی مفتی کے لئے ممکن نہیں رہ گیا تھا اور مصنف حقیقتہ الفقه کی زندگی میں کسی بھی بریلوی کو حقیقتہ الفقه کے خلاف کسی قسم کی ذور آزمائی زیادہ گوئی کی ہمت نہ ہو سکی تھی، فرقہ بریلویہ کے تمام خواص و عوام دم دہائے بیٹھے رہے مگر مصصح حقیقتہ الفقه مولانا داؤد راز متوفی ۱۳۰۲ھ سے بریلوی مفتی جلال الدین کو پچاس سال کی طویل و عریض معاشرت حاصل رہی حقیقتہ الفقه کے حوالوں یا کسی بھی اشکال و شک کے لئے مصصح کتاب کی طرف رجوع کرنے کے بجائے مصصح کتاب کی وفات کے کئی سال بعد ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۹۹۳ء میں حقیقتہ الفقه کے رد میں اپنی لکھی ہوئی اس کتاب میں بریلوی مفتی نے حقیقتہ الفقه کے ڈھائی ہزار سے زیادہ مسائل میں سے صرف چالیس پر لب کشائی کی اور وہ بھی ایسی جس کی حقیقت جلد ہی ناظرین کرام پر آشکارا ہو جانے والی ہے۔ اگر بریلوی مفتی کو فی الواقع دیانت داری کے ساتھ حقیقتہ الفقه کے محولہ مراجع سے حقیقتہ الفقه میں منقول مسائل کا مقابلہ کرنا تھا تو انہوں نے اس کام کے لئے حقیقتہ الفقه کے ذکر کردہ مراجع مع تصریح مطبوعہ و سنین طبع و جلد و صفحہ کی طرف مراجعت کے بجائے دوسرا طریق کیوں اختیار کیا؟ بریلوی مفتی کے ہم مشرب بھیلواڑہ راجستھان میں کچھ بریلوی مولویوں سے ہماری ملاقات ہوئی جو بریلوی مفتی جلال الدین کی زیر نظر کتاب کے بل بوتے پر اہل حدیث کے خلاف ہنگامہ پھاکنے ہوئے تھے ہم نے ان بریلوی مولویوں سے کہا کہ مطالعہ و سنین کے قید کے ساتھ جن کتابوں کے حوالہ سے بدعت ممکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقه میں جس مسئلہ کے جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ مسئلہ ہم انہیں ان محولہ مقامات پر دکھانے کے ذمہ دار ہیں اور یہ کام ہر وقت کرنے

کو تیار ہیں آپ لوگ ابھی یہ حوالے ہر ہر مسئلہ کے دیکھ لیں مگر یہ بریلوی مولوی اپنے اس اصرار پر اڑے رہے کہ مسائل غیر مترجم عربی والے مراجع میں دکھلائے جائیں۔ ہم نے کہا کہ جن تراجم والی کتابوں کے حوالہ سے حقیقتہ الفقه میں مسائل درج ہیں انہیں کتابوں میں یہ مسائل دکھلانے کے شرعاً ذمہ دار ہیں مگر بریلوی مولوی اپنی عادت بریلویانہ کے مطابق یہ بات ماننے پر اس لئے آمادہ نہیں ہوئے کہ ان کے پول واضح طور پر عوام و خواص کے سامنے کھل جاتے آخر ہم نے کہا کہ اگر ہمارا کوئی برتن کسی کنواں میں گرا ہوا موجود ہو اور ہم اس کنویں میں برتن کی نشاندہی کر کے کہیں کہ ہمارا یہ برتن اس کنویں میں گرا ہے مگر آپ اس برتن کی تلاش ہمارے نشاندہی کئے ہوئے کنویں سے مختلف کسی دوسرے کنویں میں کریں اور نہ ملنے پر ہم کو کذب بیانی و غلط بیانی و الزام تراشی سے متنبہ کریں اور اپنے سچے ہونے پر اصرار کریں تو یہ بات کہاں تک قرین عقل و شعور ہوگی؟ پھر بھی یہ بریلوی مولوی نہیں مانے مگر ان کے عوام میں سے بہت سارے لوگ حقیقت حال سمجھ گئے۔ یہ واقعہ ۲۲ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۸ / اکتوبر ۱۹۹۵ء کا ہے۔ اس طرح کے عجوبہ روزگار قسم کے مفتی مدعیان علم سے اصول و ضوابط اور عقل شعور والی باتیں کون اور کیسے کر سکے گا؟

بریلوی حنفی مذہب میں جانور اور کم عمر لڑکی کے ساتھ

جماع سے وضو نہیں ٹوٹتا

اب ہم بریلوی مفتی جلال الدین کے ذکر کردہ اس مسئلہ پر تحقیقی بحث پیش کرتے ہیں یہ مسئلہ جسے بریلوی مفتی نے نمبر ۲ کے تحت ذکر کیا ہے حقیقتہ الفقه حصہ اول ص ۱۴۵ میں مسئلہ نمبر ۷ کے تحت فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۸۳ کے حوالہ سے منقول ہے۔ اور فرقہ بویلیہ کے نزدیک فتاویٰ عالمگیری سے کہیں زیادہ مقدم و معتبر کتاب در مختار کے اصل عربی نسخہ میں مسئلہ مذکورہ اس طرح مرقوم ہے :-

"وَلَا عِنْدَ رِطَىٰ بَهِيمَةٍ أَوْ مَيْتَةٍ أَوْ صَغِيرَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاءَةٍ بِأَنْ تَصَيَّرَ مَفْضَاةً بِالرِّطَىٰ وَإِنْ غَابَتِ الْحَشْفَةُ وَلَا يَنْتَقِضُ الْوُضُوءُ فَلَا يَلْزَمُ إِلَّا غَسْلُ الذِّكْرِ الْخ" یعنی "مردہ یا زندہ جانور اور کم عمر لڑکی سے جماع کرنے پر نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل واجب ہوتا" (ملاحظہ ہو در مختار شرح تخریر الابصار

مطبوع ہند ج ۱ ص ۱۶ سطر ۱۷ و ۱۸ نیز ملاحظہ ہو غایہ الاوطار اردو ترجمہ در الخمد مطبوع نول
کشور لکھنؤ / ۱۸۷۸ء

مصنف در الخمد نے اپنا بیان کردہ مذکورہ بالا مسئلہ اپنے سے کہیں مقدم اپنے ہم مذہب
امام قہستانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور قہستانی موصوف محمد شمس الدین ۹۵۳ھ
مطابق ۱۵۲۶ء میں فوت ہوئے جبکہ صاحب در الخمد محمد علاء الدین بن شیخ علی لکھنؤ ۱۰۰ھ میں
فوت ہوئے۔ یہ مسئلہ فرقہ بریلویہ کی معتبر کتاب رد الخمد شرح در الخمد المعروف بفتاویٰ شامی
ج ۱ ص ۱۱۲ مطبوع مجتہبائی ۱۲۸ھ میں مزید تفصیل کے ساتھ موجود ہے جس کی تصنیف
سے مصنف در الخمد ظاہر ہے کہ اپنی موت ۱۲۶۰ھ سے پہلے فارغ ہوئے یعنی کہ فرقہ بریلویہ
کی معتبر کتاب رد الخمد فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت کی ولادت سے کئی سال پہلے لکھی جا چکی تھی۔
رد الخمد میں فرقہ بریلویہ والا یہ مسئلہ صرف ایک ہی جگہ ج ۱ ص ۱۱۲ میں نہیں مذکور

ہے بلکہ اس سے تیرہ صفحہ پہلے ج ۱ ص ۹۹ پر بہت صراحت کے ساتھ مرقوم ہے کہ :-

"لَا يَجِبُ الْغُسْلُ بِوَطْئِ صَبِيغَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاةٍ وَلَا يَنْتَفِضُ الْوُضُوءُ أَلْحُ" یعنی کم عمر لڑکی کے
ساتھ وطی کرنے والے پر نہ غسل واجب ہوتا ہے نہ اس کا وضو ہی ٹوٹتا ہے" (رد الخمد ج ۱ ص
۹۹) پھر یہی مسئلہ ذرا اختصار کے ساتھ رد الخمد ج ۱ ص ۱۰۹ میں بھی مرقوم ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ حقیقتہ الفقہ میں مذکور شدہ یہ مسئلہ بریلویوں کی عام
کتب معتبرہ میں پوری صراحت کے ساتھ مرقوم ہے دریں صورت بریلوی مفتی جلال الدین کی
مندرجہ بالا غوغا آرائی چہ معنی دارذ؟ نیز مذکورہ مسئلہ قہستانی کی کتاب جامع الرموز مطبوع
نول کشور لکھنؤ ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۳ء ج ۱ ص ۱۸ میں موجود ہے۔ جامع الرموز والی عبارت
ذرا مختصر ہے جس کی تفصیل در الخمد اور رد الخمد میں کر دی گئی ہے۔ الحاصل زیر نظر مسئلہ کے
معاملہ میں فرقہ بریلویہ اور اس کے مفتی جلال الدین کا یہ کہنا کہ یہ غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب
ہے بالکل لغو ہے جس سے فرقہ بریلویہ کے ذریعہ خود فرقہ بریلویہ کی کتب معتبرہ کی تکذیب
لازم آتی ہے یہ نفی ثنائی یا جمالت کی بات ہے کہ فرقہ بریلویہ اپنی کتب معتبرہ کی تصریحات
سے تجاہل و تقاضا برت رہا ہے یا جہل مرکب کا شکار ہے؟

جب زندہ مردہ جانور اور مردہ عورت اور کم سن لڑکی کے ساتھ وطی و جماع سے فرقہ
بریلویہ کے حنفی مذہب میں نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل واجب ہوتا تو ظاہر ہے کہ یہ سارے کام
کرنے سے روزہ دار آدمی کا روزہ بھی نہیں ٹوٹتا ہے چنانچہ بریلوی مذہب کی معتبر کتاب در الخمد

میں صراحت ہے کہ :-

”أَوْ دُطِيْ بِإِمْرَأَةٍ مِّمَّنْ أَوْ صَغِيرَةً لَا تَسْتَهْمِيْ أَوْ بُهْمَةً أَلْحَ“ یعنی حنفی مذہب کا فتویٰ یہ ہے کہ مردہ عورت اور کم عمر لڑکی اور زندہ و مردہ جانور سے وطی و جماع کرے تو روزہ نہیں ٹوٹنے کا یہ فتویٰ اس صورت میں ہے کہ انزال نہ ہو اور اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس ٹوٹنے ہوئے روزہ کی قضا اگرچہ واجب ہوگی مگر کفارہ لازم نہ آئے گا (در عقد مع غایہ الاوطار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ج ۱ ص ۵۱۵ و عین الہدایہ شرح و ترجمہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۲۵ و عام کتب احناف)

ناظرین کرام! یہ بات یاد رکھیں کہ مردہ عورت و کم عمر لڑکی اور زندہ و مردہ جانور کے ساتھ وطی کرنے پر حنفی مذہب میں انزال نہ ہونے کی صورت میں نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل لازم آتا ہے نہ روزہ ٹوٹتا ہے نہ روزہ کی قضا و کفارہ لازم آتا ہے اور انزال ہونے کی صورت میں اگرچہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر کفارہ لازم نہیں آتا۔ اس طرح کی بہت ساری عجیب باتیں ہیں ہم ان کے ذکر سے اعراض کر رہے ہیں۔

نیز حنفی مذہب کا فتویٰ یہ بھی ہے ”اگر بالغہ عورت نے کسی نابالغ لڑکے سے وطی کر لی تو عورت کا حج فاسد ہو جائے گا لڑکے کا حج نہیں فاسد ہوگا اور اگر کسی بالغ آدمی نے کسی نابالغ سے یا چوپایہ سے وطی و جماع کیا تو مرد کا حج فاسد نہیں ہوگا اگر انزال نہیں ہوا اور کوئی کفارہ بھی مرد پر نہیں عائد ہوگا (عین الہدایہ ج ۱ ص ۳۵۸ و عام کتب احناف)

حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ^(۷) کا یہ فتویٰ منقول ہے کہ بحالت احرام حج کے دوران کسی مرد نے اگر کسی عورت کے ساتھ لواطت و اغلام بازی کیا اور اس کے مقعد میں وطی و جماع کیا تو بھی حج فاسد نہیں ہوگا (عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۲۵۶) یہ مسئلہ اور فتویٰ عجیب ہے کیونکہ اس کا سبب کتب حنفیہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ لواطت میں وطی کا معنی پورا نہیں پایا جاتا بلکہ ناقص پایا جاتا ہے پھر معلوم نہیں کیوں لواطت و اغلام بازی کو حنفی مذہب میں ناقص وضو اور موجب غسل قرار دے لیا گیا ہے؟ یہ سارے مسائل بریلویہ بہت زیادہ قابل غور و تامل ہیں اور ان سارے امور کے باوجود بریلوی مفتی کا اہل حدیث کے خلاف لغو طرازی پر کمر بستہ رہتا جیسا کہ عام تقلید پرستوں کا کام ہے مجھ سے۔

تنبیہ و ایضاح

مذکورہ بالا بریلوی حنفی فتویٰ طوطا رکھنے کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ کم عمر لڑکی کے ساتھ مرد جماع وطی کرنے کے باوجود بھی وضو و غسل حتیٰ کہ عضو تناسل کو دھونے سے چھٹی پائے ہوئے ہے اسی طرح زندہ و مردہ جانور کے ساتھ بھی ایسا کرنے کے باوجود وہ با وضو و طاهر رہتا ہے اس پر غسل و وضو فرض نہیں اسی حالت میں اس کے لئے مسجد میں آنا جانا، ہر طرح کی فرض و غیر فرض، عید و بقر عید و جنازہ کی نمازیں پڑھنا قرآن مجید کا پڑھنا اور سجدہ تلاوت کرنا اور قرآن مجید کا چھونا، اٹھا کر رکھنا ہاتھ لگانا سبھی کچھ جائز و حلال ہے یہ سارے موقف رکھنے والا فرقہ بریلویہ علی الاطلاق اہل حدیث کا یہ مذہب بتلا کر کہ ناپاک آدمی کا قرآن شریف چھونا، اٹھا کر رکھنا جائز ہے اہل حدیث اور مذہب اہل حدیث پر طعن و تشنیع کرتا ہے جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے ہر شخص کی سمجھ میں یہ بات بہت آسانی سے آسکتی ہے کہ جو مرد کم عمر یا زیادہ عمر والی زندہ یا مردہ عورت کے ساتھ وطی کرے گا وہ لازمی طور پر اس کم عمر یا زیادہ عمر والی زندہ یا مردہ عورت کو شہوت سے ضرور چھوئے گا کیونکہ شہوت کے بغیر یہ ممکن نہیں کہ وہ جماع اور وطی کر سکے دریں صورت بریلوی مذہب کا یہ فتویٰ ناظرین کرام طوطا رکھیں کہ جو مرد کسی عورت کو شہوت کے ساتھ بلا وطی و جماع محض چھو دے اس پر اس عورت کی ماں اور اس کے پیٹ سے دوسرے مرد سے پیدا ہونے والی لڑکی حرام ہو جاتی ہے اس کا اس سے نکاح نہیں جائز ہے مگر اس مرد کا مسجد میں آنا جانا نماز پڑھنا تلاوت قرآن کرنا قرآن کا چھونا سب کچھ جائز ہے لیکن چھوٹی لڑکی کو اگر شہوت کے ساتھ چھویا بلکہ وطی و جماع حتیٰ کہ لواطت و انزال کیا تو اس کی لڑکی اور اس کی ماں کے ساتھ اس مرد کا نکاح حلال ہے۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

نیز دس سالہ لڑکے نے کسی بالغہ عورت کے ساتھ جماع و وطی کیا تو لڑکے پر نہ فرض ہے نہ غسل نہ شرمگاہ کا دھونا نیز اس کے لئے اس عورت کی ماں، دادی لڑکی و پوتی سبھی سے نکاح کرنا جائز و حلال ہے جبکہ شہوت کے ساتھ محض چھو دینے سے ہی حنفی مذہب میں اس طرح کی عورتوں سے نکاح حرام ہو جاتا ہے تفصیل آگے آ رہی ہے۔

ہر شخص آسانی کے ساتھ یہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایسا کرنے والے مرد پر جب وضو

فصل و عفو تامل کا دعوٰی ضروری نہیں وہ نماز و قرآن پڑھ سکتا ہے اور مسجد میں جا سکتا ہے تو اس مرد پر حنفی مذہب بدکاری و زنا کاری کی حد جاری کرنے کا رولوار کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ غیر منکوحہ تاہانہ لڑکی اور زندہ یا مردہ جانور کے ساتھ وطی و جماع زنا کاری و بدکاری کی بدترین صورت ہے اور شریعت نے اس پر حد مقرر کر رکھی ہے۔

ایک طرف عورت کو محض شہوت کے ساتھ چھونے سے عورت کی ماں اور لڑکی مرد پر حرام ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ نکاح جائز و حلال نہیں دوسری طرف مرد اگر عورت کے ساتھ جماع و وطی کر کے اس کی شرمگاہ پھاڑ ڈالے اور پھیننے کے سبب شرمگاہ کا سوراخ پانچخانہ کے سوراخ سے مل جائے تو اس عورت کی ماں یا لڑکی میں سے کسی کے ساتھ اس مرد کا نکاح کرنا حرام نہیں ہوگا بلکہ سراسر جائز و حلال ہوگا۔ کیا ایسا کرنے کی صورت میں لازم نہیں آتا کہ مرد نے عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے؟ دونوں صورتوں میں تفریق پر نیز ان تمام ہی مسائل میں حنفی موقف پر کون سی شرعی دلیل قائم ہے؟

لطف کی بات یہ ہے کہ جماع کر کے عورت کی شرمگاہ کو پھاڑ کر مقعد کے ساتھ ملا دینے والے پر مذکورہ عورت کی لڑکی یا ماں کے ساتھ مرد مذکور کا نکاح صحیح ہوگا مگر اس کی شرمگاہ کو محض دیکھ لینے سے اس کی لڑکی اور اس کی ماں کے ساتھ اس مرد کا نکاح حرام و ممنوع و ناجائز ہوگا حتیٰ کہ عورت کی شرمگاہ کو براہ راست چھونے یا دیکھنے کے بجائے محض آئینہ میں دیکھ لیا شہوت کے ساتھ تو اس کی لڑکی اور ماں سے اس مرد کا نکاح حرام ہوگا۔ ان سب باتوں کی کسی قدر تفصیل تحقیق سے آگے آ رہی ہے۔

ہر صاحب عقل باسانی سمجھ سکتا ہے کہ زندہ یا مردہ جانور و کم عمر لڑکی کے ساتھ جماع کرنے والے مرد کا جب وضو تک نہیں لوٹتا تو اس پر غسل بدرجہ اولیٰ واجب نہیں ہوگا یہی بات حقیقتہ الفقه ص ۱۳۶ پر نمبر ۸۹ کے تحت در مختار ج ۱ ص ۸۰ و ۸۳ و عالمگیری ج ۱ ص ۱۹ و منیہ المصلیٰ ص ۸ و ہدایہ ج ۱ ص ۴۳ کے حوالہ سے لکھی ہے۔ مگر فرقہ بریلویہ کے مفتی جلال الدین حقیقتہ الفقه کا رد لکھنے کے دعویٰ کے باوجود حقیقتہ الفقه کی اس حقیقت بیانی کے بالمقابل چپ سادھے ہوئے حواس باختہ ہو کر آگے بڑھ گئے اور اس پر کچھ بھی نہ بول سکے جبکہ موصوف بریلوی مفتی نے اپنی عادت تکذیب حقائق کے مطابق ایسا کرنے والے کا وضو نہ ٹونے

کی بات حنفی کتابوں سے نقل کرنے پر نہایت لغویت کے ساتھ بکواس کی اور موصوف کو اپنی کتب معتبرہ کی تصریحات سے ذرا بھی شرم نہیں آئی۔ اور اس سے زیادہ بے شرمی کا مظاہرہ فرقہ بریلویہ کے بریلوی مفتی نے یہ کیا کہ اس مسئلہ کے معا بعد حقیقۃ الفقہ ص ۱۳۶ پر نمبر ۹۰ کے تحت جو یہ حقیقت بیان کی گئی کہ حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ دس برس کا لڑکا عورت بالغہ کے ساتھ جماع کر لے تو لڑکے پر غسل واجب نہیں پھر نمبر ۹۲ کی تحت حقیقۃ الفقہ میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ مرد اگر اپنی دہر (پانخانہ کا مقام یعنی مقعد) میں حشفہ داخل کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا " تو بریلوی مفتی حقیقۃ الفقہ کی اس حقیقت بیانی کے خلاف بھی لب کشائی نہ کر سکے۔

اگرچہ عام کتب حنفیہ میں یہ نہیں بتلایا کہ آدمی اگر اپنی دہر میں خود اپنا حشفہ داخل کرے تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ مگر اصول حنفیہ سے لازم آتا ہے کہ ایسی صورت میں وضو بھی نہیں ٹوٹے گا کیونکہ جب زندہ و مردہ جانوروں اور کم عمر لڑکی کے ساتھ جماع دو طہی سے حنفی مذہب میں وضو نہیں ٹوٹتا تو اپنی دہر میں محض حشفہ داخل کرنے سے وضو کیوں کر ٹوٹ سکتا ہے؟ عجیب بات یہ ہے کہ ان سب باتوں سے حنفی مذہب میں وضو نہیں ٹوٹتا مگر آشوب چشم کے مریض کی آنکھوں سے آنسو نکلنے پر حنفی مذہب میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ آنسو نجس بھی ہیں (حقیقۃ الفقہ مسئلہ ۷۸ ص ۱۳۵ بحوالہ ہشتی زیور ج ۱ ص ۱۳۵ نیز ملاحظہ ہو بریلوی مفتی جلال الدین کے پیر مرشد اور امام بریلویہ کی کتاب بہار شریعت حصہ دوم ص ۲۲ مع حواشی و عام کتب حنفیہ) حالانکہ بریلوی مذہب کا یہ فتویٰ خانہ ساز فتویٰ ہے اس پر کوئی بھی شرعی دلیل نہیں اس کے برعکس حدیث نبوی میں ارشاد ہے کہ عضو قاسل ذکر یا قمل یعنی شرمگاہ چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ ایسا کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ظاہر ہے کہ جس حنفی مذہب کا وضو اتنا مضبوط ہو کہ زندہ و مردہ جانوروں اور بچوں کے ساتھ جماع کرنے سے بھی وضو نہ ٹوٹے اس کے یہاں بھلا فرمان نبوی پر عمل کرتے ہوئے عضو قاسل چھونے اور اس طرح کی چیز سے کیوں کر ٹوٹ سکتا ہے؟ مگر نماز میں تقنہ لگا کر ہنسنے سے بریلوی مذہب میں وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن کسی لڑکے کو بوسہ دینے سے نہیں ٹوٹتا نہ گالی گلوچ دینے سے اور اس طرح کی بہت سی حیرت انگیز حرکات سے وضو ٹوٹتا ہے البتہ اگر ایک مرد کی شرمگاہ کسی مرد

(نوخی) لڑکے سے شہوت کے ساتھ چھو جائے یا کسی بھی مرد کی شرم گاہ کسی بھی مرد یا عورت سے چھو جائے یا عورت کی شرم گاہ عورت کی شرم گاہ سے چھو جائے تو حنفی مذہب میں وضو ٹوٹ جاتا ہے (غایہ الاوطار و عام کتب احناف) لطف کی بات یہ ہے کہ آشوب زدہ کی آنکھوں سے نکلا ہوا آنسو بریلوی مذہب میں نجس ہے اور وہ ناقض وضو بھی ہے مگر عورت کے مقام مخصوص سے نکلنے والی رطوبت بالکل پاک ہے وہ ہرگز ناپاک نہیں اور نہ اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے (ملاحظہ ہو بریلوی مکتبہ جہاد شریعت صفحہ دوم ص ۱۸ و عام کتب حنفیہ)

ایک طرف بریلوی شریعت میں مرد یا عورت کا ہاتھ سے اپنا یا غیر کا عضو مخصوص شہوت و بلا شہوت چھونا ناقض وضو نہیں لیکن اگر مرد و عورت اپنے اپنے مقام مخصوص سے ایک دوسرے کا مقام مخصوص بلا شہوت چھویں تو عورت کا وضو ٹوٹ جائے گا اور مرد کا نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر شہوت کے ساتھ دونوں ایسا کریں تو دونوں ہی کا وضو ٹوٹ جائے گا ہاتھ سے اور مقام مخصوص سے چھونے کے درمیان نیز مرد و عورت کے درمیان بریلوی مذہب نے جو حیرت انگیز تفریق کر رکھی ہے اس پر کوئی بھی شرعی دلیل نہیں بلکہ اس بریلوی مسئلہ کے خلاف نص شرعی موجود ہے جب مرد یا عورت کا ہاتھ سے اپنا یا دوسرے کا مقام مخصوص چھونا نص شرعی کے مطابق ناقض وضو ہے خواہ شہوت کے ساتھ ہو یا بے شہوت تو ایک دوسرے کی شرم گاہ چھونے سے مرد کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن عورت کا وضو ٹوٹ جائے گا ایک بہت بڑا عجوبہ ہے اور اس سے بڑا عجوبہ یہ ہے کہ مرد چھوٹی بچی کے ساتھ یا مردہ و زندہ جانور کے ساتھ جماع دو طہی بھی کر ڈالے تو اس کا وضو بریلوی مذہب میں نہیں ٹوٹے گا۔ فرقہ بریلویہ سے لوگ پوچھیں کہ زندہ یا مردہ جانور یا بچی کے ساتھ جماع کرنے والا مرد شہوت کے بغیر کیونکر جماع کر سکتا ہے اگر یہ قابل اشتہا نہیں تو ایسا کرنے والا کیسے جماع کر سکا؟

اس طرح کے کتنے حنفی و بریلوی مذہب کے مسائل و فتاویٰ کا ذکر سلفی کتاب حقیقہ الفقہ میں ہے مگر کسی ایک سے کسی قسم کا تعرض کرنے کی ہمت بریلوی مفتی کو نہیں ہوئی نہ احساس شرم ہوا دم ضلالت سے چپ چاپ تک تک دیدم دم نہ کشیدم کی تصویر بنے بسے پھر اس خواہ ہانگن کے عالم میں یک بیک رگ بریلویت پھڑکی تو کافی آگے کھل کر حقیقہ الفقہ کے ”باب غسل لازم ہونے اور دیگر مسائل کے بیان میں“ مذکور مندرجہ ذیل حنفی مسئلہ پر

بدحواسی والی یاد گوئی اور بریلوی ہرزہ سرائی شروع کردی۔ ملاحظہ ہو

حقیقتہ الفقہ کے تیسرے مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی جلال الدین نے نمبر ۳ کے تحت کہا :-

”اور پھر اسی کتاب حقیقتہ الفقہ کے ص ۹۳ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہو گئی اور عورت حاملہ ہو گئی تو اسی وقت غسل لازم ہوگا“ -----
 یہ بھی مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے لہذا لعنة الله على الكاذبين پڑیں۔ (غیر مقلدوں کا فریب ص ۶۶) ہم کہتے ہیں کہ لوگ لعنة الله على الكاذبين ضرور پڑیں بلکہ اس سے بہتر یہ کہ کاذبین و متدعین کے لئے توفیق ہدایت کی دعا کریں۔ سب سے پہلے ناظرین کرام نمبر ۲ والے مسئلہ کے سلسلے میں ہماری بیان کردہ عام باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے اس مسئلہ کے لئے حقیقتہ الفقہ میں دیئے گئے حوالہ کی طرف رجوع کریں پھر فرقہ بریلویہ خصوصاً اس کے مفتی جلال الدین کی کارستانیوں کا تماشہ دیکھیں فرقہ بریلویہ کا یہ مسئلہ تو فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت کے فتویٰ رضویہ میں فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت کے ہاتھ سے لکھا ہوا موجود ہے (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۳۰-۱۳۱) فرقہ بریلویہ والا یہ مسئلہ فرقہ بریلویہ کے صدر الشریعہ اور فرقہ بریلویہ کے مفتی جلال الدین کے پیر مرشد مولوی امجد علی کی کتاب بہد شریعت میں بھی موجود ہے جس کا ذکر بریلوی مفتی جلال الدین نے اپنی کتاب انوار الہدیٰ ص ۵۰۲ میں کر رکھا ہے۔

بہد شریعت کے الفاظ ملاحظہ ہوں :-

”عورت کی زانیہ میں جماع کیا جائے اور انزال کے بعد منی فرج میں گئی یا کنولری سے جماع کیا اور انزال بھی ہو گیا مگر بکارت زائل نہ ہوئی تو عورت پر غسل واجب نہیں ہوا اگر عورت کے حمل رہ جائے تو اب غسل واجب ہونے کا حکم دیا جائے گا اور وقت جماعت سے جب تک غسل نہیں کیا تمام نمازوں کا اعادہ کرے“ (بہد شریعت حصہ دوم ص ۳۱)

ناظرین کرام بریلوی مفتی جلال الدین کے پیر مرشد کی مذکورہ بالا عبارت بغور پڑیں خصوصاً خط کشیدہ عبارت پھر سوچیں کہ فرقہ بریلویہ کے مفتی لوگ کذب بیانی اور تکذیب

تخاق میں کتنے ماہر اور جرمی و اوصیت ہیں؟ مسئلہ مذکورہ بریلوی کی مشہور کتاب در عقدہ عربی ج ۱ ص ۱۶ اور رد المحتد ج ۱ ص ۱۱۲ و فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱ میں بھی ہے، ہدایہ کی مشہور شرح فتح القدیر میں صراحت ہے کہ :-

”وَلَوْ جُمِعَتْ قِسْمَا دُونَ الْفَرْجِ فَسَبَقَ الْمَاءُ فَمُنَى فَرُوجَهَا أَوْ جُمِعَتْ الْيَكْرُ لَا غُسْلَ عَلَيْهَا إِلَّا إِذَا ظَهَرَ الْخُطْبُ الْأَخْيَرُ“ یعنی اگر عورت کے ساتھ فرج میں جماع نہیں کیا گیا بلکہ فرج میں منی داخل بھی ہو جائے پھر دوسری جگہ ذکر رگزا گیا یا باکرہ عورت کے ساتھ ایسا کیا گیا تو خلعہ عورت کی فرج میں منی داخل بھی ہو جائے پھر بھی غسل واجب نہیں ہوگا مگر ایسا کرنے سے عورت حاملہ ہو جائے تو حاملہ ہونے کا علم ہونے کے وقت اس پر غسل واجب ہوگا اور یہ وجوب فرج سے باہر جماع کے وقت ہی سے واجب مانا جائے گا لہذا اس وقت سے لیکر علم حمل ہونے تک کے درمیان والی مدت کی ساری نمازیں عورت غسل جنابت کر کے قضا پڑھے گی۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ مطبوع نول کشور ج ۱ ص ۲۶)

فرقہ بریلویہ کی مذکورہ کتب والی ہماری نقل کردہ بات در اصل بریلویوں کی کتاب ہدایہ کی مندرجہ ذیل عبارت کی شرح ہے۔

”يَجِبُ عَلَى الْمَفْعُولِ بِهِ اسْتِحْطَاطًا بِخِلَافِ الْبُهَيْمَةِ وَمَا دُونَ الْفَرْجِ“ اس کا حاصل یہ ہے کہ جانور اور عورت کی فرج کے علاوہ ران یا پیٹ وغیرہ میں جماع کرنے یعنی عضو تامل کو رگزنے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے (ہدایہ مع فتح القدیر ج ۱ ص ۲۶ ہدایہ مع بیانیہ ج ۱ ص ۱۷۲) ہدایہ کی اس تصریح سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی فرج میں جماع کرنے کے بجائے اس کے جسم کے کسی بھی عضو پر عضو تامل محض رگزا جائے اور مرد کا مادہ منویہ خارج ہو کر بہہ پڑے اور بہتے بہتے عورت کی فرج میں داخل بھی ہو جائے پھر وہ عورت حاملہ بھی ہو جائے تو بھی اس عورت پر غسل لازم نہیں مگر ہدایہ کی عبارت سے بظاہر مستفاد ہونے والی اس بات کے سلسلے میں شارحین ہدایہ نے یہ صراحت کر دی ہے کہ اگر اس صورت میں عورت کو حمل ٹھہر جائے تو اس پر غسل کا وجوب اسی وقت سے ماننا لازم ہوگا جس کے ساتھ مرد نے یہ کارستانی کی تھی یعنی اس کے ساتھ جماع اور وطی نہیں کی تھی بلکہ اس کے جسم کے کسی بھی حصہ پر اپنا عضو تامل محض رگزا کر اس نے اپنی منی کو خارج کر دیا تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ فرقہ

بریلویہ کی متعدد معتبر کتابوں میں اس کی تصریح بھی موجود ہے کہ صورت مذکورہ میں حمل ٹھہرنے پر بھی عورت پر غسل لازم نہیں ہوتا جیسا کہ رد المحتار اور در الحد وغیرہ میں منقول ہے۔ اگر بریلویہ کی ان معتبر کتابوں کی اسی بات کا ذکر مصنف حقیقتہ الفقہ نے کیا ہوتا تو بریلوی پارہ الہل حدیث کے خلاف کس قدر چڑھا ہوتا (ملاحظہ ہو غایہ الاوطار ترجمہ در مختار مطبوع نول کشور کعبو ۱/ ۸۳-۸۳، ۶، ۱۸۷ و رد المحتار عربی ۱/ ۱۱۲) اس تفصیل سے ظاہر طور پر یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ صورت مذکورہ میں مرد کی منی عورت کی فرج میں اگر داخل ہو جائے مگر اسے حمل نہ ٹھہرے تو عورت پر کسی حال میں بھی غسل واجب نہیں ہوگا۔

اس مسئلہ کا ذکر کرنے کے بعد مصنف حقیقتہ الفقہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ایسا ہونا عقل کے نزدیک بھی محال ہے اگر ممکن ہے تو دلیل لازم (ملاحظہ ہو حقیقتہ الفقہ مسئلہ نمبر ۱۱۰ ص ۱۳۸) فرقہ بریلویہ پر لازم ہے کہ وہ یہ دلیل دے کہ فرج میں مرد کے جماع اور عضو تاسل داخل کئے بغیر جبکہ وہ فرج کے علاوہ عورت کے جسم کے کسی حصہ پر عضو تاسل رگڑ کر اپنی منی خارج کر دے تو یہ خارج شدہ منی عورت کی فرج میں داخل ہو کر حمل کی صورت اختیار کر سکتی ہے بلکہ فرقہ بریلویہ یہی ثبوت دے کہ ایسی صورت میں مرد کی خارج کردہ منی عورت کی فرج کے اندر رحم میں داخل ہو سکتی ہے۔

ہماری پیش کردہ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس مسئلہ میں بھی مصنف حقیقتہ الفقہ کے خلاف پادہ گوئی میں بریلوی مفتی نے حسب عادت بے راہ روی اختیار کر رکھی ہے کیونکہ ہدایہ ہی کے بیان سے واضح طور پر مسئلہ مذکور مستفاد ہوتا ہے جس کی صراحت متعدد حنفی علماء نے کر رکھی ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے چوتھے مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی جلال الدین نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ کے ص ۱۹۷ پر در مختار کے حوالہ سے ہے کہ پیشاب حلال جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری ہے اس لئے کہ در مختار میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ حلال جانوروں کا

پیشاب نجاست ہے وہ نجاست ہرگز نہیں دور کر سکتی " (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۷) ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس کاری بھی اپنی سابقہ اور آئندہ تلبیس کاریوں کی طرح ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بریلوی مفتی نے بدعت شکن سلفی کتاب کی یہ بات عمداً یا سوا پوری نقل نہیں کی حقیقتہ الفقه کی پوری بات اس طرح ہے :-

"پیشاب اور دودھ حلال جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے" (حقیقتہ الفقه مطبوع کوہ نور پرنٹنگ پریس دہلی ۱۲۸۱ حصہ اول ص ۱۵۰ مسئلہ نمبر ۱۷۷)

بریلوی مفتی نے حقیقتہ الفقه کی اصل عبارت سے ایک اہم لفظ "دودھ" یا تو فرقہ بریلویہ کی عادت کے مطابق عمداً و قصداً اپنی کسی بریلویانہ مصلحت و ضرورت کی بنا پر حذف و ساقط کر دیا جیسا کہ یہ اس کی عادت و پالیسی ہی ہے یا عمداً و قصداً نہیں تو سوا خود بریلوی مفتی سے یہ لفظ حذف ہو گیا یا کہ موصوف کے اصل مسودہ میں یہ لفظ موجود تھا مگر کاتب سے غلطی ہوئی جس کی وجہ سے یہ لفظ حذف و ساقط ہو گیا جیسا کہ ایسا عام طور سے ہو جایا کرتا ہے اور پروف ریڈنگ کے وقت روا روی میں اس کی اصلاح نہ ہو سکی ہم مفتی بریلوی کے ساتھ حسن ظن سے کام لیتے ہوئے اسے ان کے سوا یا کاتب و پروف ریڈر کے سو پر محمول کرتے ہیں جیسا کہ خود اس سلفی کتاب حقیقتہ الفقه حصہ اول کے مسئلہ نمبر ۱۸۲ میں صادر ہو گیا ہے مگر بریلوی مفتی نے کاتب و پروف ریڈر کی اس فروگزاشت کو بھی حقیقتہ الفقه پر اپنی بریلویانہ تنقید کا نشانہ بنا لیا بلکہ صرف حقیقتہ الفقه ہی نہیں پوری جماعت اہل حدیث کو نشانہ ملامت بنا لیا۔ اس مسئلہ کے بعد والے مسئلہ میں اس بریلوی عشوہ گرمی کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔

اب ناظرین کرام زیر نظر مسئلہ یعنی کہ "پیشاب اور دودھ حلال جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے" سے متعلق بریلوی ٹھس کاری کی حقیقت ہماری پیش کردہ آنے والی تفصیل سے معلوم کریں۔

بدعت شکن اور تھلید شکن اس سلفی کتاب یعنی حقیقتہ الفقه میں یہ حنفی مسئلہ درمختار میں اس کے اردو ترجمہ و شرح غایہ الاوطار از مولانا خرم علی حنفی و مولانا احسن نانوتوی حنفی مطبوع نول کشور لکھنؤ ۱۹۲۵ء، ۱۰/۱۵۰ سے نقل کیا گیا ہے۔ ناظرین کرام حقیقتہ الفقه کی حقیقت بیانی پر اطمینان خاطر کے لئے اس حنفی کتاب یعنی غایہ الاوطار اردو ترجمہ و شرح درمختار

مطبوع نول کشور لکھنؤ ۱۹۲۵ء، ۱/۱۵۰ کھول کر دیکھیں جس کی آٹھویں سطر کے لواتر سے لیکر نویں سطر میں یہ حقیقی عبارت مرقوم و منقول ہے کہ :-

”بعضوں نے کہا ہے کہ دودھ اور حلال جانوروں کا پیشاب نجاست کا دور کرنے والا ہے“

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ حقیقتہ الفقہ کی محولہ حقیقی کتاب میں مسئلہ مذکورہ نہایت واضح و صریح طور پر موجود ہے مگر اتنی واضح و صریح بات کی موجودگی کا انکار کر دینا فرقہ بریلویہ کی اپنی بریلویانہ عادت کا آئینہ دار ہے۔

مذکورہ بالا حقیقی عبارت میں واقع لفظ ”بعضوں“ کا مطلب بتلاتے ہوئے اسی حقیقی کتاب کی نویں سطر میں کہا گیا ہے کہ :-

”یہ ابو یوسف کا قول ہے“

ناظرین کرام پر واضح رہے کہ ابو یوسف حقیقی مذہب کے رکن رکین اور فقہ حقیقی کے مرتب مانے جاتے ہیں اور حقیقی مذہب کے امام ابو یوسف نیز دیگر تلامذہ ابی حنیفہ کی صراحت ہے کہ ”جو فتاویٰ ہم نے دئے ہیں وہ ہمارے استاد امام ابو حنیفہ کے بھی فتاویٰ ہیں“ (ملاحظہ ہو حقیقی مذہب کی معتبر ترین کتاب ہدایہ کے اردو ترجمہ و شرح عین الہدایہ کا مقدمہ بعنوان فروع و ظہور اجتہاد ۱ / ۹۲-۹۳ نیز متعدد کتب حنیفیہ) اور ملاحظہ ہو خاص طور پر فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۷-۱۰۸) دریں صورت در عقائد کے جس ترجمہ غایہ الاوطار کے حوالہ سے حقیقتہ الفقہ میں زیر نظر بات لکھی گئی ہے اس کی بابت بریلوی مفتی کا یہ کہنا کہ یہ بات حقیقتہ الفقہ کے حوالہ مذکور میں نہیں ہے کذب خالص اور سفید جھوٹ کے علاوہ کیا ہے؟

البتہ حقیقتہ الفقہ کی محولہ کتاب نیز اصل در عقائد میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا حقیقی فتویٰ حقیقی مذہب کے قول عقائد کے خلاف ہے لیکن اس سے مصنف حقیقتہ الفقہ کی تحریر کردہ بات کی تغلیط لازم نہیں آتی کیونکہ مصنف حقیقتہ الفقہ اس کے مدعی نہیں کہ کتب حنیفیہ میں قول عقائد کے گئے ہی اقوال لکھے گئے ہیں نیز حقیقی مذہب کے قول عقائد کا حال عجیب ہے کیونکہ خود مصنف حقیقتہ الفقہ نے اپنی اسی کتاب کے ص ۱۳۲ دفعہ نمبر ۳۰ باب متعلق اختلاف اقوال در عقائد یعنی غایہ الاوطار ج ۱ ص ۲۹ و عالمگیری ۱ / ۱۱۶ لکھا ہے کہ :-

”جب صاحبین اور امام باہم مختلف ہوں تو مفتی عقائد ہے“

اس سے معلوم ہوا کہ تینوں حنفی اماموں میں سے جس امام کی طرف جو فتویٰ بھی منسوب ہو اسے حنفی مذہب کا مسئلہ و فتویٰ کہہ کر قبول کیا جاسکتا ہے۔ نیز یہ تفصیل عن قریب آ رہی ہے کہ امام ابو حنیفہ ہی کے اصول سے مذکورہ بالا بات ثابت ہوتی ہے۔ پہلے ناظرین کرام یہ بات پیش نظر رکھیں کہ حقیقتہ الفقہ میں یہ مسئلہ درمختار کے حنفی ترجمہ غایہ الاوطار سے نقل کیا گیا ہے اور درمختار سے کئی صدی پہلے لکھی جانے والی معتبر حنفی کتاب منیہ المصلیٰ میں صراحت ہے کہ :-

" وَيُجوزُ إِزَالَةُ النَّجَاسَةِ بِالْمَاءِ الْمُقَيَّدِ وَبِكُلِّ مَا مِيعَ طَاهِرٍ يُمكنُ إِزَالَتَهَا كَاللَّيْنِ وَالْحِلِّ وَالْعَصِيرِ "

" یعنی مقید پانی اور ایسی طاہر سیال (پتی و رقیق) چیز سے نجاست زائل کرنا جائز ہے جس سے نجاست زائل ہو سکے مگر دودھ، سرکہ اور پھلوں کا نچوڑا ہوا رس اور عرق (یہ المصلیٰ مطبوع قوی کا پتور ۱۳۲۶ھ ص ۷۷ و یہ المصلیٰ کا اردو ترجمہ المعروف بصلوة الرحمن مطبوع مصطفائی لاہور ۱۸۶۵ء ص ۷۳)

فرقہ بریلوی کی مذکورہ معتبر کتاب کی اس تصریح سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فرقہ اپنے کو جس حنفی مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے اس کا یہ فتویٰ ہے کہ دودھ، سرکہ، پھلوں کے جوس و عرق و شربت نیز مقید پانی مثلاً گلاب، درختوں سے نچوڑ کر نکالے گئے پانی وغیرہ سے نجاست دور ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے بریلوی مفتی نے عمداً یہاں سے حقیقتہ الفقہ کے لفظ "دودھ" کو چھوڑ دیا مگر یہ محض ہمارا ایک خیال ہے ورنہ حسن ظن سے کام لیتے ہوئے ہم اسے کتابت والی غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ منیہ المصلیٰ والی اس بات پر بعض محشی و شارحین نے نظر کی ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ اگر کسی محشی کی نظر میں کوئی مسئلہ قابل نظر ہو تو دوسروں کی نظر میں بھی اسے قابل نظر سمجھا گیا ہو۔ آخر منیہ المصلیٰ میں اسے صحیح ہی سمجھ کر لکھا گیا ہے یہ بات کچھ علماء احناف کے یہاں صحیح ہے دوسروں کی نظر میں غیر صحیح ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ مذکورہ بالا حنفی عبارت میں یہ صراحت ہے کہ "ہر طاہر سیال چیز سے ازالہ نجاست جائز ہے" اور یہ معلوم ہے کہ پیشاب سیال چیز ہی ہے اور حلال جانوروں کا پیشاب حنفی امام محمد کی تصریح کے مطابق طاہر یعنی پاک ہے (کمائیاتی) اور یہ بتلایا

جا چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں خصوصاً ابو یوسف و محمد کا کہنا ہے کہ ہم نے جو فتویٰ دئے ہیں وہی فتویٰ امام ابو حنیفہ نے بھی دیئے ہیں اس حنفی تصریح کے مطابق امام ابو حنیفہ کا بھی یہ فتویٰ قرار پاتا ہے کہ حلال جانور کا پیشاب پاک و طاہر ہے اس کا لازمی مطلب یہ ہوا کہ حنفی مذہب کے اصول سے لازم آتا ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست دور کرنے والا ہے۔

بریلوی مفتی حلال الدین کا یہ کہنا کہ در مختار میں ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست ہے اور جو چیز نجاست ہے وہ نجاست ہرگز دور نہیں کر سکتی قطعی طور پر خالص بریلویانہ تبلیسیس کاری اور دھاندلی بازی ہے کیونکہ اولاً یہ بتلایا جا چکا ہے کہ مشہور حنفی امام محمد حلال جانوروں کا پیشاب پاک و طاہر بتلاتے ہیں جس کا مطلب حنفی اصول سے یہ ہے کہ حنفی مذہب میں حلال جانوروں کا پیشاب طاہر ہے ثانیاً جس حنفی مذہب کی تقلید پر فرقہ بریلویہ نازاں و فرحاں ہے اس کے بہت بڑے وکیل اور ترجمان علامہ عینی نے شرح ہدایہ یعنی بنایہ میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ نجاست دور کرنے والی چیز کے غیر نجس اور طاہر ہونے کی قید لگانا لغو و لا یعنی بات ہے کیونکہ حنفی مذہب میں مستعمل پانی کو نجاست دور کرنے والا کہا گیا ہے مگر اے امام ابو حنیفہ نے اپنے ایک قول میں نجس غلیظ اور دوسرے میں نجس خفیف کہا ہے پھر نجاست دور کرنے والی چیز کے لئے غیر نجس و طاہر ہونے کی قید لگانا محض لایعنی بات ہے (بنایہ شرح ہدایہ ج ۱ ص ۴۳۶-۴۳۷) حافظ ابن حزم نے کہا کہ امام ابو حنیفہ سے نصاً و صراحتاً مروی ہے کہ مستعمل پانی نجس ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ و ابو یوسف نے کہا کہ اگر مستعمل پانی کنویں میں حتیٰ کہ سات کنویں بلکہ بیس کنویں میں پڑ گیا تو سارے کنویں کا پانی نجس و ناپاک ہو گیا (المحلی لابن حزم ۱/ ۱۸۵-۱۸۶) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فرقہ بریلویہ کے مفتی مذکور کی یہ بات محض تبلیسیس کاری ہے کیونکہ اولاً حنفی مذہب میں مستعمل پانی کو نجاست دور کرنے والا بتلایا گیا ہے۔ حالانکہ امام ابو حنیفہ کا ایک قول یہ ہے کہ مستعمل پانی نجاست غلیظ ہے اور امام ابو حنیفہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ مستعمل پانی نجاست خفیف ہے (عام کتب احناف) دریں صورت جب غلیظ یا خفیف نجاست والا مستعمل پانی حنفی مذہب میں نجاست دور کرنے والا ہے تو بریلوی مفتی حلال الدین کا یہ کہنا کہ ”جو چیز نجاست ہے وہ نجاست ہرگز نہیں دور کر سکتی“ سراسر بریلوی دھاندلی بازی و تبلیسیس کاری، و کذب بیانی دور و رخ بانی ہے۔ ثانیاً

حلال جانوروں کے پیشاب کی بابت بریلوی مفتی جلال الدین نے در مختار کے جس مقام کے حوالہ سے یہ بات کہی ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ :-

"وَبَوْلِ مَا كَوَّلَ اللَّحْمَ نَجَسٌ نَجَاسَةٌ خَفِيفَةٌ وَطَهْرُهُ مُحَمَّدٌ" یعنی حلال جانوروں کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔ اور امام محمد نے اسے مطلقاً پاک و طاهر قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو در مختار مع رد المحتار ج ۱ ص ۱۴۰) یہ بتلایا جا چکا ہے کہ کتب فقہ حنفی میں صراحت ہے کہ امام محمد اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمارا دیا ہوا ہر فتویٰ خود امام ابو حنیفہ کا بیان کردہ فتویٰ ہے خواہ بظاہر فتویٰ امام ہمارے فتویٰ سے مختلف ہو۔

ناظرین کرام ملاحظہ کر رہے ہیں کہ حنفی مذہب میں حلال جانوروں کے پیشاب کا نجس یا طاهر ہونا بذات خود اختلافی مسئلہ ہے اسے فقہ حنفی کے رکن رکین امام محمد مطلقاً طاهر و پاک کہتے ہیں اور ان کے علاوہ بعض حنفی فقہاء اسے صرف خفیف نجس کہتے ہیں اور جب یہ معاملہ ہے تو بریلوی مفتی کی اس معاملہ میں تلبیس کاری بہت واضح ہے کہ حنفی مذہب کے اختلافی مسئلہ کو موصوف نے مطلقاً غیر اختلافی ظاہر کیا اور "نجس خفیف" کو "نجس خفیف" کہنے کے بجائے مطلقاً نجاست کہا حالانکہ نجاست خفیفہ اور نجاست غلیظہ میں حنفی مذہب کے یہاں بہت زیادہ فرق ہے اس تفصیل سے بریلوی مفتی کی دھاندلی بازی بہت زیادہ ظاہر ہوتی ہے حالانکہ حنفی مذہب میں حلال جانوروں کا پیشاب خواہ پاک و طاهر ہو خواہ نجس خفیف ہو مگر مستعمل پانی کا نجاست دور کرنے والا مسئلہ حنفی مذہب کا تسلیم شدہ ہے اور مستعمل پانی امام ابو حنیفہ کے ایک قول کے مطابق نجس غلیظہ اور دوسرے قول کے مطابق نجس خفیف ہے دریں صورت یہ دونوں چیزیں حنفی مذہب میں اس معاملہ میں ایک طرح سے مساوی ہیں کہ دونوں حنفی مذہب میں مختلف فیہ ہیں پھر بریلوی مفتی اب کیا فرماتے ہیں؟ حنفی مذہب کے ان دونوں متعارض فتاویٰ کے بالمقابل ایک حنفی فتویٰ یہ بھی ہے کہ مستعمل پانی طاهر ہے (عام کتب حنفیہ) مگر اس سے ہمارے استدلال پر کوئی فرق نہیں پڑتا جس در مختار کے حوالہ سے مسئلہ مذکورہ حقیقتہ الفقہ میں منقول ہے وہ حنفی مذہب کی مشہور کتاب تئویر الابصار کی شرح ہے اور تئویر الابصار میں یہ صراحت موجود ہے کہ :-

"يَجُوزُ رُفْعُ نَجَاسَةِ حَقِيقَةٍ عَنْ مَجْلِيهَا بِمَاءٍ وَلَوْ مُسْتَعْمَلًا وَيَكْفِي مَوَاجِعَ طَاهِرٍ فَالْعِ كَحَبْلِ وَمَاءٍ وَرَدِّ" یعنی "مستعمل پانی اور ازالہ کرنے والا ہر طاهر سیال مادہ حقیقی نجاست دور کرتا ہے مثلاً

سرکہ اور گلاب“

تویر الابصار والی یہ بات معنوی طور پر حنفی مذہب کی معتبر ترین کتاب ہدایہ مع فتح القدر مطبوع نول کشور لکھنؤ ج ۱ ص ۷۶-۷۷ و ہدایہ مع بنایہ مطبوع نول کشور لکھنؤ ج ۱ ص ۳۳۷-۳۳۸ اور عام کتب حنفیہ میں موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کتب احناف اس بات پر متفق ہیں کہ مستعمل پانی نجاست دور کرنے والا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ مستعمل پانی امام ابو حنیفہ کے ایک قول کے مطابق نجس غلیظ اور دوسرے کے مطابق خفیف ہے اور جس مستعمل پانی کی بابت نجس غلیظ و نجس خفیف دونوں ہونے کا قول امام ابو حنیفہ سے مروی ہے وہ جب حنفی مذہب میں حقیقی نجاست دور کرنے والا ہے تو حلال جانوروں کا پیشاب امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف نجس خفیف ہے نجس غلیظ نہیں بلکہ حقیقتہ الفقه کے اس زیر نظر مسئلہ یعنی مسئلہ نمبر ۱۷۴ سے تھوڑا ہی پہلے مصنف حقیقتہ الفقه نے در مختار ج ۱ ص ۱۰۶ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۸-۱۱۹ و شرح وقایہ ج ۱ ص ۵۱ و منیہ ص ۳۸ کے حوالہ سے مسئلہ نمبر ۱۷۰ کے تحت لکھا کہ حنفی مذہب میں امام محمد کے نزدیک حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے پھر مصنف حقیقتہ الفقه نے مسئلہ ۱۷۱ کے تحت بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۰۶ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۹ و شرح وقایہ ج ۱ ص ۵۱ لکھا کہ حنفی مذہب میں امام محمد کے نزدیک حلال جانوروں کا پیشاب پینا بلا عذر جائز ہے ”پھر مصنف حقیقتہ الفقه نے مسئلہ ۱۷۲ کے تحت بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۶ لکھا کہ حنفی مذہب میں امام محمد کے نزدیک بکری کا پیشاب پاک ہے پھر مسئلہ نمبر ۱۷۵ کے تحت بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۵۳ و عالم گیری ج ۱ ص ۳۱ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۷ و ہشتی زیور ج ۲ ص ۱۳ لکھا کہ حنفی مذہب میں چگاڈا کا پیشاب پاک ہے پھر مصنف حقیقتہ الفقه نے مسئلہ نمبر ۱۷۶ کے تحت بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۵۳ لکھا کہ حنفی مذہب میں چوہے کا پیشاب پاک ہے (حالانکہ چوہا حنفی مذہب میں حلال جانور نہیں) پھر مسئلہ نمبر ۱۸۷ کے تحت بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۵۳ و عالم گیری ج ۱ ص ۳۱ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۷ و ہشتی زیور ج ۱ ص ۱۳ لکھا کہ چگاڈا کا پانچخانہ پاک ہے اور مسئلہ نمبر ۱۹۲ کے تحت لکھا کہ فرج کی رطوبت حنفی مذہب میں بالاتفاق پاک ہے اس طرح تھوک اور رینٹ بھی (در مختار ج ۱ ص ۸۳-۱۵۱ و ہدایہ ج ۱ ص ۲۳۱) بریلوی مفتی جلال الدین نے حقیقتہ الفقه کے بیان کردہ ان مسائل حنفیہ پر کوئی کلمہ نہیں کی بلکہ بذریعہ سکوت ان کی تصدیق اور توثیق کی اور جب یہ معاملہ ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے اصول سے

حلال جانوروں کا پیشاب مستعمل پانی کے بالمقابل بدرجہ اولیٰ نجاست زائل کرنے والا ہوتا چاہئے جس کا حاصل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے اصول سے لازم آتا ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست دور کرنے والا ہے۔ اور عام کتب حنفیہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ طاہر سیال چیز سے ازالہ نجاست کرنا جائز ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ غیر طاہر نجس سیال چیز سے ازالہ نجاست ناجائز ہے جیسا کہ حنفی امام یعنی کی شرح ہدایہ سے ہم بتلا آئے ہیں کہ ازالہ نجاست کرنے والی چیز کا طاہر ہونا ضروری نہیں کیونکہ مستعمل پانی اگرچہ حنفی مذہب میں ناپاک و نجس ہے پھر بھی اس سے ازالہ نجاست جائز ہے لطف کی بات یہ ہے حقیقتہ الفقہ کے محولہ نسخہ در مختار میں صراحت ہے کہ اگر یہ نہ معلوم ہو کہ کپڑا و بدن و خوردنی چیز میں کہاں نجاست لگی ہے تو جس چیز میں نجاست لگی ہے اس کی کسی بھی جگہ کو دھو لینے سے نجاست زائل ہو جاتی ہے (در مختار اردو ترجمہ و شرح غایۃ الاوطار ۱ / ۱۵) ہدایہ کی شرح بتا یہ از یعنی میں صراحت ہے کہ :-

"وَفِي الذَّخِيرَةِ رَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي يُوسُفَ لَوْ غَسَلَ الدَّمُ مِنَ الثَّوْبِ بِدُهْنٍ أَوْ سَمْنٍ أَوْ زَيْتٍ حَتَّى أَذْهَبَ أَثَرَهُ حَازَ وَمِثْلَهُ رَوَايَةٌ بِشَرِّهِ عَنْهُ فِي اللَّبَنِ وَفِي بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ اِخْتَلَفَ الْمُشَافِعُ فِيهِ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يَطْهَرُ ذِكْرُهُ السَّرْحَسِيُّ وَفِي الْمُحِيطِ فِي اللَّبَنِ رَوَايَتَانِ " یعنی " کتاب الذخیرہ " میں امام حسن بن زیاد نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر کپڑے میں لگے ہوئے خون کو تیل یا کھی یا روغن زیتون سے دھویا گیا اور خون کا اثر ختم ہو گیا تو جائز ہے نیز اسی طرح کی بات امام ابو یوسف سے امام بشر بن ولید نے دودھ سے بھی نجاست دور ہونے کے جائز ہونے کی نقل کی ہے اور حلال جانوروں کے پیشاب سے نجاست دور ہونے کے مسئلہ میں حنفی مشائخ (علماء و فقہاء و ائمہ) کے درمیان اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے یعنی بدعویٰ مصنف مذکور کہ حلال جانوروں کے پیشاب سے نجاست دور کرنی جائز نہیں اس کا ذکر سرخسی نے کیا ہے اور محیط میں دودھ سے نجاست دور کرنے کے جائز ہونے کے بارے میں دو روایتیں منقول ہیں (بتایہ شرح ہدایہ ۱ / ۳۳۷)

اس حنفی عبادت کا حاصل بھی یہ ہے کہ حنفی مذہب میں حلال جانوروں کے دودھ اور پیشاب سے نجاست دور کرنے اور زائل کرنے کے جائز ہونے میں دو مختلف اقوال ہیں۔ کتاب مذکور کے مصنف نے اگرچہ دعویٰ کیا ہے کہ حنفی مذہب کی ان دونوں مختلف باتوں میں صحیح

یہ ہے کہ حلال جانوروں کے پیشاب سے نجاست دور کرنا جائز نہیں ہے مگر اعتراف پھر بھی یہ کیا گیا ہے کہ حنفی مذہب کا ایک فتویٰ ہر حال یہ ہے کہ حلال جانوروں کے پیشاب سے نجاست دور کرنی جائز ہے۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ جواز والا فتویٰ دینے والے حنفی فقہاء وائمہ اپنے دیئے ہوئے اسی فتویٰ کو صحیح مانتے ہیں بس یہی بات حقیقتہ الفقہ میں کتب حنفیہ کے حوالہ سے مرقوم ہے یہ بھی حنفی مذہب کا عجیب فتویٰ ہے کہ کھائی جانے والی روٹی یا اس قسم کی کسی بھی خوردنی چیز اور کپڑے وغیرہ کے کسی حصہ پر نجاست لگ جائے مگر یہ نہ معلوم ہو کہ نجاست کس جگہ لگی ہے تو کہیں بھی اس کے کسی حصہ کو دھو لینے سے نجاست دور ہو جائے گی۔ اس حنفی مسئلہ کا ذکر بھی حقیقتہ الفقہ میں ہے مگر بریلوی مفتی نے حقیقتہ الفقہ کی اس بات پر کسی قسم کی کوئی لب کشائی نہیں کی۔

نیز حقیقتہ الفقہ میں مرقوم ہے کہ حنفی مذہب میں نشہ آور نیزہ سے بھی وضو جائز ہے مگر بریلوی مفتی اس پر بھی حسب عادت خاموش ہیں حالانکہ "کُلُّ مَسْكِرٍ خَمْرٌ" والی حدیث نبوی کے مطابق نشہ آور نیزہ شراب ہے اور باعتراف حنفی مذہب شراب نجس ہے دریں صورت جب شراب جیسی نجس چیز سے فرقہ بریلویہ کے حنفی مذہب میں وضو جائز ہے تو حلال جانوروں کے پیشاب سے ازالہ نجاست کا جائز ہونا حنفی مذہب میں کیونکر مستبعد ہے؟

بریلوی مفتی نے مسئلہ نمبر ۱۷۱ کے تحت دعویٰ کیا ہے کہ بہت سارے بدعت پرست فرقے بشمول فرقہ دیوبندیہ و مودودیہ (اسلامی جماعت) فروع میں حنفی ہیں۔ کیا بریلوی مفتی نے اپنی اس بات پر غور کیا کہ کہیں وہ خود بھی بدعت پرست ہونے کے باوصف فروع میں حنفی المذہب ہونے کا دعویٰ ہونے کے باوجود (حنفی مذہب) کی طرف اپنے کو منسوب کرنے کے دعویٰ میں جموٹا ہو؟ کیونکہ یہ تفصیل عن قریب آنے والی ہے کہ فرقہ بریلویہ نے حنفی مذہب کے مسائل سے بکثرت اختلاف و انحراف کیا ہے۔ درمختار کے ترجمہ غایۃ الاوطار میں کہا:-

"وَمَا قِيلَ أَنَّ اللَّبْنَ وَبَوْلَ مَا يُؤْكَلُ حَمَهُ مُزِيلٌ فَخِلَافُ الْمُحْتَارِ" یعنی ہمارے حنفی مذہب میں جو یہ مسئلہ بتایا گیا ہے کہ پیشاب اور دودھ حلال جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے وہ حنفی مذہب کے فتویٰ مختار کے خلاف ہے" (غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار ۱/ ۱۵۰ نیز ملاحظہ ہو اصل در

در مختار کی اس صریح عبارت کا نہایت واضح مطلب یہ ہے کہ حنفی مذہب میں ایک مسئلہ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ پیشاب اور دودھ حلال جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حنفی کتاب در مختار میں حنفی مذہب کا جو مسئلہ در مختار کی عبارت مذکور میں منقول ہے اسی مسئلہ کو حنفی مذہب کا ایک مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔

در مختار کی اس عبارت کا یہ مطلب اگرچہ بہت واضح ہے کہ حنفی مذہب کا ایک مسئلہ یہ بھی کتب مذہب حنفی میں بتلایا گیا ہے کہ دودھ اور پیشاب حلال جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے پھر بھی در مختار کے شارح مصنف رد المحتار نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ :-

"وَلَمْ يَقُلْ تَطَهَّرْ بِمَا عَلِمْتَ مِنْ أَنَّ بَوْلَ الْمَأْكُولِ لَا يُطَهِّرُ اتِّفَاقًا وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي إِزَالَتِهِ نَسْحَاسَةَ الْكَاثِرَةِ" یعنی مصنف در مختار نے حلال جانوروں کے دودھ اور پیشاب کو "مطہر"

(پاک کنندہ) کہنے کے بجائے "مزیل" (نجاست دور کرنے والا) صرف اس لئے کہا کہ تم کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست کا صرف دور کرنے والا ہے ظاہر و پاک کرنے والا نہیں ہے اس لئے اس مسئلہ میں حنفی مذہب متفق اللسان ہے اور حنفی مذہب میں اختلاف صرف اس مسئلہ میں ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست دور کرنے والا ہے یا نہیں " (رد المحتار مع در المختار ۱ / ۲۰۵-۲۰۶) معلوم نہیں کہ مصنف رد المحتار نے یہاں حلال جانوروں کے صرف پیشاب کا ذکر ہی کیوں کیا اور دودھ کا ذکر چھوڑ دیا جبکہ جس عبارت در مختار کی مصنف رد المحتار شرح کر رہے ہیں اس میں صاف طور پر دودھ کا ذکر بھی ہے زیر نظر عبارت در مختار کی تشریح کرنے والے مصنف رد المحتار کی مندرجہ بالا عبارت کا بھی واضح مفاد یہ ہے کہ حلال جانوروں کے پیشاب کو نجاست کا دور کرنے والا قرار دینے میں حنفی مذہب کے ایک سے زیادہ اختلافی مسائل و اقوال ہیں یعنی کہ حنفی مذہب کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اور دودھ نجاست دور کرنے والا ہے اور اس مسئلہ سے مختلف بھی بعض مسائل اس معاملہ میں حنفی مذہب میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ مصنف حقیقۃ الفقہ نے یہاں حنفی مذہب والے اسی مسئلہ کا ذکر کیا ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اور دودھ نجاست دور کرنے والا ہے۔

مصنف رد المحتار نے اپنی اس عبارت میں جو یہ کہا کہ تم جان چکے ہو کہ حلال جانوروں کا پیشاب بالاتفاق نجاست کا ظاہر کنندہ نہیں ہے اختلاف صرف اس میں ہے کہ حلال جانوروں کا

پیشاب ازالہ نجاست کرنے والا ہے یا نہیں تو موصوف مصنف رد المحتار قارئین رد المحتار کو اپنی یہ بات اپنی اس عبارت سے صرف چھ سات سطروں کے پہلے اس طرح بتلا چکے ہیں کہ :-

"فَوَلُّ مَا يُؤْكَلُ لَا يَطْهَرُ عَمَلُ النَّجَاسَةِ اِتِّفَاقًا وَلَا يُزِيلُ حُكْمُ الْعَلِيخِ فِي الْمُخْتَارِ اَلْخِ" یعنی حلال جانوروں کا پیشاب محل نجاست کو بالاتفاق طاہر نہیں کرتا اور مذہب مختار کے مطابق یہ پیشاب غلیظ کو دور بھی نہیں کرتا الخ (رد المحتار ۱ / ۳۵) عبارت در مختار کے شارح کی اس بات کا حاصل بھی یہ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اگرچہ حنفی مذہب میں بالاتفاق نجاست کا طاہر کتندہ نہیں مگر حلال جانوروں کے پیشاب کے ازالہ نجاست کرنے میں اتفاق نہیں بلکہ اختلاف ہے اگرچہ ازالہ نجاست والے اختلافی مسئلہ میں ازالہ نجاست والا قول قول مختار کے خلاف ہے -

اب ہم کہتے ہیں کہ ازالہ نجاست والے جس حنفی مسئلہ کو مصنف رد المحتار اور مصنف در المختار حنفی مذہب کے "قول مختار" کے خلاف قرار دے رہے ہیں مگر تسلیم بہر حال یہ کر رہے ہیں کہ حنفی مذہب کا ایک فتویٰ مسئلہ یہی ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست دور کرنے والا ہے وہ حنفی مسئلہ و فتویٰ ہی در اصل اصول کے مطابق مختار مسئلہ و فتویٰ قرار پاتا ہے جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے اور معاملہ خواہ کچھ ہو جب حنفی مذہب کا ایک فتویٰ مسئلہ یہ ہے کہ حلال جانور کا پیشاب اور دودھ نجاست دور کرنے والا ہے تو اسے حنفی فتویٰ مسئلہ کہہ کر نقل کر دینے سے سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کی حقیقت بیانی مجروح و متاثر نہیں ہو سکتی کیونکہ حنفی مذہب کے اکثر و بیشتر فتاویٰ و مسائل کا یہی حال ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک سے زیادہ متعدد اقوال ہیں کوئی حنفی فقیہ ان میں سے کسی کو "قول مختار" قرار دیتا ہے تو دوسرا حنفی فقیہ اسے غیر مختار بتلاتا ہے اور زیر بحث مسئلہ بہر حال حنفی اصول سے اسی تفصیل کے ساتھ "مذہب مختار و قول مختار" قرار پاتا ہے جس طرح حقیقتہ الفقہ میں منقول ہے لہذا اس معاملہ میں مصنف حقیقتہ الفقہ کو مطعون کرنا قطعاً لغو طرازی و بے راہ روی ہے جب حلال و حرام جانوروں میں تفریق کے بغیر حنفی مذہب کا کہنا ہے کہ زندہ و مردہ ہر طرح کے جانوروں کے ساتھ فرج میں وطی کرنے والے مرد پر وضو تک واجب نہیں ہوتا چہ جائیکہ غسل واجب ہو حتیٰ کہ حنفی مذہب کے ایک قول کے مطابق عضو خاص کا دھونا بھی ضروری نہیں اور یہ محض اس لئے کہ بریلوی

فرد کے حنفی مذہب میں فرج کی رطوبت پاک ہے تو حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہونے سے فرد بریلویہ کو کیوں انکار ہے؟ اور وہ اسے نجاست دور کرنے والا کیوں نہیں مانتا؟ حاصل یہ کہ دودھ اور حلال جانوروں کے پیشاب کو نجاست کا دور کنندہ نہ ماننے والے حنفی فقہاء اپنے اصول سے خروج و انحراف کے شکار ہوئے ہیں اور انہیں حنفی فقہاء کی بات حنفی اصول کے مطابق ہے جو حلال جانوروں کے پیشاب کو نجاست دور کرنے والا مانتے ہیں اس تفصیل کے باوجود بھی اگر بریلوی مفتیوں اور خواص و عوام کو تسکین و تسلی و تشفی نہ ہو تو حیرت کی بات ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے پانچویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے پانچویں نمبر کے تحت کہا ہے کہ :-

”حقیقتہ الفقہ ص ۱۹۸ پر فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ پانخانہ یالید لگ کر خشک ہو گئی تو رگڑنے سے پاک ہے ----- عالمگیری میں یہ مسئلہ صرف چمڑے کے موزہ کے لئے بیان کیا گیا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے الی ان قال - ”لہذا غیر مقلدوں کا اسے مطلقاً لکھنا کہ ہر چیز میں پانخانہ یالید لگے تو یہی حکم ہے یہ بھی ان کا فریب ہے“ (غیر مقلدوں کا فریب ص ۶۷) ہم کہتے ہیں کہ بات صرف اتنی ہے کہ اس بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے اصل مسودہ سے کتابت کرنے والے کی کتابتی غلطی سے لفظ پانخانہ سے پہلے دو لفظ ”چرمی موزہ پر“ چھوٹ گئے ہیں جیسا کہ کاتبوں سے اکثر ہوا کرتا ہے اور کتابت شدہ کاپیوں کی پروف ریڈنگ کرنے والے کو کاتب کی اس غلطی پر تہمید نہیں ہو سکا اور کتاب یوں ہی چھپ گئی اس طرح کی فروگزاشت سرزد ہونے پر مصنف حقیقتہ الفقہ و مصحح حقیقتہ الفقہ کی طرف سے یہ گزارش و التماس کر دی گئی تھی کہ ہم کو اس طرح کی فروگزاشت پر تنہا کر دیا جائے تو اصلاح کر دی جائے گی مگر اس کتاب حقیقتہ الفقہ کو دیکھ کر حواس باختہ ہو جانے والے فرد بریلویہ کو اس کا رد لکھنے اور لکھانے کا تو شوق ہوا لیکن اس کی کتابت والی اس غلطی کی طرف توجہ دلا کر اصلاح کرنے کا کوئی خیال نہ آیا اور نہ اس طرح کی غلطی پر مواخذہ

کرنے سے چشم پوشی ہی سے کام لیا گیا جبکہ مواخذہ سے چشم پوشی اور اصلاح کی طرف توجہ دہانی کی درخواست سلفی مصنف و مصحح کی طرف سے کر دی گئی ہے اس لئے کتابت والی اس غلطی کی اصلاح کرانے کی طرف توجہ نہ دلانے کے سبب فرقہ بریلویہ بھی مجرم ہے بلکہ اس کا جرم بڑھا ہوا ہے کہ ناقدانہ نظر ڈالنے کے باوجود اسے اس ضروری سنجیدہ بات کی فکر نہ ہوئی لیکن لغو طرازی جو فرقہ بریلویہ کا خاصہ ہے خوب دکھائی گئی کتابت کی اس غلطی پر فرقہ بریلویہ کا یہ واویلا اور حقیقتہ الفقہ کی سینکڑوں حقیقت پائیوں کے بالمقابل لب کشائی سے بالکل عاجز و قاصر رہنے اور حواس باختگی میں اول فول بکنے پر بریلوی مفتی کی یہ حالت زار عجیب روزگار میں سے ہے۔

آخر فرقہ بریلویہ یہ کیوں نہیں بتلاتا کہ اس نے اپنی زیر نظر کتاب میں نمبر ۴ کے تحت حقیقتہ الفقہ کی عبارت میں سے ”اور دودھ“ کا لفظ کیوں نہیں نقل کیا؟ بس اس سوال کے بریلوی جواب میں اس مسئلہ کا حل مضر ہے؟

حقیقتہ الفقہ کے چھٹے مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا:-

”حقیقتہ الفقہ ص ۲۰۲ پر بحوالہ در مختار ہے کہ سور (خزیر) نجس العین نہیں“ - یہ بھی غیر مقلدوں کا افتراء و بہتان اور حنفی مذہب سے عوام کو بھڑکا کر غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے کھلا ہوا فریب ہے، یہ مسئلہ در مختار میں ہرگز نہیں بلکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں یہ ہے کہ سور نجس العین ہے۔ (غیر مقلدوں کا فریب ص ۶۷)

ہم کہتے ہیں کہ بدعت شکن اور تقلید شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کی تصریحات کے مطابق حنفی مذہب کا مسئلہ مذکورہ حنفی مذہب کی مشہور و معروف معتبر و مقبول کتاب در مختار کے اردو ترجمہ غایہ الادطار میں منقول و مرقوم ہے۔ اب ناظرین کرام بریلوی مفتی کی تلبیس و فریب کاری و تکذیب حقائق پر واقف ہونے کے لئے حقیقتہ الفقہ کے محولہ مقام یعنی غایہ

الادطار اردو ترجمہ در علقہ کتاب الصيد ج ۴ ص ۲۷۱ مطبوع نول کشور کھنوا طبع چہارم ۱۹۰۰ء
ج ۴ ص ۲۷۱ نیز مطبوع نول کشور کھنوا ماہ محرم ۱۲۹۳ھ مطابق فروری ۱۸۷۶ء ج ۴ ص ۱۷۱
سطر ۴-۵ میں مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ فرمائیں :-

”وَالْحَنِزُّوُ لَيْسَ بِنَحْسٍ الْعَيْنِ وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ عَلَى مَا فِي التَّحْرِيمِ وَغَيْرِهِ فَتَأْمَلُ“ یعنی ”امام
ابو حنیفہ کے نزدیک خنزیر (سور و خوک) نجس العین نہیں ہے جیسا کہ ہماری معتبر کتاب تجزیہ
وغیرہ میں لکھا ہوا ہے“

ناظرین کرام ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ کہ تقلید شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کی محولہ
کتاب میں نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ یہ حنفی مسئلہ موجود ہے کہ امام ابو حنیفہ کے
مذہب میں خنزیر (سور) نجس العین نہیں ہے۔ سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ میں حنفی مذہب کی
محولہ کتاب میں مسئلہ مذکورہ حنفی مذہب کی نہایت معتبر کتاب تجزیہ وغیرہ کے حوالہ سے لکھا گیا
ہے اور حنفی مذہب کی یہ کتاب یعنی تجزیہ مشہور حنفی امام محمد بن شجاع ثلجی مولود ۱۸۱۸ء
ومتوفی ۲۶۶ھ کی تصنیف ہے جو بیک واسطہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ تجزیہ کے مصنف حنفی
امام محمد بن شجاع ثلجی کی سیرت پر چودھویں صدی کے حنفی جہمی امام زاہد الکوثری مدوح
فرقہ بریلویہ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ یہ حنفی مسئلہ در علقہ کے اصل عربی نسخہ مطبوع
ہندی کتاب الصيد ج ۴ ص ۵۵۱ میں نہایت واضح و صریح طور پر موجود ہے جس کا اردو ترجمہ
معتبر و معروف حنفی مترجمین نے غایہ الادطار کے نام سے کیا ہے اور اردو داں طبقہ کے لئے
سل الحصول و سل الفہم ہونے کے باعث اسی غایہ الادطار اردو ترجمہ در علقہ کے حوالہ سے
یہ بات سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ حصہ اول ص ۱۵۴ میں مسئلہ نمبر ۲۴۹ کے تحت لکھی گئی ہے نیز
حنفی مذہب کا مسئلہ مذکورہ در علقہ سے پہلے لکھی جانے والی حنفی مذہب کی معتبر کتاب جامع
الرموز از محمد شمس الدین قہستانی متوفی ۹۵۳ھ میں بھی صراحت کے ساتھ مرقوم ہے۔
(ملاحظہ ہو جامع الرموز کتاب الصيد مطبوع نول کشور کھنوا ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء ج ۴ ص
۳۵۹-۳۶۰) نیز یہ حنفی مسئلہ در علقہ کی مشہور شرح رد المحتد المعروف بہ فتاویٰ شامی ج ۵ ص

۲۹۸ میں موجود ہے اور ان محولہ کتابوں کے علاوہ بھی متعدد حنفی کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

اس تفصیل سے ناظرین کرام پر واضح ہو گیا کہ مسئلہ مذکورہ میں سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کی تکذیب کرنے والا فرقہ بریلویہ بذات خود بت بڑا کذاب و افتراء پرداز اور تکذیب حقائق کا عادی ہے۔

ناظرین کرام مذکورہ بالا تفصیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے بریلوی مفتی کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں کہ سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ میں در مختار کے حوالہ سے لکھی گئی یہ بات غیر مقلدوں کا افتراء و بہتان اور حنفی عوام کو بھڑکا کر غیر مقلد بنانے کے لئے کھلا ہوا فریب ہے یہ مسئلہ در مختار میں ہرگز نہیں بلکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں یہ ہے کہ سور نجس العین ہے۔ ہماری پیش کردہ تفصیل کو دیکھنے سے ناظرین کرام پر واضح ہو جائے گا کہ بریلوی مفتی نے بڑے پیمانے پر افتراء و بہتان و فریب کاری کی تحریک چلا رکھی ہے اور اپنی اس تحریک کو کامیاب بنانے کی خاطر بریلوی مفتی نے در مختار میں موجود عبارت کی موجودگی کا انکار کر کے اپنی ہر قسمی کتاب پر افتراء پردازی کر ڈالی کہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں یہ ہے کہ سور نجس العین ہے حالانکہ فقہ حنفی کی عام معتبر باتوں میں صراحت ہے کہ سور نجس العین نہیں ہے۔ اگر کسی حنفی کتاب میں سور کو نجس العین کہا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس مسئلہ میں عام مسائل کی طرح حنفی مذہب متضاد و متعارض و متناقض و مضطرب موقف اختیار کئے ہوئے ہے۔ امام ابوحنیفہ⁷¹ کے جس تلمیذ التلمیذ محمد بن شجاع ثلجی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب میں خنزیر نجس العین نہیں ان کے نہایت ثقہ و معتبر معاصر امام محمد بن اسماعیل بخاری صاحب الصحیح مولود ۱۹۳ھ و متوفی ۲۵۱ھ نے اپنی کتاب جزو القراءۃ میں تجزیہ در مختار و در مختار و جامع الرموز وغیرہ سے کہیں بڑی بات لکھ رکھی ہے یعنی کہ "حنفی مذہب میں خنزیر" لا باس ہے" ہے (جزو القراءۃ مطبوع علمی ص ۱۹) یہ معلوم ہے کہ امام بخاری حنفی امام محمد بن شجاع ثلجی سے کہیں زیادہ زیادہ ثقہ و معتبر ہیں جن کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی مذہب میں خنزیر بھی کتے کی طرح پاک و طاہر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کچھ اور ہے۔ دریں صورت فرقہ بریلویہ خصوصاً اس کے مفتی مذکور کیا فرماتے ہیں؟

حقیقتہ الفقہ کے ساتویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی جلال الدین نے کہا :-

"حقیقتہ الفقہ ص ۲۰۳ پر منیہ المصلی کے حوالہ سے کہا ہے کہ سور کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے"۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے اس لئے کہ منیہ المصلی میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں بلکہ اس کے ص ۶۶ پر یہ ہے کہ سور اور آدمی کے علاوہ ہر چیز کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اصل عبارت یہ ہے "كُلُّ إِهَابٍ دُبِغٌ فَقَدْ طَهَّرَ حَازِبَاتِ الصَّلَاةِ فِيهِ إِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِيرِ وَالْأَدَمِيَّ" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۷-۶۸)

ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا مسئلہ بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ میں مسئلہ نمبر ۲۶۵ کے تحت منقول ہے اس سلفی کتاب میں یہ حنفی مسئلہ منیہ المصلی کے اردو ترجمہ صلوة الرحمن مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۸۶۵ء کے ص ۳۷ سے منقول ہے اور حقیقتہ الفقہ کے محولہ مقام پر اسی طرح کا حنفی مسئلہ لکھا ہوا ہے لیکن ہم ناظرین کرام کے اطمینان کے لئے منیہ المصلی اور اس کی شرح صغیری کی اصل عبارت یہاں نقل کر رہے ہیں ملاحظہ ہو :-

"قَالَ يَعْقُوبُ بَعْنَى أَبِي يُونُسَ لَوْ صَلَّى فِي جِلْدِ خِنْزِيرٍ مَدْبُوعٍ حَازِبًا بِنَاءً عَلَى أَنَّهُ يَطْهَرُ بِالذَّبَاغِ عِنْدَهُ فِي غَيْرِ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ كَمَا تَقَدَّمَ" یعنی حنفی اماموں میں سے یعقوب ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر آدمی نے خنزیر (سور) کے دباغت دیئے ہوئے چمڑے میں ملبوس ہو کر نماز پڑھی تو اس لئے جائز ہے کہ غیر ظاہر روایت میں ان کے یہاں دباغت سے خنزیر کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے ، جیسا کہ یہ مسئلہ پہلے بھی گذر چکا ہے۔ (منیہ المصلی مع شرح صغیری مطبوعہ محمدی لاہور ص ۱۹۵، ۱۳۰۳ھ)

مصنف منیہ المصلی اور اس کے شارح نے اپنی مذکورہ بالا عبارت میں جو یہ کہا کہ یہ بات پہلے گذر چکی ہے تو اپنی اس عبارت یعنی ص ۱۹۵ والی عبارت سے پہلے یہ بات مصنف منیہ المصلی و شارح منیہ المصلی نے اس طرح کہی ہے کہ :-

"وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُونُسَ فِي غَيْرِ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنَّهُ أَى جِلْدَ الْخِنْزِيرِ أَيْضًا يَطْهَرُ بِالذَّبَاغِ وَيَجُوزُ بَيْعُهُ وَالْإِنْتِفَاعُ بِهِ وَالصَّلَاةُ فِيهِ" یعنی غیر ظاہر الروایہ میں امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ

دباغت سے خنزیر (سور) کی کھال بھی پاک ہو جاتی ہے اور اس کی بیچ وشرآ وغریہ و فروخت اور اسے اپنے کام میں لانا اور اسے چمن کر نماز پڑھنا جائز ہے (منیہ المصلیٰ مع شرح صفیری ص ۱۳۵ نیز ملاحظہ ہو اصل منیہ المصلیٰ مطبوع قیوی ۱۳۵۶ھ ص ۶۳ و ۹۰۔ ناظرین کرام منیہ المصلیٰ کی یہ دونوں صریح اور واضح المعنی عبارتیں فرقہ بریلویہ کے پاس لے جا کر دکھائیں اور اس کا معنی و مطلب پوچھیں اور دریافت کریں کہ مصنف حقیقتہ الفقہ نے کون سی غلط بات کہہ دی کہ اس قدر بریلوی فرقہ نے اس کے خلاف دواویلا مچا رکھا ہے؟ ہم تلا آئے ہیں کہ بتصریح فقہ حنفی امام ابو یوسف اور دوسرے حنفی اماموں کا بیان کردہ ہر فتویٰ امام ابو حنیفہ کا بھی بیان کردہ ہے۔ حافظ ابن العربی متوفی ۵۴۶ھ نے لکھا ہے کہ " زعم بعض الغفلة أن حلد الخنزیر بطهر بالدباغ وهو أبو یوسف " یعنی حنفی امام ابو یوسف کا کہنا ہے کہ دباغت دینے سے خنزیر کی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ (عارضہ الاحوذی شرح ترمذی کتاب اللباس ج ۷ ص ۲۳۵)

اس کے پہلے نمبر ۶ والے مسئلہ میں ہم بتلا چکے ہیں کہ حنفی مذہب میں خنزیر نجس العین نہیں بلکہ بتصریح امام بخاری حنفی مذہب میں خنزیر پاک ہے مگر اس کے خلاف فرقہ بریلویہ کی اسی معتبر کتاب منیہ المصلیٰ اور اس کی شرح نیز متعدد کتب حنیفہ میں حنفی مذہب کا جو ایک قول یہ منقول ہے کہ "خنزیر" (سور) نجس عین ہے اس کی علت اور وجہ حنفی مذہب میں یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ خنزیر نجس العین ہے اس لئے دباغت دینے سے اس کی کھال پاک و طاہر نہیں ہو سکتی ہے مگر حنفی مذہب میں عام مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی ایک سے زیادہ اقوال موجود ہیں ایک یہ کہ دباغت سے خنزیر کی کھال پاک نہیں ہوتی دوسرا یہ کہ پاک ہو جاتی ہے تیسرا یہ کہ خنزیر کی کھال دباغت قبول ہی نہیں کرتی اس لئے پاک نہیں ہوتی حنفی کتابوں میں منقول و مرقوم اس تیسرے والے قول کا مقتضی یہ ہے کہ اگر خنزیر کی کھال دباغت قبول کرے تو پاک ہو جاتی ہے لیکن جب حنفی مذہب کے دوسرے والے قول میں صراحت ہے کہ خنزیر کی کھال دباغت دینے سے طاہر ہو جاتی ہے تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ حنفی مذہب کی نظر میں خنزیر کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ نیز حنفی مذہب میں جو یہ صراحت ہے کہ :-

"کل اهاب دبیغ فقد طهر الا حلد الخنزیر والآدمی" "خنزیر اور آدمی کی کھال پاک ہے"

علاوہ جس کھال کی دباغت دے دی جائے وہ ظاہر و پاک ہو جاتی ہے ”

اس کا لازمی معنی یہ ہے کہ خنزیر اور آدمی کی کھال بھی دباغت قبول کر لیتی ہے ورنہ حنفی مذہب دباغت دی ہوئی کھالوں میں سے خنزیر اور آدمی کی کھالوں کو پاک ہو جانے والے قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ نہیں کرتا اور جب یہ معاملہ ہے تو حنفی اصول سے خنزیر کی دباغت دی ہوئی کھال کا پاک ہونا لازم آتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو منیہ المصلیٰ اور اس کی شرح غیثۃ المستملیٰ المعروف بالکبیری میں یہ صراحت نہ ہوتی کہ حنفی مذہب کے رکن رکین امام ابو یوسف نے کہا کہ خنزیر کی مدبوغ کھال ظاہر ہے اس کے بنے ہوئے لباس میں ملبوس ہو کر نماز پڑھنی اور اسے دوسرے کاموں میں استعمال کرنا اور اس کی خرید و فروخت اور تجارت سب جائز ہے۔ نیز بریلوی مفتی کا نقل کیا ہوا یہ کلیہ بریلوی مذہب کی کتابوں میں بیان کردہ اس مسئلہ سے بھی باطل قرار پاتا ہے کہ :- ” آدمی کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ” (حقیقتہ الفقہ حصہ اول مسئلہ نمبر ۲۶۶ ص ۱۵۵ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۰۳ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۰۹ و شرح وقایہ ج ۱ ص ۴۷۔ بریلوی مفتی نے حقیقتہ الفقہ کی مذکورہ بالا حقیقت بیانی کے خلاف کسی لب کشائی کی جرأت نہیں کی جس کا مطلب لازمی طور پر یہ ہوا کہ حنفی مذہب کا بیان کردہ یہ کلیہ کہ ”سُكِلَ اِهَابٍ دُبُعٌ فَقَدْ طَهُرَ الْاَجِلْدُ الْخِنْزِيرِ وَالْاَدَمِيَّةِ“ خود حنفی مذہب کی اپنی تصریحات کے ذریعہ باطل ہے کیونکہ حنفی مذہب نے یہ صراحت کے ساتھ کہہ رکھا ہے کہ آدمی کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ خنزیر کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

یہ بہت واضح بات ہے کہ حنفی مذہب کے اس مسئلہ کہ ”خنزیر کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے“ سے خنزیر کے نجس عین ہونے کی نفی حنفی مذہب میں لازم آتی ہے کیونکہ اپنے جس قول میں حنفی مذہب نے یہ کہا کہ خنزیر اس لئے نجس عین ہے کہ دباغت دینے سے اس کی کھال پاک نہیں ہوتی وہ حنفی قول اپنے دوسرے والے اس بیان سے باطل قرار پاتا ہے کہ خنزیر کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے یعنی کہ حنفی مذہب کی جس تعلیل پر خنزیر کو نجس العین کہا گیا ہے وہ تعلیل بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ حنفی مذہب میں خنزیر نجس العین نہیں ہے اس لئے حنفی مذہب میں خنزیر کی دباغت دی ہوئی کھال دوسرے قول کے مطابق پاک ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ زیر نظر اس ایک ہی مسئلہ میں حنفی مذہب کے ایک سے

زیادہ اقوال و فتاویٰ ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف و متعارض و مضطرب ہیں جیسا کہ خود امام ابو حنیفہ نے نہایت صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ :-

"إِنِّي أَرَى الرَّأْيَ الْيَوْمَ فَأَتْرُكُهُ غَدًا وَأَرَى الرَّأْيَ غَدًا فَأَتْرُكُهُ بَعْدَ غَدٍ" یعنی میں اپنی رائے و قیاس سے آج ایک فتویٰ دیتا ہوں تو دوسرے دن اس فتویٰ کو چھوڑ کر اس سے مختلف دوسرے فتویٰ دینے لگتا ہوں پھر تیسرے دن سابقہ دونوں فتاویٰ کو چھوڑ کر ان دونوں مختلف فتاویٰ کے بالمقابل تیسرا فتویٰ دینے لگتا ہوں (ماخوذ ہو اللمحات إلی مافی انوار الباری من الظلمات ج ۱ ص ۳۹۰-۳۹۱ و ج ۲ ص ۳۱۹-۳۲۰ بحوالہ تاریخ ابن مبین ج ۲ ص ۶۰۷ و خطیب ج ۱۳ ص ۴۰۲) فرق بریلویہ کے ظہور پذیر ہونے سے بہت پہلے والے ائمہ احناف امام ابو حنیفہ کے اس طریق کو فضائل و مناقب ابی حنیفہ میں شمار کرتے رہے ہیں (اللمحات ج ۱ ص ۲۲۳-۲۲۵ و مناقب ابی حنیفہ للصیمری ص ۷۲ و عقود الجمان ص ۲۰۲ تا ۲۰۴)

امام بخاری نے اپنی کتاب جزؤ القراءۃ میں احناف کی طرف خنزیر کے غیر نجس العین ہونے اور اس کی مدبوغ کھال کے پاک ہونے سے کہیں زیادہ بھاری بات منسوب کی ہے جس کا ذکر ہم نے اسی کتاب میں کر رکھا ہے۔ یہ تو خیر امام بخاری کی بات ہے مصنف حقیقتہ الفقه نے اس مسئلہ سے پہلے حنفی مذہب کا مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ :-

"سور نمک سار (نمک کی کان اور ذخیرہ) میں گر کر نمک ہو جائے تو پاک ہے"

(حقیقتہ الفقه حصہ اول مسئلہ نمبر ۲۵۰ ص ۱۵۲ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۶۰) نیز یہ کہ :-

"مسلمان دار الحرب میں حربی کو شراب وغیرہ کی بیع کریں تو جائز ہے" (حقیقتہ الفقه

حصہ اول ص ۱۷۱ مسئلہ نمبر ۵۳۱) دو حربی دار الحرب میں مسلمان ہونے کے بعد باہم شراب و خنزیر وغیرہ کی بیع کریں تو جائز ہے (حقیقتہ الفقه حصہ اول ص ۱۷۱ مسئلہ نمبر ۵۳۲) سور کی مدبوغ کھال کی بیع جائز ہے (حقیقتہ الفقه حصہ اول مسئلہ نمبر ۲۵۱ بحوالہ بیہ الصلی ص ۳۷) سور و شراب کے بدلے غلام خرید لے تو بیچنا اور بہہ کرنا جائز ہے (حقیقتہ الفقه مسئلہ نمبر ۵۳۳ حصہ اول ص ۱۷۱ بحوالہ ہدایہ ج ۳ ص ۹۳)

بریلوی مفتی نے حقیقتہ الفقه میں مذکورہ پانچوں حنفی مسائل پر اسی طرح بات کرنے سے فرار اختیار کیا۔ جس طرح سیکڑوں مسائل پر کچھ بولنے سے فرار اختیار کیا بریلوی مفتی نے

اسی طرح اگر پوری حقیقتہ اللہ کی طرف بریلویہ نظر اٹھانے سے فرار اختیار کیا ہوتا جس طرح پچھتر سالوں سے ان کے فرقہ نے کر رکھا تھا تو یہی سکوت ان کے لئے بہتر رہتا۔

فرقہ بریلویہ حقیقتہ اللہ میں منقول اس حنفی مسئلہ پر بھی توجہ دے :-

”مسلمان نے ذی کو شراب و سورا (خنزیر) فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا تو جائز

ہے“ (حقیقتہ اللہ حصہ اول ص ۱۷۱ مسئلہ نمبر ۵۲۷ بحوالہ درمختار ج ۳ ص ۸۵ و ۳۲۶ و عالمگیری ج ۲ ص ۱۸۰ و کنز الدقائق ص ۲۳۹)

کیا اس کے باوجود بھی فرقہ بریلویہ حنفی مذہب کی طرف حقیقتہ اللہ کی منسوب کردہ

زیر نظریات پر خفا ہی رہے گا ؟

حقیقتہ اللہ کے آٹھویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

حقیقتہ اللہ ص ۲۵ پر بحوالہ ہدایہ ہے کہ سوریہ کتے کی پیٹھ پر غلہ ہو تو حتم جائز ہے

----- یہ بھی غیر مقلدین کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ

مسئلہ ہرگز نہیں جموٹوں نے اپنا جموٹا مذہب پھیلانے کے لئے صاحب ہدایہ پر جموٹا الزام لگایا

ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۸)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی مفتی کی مذکورہ بالا بات بھی فرقہ بریلویہ کے جملہ اکاذیب میں

سے ایک بھاری اکذوبہ ہے کیونکہ حقیقتہ اللہ میں مسئلہ مذکورہ حنفی مذہب کی مشہور و معتبر

کتاب ہدایہ سے منقول ہے یعنی کہ اس بدعت شکن سلفی کتاب میں فرقہ بریلویہ کے حنفی مذہب

کا زیر نظر مسئلہ ہدایہ کے اردو ترجمہ عین الہدایہ از جنس سید امیر علی مرحوم متون ص ۱۳۳ ھ

مطبوع نول کشور کھنؤ ہار اول ۱۸۹۶ء کے ص ۱۳۷ ج ۱ میں مرقوم ہے اور ہر شخص حقیقتہ

اللہ کی محولہ کتاب کے محولہ مقام پر دیکھ کر اطمینان کر سکتا ہے کہ سلفی کتاب دالا حوالہ و بیان

مطابق اصل اور صحیح ہے۔ عین الہدایہ کے تازہ ترین ایڈیشن جنوری ۱۹۹۲ء مکتبہ ترجمان اردو

بازار لاہور کتاب الطہارات باب التیمم ج ۱ ص ۱۸۲ سطر ۷۶ میں یہ صراحت موجود ہے کہ

”اسی طرح اگر کتے اور سور کی پیٹھ پر حجیم کیا غبار سے جس کے بال خشک ہیں تو لام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے اگر اجنبی عورت (ناعمرم خاتون) کے غبار آلود چہرہ پر ہاتھ مارا تو حجیم جائز ہے“

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ حقیقتہً الفقہ کی محولہ کتاب کی مذکورہ بالا عبارت سے حقیقتہً الفقہ کی تصدیق اور فرقہ بریلویہ کی بھرپور تکذیب ہو رہی ہے اور روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ فرقہ بریلویہ بہت بڑا کذاب اور تکذیب حقائق کا عادی ہے۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ایک طرف حنفی مذہب میں کتے اور سور کی پیٹھ پر لگے ہوئے غبار سے حجیم کرنا جائز قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف ناعمرم اجنبیہ عورت کے غبار آلود چہرہ پر دونوں ہاتھوں کو مار کر حجیم کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ حصول طہارت کے لئے اتنے بڑے بھاری گناہ و جرم عظیم کے ارتکاب کو حنفی مذہب میں جائز کہا گیا ہے؟ الحاصل ہماری پیش کردہ تفصیل سے فرقہ بریلویہ کی فریب کاری بہت زیادہ واضح ہو گئی۔

حقیقتہً الفقہ کے نویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہً الفقہ کے ص ۲۳۷ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ عمامہ پر مسح جائز ہے“۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلم کھلا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں اس طرح مسئلہ نہیں بلکہ اس کے ص ۳۳ پر یوں ہے ”لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْعُمَّامَةِ“ ”یعنی عمامہ پر مسح جائز نہیں“ (غیر مقلدوں کا فریب ص ۶۸)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی مفتی کی مذکورہ بالا تحریر بھی موصوف کی سابقہ اور آئندہ آنے والی تبلیغات اور فریب کاریوں نیز تکذیب حقائق پر مشتمل ہے۔ ناظرین کرام بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہً الفقہ کی حقیقت بیانی معلوم کرنے کے لئے اس کی محولہ حنفی کتاب یعنی ہدایہ کا اردو ترجمہ عین الہدایہ مطبوع نول کشور لکھنؤ ۱۸۹۶ء ج ۲ ص ۱۰ ملاحظہ فرمائیں حنفی مذہب کی کتاب مذکور عین الہدایہ کے تازہ ترین ایڈیشن میں مرقوم ہے کہ :-

”اور عبد الرحمن بن عوف نے بلال سے دُخو رسول دریافت کیا تو کہا کہ آپ اپنی

تقاضے حاجت کے لئے جاتے پھر میں پانی لاتا پھر آپ وضو کرتے پھر عمامہ و موئین (موزوں) پہنے جانے والے موزے) پر مسح کرتے تھے رواہ ابو داؤد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بلال سے روایت کی کہ حضرت ﷺ موئین (موزوں) پہنے جانے والے موزوں) اور غمار (لوزھنی جو معنوی طور پر عمامہ کے قائم مقام ہے) پر مسح کرتے تھے رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ اور انسؓ کی روایت ہے کہ آپ موئین اور غمار پر مسح کرتے رواہ البیہقی اور ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپ موئین و غمار پر مسح کرتے تھے رواہ الطبرانی فی الأوسط (عین الہدایہ ج ۱ ص ۲۱۸-۲۱۹ سطر ۲۵ تا ۳۰ الی آخرہ) مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا او اپنے ناصیہ (پیشانی) و عمامہ اور دونوں موزوں پر مسح کیا رواہ مسلم و ابو داؤد و النسائی و ابن ماجہ و الطحاوی و الدار قطنی و البیہقی و الطبرانی و الإمام أحمد منطوقاً و مختصراً اور یہ حدیث بلا نزاع صحیح ہے (عین الہدایہ ج ۱ ص ۹ سطر ۲۱، ۲۲، ۲۳)

پھر حدیث مغیرہ میں عمامہ پر مسح کرنا مروی ہے اور اس میں اختلاف ہے ایک جماعت سلف سے جواز منقول ہے اور فقہاء میں سے اوزاعی و احمد و اسحاق و ابو ثور و داؤد جواز کے قائل ہیں (عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۲ سطر ۳، ۴، ۵) اور اگر کہا جاوے کہ مسح عمامہ حدیث بلال و ثوبان میں وارد ہوا اور یہ بخاری و ابو داؤد وغیرہ کی اسناد صحیح سے مروی ہیں تو جواب یہ کہ بعض سر کا مسح کیا اور عمامہ پر ہاتھ پھیر لیا بنفسیر حدیث مغیرہ کہ ناصیہ و عمامہ پر مسح کیا اور یہ بطریق استحباب ہے اور خالی عمامہ پر اقتصار (اکتفاء) نہیں جائز ہے الخ (عین الہدایہ ج ۱ ص ۲۲۲ سطر ۲۵ تا ۲۸)

ناظرین کرام بدعت شکن و تقلید شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ میں حنفی مذہب کی محولہ معتبر کتاب عین الہدایہ میں مرقوم و منقول شدہ تحریروں میں یہ صراحت دیکھ رہے ہیں کہ کئی صحیح سندوں سے علی الاطلاق منقول ہے کہ آپ بوقت وضو مسح سر کے موقع پر صرف عمامہ کے اوپر مسح کرنے پر اکتفا کرتے تھے اور کئی دوسری صحیح سندوں سے یہ مروی ہے کہ آپ ناصیہ اور عمامہ دونوں پر مسح کرتے تھے اور دونوں طرح کی ان احادیث صحیحہ کا ما حاصل یہ ہے کہ بوقت وضو عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے اور حنفی مذہب کی معتبر کتاب عین الہدایہ کی نقول سے مستفاد ہونے والی اسی بات کو مختصر الفاظ میں حقیقتہ الفقہ میں نقل کر دیا گیا ہے جو خود عین الہدایہ کی صراحت کے مطابق سلف کی ایک جماعت امام لوزاعی و احمد و اسحاق و ابو ثور و داؤد کا

مذہب و مسلک ہے۔ دریں صورت بریلوی مفتی کا سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے زیر نظر بیان پر مذکورہ تبصرہ بریلوی فریب و تلبیس کے علاوہ کچھ نہیں رہ جاتا۔

احادیث صحیحہ سے بہر حال ثابت ہے کہ ہمارے رسول ﷺ عمامہ پر مسح کرتے تھے اور بریلوی مذہب جس حنفی مذہب کا مقلد اپنے کو کتا ہے اس کی معتبر فقہی کتابوں میں اعتراف و اقرار کیا گیا ہے کہ آپ عمامہ پر مسح کرتے تھے اور یہی نہیں آپ کی سنت و طریق پر عمل کرتے ہوئے آپ کے سب سے زیادہ صحبت یافتہ و افضل صحابی و خلیفہ راشد ابو بکر صدیق نیز دوسرے خلیفہ راشد عمر بن خطاب اور چوتھے خلیفہ راشد علی مرتضیٰ اور عام صحابہ عمامہ پر مسح جازماتے تھے۔ حافظ ابن حزم خلفائے راشدین و عام صحابہ سے منقول مذکورہ فتویٰ کی بابت فرماتے ہیں کہ :-

"هَذِهِ الْأَسَانِيدُ فِي غَايَةِ الصَّحَّةِ" (المحلی لابن حزم ج ۲ ص ۶۰)

علاوہ ازیں فقہ حنفی کے اس اعتراف و اقرار کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ جن ائمہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو فرقہ بریلویہ واجب بتلاتا ہے ان میں سے امام احمد بن حنبل عمامہ پر مسح کو جائز مانتے ہیں (نیز ملاحظہ ہو الانصاف فی معرفۃ الراخ من الخلاف ج ۱ ص ۱۸۵-۱۸۶ و عام کتب شروع حدیث و فقہ) نیز ان ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی کا ارشاد ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں وارد شدہ حدیث نبوی کی سند اگر صحیح ثابت ہو جائے تو میرا بھی فتویٰ یہی ہوگا۔ اہل علم نے کہا کہ حدیث مذکورہ کئی صحیح سندوں سے ثابت ہے لہذا امام شافعی کا مذہب یہی ہے کہ عمامہ پر مسح جائز ہے (المحلی لابن حزم ج ۲ ص ۶۱-۶۲ و المغنی لابن قدامہ ج ۱ ص ۳۰۰ تا ص ۳۰۳ و کتب فقہ و شروع حدیث) فرقہ بریلویہ کے بڑے بڑے شیخ عبد القادر جیلانی بھی عمامہ پر مسح کے قائل تھے (تھیذ الطالبین) دریں صورت کیا فرقہ بریلویہ شیخ جیلانی کے نام پر گیارہویں کے مرنے اور پلاؤ ہی کھانے کے لئے اپنے کو شیخ جیلانی کا معتقد ظاہر کرتا ہے اور شیخ جیلانی کے جو فتویٰ نصوص شرعیہ کے عین مطابق ہیں ان پر کبیر و تنقید کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے ؟

حقیقتہ الفقہ کے دسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

"حقیقتہ الفقہ ص ۲۰۵ پر بحوالہ در مختار ہے کہ نماز جنازہ اور عید کے واسطے تیمم کرنا

جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا فریب ہے اس لئے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ پانی ہوتے ہوئے ہر صورت میں نماز جنازہ و عید کے لئے قیام جائز ہے حالانکہ پانی ہوتے ہوئے نماز جنازہ و عید کے واسطے صرف اس صورت میں قیام جائز ہے جب کہ وضو یا غسل کرنے میں ان کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ جلد اول ص ۱۶۱ پر در عقد کی اصل عبارت یہ ہے کہ "حَازِلُوْنَ صَلُوَّةٍ حِنَاذِرٌ أَوْ فَوْتٍ عَيْدٍ بَعْرَاجِ إِمَامٍ أَوْ زَوَالِ شَمْسٍ اھ تلخیصاً" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۸)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی ظہمیں کاری و کذب بیانی و کذب حقائق کی حقیقت جاننے کے لئے ناظرین کرام بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کا وہ حوالہ دیکھیں جس کا ذکر اس سلفی کتاب میں ہے یعنی در مختار کا اردو ترجمہ غایہ الاوطار ج ۱ ص ۱۱۵ حقیقتہ الفقہ کے اس محولہ مقام پر مندرجہ ذیل اصل عبارت ترجمہ کے ساتھ اس طرح موجود ہے :-

"من عجز مبتداً بحیره تبسم عن استعمال الماء المطلق الكافي لطهارته فتوت الى خلف لبعده ولو مقيماً في المصر ميلاً" جو شخص عاجز ہو اس آب مطلق کے استعمال سے جو کافی ہو اس کی طہارت کو اس نماز کے واسطے جو فوت ہوتی ہے اپنا خلیفہ چھوڑ کر اس کا عاجز ہونا پانی کے بعید ہونے سے ایک میل اگرچہ وہ شخص شہر کا مقیم ہو الخ (غایہ الاوطار ترجمہ و شرح در مختار ج ۱ ص ۱۱۵)

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ در مختار کی اس عبارت میں وہ بات موجود نہیں جس کا ذکر بریلوی مفتی نے کر کے سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے خلاف اپنی رضاخانی غوغا آرائی کا مظاہرہ کیا ہے اس میں صرف یہ مذکور ہے کہ جس نماز کا کوئی بدل و نائب نہیں یعنی نماز جنازہ و عیدین اس کے لئے آدمی کو قیام کر کے نماز پڑھ لینی جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو۔ در مختار کی بات کو جیوں کا تہوں نقل کر دینے کے جرم میں بریلوی مفتی نے صرف مصنف حقیقتہ الفقہ ہی نہیں پوری جماعت اہل حدیث کے خلاف آسمان سر پر اٹھالیا یہاں در مختار کی عبارت میں ہرگز اس کا ذکر نہیں کہ دونوں نمازوں کے فوت ہونے کا خوف ہونے کی صورت میں پانی رہتے ہوئے بھی قیام کر کے یہ دونوں نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں مگر در مختار اور در مختار جیسی دوسری کتب حنفیہ کی اس بات پر عرض ہے کہ لولا حنفی کتابوں کا یہ کہنا کہ نماز جنازہ و نماز عید کا کوئی خلیفہ یعنی بدل نہیں نصوص شرعیہ کے بالکل خلاف ہے کیونکہ متواتر المعنی روایات سے ثابت ہے کہ ایک بار نماز

جتازہ ہو چکنے اور میت کے مدفون ہو چکنے کے بعد ہمارے رسول ﷺ اور آپ کے اصحاب نے نماز جتازہ متعدد بار پڑھی ہے نیز نماز عید فوت ہو جانے کی صورت میں جن کی نماز فوت ہوئی ہو ان کے لئے دو بارہ نماز عید پڑھ لینے کا ثبوت شریعت میں موجود ہے جس کی تفصیل کا موقع محل و مگر ہے تاہنا پانی رچتے ہوئے اور اس کے استعمال پر مانع نہ رچتے ہوئے نصوص کتاب و سنت میں علی الاطلاق تیمم کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے کسی بھی شرعی دلیل سے نماز عید و جتازہ کا استثنا ثابت نہیں لہذا بریلوی مذہب کا اپنی طرف سے شریعت کے خلاف خود ساختہ اضافہ شریعت کی نظر میں قطعی طور پر غلط طریق عمل ہے۔ تاہا دونوں نمازوں کے فوت ہونے کے خوف کی صورت میں پانی رچتے ہوئے حنفی مذہب میں بذریعہ تیمم دونوں نمازوں کو پڑھنے کے جواز والے فتویٰ سے اگر چہ زیر نظر معاملہ کا کوئی تعلق نہیں مگر خوف مذکور والی بریلوی یا غیر بریلوی حنفی قید کا شریعت کی نظر میں لغو و لایعنی ہونا ہماری اوپر والی ابتدائی دونوں باتوں سے ظاہر و باہر ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے سیکڑوں سال پہلے لکھی جانے والی حنفی کتابوں میں پانی رچتے ہوئے نماز جتازہ و نماز عید سے متعلق جو دلیل و تفصیل پیش کی گئی ہے اس میں بھی قید مذکور کا کوئی ذکر نہیں ہے چنانچہ حنفی مذہب کے فقہی اقوال و فتاویٰ کا دار و مدار جن حنفی اماموں کی روایات اور تحریروں پر ہے ان میں سے بہت بڑے امام محمد بن حسن شیبانی شاگرد ابی حنیفہ و ابی یوسف اپنی مشہور و معروف اور متداول و مروج کتاب موطا میں صراحت کر گئے ہیں کہ :-

"اَعْبَرْنَا مَالِكَ اَعْبَرَ نَاعِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى حِنَاةٍ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ قَالَ عُمَرُ وَبِهَذَا نَأْتِدُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَصَلِّيَ عَلَى الْجِنَاةِ إِلَّا طَاهِرًا فَإِنَّ فَاحَاتَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ طَهْوَرٍ تَيْمَمُ وَصَلَّى عَلَيْهَا وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ "يعني" حضرت عبد الله بن عمر بن خطاب نے کہا کہ ظاہر آدمی ہی نماز جتازہ پڑھ سکتا ہے امام محمد نے کہا کہ ہم ابن عمر کے اس قول پر عمل پیرا ہیں کہ نماز جتازہ ظاہر آدمی ہی کو پڑھنی چاہئے لیکن اگر کسی غیر ظاہر آدمی کے پاس اچانک کوئی جتازہ آ گیا تو وہ تیمم کر کے نماز جتازہ پڑھ لے" (موطا امام محمد مع تطبیق المجد مطبوع کتبہ ۱۹۸۲ء باب الرجل تدرکہ الصلوة علی الجنائزہ وهو علی غیر وضوء من

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ حنفی مذہب کے امام محمد اپنا اور اپنے شیخ امام ابو حنیفہ کا یہ مسلک علی الاطلاق کسی قید و شرط کے بغیر بتلائے ہوئے ہیں کہ بے وضو آدمی کے پاس اگر اچانک جنازہ آجائے تو وہ تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھ لے اس حنفی فتویٰ میں نماز جنازہ فوت ہونے کے خوف و خطر والی اس قید کا اشارہ کوئی ذکر نہیں جس کا ذکر بڑے دعویٰ کے ساتھ بریلوی حنفی نے کر رکھا ہے اور بزم خویش اپنی موافقت میں اپنے مذہب کی معتبر کتاب در مختار کا حوالہ بھی دے رکھا ہے حنفی مذہب نے بغیر وضو تیمم سے نماز پڑھ لینے کی جو وجہ اور علت بیان کی ہے وہ نماز عیدین کے لئے بھی بیان کی ہے یعنی کہ نماز جنازہ کی طرح نماز عیدین کا بھی کوئی خلیفہ مراد بدل نہیں ہے اس سے لازم آتا ہے کہ نماز جنازہ و نماز عیدین کو صورت مذکورہ میں وضو کے بغیر بذریعہ تیمم پڑھ لینے کا فتویٰ حنفی مذہب نے خطرہ فوت کی قید کے بغیر علی الاطلاق دے رکھا ہے اور جب معاملہ یہ ہے تو حنفی لوگوں کی تصنیف ابی حنیفہ قرار دی ہوئی یہ روایت بھی ملاحظہ ہو :-

"أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا حَضَرَتِ الْجَنَازَةُ وَكَانَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ عَلَى غَيْرِ وَضْوٍ تَيْمَّمَ وَصَلَّى" یعنی "امام ابو حنیفہ نے اپنے استاذ حماد کے واسطے سے اپنے استاذ الاستاذ امام ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ موصوف امام نخعی نے فرمایا کہ اگر جنازہ حاضر ہو اور کوئی بے وضو ہو تو تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھ لے (جامع مسانید ابی حنیفہ ج ۱ ص ۳۵۳ نیز ملاحظہ ہو شرح معانی الآثار للطحاوی باب ذکر النجث والحائض والذی لیس علی الوضوء ج ۱ ص ۸۶) امام نخعی سے مروی یہی قول حنفی مذہب کے مسئلہ مذکورہ کی بنیاد ہے اس میں بھی وضو کے بغیر بذریعہ تیمم نماز جنازہ پڑھنے کا فتویٰ بریلوی مفتی کی ذکر کردہ شرط کے بغیر دیا گیا ہے۔ شرط مذکور والی بات امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کے بعد حنفی لوگوں نے اپنی طرف سے کسی مصلحت کی بنا پر بڑھالی ہے۔ اور سنی کتاب حقیقۃ الفقہ میں اس قید و شرط کا ذکر نہ آنے پر فرقہ بریلویہ نے ولویلا مچار کھا ہے۔۔۔۔۔ حالانکہ بدعت ٹکن سنی کتاب حقیقۃ الفقہ حصہ اول میں مذکورہ بالا بات مسئلہ نمبر ۲۸۵ کے تحت جس در مختار ج ۱ ص ۱۱۵ کے حوالہ سے لکھی گئی ہے اس سے مراد مصنف حقیقۃ الفقہ اور مصحح حقیقۃ الفقہ کی تصریحات کے مطابق فرقہ بریلویہ کے بانی و اعلیٰ حضرت کی ولادت سے پہلے فوت ہو جانے والے مشہور ہندوستانی عالم مولوی خرم علی پھوری لکھنوی متوفی ۱۲۷۰ھ - ۱۲۷۱ھ کا ترجمہ در مختار المعروف بخانیہ الاوطار

مطبوع نول کشور کھنوو ۱۹۰۰ء ہے۔ اس کی ج ۱ ص ۱۱۵ کی دسویں سطر میں نہایت صاف اور واضح طور پر بالکل وہی بات موجود ہے جو حقیقتہ الفقہ میں صفحہ و سجدہ، مطبوعہ سنہ طبع کی قید کے ساتھ نقل کی گئی ہے یعنی " نماز جنازہ اور عیدین کے واسطے تیمم کرنا درست ہے اگرچہ پانی موجود ہو " ترجمہ در مختار کی عبارت کو جیوں کا تینوں نقل کر دینا بریلوی مفتی اور فرقہ بریلویہ کی نظر میں صرف مصنف حقیقتہ الفقہ ہی کا نہیں بلکہ پوری جماعت اہل حدیث کا ایسا جرم بن گیا ہے جس پر فرقہ بریلویہ خصوصاً اس کے بریلوی مفتی نے واہیا چاکر آسٹن سربراہ اٹھایا۔ پہلی ہوتے ہوئے نماز جنازہ و نماز عیدین کو تیمم کر کے پڑھ لینے کا جائز ہونا حنفی مذہب کا حکم نہ نہ معروف و مشہور مسئلہ ہے یہ بات تمام حنفی کتابوں میں لکھی ہے اور حنفی مذہب کی یہ بات حنفی حوالہ سے حقیقتہ الفقہ میں نقل کر دی گئی ہے، یہاں اس پر بحث نہیں کی گئی ہے کہ پانی رچتے ہوئے مذکورہ نمازوں کو بذریعہ تیمم پڑھنے کو جائز بتلانے والا حنفی مذہب اپنی جائز بتلائی ہوئی اس بات کے لئے کسی قسم کی شرط و قیود رکھتا ہے کیونکہ یہاں اس کی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ حنفی مذہب کا یہ مسئلہ بہر حال نصوص شرعیہ کے بالکل خلاف ہے خواہ وہ اس کے لئے کتنی ہی قیدیں اور شرطیں لگائے ہوئے ہو جیسا کہ بیان کیا گیا کہ امام ابو حنیفہ کے اس مسئلہ میں ان قیود و شرطوں کا کوئی ذکر نہیں یہ بعد کی بڑھائی ہوئی باتیں ہیں جب بنیادی طور پر یہ حنفی مسئلہ نصوص شرعیہ کے خلاف ہے تو اس کی جملہ قیود و شرطوں بھی خلاف نصوص شرعیہ ہیں نیز حنفی مذہب کا یہ مسئلہ اس کے عملی تضاد کا بھی شاہکار ہے کیونکہ نمازوں میں سے کسی نماز کو مستثنیٰ کئے بغیر ہر نماز کو نصوص شرعیہ میں وضو کر کے ہی پڑھنے کا حکم ہے جبکہ پانی موجود ہو اور اس پر شرعی قدرت آدمی کو حاصل ہو صرف پانی نہ ہونے یا پانی استعمال کرنے سے معذور ہونے کی صورت میں تیمم سے لہذا پڑھنے کی شریعت میں اجازت ہے شریعت نے اس حکم کو حنفی مذہب نے عام نمازوں پر خود بھی لاگو کیا مگر عملی و علمی تضاد کا شکار ہو کر اس شرعی قانون کو محض رائے و گمان سے کسی شرعی دلیل کے بغیر بلکہ نصوص شرعیہ کے خلاف نماز جنازہ اور عیدین وغیرہ پر لاگو نہیں کیا اس کے لئے الگ سے دوسرا قانون بنا لیا جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہم صرف اس اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ اس سلسلے میں باتیں بہت ساری ہیں البتہ حنفی امام محمد کی یہ بات کاملی توجہ ہے کہ ہم حضرت ابن عمر کی حدیث پر عمل کرتے ہیں کیونکہ حدیث ابن عمر پر عمل کرنا

ہونے کا یہ انوکھا اور نرالا ڈھنگ ہے مگر ہم صرف اشارہ ہی پر اکتفا کر رہے ہیں یعنی کہ مذکورہ
 حنفی موقف پر دلیل بتائی ہوئی امام محمد کی نقل کردہ اس حدیث ابن عمر میں اشارہ بھی اس کا ذکر
 نہیں کہ پانی موجود ہوتے ہوئے پانی کے استعمال پر قادر غیر معذور آدمی تیمم کر کے نماز جتازہ
 پڑھ لے بلکہ ایسا کرنا کسی بھی طرح جائز نہیں۔ پانی رہتے ہوئے اور پانی کے استعمال پر قدرت
 بھی رہتے ہوئے تیمم کر کے نماز پڑھنے کا کوئی اشارہ روایت ابن عمر میں نہیں۔

حقیقتہ الفقہ کے گیارہویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ
 بریلوی مفتی نے کہا:-

”حقیقتہ الفقہ ص ۲۰۵ پر در عقد و ہدایہ و قدوری اور منیہ المصلی کے حوالہ سے
 ہے کہ بجائے اللہ اکبر کے اللہ اکبار یا اللہ الاکبر کہنا جائز ہے (یعنی تعبیر تحریر میں)
 جموںوں پر اللہ کی لعنت ہو اس لئے کہ مذکورہ چاروں کتابوں میں
 سے کسی میں یہ مسئلہ نہیں ہے اور اللہ اکبر یا اللہ الاکبر کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ اکبر کبر کی
 جمع ہے جس کا معنی ہے دخول اور وہ یا تو حیض کا نام ہے یا شیطان کا دیکھئے شامی ج ۱ ص ۳۰۴ و منیہ
 المصلی ص ۱۱۲ میں ہے کہ ”ان قال اللہ اکبار لا یحضر شارباً وان قال فی حلال الصلوۃ نفساً
 صلوۃ لانه اسم شیطان“ یعنی ”اگر ابتدا میں اللہ اکبر کہا تو نماز شروع نہ ہوگی اور اگر درمیان
 میں کہا تو نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ اکبر شیطان کا نام ہے“ واضح ہو گیا کہ یہ بھی غیر مقلدوں کا
 اتمام والزام و کھلا فریب ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۸-۶۹)

ہم کہتے ہیں کہ جس اصل سے حقیقتہ الفقہ میں یہ مسئلہ لکھا گیا ہے اس میں ”کبار اور
 الجبار کا لفظ ہے اس کے شروع میں الف نہیں ہے الف کتابت کی غلطی ہے نیز ہم کہتے ہیں کہ
 بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ میں یہ مسئلہ نمبر ۲۹۱ کے تحت مرقوم ہے جس کے لئے
 چار حنفی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے سب سے پہلے در عقد ج ۱ ص ۲۲۴ کا حوالہ ہے جس کا مطلب
 تصریحاً مصنف حقیقتہ الفقہ کے مطابق در عقد کا اردو ترجمہ قایہ الاطلاق ہے در عقد کا یہ ترجمہ
 حنفی عالم مولوی غلام علی باپوری متوفی ۱۳۷۱ھ - ۱۳۷۲ھ - ۱۳۷۸ھ میں فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ
 حضرت کی ولادت سے بت پہلے شروع کر چکے تھے اور اپنی وفات تک اس کا بیشتر حصہ ترجمہ کر

کچے تھے صرف کتاب الاذان سے لیکر کتاب الحج سے پہلے تک کے حصہ کا ترجمہ نہیں کر سکے اسے مشہور حنفی عالم مولانا محمد احسن ہانوتوی متوفی ۱۳۲۰ھ نے اپنے بعض معاونین سے ملکر مکمل کیا حاصل یہ کہ در مختار کا یہ ترجمہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی وفات سے کئی سال پہلے کیا گیا اور ان کی وفات کے کئی سال پہلے شائع ہو کر منظر عام پر آیا (ملاحظہ ہو مقدمہ غایہ الاوطار احمد حسن ہانوتوی) در مختار کے اسی ترجمہ سے بتصریح خویش مصنف حقیقۃ الفقہ نے مسئلہ مذکورہ نقل کیا ہے مصنف حقیقۃ الفقہ نے اس مسئلہ کے لئے غایہ الاوطار یعنی ترجمہ در مختار کی جلد اول ص ۲۲۳ کا حوالہ دیا ہے اور اس کتاب کے صفحہ مذکورہ پر یہ عبارت اس طرح مرقوم ہے :-

"وَحَصَّهُ النَّانِي بِأَكْبَرَ وَكَبِيرٍ مُتَكَرِّرًا وَمَعْرُوفًا زَادَ فِي الْخُلَاصَةِ وَالْكَبَارِ مُنْقَلًا وَمُخَفَّفًا كَمَا صَحَّ لَوْ شَرَعَ بِغَيْرِ عَرَبِيَّةٍ " یعنی "مخصوص کیا ہے نماز شروع کرنے والے کام یعنی تحریرہ کو لام ابو یوسف نے لفظ اکبر وکبیر سے خواہ اس کو کمرہ بولے یا معرّفہ یعنی چاہے اللہ اکبر " اور اللہ کبیر " کہے یا اللہ الاکبر اور اللہ الکبیر بولے اور حنفی مذہب کی کتاب خلاصہ میں اتنا زیادہ لکھا ہے کہ " الکبار " مخففا اور مثقلا کہنے سے بھی نماز شروع کرنا صحیح ہو جائے گا اور الفاظ سے صحیح نہیں ہوگا شامی نے کہا کہ اس باب میں صحیح طریقین کا قول ہے الحج (غایہ الاوطار ج ۱ ص ۲۲۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ تحریرہ کا باندھنا ابو یوسف کے قول کے مطابق اللہ اکبر واللہ اکبر واللہ الکبیر واللہ کبیر واللہ الکبار " جیسے چھ الفاظ میں سے کسی لفظ کے ساتھ صحیح ہوگا۔ در مختار کی اصل عبارت بھی اسی طرح موجود ہے (ملاحظہ ہو در مختار ج ۱ ص ۳۶) در مختار کی اس صریح اور واضح المعنی عبارت کے مطابق مصنف حقیقۃ الفقہ نے کہا کہ شروع کرنا نماز کا بجائے اللہ اکبر کے اللہ الاکبر یا اللہ کبیر یا اللہ کبیر یا اللہ الکبار جیسے الفاظ میں سے کسی کے ساتھ بقول ابو یوسف جائز ہے اور یہ بات بہت واضح ہے کہ در مختار کی اس صراحت کے ناقل مصنف حقیقۃ الفقہ کی یہ نقل سو فیصدی مطابق اصل ہے۔ حقیقۃ الفقہ کی اس حقیقت پائی سے محبوظ الحواس ہو کر فرقہ بریلویہ کے بریلوی مفتی کا وہ گھونٹا طرزِ تکلم اختیار کرنا جسے ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں فرقہ بریلویہ کی عادتِ عامیہ کے عین مطابق ہے حنفی مذہب کی اس صراحت کو نقل کر دینے پر سنی مصنف حقیقۃ الفقہ کے خلاف جو ساری پادہ گوئی بریلوی مفتی نے کی ہے اس کا تکذیب حقائق ہونا بہت واضح ہے۔

بریلوی مفتی نے جو یہ کہا کہ " اللہ اکبر یا اللہ الاکبر " کنا کیے جائز ہو سکتا ہے جبکہ اکبر کبیر کی جمع ہے جس کا معنی وصول ہے اور وہ یا تو حیض کا نام ہے یا شیطان کا ارجح خالص بریلوی دہاندی بازی و ٹکس کاری ہے کیونکہ غایہ الاوطار ترجمہ در مختار نیز در مختار کی اصل عبارت میں جس لفظ " اللہ کُبَّار " یا اللہ الکُبَّار " یا اللہ کُبَّار کے ساتھ تحریر ہونے کو صحیح و جائز کہا ہے وہ " اللہ اکبر " یا " اللہ الاکبر " سے بالکل مختلف ہے کیونکہ اللہ اکبر یا اللہ الکبیر میں لفظ اکبر کے شروع میں الف نہیں جبکہ " اکبر " یا " الاکبر " کے شروع میں الف موجود ہے نیز اللہ اکبر یا اللہ الکبیر میں کاف کو ضمہ یعنی پیش ہے جبکہ اکبر یا الاکبر میں کاف ساکن و مجرد ہے کہ وہ اپنے سے پہلے والے الف مفتوح کے ساتھ مل کر " اکبر " یا الاکبر ہوتا ہے اس واضح فرق کو بریلوی مفتی کا نہ سمجھنا یا سمجھنے کے باوجود محض بریلوی تلبیس کاری کی بنا پر مذکورہ یادہ گوئی کرنا بیحد افسوسناک بات ہے جس اکبر یا الاکبر کی بابت کتب لغات حدیث اور خود در مختار کی شرح میں کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یا تو وصول ہیں یا یہ حیض کا نام ہے یا شیطان کا وہ زیر بحث لفظ سے بالکل مختلف دوسری چیز ہے پھر بھی معنی وصول، یا معنی حیض، یا معنی شیطان رکھنے والے لفظ " اکبر یا الاکبر " کی بابت محض بعض عبارتوں کا سارا لیکر بریلوی مفتی کا یہ کہنا کہ اس لفظ کو بحسب تحریر میں استعمال کرنے سے حنفی مذہب میں نماز فاسد ہو جاتی ہے محض دہاندی اور ٹکس ہے کیونکہ غایہ الاوطار میں طبری کی شرح منیہ سے نقل کیا ہے کہ " اکبر یا الاکبر " کہنے سے بھی حنفی مذہب میں نماز صحیح ہو جاتی ہے (ملاحظہ غایہ الاوطار ج ۱ ص ۲۲۲ و شرح منیہ المصلی للشیخ ابراہیم بن محمد الجلیسی الحنفی متوفی ۹۶۳ھ)۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تمام امور کی طرح اس معاملہ میں بھی فرقہ بریلویہ نے اپنی عادت افتراء پر دازی اور اتمام بازی و تکذیب حقائق درد و مسخ حقائق کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا ہے۔

ناظرین کرام فرقہ بریلویہ کے تمام مدعیان علم سے پوچھیں کہ کیا لغت کی کسی کتاب میں " اکبر " کے معنی وصول یا حیض یا شیطان یا شیطان کے بچے لکھے ہیں۔ کُبَّار والا لفظ قرآن مجید پ ۲۹ سورہ نوح - ۲۲ میں آیا ہوا ہے تمام مترجمین نے اس لفظ کا ترجمہ بہت بڑا لکھا ہے کیا فرقہ بریلویہ اس قرآنی لفظ کا ترجمہ وصول، حیض، شیطان یا شیطان کا بچہ لکھتا اور پڑھتا پڑھاتا

ہے اگر ایسا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو مولود غالی بدعتی فرقت کی اصلاح کرے آمین۔

یہاں سوال یہ ہے کہ اللہ اکبر کے علاوہ کسی بھی دوسرے لفظ کے ساتھ شریعت کی کسی دلیل سے تحریر باندھنا ثابت ہے؟ ایسا برگزشتہ نمبر میں پھر بدعت ٹھکن سنی کتاب حقیقتہ الفقه میں یکن دکھلایا گیا ہے کہ حنفی فقہ کے یہ مسائل نصوص شریعہ کے خلاف ہیں جن کو فرقہ بریلویہ نے دین و مذہب بنا لیا ہے اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ ذمہ نظر مسئلہ میں اتنی تلبیس کاریوں اور سخی ورد حقائق کے باوصف بدعت ٹھکن سنی کتاب میں مذکورہ سیکڑوں بریلوی حنفی مسائل کا ذکر ہے ان میں سے صرف چالیس ہی کو فرقہ بریلویہ کا اپنی تلبیس کاریوں کا نشانہ بنانا اور باقی سیکڑوں مسائل کے معاملہ میں خط الحواس رہ کر ساکت ولا جواب رہنا کون سا طریق عمل ہے؟ مثلاً یہ کہ غیر عربی زبان میں اذان و تحریرہ جائز ہے اور اللہ اکبر کے بجائے زیر نظر مسئلہ میں مذکور شدہ الفاظ کے علاوہ "الحمد للہ" "تبارک اللہ" "سبحان اللہ" "لا الہ الا اللہ" وغیرہ جیسے الفاظ عربی کے علاوہ اور دنیا کی ہر زبان انگریزی، سنسکرت، فرانسیسی وغیرہ میں اس قسم کے الفاظ کا ترجمہ کہہ دینے سے تحریرہ صحیح ہو جائے گا (حقیقتہ الفقه مسئلہ نمبر ۲۸۷، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴) حتیٰ کہ بعض اقوال حنفیہ کے مطابق غیر عربی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ نماز میں پڑھ لینے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے اور اسی پر بہت سارے ائمہ احناف کا فتویٰ ہے جیسا کہ عام کتب احناف میں صراحت ہے اور نماز میں غیر عربی زبان میں تمام ہی اذکار نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ اس سے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ (حقیقتہ الفقه مسئلہ نمبر ۲۹۵، ۲۹۷، ۲۹۹) فرقہ بریلویہ حقیقتہ الفقه کی ان تمام حقیقت یانوں سے سموت و حواس باختہ ہو کر لاجواب و ساکت دوم بخود و مر بلب ہے اور ان تمام امور کے باوصف فرقہ بریلویہ کے مفتی موصوف کے پیر و مرشد و امام بریلویہ مولوی امجد علی بہار شریعت حصہ چہارم ص ۸۰ میں فرماتے ہیں کہ غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متواتر ہے ایک طرف پوری نماز غیر عربی میں ہو سکتی ہے صرف قرأت قرآن میں تھوڑا بہت حنفی لوگوں کے درمیان اختلاف ہے ورنہ یہ بھی غیر عربی میں صحیح ہے دوسری طرف وعظ و تذکیر پر مشتمل خطبہ جمعہ و عیدین سامعین کی زبان میں بریلوی فرقہ جائز نہیں مانتا جبکہ وعظ و تذکیر پر مشتمل خطبہ جمعہ و عیدین کا اصل مقصد سامعین و حاضرین کو سمجھانا ہے اگر خطبہ سامعین کی زبان میں نصوص کے

ترجمہ کے ساتھ نہ ہوگا تو تصورِ خطبہ ہی فوت ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتدریج خویش تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جن امتوں اور قوموں میں مبعوث کیا ان کی زبان ہی میں دعا و تذکیر و خطبہ دینے والا ان انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا۔ (پ ۱۳ سورہ ابراہیم : ۴) ہمارے رسول ﷺ نے خود دعوتی و تبلیغی خطوط غیر عربوں کو بھیجے۔ کیا ان کے تراجم غیر عربی زبان میں کئے بغیر ہی تصورِ دعوت و تبلیغ حاصل ہونا ممکن تھا؟

حقیقتہ اللغۃ کے بارہویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ
بریلوی مفتی نے کہا:-

" حقیقتہ اللغۃ ص ۲۰۷ پر عالم گیری کے حوالہ سے ہے کہ لام قرأت شروع کرے تو مقتدی بجا کہ اللهم الخ پڑھ لے ----- فتاویٰ عالم گیری میں یوں ہے کہ جب لام آہستہ قرأت کرتا ہو تو مقتدی ٹا پڑھ لے اور جب وہ بلند آواز سے قرأت کرے تو نہ پڑھے (دیکھئے ج ۱ ص ۸۵) لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۹)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ کی یہ ظہن کاری بھی قابل ملاحظہ ہے کہ بدعتِ حسن سنی کتاب میں مذکورہ مسئلہ کے لئے فتاویٰ عالمگیری کے علاوہ منیۃ المصلی کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر ازراہ ظہن کاری بریلوی مفتی نے حسب عادت مذکورہ بالا لغو طرازی کر رکھی ہے اب ہم پہلے یہ المصلیٰ کی اصل عبارت پیش کر رہے ملاحظہ ہو:-

" وَإِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامُ وَهُوَ يَجْمَعُ وَيَسْتَمِعُ وَيَنْصِتُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ عِنْدَ سَكَاةِ الْإِمَامِ كَلِمَةً كَلِمَةً وَعَنِ الْقَفِيهِ أَبِي جَعْفَرٍ إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامُ فِي الْفَاعِلِ بَشْرًا وَالْفَاعِلَةَ بَشْرًا بِالِاتِّفَاقِ ذِكْرًا فِي الذَّخِيرَةِ " یعنی لام جبری قرأت کر رہا ہو تو مقتدی سے اور ساکت رہے مگر بعض دوسرے حنفی ناموں نے کہا کہ لام کے سکتوں کے درمیان بجا کہ اللهم مقتدی پڑھ لیا کرے اور قفیعہ ابو جعفر نے جبری قرأت میں کسی تفریق کے بغیر علی الاطلاق کہا کہ حنفی مذہب کا یہ متفق علیہ فتویٰ ہے کہ لام سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہو تو مقتدی بجا کہ اللهم پڑھ لیا کرے (منیۃ المصلیٰ مطبوع قیومی کانپور ۱۳۳۶ھ ص ۱۲۷)

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ پہلے منیہ المصلیٰ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ لام جبری قرأت کر رہا ہو تو مقتدی کے لئے بجا تک اللهم پڑھنا حنیفوں کے یہاں اختلافی مسئلہ ہے پھر فقیہ ابو جعفر سے نقل کرتے ہوئے علی الاطلاق کہا گیا ہے کہ حنیف کا یہ متفق علیہ فتویٰ ہے کہ لام قرأت کر رہا ہو تو مقتدی ٹا پڑھے۔ فقیہ ابو جعفر والے قول میں جبری وغیر جبری قرأت میں کسی تفریق کو ظاہر کئے بغیر مطلقاً یہ بات کہی گئی ہے جس میں جبری وغیر جبری قرأتیں شامل ہیں عالم گیری کے اصل نسخہ میں یہ صراحت ہے کہ غیر جبری قرأت کی صورت میں مقتدی لام کے پیچھے ٹا پڑھے صرف جبری قرأت میں نہ پڑھے جس کا حاصل یہ ہے کہ حنفی مذہب کسی اختلاف کے بغیر اس بات پر متفق ہے کہ غیر جبری قرأت کی صورت میں مقتدی لام کے پیچھے ٹا پڑھے لے چونکہ منیہ المصلیٰ میں فقیہ ابو جعفر والی بات جبری وغیر جبری کی تفریق کے بغیر متفق علیہ بتلائی گئی ہے۔ اس لئے تفریق کا ذکر کئے بغیر مصنف حقیقۃ الفقہ نے بھی یہ بات نقل کر دی لیکن جب مصنف حقیقۃ الفقہ نے تفریق نہیں کی تو ان پر بریلوی الزام بجا ہونے کے ساتھ مصنف حقیقۃ الفقہ کا اعتراض حنفی مذہب پر بہر حال قائم ہے کیونکہ حنفی مذہب جبری دوسری کی تفریق کے بغیر ہر قرأت کی صورت میں مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرتا ہے جبکہ احادیث نبویہ میں مقتدی کو لام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم علی الاطلاق ہے مگر حنفی مذہب ان احادیث نبویہ کے خلاف ایک طرف فاتحہ پڑھنے سے منع کرتا ہے دوسری طرف فاتحہ کے بالمقابل ٹا پڑھنے کی اجازت دیتا ہے جبکہ احادیث نبویہ و دلائل شرعیہ سے یہ بات ثابت نہیں۔ مصنف حقیقۃ الفقہ نے اس مسئلہ کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ :-

”اب آیت ”وَاذْفُقُوا الْقُرْآنَ“ کا حکم کہاں گیا“

فرقہ بریلویہ اپنے زیر نظر فتویٰ پر مصنف حقیقۃ الفقہ کے اس سوال پر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا کیونکہ غیر جبری یعنی سری قرأت کے معاملہ میں بھی اس بریلویہ و حنفی فتویٰ پر یہ سلفی اعتراض اپنی پوری قوت کے ساتھ قائم ہے کہ جس آیت کا بریلویانہ سارا لیکر تم مقتدی کو جبری وغیر جبری ہر قرأت میں سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے ہو اس آیت کا حکم اپنے اس فتویٰ کے وقت بھول گئے؟ کیا سورہ فاتحہ پڑھنے کا معاملہ ٹا پڑھنے کے بالمقابل اتنا زیادہ فرق والا ہے کہ بریلوی مذہب میں فاتحہ پڑھنے کی اجازت نہ ہو اور ٹا پڑھنے کی اجازت ہو؟ ظاہر ہے کہ یہ

بدعت ممکن سلفی اعتراض و سوال فرقہ بریلویہ کے ہوش و حواس اڑائے ہوئے ہے اسی لئے وہ خطہ الحواشی میں ”بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ“ والے مصرعے کا مصداق بن گیا ہے حقیقتہ الفتحہ والی مذکورہ بالا بات فرقہ بریلویہ کی تقلید و تخیلیق سے صدیوں پہلے اس مذہب و دہوں کے سامنے امام بخاری صاحب صحیح مولود ۱۹۴ھ متوفی ۲۵۶ھ ذکر چکے ہیں جس کی طرف بریلوی فرقہ اپنے کو منسوب کرتا ہے چنانچہ امام بخاری نے فرمایا کہ :-

”وَاحْتَجَّ بَعْضُ هَؤُلَاءِ فَقَالَ لَا يَفْرَدُوا خَلْفَ الْإِمَامِ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى "فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا" فَنُفِئَ لَهُ فَيَسْتَبِي عَلَى اللَّهِ وَالْإِمَامِ يَقْرَأُ؟ قَالَ نَعَمْ. قِيلَ لَهُ فَلِمَا جُعِلَتْ عَلَيْهِ الْإِنشَاءُ وَالنَّشَاءُ عِنْدَكَ تَطَوُّعٌ تَبِيحُ الصَّلَاةِ بِغَيْرِهِ وَالْقِرَاءَةُ فِي الْأَصْلِ وَاجِبَةٌ اسْقَطْتَ الْوَاجِبَ الخ“ یعنی احناف نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کا فتویٰ دینے پر قرآنی آیت فاستمعوا له وانصتوا سے استدلال کیا ہے جس کا یہ سلفی جواب دیا گیا کہ کیا حنفی مذہب میں مقتدی اس وقت ٹا پڑھ سکتا ہے جس وقت اس کا امام قرأت کر رہا ہو؟ احناف نے کہا کہ ہاں ایسا مقتدی ٹا پڑھ ہی سکتا ہے جس کا یہ سلفی جواب دیا گیا کہ ٹا پڑھنا تمہارے مذہب میں نقل ہے جبکہ نص شریعی سے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے پھر تم نے سورہ فاتحہ کو مقتدی کے حق میں پڑھنا ناجائز کیوں کہا اور ٹا کو مشروع کہا؟ تم نے فرض کو نقل کے بالمقابل بہت کمتر قرار دے کر بھاری جرم کا ارتکاب کیا؟ وَقِيلَ لَهُ مَنْ أَمَّاكَ لَكَ الْإِنشَاءُ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ بِحُجْرٍ أَوْ قِيَاسٍ وَحَظَرَهَا عَلَيَّ غَيْرِكَ الْفَرَضُ الخ یعنی احناف سے کہا گیا کہ امام کی قرأت کے وقت مقتدی کو ٹا پڑھنے کو مباح تمہارے لئے کس نے بھلا کس حدیث یا قیاس کے ذریعہ قرار دیا اور دوسرے کے لئے فرض چیز یعنی فاتحہ کا پڑھنا ممنوع کہا۔ (ملاحظہ ہو جزء القراءۃ للامام البخاری مکتبہ سلفیہ لاہور پاکستان مطبوع ۱۹۸۰ ص ۸ و ۱۲)

امام بخاری کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ احناف اس زمانہ میں اور اس کے پہلے جبری دوسری نمازوں میں تفریق کے بغیر سب میں مقتدی کے لئے امام کی قرأت کے وقت ٹا پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے تھے اور حنفی لوگ اس زمانہ میں اس موقع پر سلفی اعتراض کے جواب سے لاجواب تھے جس طرح آج بریلویہ فرقہ کا حال ہے؟

البتہ احناف نے اس سلفی اعتراض سے اپنے حنفی مذہب کو بچانے کے لئے بعد میں یہ کہنا شروع کیا کہ جبری قرأت کے وقت تو امام کے پیچھے مقتدی کو ٹا پڑھنا جائز نہیں مگر مری

میں ہے لیکن حنفی مذہب میں یہ زبردست تغیر و تبدل کرنے کے باوجود بھی مذکورہ سلفی بات اپنی جگہ قائم ہے سری و جبری قرأت میں مطلقاً قرأت خلف الامام کو ممنوع قرار دینے والے حنفی مذہب نے نہ جانے دونوں میں تفریق والی بات کیوں اور کب پیدا کی؟

حقیقتہ الفقہ کے تیر ہوئیں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی جلال الدین نے کہا :-

حقیقتہ الفقہ کے ص ۲۱۱ پر در مختار دہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ "کتے یا بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی" ----- حنفی عوام کو برکانے کے لئے یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ دونوں کتابوں میں یہ مسئلہ ہر گز نہیں ہے "فجعل لعنة الله على الكاذبين" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۹)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی مفتی نے یہ بات بھی فرقہ بریلویہ والی عادت و کلمہ مذہب حقائق اور رد و سخ حقائق کے مطابق کسی ہے کیونکہ بدعت حتمی سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے مسئلہ نمبر ۳۳۹ میں یہ بات حنفی کتاب در مختار یعنی اس کے اردو ترجمہ غایہ الاوطار ج ۱ ص ۲۸۶ اور دہدایہ یعنی اس کے ترجمہ اردو یعنی عین الہدایہ ج ۱ ص ۲۸۹ کے حوالہ سے لکھی ہے اور حقیقتہ الفقہ کے محولہ مقام غایہ الاوطار میں اصل عربی عبارت کے ساتھ اردو ترجمہ اس طرح منقول ہے :-
"لَوْ اسْتَعَطَفَ كَلْبًا أَوْ هِرَّةً أَوْ سَأَى جَمَارًا لَا تَفْسُدُ لِأَنَّهُ صَوْتُ لَاهِجَاءٍ لَهُ" اور اگر نماز پڑھنے والے نے کتے یا بلی کو بلایا یا گدھے کو ہانکا تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ آوازیں ہیں جن کے سچے نہیں اور کلام میں حروف کا ہونا چاہئے (در مختار ج ۱ ص ۲۸۶ باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا)

حنفی مذہب کی یہ بات در اصل در مختار عربی ج ۱ ص ۲۰۰ میں پوری طرح موجود ہے اور در مختار کی شرح رد المحتار ج ۱ ص ۴۱۲ میں یہی عبارت اس تشریح کے ساتھ موجود ہے کہ در مختار والی یہ بات معنوی طور پر فتاویٰ ہندیہ یعنی فتاویٰ عالمگیری نیز متعدد کتب حنفیہ میں موجود ہے (مختصر رد المحتار ج ۱ ص ۴۱۲-۴۱۳)

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ مصنف حقیقتہ الفقہ اور اہل حدیثوں پر جھوٹ و فریب کا اہتمام و بہتان لگانے والے فرقہ بریلویہ کے لوگ بذات خود کذاب ہیں اور حقائق ثابتہ کی تکذیب اور رد و سخ کے عادی ہیں۔

حقیقتہ الفقہ کے چودہویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ
بریلوی مفتی نے کہا :-

"حقیقتہ الفقہ کے ص ۲۱۲ پر مالا بد منہ کے حوالہ سے ہے کہ "لکھے ہوئے پر نظر کی
اور اس کے معنی دریافت کئے تو نماز فاسد نہیں ہوئی" ----- فارسی زبان
میں دریافت کا معنی ہے سمجھنا مگر اردو میں اس کا معنی ہے پوچھنا مالا بد منہ جو فارسی میں ہے اس
کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ لکھا ہوا دیکھا اور اس کا معنی سمجھ گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی
خدائے تعالیٰ ایسے مکاروں کے فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین (غیر مقلدوں کے
فریب ص ۷۰)

ہم کہتے ہیں کہ بدعت ٹھکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے حوالہ مقام پر مسئلہ مذکورہ
نمبر ۳۵۴ کے تحت منقول ہے اور مصنف حقیقتہ الفقہ نے یہ صراحت کر دی ہے کہ ہم نے
جن حنفی کتابوں کے حوالہ سے حنفی مسائل نقل کئے ہیں ان سے ہماری مراد ان کے اردو تراجم
ہیں لہذا انہیں اردو تراجم والے حنفی کتابوں کے نسخے ملحوظ رکھے جائیں اور مسئلہ مذکورہ جس
کتاب مالا بد منہ سے حقیقتہ الفقہ میں منقول ہے اس کی بابت اسی حقیقتہ الفقہ میں خصوصی
صراحت ہے کہ مالا بد منہ سے مراد اس کا اردو ترجمہ "کشف الحاجۃ ترجمہ مالا بد منہ" مطبوعہ
نول کشور لکھنؤ ۱۸۸۳ء ہے۔ (حقیقتہ الفقہ ص ۱۳۸)

کشف الحاجہ کے نام سے مالا بد منہ کا اردو ترجمہ کرنے والے مشہور حنفی عالم نور الدین
ولد محمد اشرف اسلام آبادی عرف چانگانی ہیں جنہوں نے مالا بد منہ کا یہ اردو ترجمہ فرقہ بریلویہ
کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کی ولادت سے دس سال پہلے ۱۲۶۳ھ میں کشف الحاجہ کے نام
سے کیا، جیسا کہ خود مترجم حنفی عالم نور الدین نے مقدمہ کشف الحاجہ میں صراحت کر رکھی ہے
اس میں شک نہیں کہ مالا بد منہ کے مترجم موصوف فرقہ بریلویہ کے بانی اور جملہ بریلوی لوگوں
سے کہیں زیادہ اردو داں اور عربی و فارسی داں تھے نیز مترجم موصوف زمانہ و علم و فضل میں بانی
بریلوی فرقہ سمیت بریلوی فرقہ کے تمام لوگوں سے مقدم ہیں اور بدعت ٹھکن کتاب حقیقتہ
الفقہ میں بعینہ وہی عبارت مالا بد منہ سے نقل کی گئی ہے جو اس کے اردو مترجم مولانا نور

الدین نے لکھی ہے اس میں شک نہیں کہ کشف الحاجتہ ترجمہ مالا بد منہ مختصر سی مروج و متداول کتاب ہے اور وہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی زندگی میں ایک سے زیادہ بار چھپ کر معتر عام پر آچکی تھی اور یہ کتاب ہندوستان کے بہت سارے تعلیمی اداروں میں درسی کتاب کے طور پر پڑھی پڑھائی جاتی ہے مگر کشف الحاجتہ کی تصنیف کے ڈیڑھ صدی سے بھی زیادہ زمانہ بیت جانے کے بعد فرقہ بریلویہ اپنے نو مولود مذہب کی طرح نو مولود قسم والی اردو دینی ایجاد کر کے اس کتاب کی اس اردو عبارت پر محض اس وجہ سے معترض ہے کہ اسے ایک سلتی مصنف نے نقل کر دیا ہے اس نو مولود فرقہ بریلویہ کی اس خنقی اردو عبارت پر اعتراض کا وہ انداز کتنا گھٹانا اور پلید ہے جو اس نے اختیار کر رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسی لوچھی طبیعت رکھنے والے اس فرقہ کی اصلاح فرمائے، آمین۔

فرقہ بریلویہ کی جہالت و تلبیس کاری کا اندازہ مالا بد منہ کی اصل فارسی عبارت سے ناظرین کرام لگائیں، مصنف مالا بد منہ فرماتے ہیں :-

”اگر در مکتوب نظر کرد و معنیش فہمید نماز فاسد نہ شود“ (مالا بد منہ مطبوع بیج مکہ پریس صیفہ بک ڈپو لکھنؤ ۱۹۵۶ء مع حاشیہ قاضی سجاد حسین مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی ص ۴۶)

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ مالا بد منہ کی اصل فارسی عبارت میں ”دریافت“ کا لفظ نہیں ہے بلکہ ”فہمید“ کا لفظ ہے جس کا اردو ترجمہ خنقی عالم نور الدین نے دریافت کئے لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تحریف و تلبیس والی اپنی بریلوی عادت یہاں بھی بریلوی مفتی نے نہیں چھوٹنے دی ہے۔ حاصل یہ کہ مالا بد منہ کی اصل عبارت میں بریلوی مفتی نے تحریف بھی کی اور سلتی کتاب پر بہتان بازی اتمام تراشی سے کام لیکر اپنے جذبہ یادہ گوئی کو تسکین دینے کی ہپاک کوشش بھی کی ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے پندرہویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ اس مسئلہ پر مفصل بحث بریلوی مفتی کے بنوں غیر مقلدین کے پوشیدہ راز کے تحت پندرہویں مسئلہ میں کی گئی ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے سولہویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ ص ۲۱۳ پر رد و قدح اور عالم گیری وغیرہ کے حوالہ سے جمعہ کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ شہر ہر جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کتابوں میں ہر گز نہیں ہے کہ ایسا شرع ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں بلکہ شہر میں ایسا حاکم ہو جو حدود شرعیہ قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور عکبرج ص ۵۳۶ اور فتاویٰ عالم گیری جلد اول ص ۱۳۵ میں مرقوم عبارت کا حاصل یہ ہے کہ جس شہر میں جمعہ پڑھنے کا حکم ہے اس سے مراد وہ شہر ہے جہاں حاکم ہو اور حدود شرعیہ قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۰)

ہم کہتے ہیں کہ بتصریح علامہ یعنی حنفی امام ابو حنیفہ کے شاگرد خاص حسن بن زیاد نے

اپنی کتاب الصلوٰۃ میں اپنے استاد امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ :-

”الْمَصْرُ الْجَامِعُ مَا أُقِيمَتْ فِيهِ الصَّلَاةُ وَنُقِذَتْ فِيهَا الْأَحْكَامُ“ یعنی جس شہر میں نماز جمعہ پڑھنی جائز ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ اس میں حدود شرعیہ قائم ہوں اور احکام شرعیہ نافذ ہوں (ہدایہ شرح ہدایہ باب صلوٰۃ الجمعہ ج ۱ ص ۹۸۳)

بتصریح ہدایہ ”مصر جامع“ کی یہی تعریف امام ابو یوسف و کوفی نے بھی کی ہے اور

صاحب ہدایہ نے بھی اس کو ظاہر المذہب اور قول عکبر قرار دیا ہے (ہدایہ ص ۹۸۲ ج ۱ ص ۲۵۷-۲۵۸ وغیرہ)

فتاویٰ قاضی خاں میں یہ صراحت ہے کہ :-

”وَلَا يَكُونُ الْمَوْضِعُ مَصْرًا قَبْلَ تَطْيِيرِ الرِّوَايَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِيهِ مَقْتٌ وَقَضِيَ فِيهِ الْأَحْكَامُ

وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُلْفَتُ إِلَيْهَا أَيْ يَتَّبَعُ“ یعنی حنفی مذہب کی ظاہر روایت یہی ہے کہ جس شہر میں جمعہ کی نماز جائز ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ وہاں حدود شرعیہ و احکام شرعیہ قائم و نافذ ہوں اور

وہاں ہی عمارتوں کی تعداد مٹی کی عمارتوں کی تعداد کو پہنچی ہو (فتاویٰ قاضی خاں ص ۸۳/۱)

الغرض حنفی مذہب میں نماز جمعہ کے واجب ہونے کے لئے جس شہر کا ہونا شرط قرار

دیا گیا ہے اس کی تعریف امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف و کرخ و غیرہ نے بھی کی ہے۔ مگر حنفی مذہب میں حنفی مذہب کی طرف منسوب لوگ حسب معارضہ بعد والے زمانہ میں بتدریج رد و بدل اور تغیر و ترمیم بہت سارے مسائل میں کرتے رہے ہیں انہیں مسائل میں سے زیر نظر مسئلہ بھی ہے فرقہ بریلویہ کی بہت معتبر کتاب غینۃ المستملی المعروف بہ حلی کبیری شرح منیۃ المصلی میں کہا کہ :-

” وَالْحَدُّ الصَّحِيحُ مَا اخْتَارَهُ صَاحِبُ الْمَذَاهِبِ أَنَّهُ الَّذِي فِيهِ أَيْدٍ وَقَاضِي بِنَفْسِ الْأَحْكَامِ وَبَعِيْنِ الْحَلُوْدِ وَتَرْيِيفِ صُلْبِ الشَّرِيْعَةِ مُرِيْفٌ بِأَنَّ الْمُرَادَ الْقَوْلَ عَلَى إِقَامَةِ الْحَلُوْدِ عَلَى مَا صَرَحَ بِهِ فِي تَحْفَةِ الْفُقَهَاءِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ ” یعنی نماز جمعہ کے لئے حنفی مذہب میں جس شرک کی شرط ہے اس کی وہی تعریف صحیح ہے جسے صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے کہ جہاں حدود و احکام شرعیہ قائم ہوں اور صدر الشریعہ کا اسے ضعیف قرار دینا بذات خود کمزور ہے جیسا کہ حنفی کتاب تحفۃ الفقہاء میں جرح ہے (غینۃ المستملی المعروف بہ کبیری ص ۵۱۱ ورد محمد شرح در مدارج ص ۵۳۶) اس سے معلوم ہوا کہ بعد والے کچھ احناف نے اپنے حنفی مذہب میں بذریعہ تاویل تحریف کر ڈالی اور حنفی مذہب میں شرک کی وہی تعریف عندہ قرار دی گئی ہے جس کا ذکر اوپر ہوا اور اسی میں نماز جمعہ حنفی مذہب جائز مانا ہے۔

اپنے اس مذہب حنفی میں اس تحریف و ترمیم کی وجہ بھی بعض احناف نے بتلا دی ہے کہ :- لِنُظُوْرِ التَّوَابِيْهِ فِيْ أَحْكَامِ الشَّرْعِ لَا يَتِيْمًا فِيْ إِقَامَةِ الْحَلُوْدِ فِي الْأَمْصَارِ ” یعنی ظاہر مذہب والی تعریف شرع سے ہم نے اس لئے انحراف کیا کہ شرعوں میں احکام شرعیہ و حدود شرعیہ قائم کرنے میں سستی و کالی پائی جانے لگی ہے (شرح و تالیف مع عمدة البراہین باب الجمعہ ۱ / ۱۹۹ و تالیف المستملی ص ۵۱۱ ورد محمد شرح در مدارج ۱ / ۵۳۶) امام کتب احناف) کیا اس تحصیل کے بعد بھی فرقہ بریلویہ کی مذکورہ بالا بات کے خاص مفید جھوٹ اور انحراف و اتہام و بہتان و ہزلت البتہ نہ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے جو مذہب حسب مصلحت و ضرورت اپنے عقیدہ مذہب کی تصریحات میں رد و بدل کرتا رہتا ہو اس کا اپنی ترمیمات پر ناز و دلچسپی ہو کہ دوسروں کو نشانہ طعن و تفتیح بنانا نہایت عبرت انگیز بات ہے بلکہ ان ترمیمات ہی کی بنا پر دین و ایمان قرار دے کر اس کو گجھ شکل میں پیش کرنے والوں کے خلاف طویل و عریض طعن و عتاب

کو شیعہ و شعاہ بنالینا مجوبہ در مجوبہ ہے۔

بدعت حکم سنی کتاب میں بریلوی فرقہ کی اس بات کو نقل کر کے کہا گیا ہے کہ :-

"یہ شرط دنیا بھر میں مفقود ہے لہذا جمعہ ناجائز" حقیقتہ الفقه مطبوع دہلی ۱۳۵۰ھ ص ۱۶۱
مسئلہ نمبر ۱۳۷۳) حاصل یہ کہ جس حنفی مذہب کی طرف فرقہ بریلویہ اپنے کو منسوب کرتا
ہے اس کی تصریحات کے مطابق پوری دنیا میں کہیں نماز جمعہ پڑھنی جائز نہیں بڑی مشکل سے
کسی جگہ کو مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے ان شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ نماز جمعہ
پڑھنے کی عام اجازت ہو اور ایک شہر میں صرف ایک ہی مسجد میں نماز جمعہ پڑھی جائے اور یہ کہ
مسلم حکمران یا اس کا نائب موجود ہو حنفی مذہب کی یہ ساری باتیں حقیقتہ الفقه مسئلہ نمبر
۲۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸ میں موجود ہیں جن میں صرف مسئلہ نمبر ۳۷۳ ہی کو بریلوی
مفتی نے اپنی بریلویانہ تلبیسات کا نشانہ بنایا جس کی حقیقت ہم نے واضح کر دی ہم نے نماز جمعہ
کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جو زیر طبع ہے (۱) اس سے فرقہ بریلویہ اور ان کے ہم مزاج
لوگوں کی باتوں کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

ناظرین کرام بریلوی فرقہ خصوصاً بریلوی مفتی جلال الدین سے پوچھیں کہ آپ نے
بدعت حکم سنی کتاب حقیقتہ الفقه کے ذکر کردہ سیکڑوں حنفی مسائل پر بریلویانہ جاہدیت
اختیار کرنے کے بجائے صرف چالیس ہی مسائل کا انتخاب کیوں کیا؟ اور اپنے اس انتخاب کے
ذریعہ بھی اپنے آپ کو میدان تحقیق میں رسوا کیا۔

حقیقتہ الفقه کے سترہویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

"حقیقتہ الفقه ص ۲۱۳ میں بحوالہ شرح دقاییہ ہے کہ خطبہ ایک تسبیح (سبحان اللہ)
کے برابر ہو ----- یہ بھی غیر مقلدین کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے
کہ ہماری (فرقہ بریلویہ کی) کسی کتاب میں نہیں ہے کہ خطبہ ایک تسبیح کے برابر ہو اور (غیر

(۱) یہ کتاب اب تمام "اسلام میں نماز جمعہ کا حکم" شائع ہو کر منظر عام پر آگئی ہے شائقین جامعہ سنیہ
پٹنہ کے لورڈ البحوث سے حاصل کر کے مطالعہ کریں۔

مقلدوں کے فریب ص ۷۰-۷۱)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی سابقہ بریلوی تلبیسات کی طرح ایک بریلوی تلبیس ہے حقیقتہ الفقه کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق حنفی مذہب کا یہ مسئلہ شرح وقایہ یعنی نور الہدایہ کے محولہ مقام پر بہت واضح طور پر موجود ہے اور مالابہ منہ ص ۵۲ میں ہے کہ "نزد الی حنیفہ خطبہ مقدار یک تسبیح کفایت می کند" اس سے قطع نظر فرقہ بریلویہ کے تمام مدعیان علم سے ناظرین کرام پوچھیں کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد خاص امام محمد حنفی مذہب کے امام ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو امام محمد کی کتاب جامع صغیر میں یہ صراحت موجود ہے کہ :-

"امام حطّاب یوم الجمعة تسبیحة أحزانہ" یعنی امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جمعہ کا خطبہ اگر امام نے صرف ایک بار سبحان اللہ کہہ کر دیا تو یہ خطبہ کافی اور وافی ہے (ملاحظہ ہو جامع صغیر للامام محمد بن الحسن مطبوع علوی لکھنؤ ۱۳۱۰ھ ص ۲۰)

حنفی امام محمد بن حسن کے اس صریح بیان سے فرقہ بریلویہ کی اس بات کی بھی تکذیب ہو رہی ہے -

صرف اتنی ہی بات نہیں ہے بلکہ بریلوی مفتی جلال الدین کے پیر مرشد مولوی امجد علی نے کہا :-

"خطبہ ذکر الہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک ہد " الحمد للہ " یا " سبحان اللہ " کہا اس سے فرض ادا ہو گیا الخ (بہار شریعت از مولوی امجد علی ۳ / ۷۸)

تعب ہے کہ اس کے باوجود بھی اپنے ہی فتویٰ پر مفتی جلال الدین بہت برہم ہیں -

حقیقتہ الفقه کے اٹھارہویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ
بریلوی مفتی نے کہا :-

"حقیقتہ الفقه کے ص ۲۳۸ پر ہدایہ و شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تیم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں" ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا اتمام والزام اور واضح فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ و شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں" - (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۱)

ہم کہتے ہیں کہ حقیقتہ الفقه کی تصریح کے مطابق ہدایہ سے مراد عین الہدایہ رحمہ
ہدایہ اور شرح وقایہ سے مراد نور الہدایہ ہے " اور ان دونوں ہی کتابوں میں حقیقتہ الفقه والی
بات موجود ہے ۔

گرنہ بید بزر شہرہ چشم

چشمہ آفتاب راجہ گناہ ؟

عین الہدایہ کے الفاظ ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں :-

" اور حدیث عمار بن یاسر جو صحیحین میں بطریق کثیرہ اور حدیث ابی موسیٰ اشعری
بھی صحیحین و سنن میں ہے اس میں البتہ ایک ہی ضرب چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے
پہونچوں کے لئے مذکور ہے " (عین الہدایہ مطبوع نول کشور ککستو ۱۸۹۷ء و طبع جدید ۱۹۹۲ء
کنج شکر پریس مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان ج ۱ ص ۱۷۵ اسطر ۱۰، ۹)

یہی بات شرح وقایہ کے اردو ترجمہ اور الہدایہ میں بھی معنی طور پر موجود ہے ۔
ناظرین کرام فرقہ بریلویہ خصوصاً بریلوی مفتی جمال الدین امجدی کے پاس ان دونوں ہی کتابوں
کے حوالہ مقامات کو لے جائیں اور انہیں دکھلا کر پوچھیں کہ تمہاری مستتر کتابوں میں موجود اس
عبارت کا کیا معنی و مطلب ہے ؟ اس کا مطلب واضح ہے کہ ہمت ساری صحیح سندوں کے ساتھ
صحیح بخاری و مسلم و غیرہ میں مروی ہے کہ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ حج کے لئے صرف
ایک ضرب کافی ہے چونکہ اس ایک ضرب کے خلاف دو ضرب والی روایت کی بابت خود ان حتی
کتابوں میں صراحت ہے کہ اہل حدیث (یعنی محدثین کرام) اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں (غیر
ملاحظہ ہو جنٹی نمبر ۱ کی مستتر لکھنؤ نامہ الاطلاق ج ۱ ص ۱۱۱) اس لئے ہی صحیح سندوں سے
مروی حدیث کے بالفاظی دو ضرب والی ضعیف روایت ساقط الاقہد ہے ۔ صاحب عین الہدایہ
نے اپنی صحبت کے سبب دو ضرب والی ساقط الاقہد روایت پر ہونے والی جرح قادح سے جو
دفاع کیا ہے نو دفاع مذکور ناقابل التفات ہے کیونکہ اس کی سند اس طرح ہے :-

" عثمان بن محمد الأنماطی عن حرمی بن عمارۃ عن عذرة بن ثابت عن ابی الزبیر عن

جابر مرفوعاً " (عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۷۴ و لسان المیزان ج ۴ ص ۱۵۲) اس سند میں ہمت
بڑی علت قادح یہ ہے کہ حضرت جابر سے اسے نقل کرنے والے ابو الزبیر مدلس ہیں اور

موصوف ابو الزبیر مدلس نے اسے بلا تصریح تھمیٹ معنعن نقل کیا اور مدلس کی معنعن روایت ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔ نیز ابو الزبیر سے نیچے والے رواۃ پر بھی تھوڑا بہت کلام ہے جس کے مجموعہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ روایت مذکورہ سندا ساقط الاعتبار ہونے کے ساتھ متواتر المعنی احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اور احادیث صحیحہ کے خلاف کسی ساقط الاعتبار سند والی روایت کا میدان تحقیق میں کوئی وزن نہیں۔

اس ساقط سند کے علاوہ روایت مذکورہ معنوی طور پر دوسری سندوں کے ساتھ بھی مروی ہے جس کی تفصیل نصب الرایہ و تہجد الاحوذی و ابکار المنین و عون المعبود وغیرہ میں ہے اور اس تفصیل کا حاصل یہی ہے کہ متواتر المعنی احادیث نبویہ کے خلاف علل قادحہ سے مطول ہونے کے باعث روایت مذکورہ ساقط الاعتبار ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے انیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

پھر اسی صفحہ یعنی حقیقتہ الفقہ ص ۲۳۸ پر بحوالہ ہدایہ و شرح وقایہ ہے کہ ”تیم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف ہیں اور موقوف بھی“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۱)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی تلبیس کا بھی وہی حال ہے جو اس کے پہلے والی کا ہے نیز اس طرح کی متعدد بریلوی تلبیسات کا یہی حال ہے۔ اس کے پہلے والے مسئلہ سے اس کی حقیقت واضح ہو چکی ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے بیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

حقیقتہ الفقہ ص ۲۳۹ میں بحوالہ ہدایہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے ایک قول کی روایت لائق صحیح ہے ”----- یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ بات ہرگز نہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۱)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی تبلیسیس کاری کا حال بھی سابقہ بریلوی تبلیسیسات کی طرح ہے۔ نیز ناظرین کرام کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ جس بدعت شکن اور تقلید شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے رد و نقد میں بریلوی مفتی یہ ساری تبلیسیسات کر رہے ہیں اس میں سب سے پہلے اس زیر نظر مسئلہ کے سلسلے میں مصنف حقیقتہ الفقہ نے امام ابو حنیفہ سے مروی یہ قول نقل کیا کہ عصر کا وقت دو مثل تک ہے (حقیقتہ الفقہ نمبر ۲۱۵ ج ۱ ص ۱۹۲ بحوالہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۷۹) اور امام ابو حنیفہ سے مروی اس قول پر مصنف حقیقتہ الفقہ نے یہ حاشیہ آرائی کی کہ :-

”حاشیہ نور التجلی ترجمہ منیہ المصلی ص ۱۱۰ میں ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ امام صاحب اخیر عمر میں اس مسئلہ سے رجوع کر کے ایک مثل کے قائل ہو گئے“ (ملاحظہ ہو حقیقتہ الفقہ مطبوع ادارہ اشاعت دین دہلی ۱۳۸۱ھ ص ۱۹۲ مسئلہ نمبر ۲۱۵)

اس کے بعد مصنف حقیقتہ الفقہ نے امام ابو حنیفہ سے منقول فتویٰ مذکورہ کے ہائل برخلاف حنفی مذہب کا یہ فتویٰ نقل کیا کہ :- ”ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے (صاحبین) امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت ہے اور یہی مذہب زفر و امام شافعی و امام مالک اور امام احمد کا ہے“ (حقیقتہ الفقہ نمبر ۲۱۶ ص ۱۹۲ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۶۸ و کنز ص ۲۷ و عالم گیری ج ۱

ص ۶۹ و ہدایہ ج ۱ ص ۲۵۶ و شرح وقایہ ج ۱ ص ۷۹ و قدوری ص ۱۸ و اہل اہل مدینہ ص ۱۸) امام ابو حنیفہ سے منقول دو متضاد و مختلف فتویٰ کی نقل بحوالہ معتبر کتب حنفیہ لکھنے کے ساتھ مصنف حقیقتہ الفقہ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنے دونوں متضاد فتویٰ میں سے بعض حنفی علماء کے بیان کے مطابق دو مثل والے فتویٰ سے رجوع کر لیا اور تمام حنفی و غیر حنفی علماء کی موافقت کرتے ہوئے ایک مثل والا مذہب اختیار کر لیا نیز یہ کہ مطابق حدیث حنفی مذہب کے دونوں اماموں امام ابو یوسف و محمد کا فتویٰ ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہوتا ہے (حقیقتہ الفقہ نمبر ۲۱۸ ص ۱۹۲ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۶۷ و ہدایہ ج ۱ ص ۲۵۷ و منیہ ۶۸) حقیقتہ الفقہ پر رد لکھنے کے لئے بیٹھنے والے بریلوی مفتی جلال الدین امجدی حقیقتہ الفقہ کی ان تمام حقیقت بیانوں پر خاموش رہے اور اس کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں بول سکے مگر شامت کے مارے ہوئے بریلوی مفتی صاحب معطوم نہیں کیوں حقیقتہ

الفقہ کی ان حقیقت بیانیوں سے تعرض کئے بغیر نمبر ۲۱۷ کے تحت حقیقتہ الفقہ کی اس حقیقت بیانی پر چراغ پا ہو گئے کہ ”امام ابو حنیفہ کی ایک مثل کی روایت لائق صحیح ہے“ حقیقتہ الفقہ کی جس بات پر بریلوی مفتی چراغ پا ہیں اس بات کو مصنف حقیقتہ الفقہ نے بحوالہ ہدایہ نقل کیا ہے۔ اور ناظرین کرام کو معلوم ہو چکا ہے کہ بدعت شکن سلفی کتاب میں جس حنفی کتاب ہدایہ کے حوالہ سے مذکورہ بالا بات لکھی گئی ہے اس سے مراد ہدایہ کا اردو ترجمہ مع شرح موسوم بہ ”عین الہدایہ“ مطبوع نول کشور لکھنؤ ۱۸۹۶ء ہے ناظرین کرام عین الہدایہ کے محولہ نسخہ کے ج ۱ ص ۲۵۷ پر سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کی لکھی ہوئی بات دیکھ کر اطمینان کر لیں اور فرقہ بریلویہ خصوصاً مفتی جلال الدین امجدی سے پوچھیں کہ تکذیب حقائق اور ترویج اکاذیب کی عادت اختیار کرنے میں آپ اور آپ کے فرقہ کو کس چیز نے کمر بستہ و مستعد بنا رکھا ہے؟

عین الہدایہ کے تازہ ترین ایڈیشن مطبوع ۱۹۹۲ء میں بحوالہ ہدایہ حقیقتہ الفقہ میں منقول بات ہم سیاق عبارت کے ساتھ یہاں ناظرین کرام کے سامنے نقل کر رہے ہیں تاکہ وہ فرقہ بریلویہ کی دسیسہ کاریوں اور افترا پردازیوں کو جان سکیں۔ ملاحظہ ہو :-

”اور رد المحتار میں ہے کہ امام ابو حنیفہ سے ایک مثل کی روایت ہے وہی صاحبین و ذفر وہابی ائمہ ثلاثہ (امام مالک و شافعی و احمد) کا قول ہے اور امام طحاوی (حنفی امام) نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور غرر الاذکار میں ہے کہ یہی قول لیا گیا ہے اور برہان میں ہے کہ یہی قول اظہر ہے کیونکہ جبرئیل علیہ السلام کا بیان موجود ہے اور وہی اس مسئلہ میں نص ہے اور فیض میں ہے کہ آج اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جاوے (الدر مترجم) بحر الرائق میں کہا کہ لو جن معتبرات سے دو مثل کی صحیح مذکور ہو چکی ان کے بعد امام طحاوی کا قول منفرد ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے کہ ایک مثل مذہب صحیح ہے میں کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ اہل صحیح نے کوئی استدلال نقل نہیں کیا خالی صحیح ہے پس اگر خالی تقلید پر مدار ہو تو مقلد بخلاف ہوگا اور رہا دلیل کے ساتھ تو شک نہیں کہ امام ابو حنیفہ کی ایک مثل روایت جس پر صاحبین نے اور دیگر ائمہ نے اتفاق کیا ہے لائق صحیح ہے جیسا کہ در المحتار میں جزم کیا گیا (عین الہدایہ کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۳۰ آخری پیرا گراف)

ناظرین کرام حنفی مذہب کی محولہ کتاب کی مذکورہ بالا عبارت غور اور توجہ سے پڑھ کر بہت آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ بریلوی مفتی نے ڈھونگ بازی و دھاندلی و تکذیب حقائق و تولید اکاذیب کو اپنا پیشہ و شہوہ و شعد بنا رکھا ہے۔ بدعت ٹھکن سلفی کتاب کی محولہ حنفی کتاب میں نہایت واضح طور پر کہا گیا ہے کہ خود امام ابو حنیفہ کا بھی یہ مذہب تھا کہ ظہر کا وقت ایک مثل سایہ ہونے تک رہتا ہے پھر ختم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ جو بعض حنفی حضرات دو مثل والی روایت ابی حنیفہ کی صحیح کے درپہ ہیں ان کی تغلیط و تردید کرتے ہوئے اس حنفی کتاب عین الہدایہ میں کہا گیا ہے کہ دو مثل والی روایت ابی حنیفہ کی صحیح پر کوئی استدلال نہیں کیا گیا نہ کوئی شرعی دلیل پیش کی گئی اور ایک مثل والی روایت کی موافقت میں نص موجود ہے اس لئے یہی لائق صحیح ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں ناظرین کرام فرقہ بریلویہ سے پوچھیں کہ اپنے مفتی جلال الدین امجدی کو تم نے کس طرح کا جواب حقیقتہ الفقہ لکھنے کی فرمائش کر رکھی تھی کہ موصوف بریلوی مفتی اس شعر کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہم نے اپنی کتاب اللمحات میں پوری تحقیق و تفصیل سے بتلایا ہے کہ امام ابو حنیفہ اپنے فقہی اقوال و فتاویٰ سے بکثرت رجوع کے عادی تھے حتیٰ کہ ایک دن میں پانچ پانچ مرتبہ ایک ہی مسئلہ میں پانچ قسم کے مختلف فتاویٰ مختلف اوقات میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے دے کر ہر ایک سے رجوع کر لیا کرتے تھے نیز اسی کتاب میں ہم نے یہ بھی بتلایا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے خصوصی حلازمہ امام ابو یوسف و محمد وغیرہ کا کہنا ہے کہ ہم نے امام ابو حنیفہ کے فتاویٰ سے مختلف جو فتاویٰ بھی دیئے ہیں ان پر خود امام ابو حنیفہ بھی عمل پیرا تھے اور امام ابو حنیفہ وہی فتاویٰ خود بھی دیتے تھے اس کا لازمی مطلب ہوا کہ امام ابو حنیفہ بذات خود ایک مثل پر نماز ظہر کا وقت ختم ہو جانے والی بات کو از روئے دلائل شرعیہ اس لائق سمجھ گئے تھے کہ اس سے مختلف دو مثل والے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیں اور انہوں نے یہی کیا بھی۔ جب یہ معاملہ ہے تو حقیقتہ الفقہ کی مذکورہ حقیقت یہاں پر یہ بریلویانہ رائے زنی چہ معنی دارد؟

جب خود امام ابو حنیفہ بشریح علمائے احناف اپنی ایک مثل والی بات کو قائل صحیح سمجھ

کہ دو مثل والی بات سے رجوع کر کے ایک مثل والی بات کے قائل ہو گئے جیسا کہ نصوص شرعیہ کی صراحت ہے تو امام ابو حنیفہ کی لائق تصحیح قرار دی ہوئی ایک مثل والی بات پر فرقہ بریلویہ کا بد زبانی پر اپنی عادت کے مطابق اتر آنا کیا معنی رکھتا ہے ؟

فرقہ بریلویہ کے ممدوح و معتبر امام شیخ احمد زینی دہلوان متوفی ۱۳۰۴ھ نے مشہور و معروف حنفی کتابوں مثلاً *عزائد المفتیین* و *فتاویٰ ظہیریہ* سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنے دو مثل والے قول سے ایک مثل کی طرف رجوع کر لیا۔ (ملاحظہ ہو *فتاویٰ ندیریہ* جلد اول ص ۲۰۰ بحوالہ کتب کثیرہ حنیفہ) اور یہ معلوم ہے کہ *عزائد المفتیین* و *فتاویٰ ظہیریہ* نامی کتابیں فرقہ بریلویہ کے ظہور پذیر ہونے سے صدیوں پہلے لکھی جا چکی ہیں ۱۰۸۸ھ میں یعنی فرقہ بریلویہ کے ظہور پذیر ہونے سے دو صدی پہلے درمختار کے مصنف شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکلی حنفی فوت ہوئے اور انہوں نے اپنی کتاب *در مختار* میں یہ صراحت کی ہے کہ :-

"وَعَنْهُ مِثْلُهُ وَهُوَ قَوْلُهُمَا وَزَفَرٌ وَالْأَيْمَةُ التَّلَاثَةُ قَالَ الْإِمَامُ الطَّلْحَاوِيُّ وَبِهِ نَأْخِذُ وَفِي غُرُورِ الْأَذْكَارِ وَهُوَ الْمَأْخُوفُ بِهِ وَفِي الْبُرْهَانِ وَهُوَ الْأَطْهَرُ لِيَبَانَ جَوْهَرُ نَيْلٍ وَهُوَ نَصٌّ فِي الْبَابِ

وَفِي الْفَيْضِ وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ الْيَوْمَ وَبِهِ بَيْتِي" یعنی امام ابو حنیفہ نے بھی کہا ہے کہ ختم وقت ظہر ایک مثل پر ہے یہی قول امام ابو یوسف و محمد وزفر اور ائمہ ثلاثہ (امام مالک و شافعی و احمد) کا بھی ہے امام طحاوی نے کہا کہ ہمارا عمل و فتویٰ امام ابو حنیفہ کے اسی قول (یعنی وقت ظہر ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے) پر ہے اور حنفی کتاب *غرر الاذکار* میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کا ایک مثل والا قول ہی احناف کا اختیار کردہ قول ہے اور وہ اسی پر ہم حنیفہ کا فتویٰ بھی ہے " (در مختار ج ۱ ص ۲۴۰ و ترجمہ در مختار المعروف بخاتم بغایہ الاوطار ج ۱ ص ۱۶۸ و در مختار مع رد المحتار ج ۱ ص ۲۴۰ و عام کتب احناف) فرقہ بریلویہ کی اس معتبر کتاب کی مذکورہ بالا تصریح سے صاف ظاہر ہے کہ فرقہ بریلویہ کی توہید و تکلیف سے بہت زمانہ پہلے اور مصنف در مختار سے بھی بہت زمانہ پہلے حنفی اماموں نے امام ابو حنیفہ کے ایک مثل والے قول کو ہی قائل قبول و لائق عمل قرار دے کر اسی کو حنفی مذہب کا فتویٰ بتلایا ہے پھر فرقہ بریلویہ کے اس داویلا و شور و شغب کا کیا معنی و مطلب ہے ؟

فرقہ بریلویہ کے بہت معتبر قرار دیئے ہوئے امام طحاوی حنفی مولود ۲۲۹ھ - ۲۴۰ھ

ومتونى ۳۲۰ ھ ۳۲۱ ھ نے کہا: " حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ عَنْ ابْنِ التَّلْحِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِ وَقْتِهَا إِذَا صَارَ الْبَطْلُ مِثْلَهُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُونُسَ وَعُمَيْرِ بْنِ نَاعِدَةَ " یعنی امام ابو حنیفہ نے کہا کہ ظہر کا وقت ایک مثل سایہ ہونے پر ختم ہو جاتا ہے امام ابو حنیفہ کی اسی بات کی موافقت امام ابو یوسف و محمد نے بھی کی ہے اور ہمارا عمل و فتویٰ بھی یہی ہے۔ (ملاحظہ ہو شرح معانی الآثار للطحاوی مطبوع بیروت لبنان ۱۳۰ ھ ۱۹۸۶ء باب مواقیث الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۹ کی آخری دو سطریں)

صاف ظاہر ہے کہ جس طرح امام ابو حنیفہ نے اپنے دو مثل والے قول و فتویٰ کو قابل ترک و رجوع مان کر ایک مثل والی بات کی طرف رجوع کر لیا اسی طرح امام طحاوی نے بھی سمجھا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حنفی کتاب اللیض تنکر کی کی تصریح یہ ہے کہ اسی ایک مثل والے قول ابی حنیفہ پر آج کل احناف کا عمل بھی ہے اور اسی پر احناف کا فتویٰ بھی ہے اور جب یہ معاملہ ہے کہ فرقہ بریلویہ کے ظہور پذیر ہونے سے صدیوں پہلے اسی قول ابی حنیفہ پر احناف کا عمل و فتویٰ تھا تو اس حنفی عمل و فتویٰ سے فرقہ بریلویہ نے کس زمانہ میں اور کب انحراف و خروج و اعراض اختیار کر کے اس معاملہ میں حنفی مذہب کو خیر باد کہہ دیا؟

تنبیہ

اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ بہت زیادہ حب نبوی رکھنے کا اور اہل سنت و جماعت ہونے کا دعویدار ہے اور تو اتر معنوی کے ساتھ یہ فرمان نبوی ثابت ہے کہ ایک مثل سایہ ہونے پر ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت آجاتا ہے اور اسی پر تمام صحابہ کا اجماعی عمل تھا۔ خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق نے خلافت اسلامیہ کے تمام عمال و امراء کو یہ تحریری فرمان بھیجا تھا کہ :-

"صَلُّوا الظُّهْرَ إِذَا كَانَ النَّعْيُ ذُرَاعًا إِلَىٰ أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ الْخ" یعنی تم لوگ زوال سے لیکر ایک مثل سایہ ہونے تک نماز ظہر پڑھا کرو" (موطا امام مالک ۱ / ۱ / ۱ دعاء کتب حدیث) حضرت خلیفہ راشد عمر فاروق کے اس فرمان سے کسی بھی امیر یا غیر امیر صحابی یا غیر صحابی کا اختلاف عمد صحابہ میں ثابت نہیں جس کا لازمی مطلب ہے کہ اس پر تمام صحابہ کا اجماع تھا حکم

نبوی سنت نبویہ و سنت صحابہ و اجماع صحابہ کے خلاف خروج و بغاوت کا عادی فرقہ بریلویہ اپنی خطہ الحوای میں غیر شعوری طور پر اپنے کو سنت نبویہ اور اہل سنت کے مسلک سے بکثرت اختلاف رکھنے کے باوجود اہل سنت کہتا ہے اور بدعات پر مشتمل باتوں کو دین و مذہب بتا کر حب نبوی کا بے معنی و لغو دعویٰ و مظاہرہ کرتا پھرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بدعات میں غرق اس بد معنی فرقہ کی اصلاح کرے اور اسے فی الواقع اہل سنت و جماعت بنا دے اور اسے حقیقی حب نبوی کی توفیق سے بہرہ ور کرے، آمین یا رب العالمین۔

حقیقتہ الفقہ کے اکیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ
بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ ص ۲۳۹ پر بحوالہ شرح وقایہ یہ ہے کہ صحیح حدیث سے تو ان کے گلے دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار ہیں“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور کھلا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ”(غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۱)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بارہا ہماری طرف سے بتایا جا چکا ہے کہ مصنف حقیقتہ الفقہ نے صراحت کر دی ہے اور حقیقتہ الفقہ کے ہر صفحہ پر نمایاں طور سے لکھ دیا گیا ہے کہ ”کتب مندرجہ فقہ سے مراد ان کے تراجم ہیں“ اور مصنف حقیقتہ الفقہ نے یہ صراحت بھی کر دی ہے کہ شرح وقایہ سے ہماری مراد شرح وقایہ کا اردو ترجمہ نور الہدایہ از نواب وحید الزماں ولد مولوی مسیح الزماں لکھنوی فاروقی حنفی مولود ۱۲۳۷ھ و متوفی ۱۳۳۸ھ ہے جو مطبعہ مجیدی کانپور میں ۱۹۱۳ء میں طبع ہوئی۔ اس کتاب کے مترجم موصوف نے یہ ترجمہ بخیاں خویش حنفی مذہب اور حنفی مقلدین کی طرف سے دفاع کے لئے لکھا تھا (ملاحظہ ہو مقدمہ نور الہدایہ ص ۱۶۵۹)

اس مختصر سی تمہید کے بعد ناظرین کرام حقیقتہ الفقہ کے محولہ مقام یعنی نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ حقیقتہ الفقہ میں نور الہدایہ کے حوالے سے جو عبارت منقول ہے بالکل بعینہ وہی عبارت اس محولہ کتاب میں موجود ہے اس سے بریلوی مفتی کی

مکذیب حقائق والی عادت اور زیادہ گھم کر سامنے آجاتی ہے پھر شرح وقایہ کے اس حنفی ترجمہ ہی پر کیا موقوف ہے عام کتب حدیث و شروح حدیث سے یہی بات مستفاد ہوتی ہے۔ ناظرین کرام سلفی شروح حدیث نیز اباکار المنن تنقید آثار السنن ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حقیقتہ الفقہ کے زیر بحث جس مسئلہ کو بریلوی مفتی نے نشانہ اعتراض بنایا ہے وہ حقیقتہ الفقہ کے حصہ دوم میں مرقوم ہے اور بریلوی مفتی حقیقتہ الفقہ کے پہلے حصہ والی باتوں سے مخبوط الحواس و مبہوت ہو کر لغو طرازیوں کرتے ہوئے بریلوی چھلانگ لگاتے ہوئے حصہ اول کو پھلانگ گئے اور حصہ دوم میں پہنچ کر بریلویانہ باتیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرقہ بریلویہ کی اصلاح کرے۔ آمین۔

حقیقتہ الفقہ کے بانسوسوں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ ص ۵۰ میں بحوالہ منیہ المصلیٰ کہا کہ جب منہ کعبہ کی طرف ہے تو کعبہ کی نیت کرنی جائز نہیں“ ----- منیہ المصلیٰ میں یہ ہرگز نہیں بلکہ اس میں یہ ہے کہ امام ابو بکر محمد بن حامد نے فرمایا کہ جب منہ کعبہ شریف کی طرف ہو تو کعبہ کی نیت کرنا شرط نہیں اور شیخ ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ شرط ہے دیکھئے منیہ المصلیٰ ص ۹۹ (غیر مقلدوں کے فریب ۷۲)

ہم کہتے ہیں کہ اپنے اس بیان میں بریلوی مفتی معترف ہیں کہ حنفی امام ابو بکر محمد بن حامد نے حنفی مذہب کا یہ فتویٰ بتلا رکھا ہے کہ منہ کعبہ کی طرف ہو تو نیت کعبہ شرط نہیں اور معاملہ یہ ہے کہ حنفی امام ابو بکر محمد بن حامد کے بیان کردہ اس حنفی فتویٰ سے اگرچہ دوسرے حنفی امام ابو بکر محمد بن فضل نے مختلف فتویٰ جاری کیا ہے مگر حنفی مذہب کی معتبر کتابوں مضمرات اور بدائع وغیرہ میں صراحت ہے کہ صحیح درایع بات یہ ہے کہ حنفی مذہب میں نیت کعبہ شرط نہیں اور اسی پر حنفی مذہب کا فتویٰ بھی ہے بلکہ شرائط نماز میں سے کسی بھی چیز کے لئے حنفی مذہب میں نیت شرط نہیں نہ وضو و غسل میں نہ اور چیز میں۔ یہی بات حنفی مذہب کی کتاب ہدایہ کے اردو ترجمہ مع شرح عین الہدایہ میں اس طرح لکھی ہے :-

حاصل یہ کہ قبلہ کا استقبال فرض ہے لو اس کے ہوتے ہوئے استقبال قبلہ کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں (کما فی العینی عن المبسوط) اور اس کی صحیح ہوئی اور اسی پر فتویٰ ہے پس نیت نہ کرنا روا یعنی جائز ہے (ملاحظہ ہو عین الہدایہ مطبوع لاہور ۱۹۹۲ء کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۱۶)

حنفی مذہب کی دوسری معتبر کتاب در عباد میں ہے کہ :-

"وَرَبَّنَا إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ بِسَبِيلِ الْقِبْلَةِ لَبَسْتُ بِشَرْطٍ مُّطْلَقًا عَلَى الرَّاجِحِ" یعنی راجح و صحیح بات یہ ہے کہ

حنفی مذہب میں نیت قبلہ و کعبہ شرط نہیں " (در عباد مع غایہ الاوطار ۱ / ۱۹۷ نیز عام کتب احناف)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بریلوی مفتی نے اپنے مذہب کے راجح و صحیح فتویٰ کو چھپایا اور ظاہر نہیں ہونے دیا نیز حنفی مذہب میں جو یہ صراحت بشرح عین الہدایہ موجود ہے کہ منہ کعبہ کی طرف ہو تو نیت کعبہ کی ضرورت نہیں نیز یہ کہ اس صورت میں نیت کعبہ نہ کرنا روا اور جائز ہے اس کو بھی بریلوی مفتی نے چھپایا اور ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ حنفی کتابوں کی تصریحات کے مطابق منہ کعبہ کی طرف ہونے کی صورت میں جب نیت کعبہ کی ضرورت نہیں اور کعبہ کی نیت نہ کرنی جائز و روا ہے تو اس حنفی موقف سے کیا لازم آتا ہے کہ صورت مذکورہ میں کعبہ کی نیت کی شرعی حیثیت حنفی اصول سے کیا متعین ہوتی ہے جائز یا ناجائز مباح یا غیر مباح، مشروع یا غیر مشروع، افضل و اولیٰ یا مستحب و مستحسن یا کیا؟ بریلوی مفتی جلال الدین سے ہماری گزارش ہے کہ وہ اس مسئلہ کی وضاحت حنفی مذہب کے اصول و ضوابط کے دائرہ میں رہتے ہوئے کریں اور اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ مذکورہ بالا معتبر حنفی کتابوں میں صراحت کی گئی ہے کہ اگر آدمی نے قبلہ و کعبہ کے بجائے عمارت کعبہ و مقام ابراہیم و حجاب مسجد کی نیت کی تو نماز فاسد ہوگی اور گناہ لازم آئے گا۔ بریلوی مفتی کا حنفی مذہب ایک طرف اس بات کا روادار نہیں کہ نماز پڑھتے وقت جس قبلہ و کعبہ کی طرف منہ کرنا صحت نماز کے لئے شرط ہے اس کی عمارت و مقام ابراہیم وغیرہ کی طرف منہ کرنے کی نیت کی جائے دوسری طرف بریلوی مفتی جلال الدین امجدی کے امام اکبر حاجی احمد یار خاں اور دوسرے بریلوی قائدین غیر اللہ کے لئے کسی نہ کسی معنی والا سجدہ کرنے کے روادار ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں

(جاء الحق از حاجی احمد یار ص ۳۵۱-۳۵۲)

اب ہم کہتے ہیں کہ اگر حقیقتہ الفقہ کی زیر نظر عبادت پر بریلوی مفتی معترض ہیں تو کعبہ کی طرف رخ ہونے کی صورت میں نیت کعبہ کی شرط نہ ہونے پر دلیل پیش کریں جبکہ ہر عبادت کے لئے نیت کا فرض و شرط ہونا نصوص سے ثابت ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے تیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ
بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ کے اسی ص ۲۵۰ پر بحوالہ ہدایہ ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث بالاتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہے“ ----- ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۲)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی مفتی کی یہ بات بھی سابقہ اور آئندہ تلبیس کاریوں میں سے۔ ایک ہے اس بریلوی تلبیس کاری پر پوری واقفیت حاصل کرنے کے لئے ناظرین کرام حقیقتہ الفقہ مسئلہ نمبر ۲۳۳ کے محولہ مقام یعنی ترجمہ ہدایہ الموسوم بہ عین الہدایہ مطبوع نول کشور لکھنؤ ۱۸۹۶ء ج ۱ ص ۳۵۰ ملاحظہ فرمائیں۔ فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے صدیوں پہلے فرقہ بریلویہ کے نہایت معتبر و معتمد امام ابن الہمام فرما چکے ہیں کہ :-

”لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّ مِنَ السَّنَةِ وَضَعَ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ نَحْتِ السُّورَةِ لَا يَعْرِفُ مَرْفُوعًا بَلْ عَنْ عَلِيٍّ مِنَ السَّنَةِ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ الْأُكْفَ عَلَى الْأُكْفِ نَحْتِ السُّورَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاحْمَدُ وَهَذَا لَفْظُهُ“ قَالَ النَّوَوِيُّ اتَّفَقُوا عَلَى تَضَعِيهِمْ لِأَنَّهُمْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْوَأَسْطَى جَمَعَ عَلَى ضَعْفِهِ“ یعنی نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو سنت قرار دینے والی جس مرفوع حدیث کو صاحب ہدایہ نے حقی مذہب کی دلیل بتلایا ہے وہ معروف نہیں البتہ اس مفہوم کی ایک موقوف روایت حضرت علی بن ابی طالب سے سنن ابی دلوود و مسند احمد میں مروی ہے مگر بقول امام نووی اسے ضعیف قرار دینے میں تمام اہل علم متفق ہیں کیونکہ وہ عبد الرحمن بن اسحاق واسطی سے مروی ہے جس کے ضعیف ہونے پر تمام لوگ متفق ہیں (فتح القدیر مع ہدایہ باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۱۱۷) نیز ملاحظہ ہو فرقہ بریلویہ کی نہایت معتبر کتاب غیۃ المستعملی

شرح یہ الصلی للعلیح ابراہیم بن محمد الحلی التونی ۹۵۶ھ مطبوع محمدی لاہور ۱۳۰۳ھ ص ۲۹۴
 و نصب الرایۃ للعلیح الحلی ۱/) فرقہ بریلویہ کے یہ تینوں امام ابن الہمام اور ابراہیم بن محمد
 الحلی وزیلیعی فرقہ بریلویہ کے عالم وجود میں آنے سے صدیوں پہلے اپنی مندرجہ بات لکھ کر
 فوت ہو چکے ہیں اس سے فرقہ بریلویہ کی بھرپور تکذیب ہوتی ہے کہ خود اس کے اماموں نے
 اس کی دلیل قرار دی ہوئی روایت مرفوعہ کو غیر معروف اور موقوفہ کو متفق علیہ ضعیف قرار دیا
 ہے ، امام ابن الہمام و ابراہیم طبری سے بھی پہلے بریلویہ کے امام یعنی حنفی بھی یہی بات کہہ
 چکے ہیں (ملاحظہ ہو ہدایہ شرح ہدایہ للعینی ج ۱ ص ۶۰۹) اس کا حاصل یہ ہے کہ اس بریلوی
 موقف پر بتصریح ائمہ احناف کوئی بھی حدیث نبوی نہیں اور اس بریلوی موقف کی موافقت
 میں موقوف روایت علی متفقہ طور پر ضعیف ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے چوبیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ کے اسی ص ۲۵۰ پر بحوالہ شرح وقایہ ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی
 حدیث بافق ائمہ محدثین صحیح ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا
 ہوا فریب اور جھوٹ ہے لہذا العنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھیں“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۲)
 ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس کاری بھی سابقہ و آئندہ بریلوی تلبیس کاریوں کی
 طرح ہے مسئلہ مذکورہ کے لئے حقیقتہ الفقہ میں مسئلہ نمبر ۲۳۵ کے تحت دو حنفی کتابوں
 ہدایہ یعنی ہدایہ کے اردو ترجمہ عین الہدایہ ج ۱ ص ۲۵۰ و ترجمہ شرح وقایہ نور الہدایہ ج ۱ ص
 ۹۳ کا حوالہ دیا گیا ہے مگر بریلوی مفتی نے اپنی عادت بریلویت کے مطابق حوالہ اول کو چھوڑ کر
 صرف شرح وقایہ کا ذکر کیا ہے اس سے قطع نظر حقیقتہ الفقہ کی ان دونوں ہی محولہ کتابوں
 میں متوی طور پر وہ بات موجود ہے جو مصنف حقیقتہ الفقہ نے لکھی ہے۔

اس سے قطع نظر فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے کئی صدی پہلے فرقہ بریلویہ کے
 معتبر و مستند امام بدر الدین یعنی متونی ۸۵۵ھ مصنف ہدایہ کے مندرجہ قول پر سخت معترض
 ہیں پہلے ہدایہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

" ويعقد بيده اليمنى على اليسرى تحت السرة لقوله عليه السلام ان من السنة وضع
اليمنى على الشمال تحت السرة وهو حجة على مالك فى الارسال وعلى الشافعى فى الوضع
على الصدر " يعنى نمازی بحالت قیام اپنا دلیاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے
کیونکہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ داہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے اور یہ
ارشاد نبوی امام مالک " کے خلاف حجت ہے جو کہتے ہیں کہ بحالت قیام نمازی اپنے ہاتھ باندھنے
کے بجائے لٹکائے رکھے اور مذکورہ ارشاد نبوی امام شافعی کے بھی خلاف حجت ہے جو کہتے ہیں کہ
بحالت قیام نمازی اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے پر باندھے " علامہ یعنی حنفی صاحب ہدایہ کے
اس قول وہ بیان پر رد بلیغ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

" وَقُلْتُ كَيْفَ يَكُونُ الْحَدِيثُ حُجَّةً عَلَى الشَّافِعِيِّ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ لَا يَقَارُمُ الْحَدِيثَ
الصَّحِيحَ وَالْأَثَارَ الَّذِي اسْتَجْتَبَهُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ هُوَ حَدِيثٌ وَالْإِسْنَانُ حُجْرٌ أَخْرَجَهُ ابْنُ خَزِيمَةَ فِي
صَحِيحِهِ الخ " یعنی صاحب ہدایہ کی ذکر کردہ حدیث مذکور امام شافعی کے خلاف کیونکہ حجت ہو
سکتی ہے جبکہ صاحب ہدایہ کی ذکر کردہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اپنے سے معارض حدیث صحیح
اور آثار صحابہ کے بالمقابل کٹنے اور ٹھہرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی جنہیں امام مالک و شافعی نے
دلیل بنا رکھا ہے ان احادیث صحیحہ میں ایک حدیث صحیح واکل بن جمر والی ہے جسے امام ابن
خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کر رکھا ہے اور اس کی تائید میں متعدد دوسری احادیث و آثار ہیں
(ملاحظہ ہو ہنایہ شرح ہدایہ ج ۱ ص ۶۰۹-۶۱۰)

ناظرین کرام دیکھ رہیں کہ فرقہ بریلویہ کے امام یعنی نماز میں بحالت قیام ناف کے
نیچے ہاتھ باندھنے والی حنفیہ کی متدل روایت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے اسے سینے پر ہاتھ
باندھنے والی حدیث صحیح کے معارض بتلائے ہوئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ فرقہ بریلویہ کے امام
موصوف کی یہ صراحت فرقہ بریلویہ کے مروجوں کی تکذیب کے لئے بہت کافی اور وافی ہے۔
ہم نے اپنی لکھی ہوئی ایک کتاب میں متعدد مسائل کے ساتھ اس مسئلہ پر بھی مفصل بحث
کردی ہے جس کا مسودہ ہندس کے ایک مولوی صاحب اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اسے طبع کرا کے
لوگوں کے سامنے نہیں لاتے حالانکہ اسے چھپوانے میں موصوف کے لئے کوئی مانع نہیں اللہ
تعالیٰ اس کتاب کو طبع کرانے کی موصوف کو یا کسی کو توفیق دے، آمین۔
ہم نے اس غیر مطبوع کتاب میں بحالت قیام نماز میں مردوں اور عورتوں کے درمیان

کسی تفریق کے بغیر سینے پر ہاتھ باندھنے کے بہت سارے دلائل پیش کرنے کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ متعدد صحابہ کرام بشمول خلیفہ راشد علی بن ابی طالب کا کہنا ہے کہ قرآنی حکم "فصل لربک وانحر" (پ ۳۰، سورۃ الکواثر: ۲) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو اور آپ کی متابعت میں آپ کی پوری امت کو مردوں اور عورتوں کے درمیان کسی تفریق کے بغیر سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم دے رکھا ہے :-

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ایک طرف حنفیہ کے موقف پر دلیل بنائی ہوئی روایت باطلاق ائمہ حدیث ساقط الاعتبار ہے اور دوسری طرف یہ ساقط الاعتبار روایت سینے پر ہاتھ باندھنے والی احادیث صحیحہ و آثار صحابہ کے بالکل خلاف و معارض ہے تیسری طرف ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت جن حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے ان سے بطریق معتبر یہ ثابت ہے کہ قرآن مجید نے بحالت قیام نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم دے رکھا ہے جو قسمی طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرقہ بریلویہ اپنے دعاوی میں کذاب ہوا کرتا ہے کیونکہ اپنی اس کتاب میں ہم بتلائے ہوئے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سکوتی اور عام احتیاط کی تصریح کے مطابق لازم آتا ہے کہ فرقہ بریلویہ بہت بڑا کذاب اور انترام پرداز و اتہام باز ہے۔ اپنے ان اکاذیب کے باوصف فرقہ بریلویہ نے اپنے مصطلح "غیر مقلدوں" پر لعنة اللہ علی الکاذبین پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے حالانکہ فرقہ بریلویہ کی یہ بات خود اسی پر منطبق ہوتی ہے بریلوی فرقہ متواتر المعنی ان احادیث نبویہ سے واقف نہیں کہ غیر مستحق آدمی پر لعن و طعن کرنے والے پر خود لعن طعن لوٹ کر چسپاں ہو جاتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ کاذبین پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ اپنے طریق کذب بیانی سے تائب نہ ہو جائیں ہم لعن و طعن کرنے کے بجائے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرقہ بریلویہ کی اصلاح کر کے صحیح معنوں میں اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اہل حدیث کا حیر و پابند بنائے، آمین۔

تنبیہ

واضح رہے کہ صاحب ہدایہ نے اگرچہ امام مالک کا یہ مذہب نقل کیا ہے کہ نماز میں بحالت قیام ہاتھوں کو باندھنے کے بجائے نیچے چھوڑے رکھا جائے مگر امام مالک سے یہ محض ایک روایت ہے اور باعتبار سند قوی بات یہ ہے کہ امام مالک بحالت قیام نماز میں دونوں ہاتھوں

کو نیچے چھوڑنے کے بجائے ناف سے کافی لوپر سینے سے ذرا نیچے باندھتے تھے اور اسی کا فتویٰ بھی دیتے تھے سینے سے نیچے اور ناف کے لوپر باندھنے والی روایت مالک سینے پر باندھنے کے منافی نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اپنی محولہ کتاب کے مسودہ میں تفصیل پیش کی ہے۔ امام مالک نے اپنی کتاب الموطا "بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الْيُسْرِ فِي الصَّلَاةِ" میں حضرت سہل بن سعد ساعدي کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ :-

"كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعُوا أَيْدِيَهُمُ يَدَهُ الْيَمِينِ عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَبُو حَازِمٍ وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ يَنْمُو ذَلِكَ"

ہم نے اپنی مذکورہ محولہ کتاب میں بتلایا ہے کہ امام مالک کی نقل کردہ اس حدیث صحیح کا لازمی مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ بحالت قیام نماز میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھا کریں اور امام مالک کا عمل اپنی نقل کردہ اسی حدیث پر تھا جس کا مقتضی ہے کہ امام مالک کا مذہب بھی یہی تھا کہ بحالت قیام نماز میں نمازی اپنے ہاتھ سینے پر باندھے (یر اللہ طبع هذا الکتاب)

زیر نظر مسئلہ کے فوراً ہی بعد مصنف حقیقۃ الفقہ نے مسئلہ نمبر ۲۳۷ کے تحت کہا کہ :- "حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کو بسبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور خود سینے پر ہاتھ باندھتے تھے" (حقیقۃ الفقہ ص ۱۹۳ مسلسلہ نمبر ۲۳۷ بحوالہ مقدمہ ہدایہ المعروف بہ عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱ د ۳۵۱ نیز ملاحظہ ہو نزلہ الخواطر ترجمہ مرزا جان جاناں ج ۶ ص ۵۳ ، نیز ملاحظہ ہو عین الہدایہ مطبوع ۱۹۹۲ء کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۰) فرقہ بریلویہ حقیقۃ الفقہ کی اس حقیقت بیانی کے خلاف ساکت ولا جواب رہا جس سے ایک طرف معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ بریلویہ کے ظہور سے کافی پہلے فوت ہونے والے اتنے بڑے حنفی عالم بھی عام اہل علم کی طرح سینے پر ہاتھ باندھنے والی احادیث کو صحیح و قابل عمل قرار دیتے تھے دوسری طرف موصوف مرزا صاحب خود بھی اس پر عمل کرتے تھے۔ اس سے بھی فرقہ بریلویہ کے مزعموات کی تکذیب ہوتی ہے۔ ناظرین کرام فرقہ بریلویہ سے پوچھیں کہ حقیقۃ الفقہ کی اس حقیقت بیانی کے خلاف اسے کچھ بولنے کی جرأت کیوں نہیں ہوئی؟ مرزا جان جاناں سے بھی پہلے مشہور حنفی عالم شیخ محمد حیات سندھی متوفی ۱۱۶۳ھ نے بھی اپنی کتاب فتح الغنور میں ناف پر ہاتھ باندھنے سے متعلق جملہ روایات کو ساقط الاعتبار قرار دے کر سینے پر ہاتھ باندھنے والی احادیث نبویہ کو صحیح کہا ہے یہ پورے رسالہ قابل مطالعہ ہے جس سے مزاعم بریلویہ کی تکذیب ہوتی ہے۔

تنبیہ بلغ

حضرت مرزا جان جاناں سے متعلق مسئلہ مذکورہ نقل کرنے کے صرف ایک مسئلہ کے بعد بدعت دشمن سنی کتاب حقیقتہ الفقہ میں مسئلہ نمبر ۲۳۹ کے تحت بحوالہ ہدایہ کہا گیا ہے کہ :-

"لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكُتَابِ" والی حدیث نبوی بسند صحیح صحاح ستہ وابن جہان و سنن دارقطنی وغیرہ میں مروی ہے

پھر اس کے بعد مسئلہ نمبر ۲۳۰ کے تحت کہا گیا ہے کہ :-

"حنفی امام ابن الہمام (جو فرقہ بریلویہ کے ظہور سے بہت صدیاں پہلے فوت ہوئے) نے ثقلت القرآن والی حدیث کے رواۃ کو ثقہ بنا کر کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبری نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے "فرقہ بریلویہ حقیقتہ الفقہ کی ان حقیقت بیانیوں کی تاب نہیں لاسکا اور مبہوت و مخبوط الحواس ہو کر "صم بکم عی" بنا رہا اب کشائی کی بہت نہ کر سکا جن کا لازمی مطلب یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم شریعت نے دے رکھا ہے پھر حقیقتہ الفقہ میں مسئلہ نمبر ۲۳۷ کے تحت کہا کہ :-

"مقتدی فاتحہ کو دل میں پڑھ لے اور یہ حق ہے" (حقیقتہ الفقہ حصہ دوم ص ۱۹۳ بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۳۰) پھر مسئلہ نمبر ۲۳۸ کے تحت کہا :-

"فاتحہ خلف الامام مقتدی کو مستحسن ہے بطور احتیاط کے" (حقیقتہ الفقہ حصہ دوم ۱۹۳ بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص ۲۳۰)

حقیقتہ الفقہ کی ان حقیقت بیانیوں کے سامنے بھی فرقہ بریلویہ دم بخود اور مرہلب ہی ہے مگر اپنی ان بجرمانہ اور بریلویانہ خاموشیوں اور سکوت مسلسل کے باوجود فرقہ بریلویہ کے حکم سے حقیقتہ الفقہ کا رد لکھنے والے بریلوی مفتی جلال الدین امجدی نے حقیقتہ الفقہ مسئلہ نمبر ۲۳۱ کے تحت اس حقیقت بیانی پر اپنی بریلویانہ مذہبوی حرکات شروع کر دیں کہ "امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں" حالانکہ حقیقتہ الفقہ کے مذکورہ چاروں اقوال ہی سے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے سے متعلق روایت کا ضعیف ہونا ظاہر ہو جاتا ہے اور بات واضح ہو

جاتی ہے کہ اس کے باوجود بھی بریلوی مفتی کی عشوہ مری ملاحظہ ہو :-

حقیقتہ الفقہ کے پچیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :

حقیقتہ الفقہ ص ۲۵۱ پر بحوالہ شرح وقایہ ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں ----- یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں " (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۲)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی ظہیں کاری بھی اپنی سابقہ اور لاحقہ تلبیسات کی طرح ہے کیونکہ مصنف حقیقتہ الفقہ اور صحیح حقیقتہ الفقہ کی صراحتوں کے مطابق مذکورہ بالا مسئلہ شرح وقایہ کے اردو ترجمہ نور الہدایہ سے نقل کیا گیا ہے اور نور الہدایہ میں صاف طور پر امام ابن حبان کا یہ قول معنوی طور پر منقول ہے کہ امام کے پیچھے منع فاتحہ والی روایات اہل اسلام کے اجماعی عمل سے باطل و مردود و غیر صحیح ہیں۔ حافظ ابن حبان کا یہ قول بظاہر منع فاتحہ سے متعلق صرف ایک روایت کے سلسلے میں ہے مگر انہوں نے کہا کہ یہ روایت اجماع اہل اسلام سے باطل اس لئے قرار پاتی ہے کہ اہل اسلام کا عمل اس کے خلاف ہے لہذا حافظ ابن حبان کے اس بیان کا لازمی مطلب یہ ہے کہ امام کے پیچھے منع فاتحہ والی جملہ روایات ساقط الاعتبار ہیں حافظ ابن حبان کا یہ قول فرقہ بریلویہ کی تولید سے سیکڑوں سال پہلے متعدد حنفی علماء نے نقل کر رکھا ہے اور یہی بات شرح وقایہ کے ترجمہ میں بھی نقل ہے جس سے فرقہ بریلویہ کے مزاعم کی تکذیب ہوتی ہے حافظ ابن حبان کی اصل عبارت اور اسی کے ہم معنی امام بخاری کی عبارت اس کے بعد والے مسئلہ کے ضمن میں تفصیل کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اسے ملاحظہ کر کے فرقہ بریلویہ کی تلبیس کاری کا جائزہ لیں۔

بریلوی مفتی کے اولیاء اللہ قرار دیئے ہوئے ہندوستانی مشائخ مثلاً نظام الدین اولیاء اور ان کے تلامذہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ حدیث نبوی پر عمل فرض ہے اور ترک تہلیل حدیث نبوی کے بالنگاہ ضروری ہے آخر بریلوی مفتی کے اولیاء اللہ قرار دیئے ہوئے ان بزرگوں کے اس طریق عمل کا کیا معنی و مطلب بریلوی فرقہ سمجھتا ہے یہی تاکہ یہ

سارے اولیاء اللہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے والی احادیث کو ساقط الاعتبار ضعیف قرار دینے پر اور پڑھنے کو واجب قرار دینے والی احادیث کو صحیح ماننے پر متفق ہیں ظاہر ہے کہ فرقہ بریلویہ کے قرار دیئے ہوئے اولیاء اللہ کے بالمقابل فرقہ بریلویہ کی تلبیسات بالکل ناقابل التفات ہیں۔

امام ابو حنیفہ کے عام حلاضہ بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے اور اس کا فتویٰ دیتے تھے آخر اس صورت حال کا کیا معنی و مطلب فرقہ بریلویہ سمجھتا ہے؟

حقیقتہ الفقہ کے چھبیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا:-

"پھر اس صلح پر یعنی حقیقتہ الفقہ ص ۲۵۱ پر بحوالہ شرح وقایہ ہے کہ حضرت علی کا قول بھی منع فاتحہ میں ضعیف اور باطل ہے" ----- یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور فریب ہے کیوں کہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے" (غیر مقلدوں کے فریب ۷۲) ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس کاری بھی سابقہ اور آئندہ بریلوی تلبیسات کی طرح ہے حقیقتہ الفقہ میں یہ بات وہابی بار بار کی ذکر کردہ تفصیل کے مطابق شرح وقایہ کے اردو ترجمہ نور الہدایہ ۱ / ۱۱۰ میں ہے اور قارئین کرام حوالہ مذکورہ یعنی شرح وقایہ اردو ترجمہ نور الہدایہ مطبوع مجیدی کانپور ۱۹۱۳ء ۱ / ۱۱۰ میں یہ بات دیکھ کر فرقہ بریلویہ کی تلبیس کاری کی حقیقت بڑی آسانی سے معلوم کر لیں۔ حقیقتہ الفقہ کے محولہ نسخہ شرح وقایہ کے سات سالوں کے بعد حنفیوں نے اس کتاب کو ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء مطبعہ مجیدی کانپور سے بدعویٰ صحیح و مستحجیح چھپوایا اور اس میں بھی یہ صراحت ہے کہ حضرت علی کی طرف منسوب قول مذکور کی ہاں کتاب الضعفاء لابن حبان میں کہا گیا ہے کہ حضرت علی کی طرف منسوب قول مذکور باطل ہے اور اس کے باطل ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اس کے خلاف اہل اسلام کا اجماع ہے۔ حقیقتہ الفقہ کی اس حقیقت پہانی کو فرقہ بریلویہ کا غیر مقلدوں کا فریب قرار دینا بذات خود فرقہ بریلویہ کے فریب کار و مکار و کذاب ہونے پر دلیل قاطع ہے (ملاحظہ ہو شرح وقایہ ترجمہ نور الہدایہ مطبوع مجیدی ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء ج ۱ ص ۹۹) حضرت علی کی

طرف منسوب قول مذکور کو فرقہ بریلویہ کی تقلید سے بہت پہلے فوت ہو جانے والے حافظ ابن حبان متوفی ۳۴۵ھ نے ضعیف و باطل کہا ہے اور یہ کہا کہ اس کے باطل ہونے پر اہل اسلام کا اجماع ہے ملاحظہ ہو حافظ ابن حبان کی اصل عبارت - موصوف حافظ ابن حبان اپنی کتاب المجر و صین کے ترجمہ عبد اللہ بن ابی یعلیٰ میں فرماتے ہیں :-

"رَأْسُ أَبِيهِمْ بِسَارٍ فِيمَا زَعَمُوا وَهُوَ يَرْوِي عَنْ عَلِيٍّ مِنْ قَرَأَ حَلْفَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَخْطَأَ الْفِطْرَةَ رَوَى عَنْهُ ابْنُ الْمُخْتَارِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهَذَا شَيْءٌ لَا أَصْلَ لَهُ عَنْ عَلِيٍّ لِأَنَّ الْمَشْهُورَ عَنْ عَلِيٍّ مَا رَوَى عَنْهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرَى الْقِرَاءَةَ حَلْفَ الْإِمَامِ وَأَنَّ أَبِي يَيْلَى هَذَا رَجُلٌ مَجْهُولٌ مَا أَعْلَمُ لَهُ شَيْئًا يَرْوِيهِ عَنْ عَلِيٍّ غَيْرَ هَذَا الْحَرْفِ الْمُنْكَرِ الَّذِي يَشْهَدُ إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ قَاطِبَةً يُبْطَلَانِهِ وَذَلِكَ أَنَّ أَهْلَ الصَّلَاةِ لَمْ يَنْتَلِفُوا مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ..... إِلَى أَنْ قَالَ فَقَدْ إِجْمَاعُهُمْ إِجَارَةُ الْقِرَاءَةِ حَلْفَ الْإِمَامِ دَلِيلٌ عَلَى بَطْلَانِ رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي يَيْلَى هَذَا

یعنی عبد اللہ بن ابی یعلیٰ ہذیمہ کے باپ کا نام لوگوں کے کہنے کے مطابق یہ ہے یہ شخص حضرت علی سے فاتحہ خلف الامام کی ممانعت والی روایت بیان کرتا ہے یہ روایت اس شخص سے اس کا بیٹا محمد بن عبد اللہ نقل کرتا ہے مگر یہ روایت بالکل بے اصل ہے کیونکہ حضرت علی سے بطور مشہور مروی ہے کہ وہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے نیز ابن ابی یعلیٰ مجہول راوی ہے اس منکر روایت واحدہ کے علاوہ یہ مجہول شخص کوئی ایک حرف نہیں بیان کرتا اور تمام کے تمام مسلمانوں کا اجماع اس مجہول شخص کی روایت کے باطل ہونے پر دلیل ہے" (المجر و صین لابن حبان مطبوع بیروت ۱۳۱۷ھ ج ۲ ص ۵)

حافظ ابن حبان کا یہ بیان فرقہ بریلویہ کی تکذیب کے لئے کافی ہے نیز حافظ ابن حبان کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب فرقہ بریلویہ کے دعویٰ مکذوبہ کے بالکل خلاف فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا حکم دیتے تھے حافظ ابن حبان سے بہت پہلے حافظ ابن حبان والی بات معنوی طور پر امام بخاری بھی فرما چکے ہیں ملاحظہ ہو امام بخاری فرقہ بریلویہ کی اس متدل روایت کو نقل کر کے کہتے ہیں کہ :-

"وَلَا يَحْتَجُّ أَهْلُ الْحَدِيثِ بِحَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ أَوْلَ وَاصِحٌ" یعنی ابن ابی یعلیٰ والی روایت جیسی روایتوں کو "اہل حدیث" حجت نہیں مانتے اس کے

بر خلاف حضرت علیؑ سے ابورافع کی نقل کردہ روایت کہیں زیادہ صحیح ہے اور دلیل قرار پانے کے لائق ہے کہ موصوف حضرت علیؑ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم مقتدیوں کو دیا کرتے " (جزء القراءة للبخاری مطبوع پاکستان لاہور ص ۱۲) ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ امام بخاری بھی امام ابن حبان جیسی بات امام ابن حبان سے بہت پہلے کہہ چکے ہیں امام بخاری نے کسی مستثنیٰ کے بغیر تمام " اہل حدیث " کا یہ موقف بتلایا ہے کہ فرقہ بریلویہ کی یہ مسئلہ روایت ساقط الاعتبار ہے۔ یہاں اہل حدیث سے مراد حدیث کا علم رکھنے والے اہل علم ہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ کے لوگ خواہ کتنے بڑے مفتی و اعلیٰ حضرت و مجدد و صدر الشریعہ کہلاتے ہوں سب علم حدیث کی معرفت سے بے بہرہ ہیں۔

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم حضرت علیؑ سے جس روایت میں منقول ہے اسے خود امام بخاری نے بھی اپنی معروف کتاب جزء القراءة میں سندوں کے ساتھ نقل کر رکھا ہے (ملاحظہ ہو جزء القراءة للبخاری ص ۱۲، ۱۳ و ۶)

امام دارقطنی نے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کے حکم والی روایت علیؑ کو ایک سے زیادہ سندوں کے ساتھ نقل کر کے کہا کہ یہ سندیں صحیح ہیں (سنن دارقطنی ج ۱ ص ۱۳۲) نیز متعدد محدثین نے بھی ایسا کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو جزء القراءة للامام البیہقی و کتاب المعروف والسنن للبیہقی وغیرہ) اس تفصیل سے جہاں ایک طرف فرقہ بریلویہ کے مزعموات کی تکذیب ہوتی ہے وہاں دوسری طرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کی طرف فرقہ بریلویہ اور اس کے ہم مزاج لوگوں نے ایسی خانہ ساز و مکذوبہ بات منسوب کر دی ہے اور اپنی منسوب کردہ مکذوبہ بات کو دلیل و حجت بنا لیا ہے جس کے خلاف حضرت علی بن ابی طالب کا حکم و فرمان منقول و مروی ہے فرقہ بریلویہ نے تمیں سے زیادہ اولیاء اللہ کی جو فرست پیش کی ہے، ان میں سے اکثر حضرات امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے (للتفصیل موضع آخر) انہوں نے اس فرقہ بریلویہ پر جو طریق اہل سنت و جماعت کے خلاف اکاذیب کو اپنا دین قرار دے لینے کے باوجود اپنے کو اہل سنت و جماعت کہتا پھرتا ہے۔

حقیقتہ الفقه کے سنا سوس مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ ص ۲۵۲ میں بحوالہ ہدایہ یہ ہے کہ رفع الیدین کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع الیدین کے قوی ہیں“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔ (غیر مقلدوں کے فریب ۷۳)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس بھی سابقہ اور لاحقہ بریلوی تلبیسات کی طرح ہے کیونکہ بار بار بتلایا جا چکا ہے کہ حقیقتہ الفقہ کی تصریحات کے مطابق اس کی محولہ کتابوں سے مراد ان کے اردو تراجم ہیں چنانچہ حقیقتہ الفقہ میں مسئلہ نمبر ۲۵۸ کے تحت مسئلہ مذکورہ ہدایہ مراد ترجمہ ہدایہ موسوم بہ عین الہدایہ ج ۱ ص ۳۸۹ میں موجود ہے۔

علاوہ ازیں اسی حقیقتہ الفقہ میں بحوالہ مالا بد منہ (جو فرقہ بریلویہ کی معتبر حنفی کتاب ہے) لکھا ہے کہ :-

”اکثر فقہاء و محدثین رفع الیدین کا سنت ہونا مانتے تھے نیز یہ کہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے شاگرد امام عصام بن یوسف حنفی رفع الیدین کرتے تھے (حقیقتہ الفقہ مسئلہ نمبر ۲۶۳ و ۲۶۴) فرقہ بریلویہ حقیقتہ الفقہ کی اس حقیقت بیانی کے خلاف کسی طرح کی لب کشائی کرنے کی ہمت نہ کر سکا بلکہ مبسوت و حواس باختہ ہو کر اول فول بکنے لگا۔

فرقہ بریلویہ اور تقلید پرستی کے دعویٰ میں اسی جیسا نو مولود فرقہ دیوبندیہ کا دعویٰ ہے کہ امام عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن الجراح حنفی المذہب تھے اور امام بخاری اپنی کتاب جزو رفع الیدین میں اور متعدد اہل علم نے بسند معتبر لکھا ہے کہ دونوں حضرات یعنی ابن مبارک و وکیع رفع الیدین کے قائل تھے حتیٰ کہ اس موضوع پر امام ابو حنیفہ سے امام ابن مبارک کا مناظرہ ہو گیا تو ابن مبارک کے بالمقابل امام ابو حنیفہ لاجواب ہو کر ساکت ہو گئے اس موقع پر امام وکیع نے ابن المبارک کی تحسین و ثنا خوانی کی (جزو رفع الیدین مع جلاء العینین ص ۱۲۳ - ۱۲۴ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۸۲ و کتاب السنن لامام عبد اللہ بن احمد بن حنبل ص ۵۹ و تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبہ ص ۶۶ و ثقات ابن حبان ترجمہ احمد بن الولید کوفی ج ۳ ص ۱۷ و تاریخ خلیفہ ج ۱۳ ص ۳۰۶ و تمہید لابن عبد البر ج ۴ ص ۶۶ و قیام اللیل للمروزی) فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے حنفی قرار دیئے ہوئے مذکورہ بالا دونوں ائمہ کرام تمام حنفی فقہاء

محمد شین پر ہماری ہیں ان کا رفع الیدین کا قائل ہونا اور اس موضوع پر مناظرہ میں امام ابو حنیفہ کو لاجواب کر دینا نیز امام ابو حنیفہ کے اساتذہ کے اساتذہ امام حسن بصری و حمید بن ہلال کا کسی صحابی کو مستثنیٰ کے بغیر علی الاطلاق یہ کہنا کہ سارے صحابہ رفع الیدین کرتے تھے (جذرفی الیدین مع جلاء العینین ص ۸۰-۸۱ و مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۷۵ و معرفۃ السنن للبیہقی ج ۱ ص ۲۱۸ و نصب الراہی للزیلعی الجلی ج ۱ ص ۳۱۶ و درایہ للحافظ ابن حجر ج ۱ ص ۱۵۳ وغیرہ) اس بات کی دلیل قاطع ہے کہ عام فقہاء و محدثین رفع الیدین کا سنت ہونا مانتے تھے کسی صحابی کو مستثنیٰ کے بغیر امام حسن بصری و حمید بن ہلال نے تمام صحابہ کو جو رفع الیدین کا قائل و عامل بتلایا تو کیا یہ سارے صحابہ فقہاء محدثین نہیں تھے کہ اتنی سی بات حوالہ مذکورہ کے ساتھ لکھ دینے پر فرقہ بریلویہ چراغ پا ہو کر ہوش و حواس کھو بیٹھا اور اپنی فطری بد زبانی کا مظاہرہ کرنے لگا؟

اس سلسلے میں فرقہ بریلویہ اپنے ہم مذہب شیخ عبدالحی فرنگی محلی کی مختلف کتابوں میں پائی جانے والی صریح عبارتیں ہی دیکھنے پر علمی و دینی دیانت داری کے ساتھ اکفرا کرتا تو اس سلسلے میں بد زبانی سے اسے باز رکھنے کے لئے کافی ہوتا۔

اس سے بھی قطع نظر فرقہ بریلویہ دو یوں بندید کے حنفی قرار دیئے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث متوفی ۱۱۷۱ھ نے کہا:-

"والذی یوقع احب الی یمن لا یرفع فان احادیث الرفع اکثر واثبت" (حجۃ اللہ البالغۃ مبحث اذکار الصلاۃ وھیأتها ج ۲ ص ۱۰) شاہ صاحب کی اس عبارت کا وہی مطلب ہے جو حقیقتہ الفقہ میں بحوالہ ہدایہ یعنی عین الہدایہ لکھا ہے۔ فرقہ بریلویہ نے جن ابن العربی کو اولیاء اللہ میں شہد کیا ہے وہ بھی رفع الیدین کو سنت قرار دیتے تھے (توحات کیہ بحث نماز) نیز شیخ جیلانی دسروردی وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے (غینۃ الطالبین و عوارف العارف بحث نماز) انہیں بھی فرقہ بریلویہ اولیاء اللہ مانتا ہے (غیر مقلدوں کے فریب (۲۷) شاہ ولی اللہ کو فرقہ بریلویہ دو یوں بندید حنفی المذہب اور اپنا ممدوح مانتے ہیں جن کی تصریح مذکور سے فرقہ بریلویہ کے حرام کی تکذیب ہوتی ہے رفع الیدین کے موضوع پر از سلف تا خلف سلفی اہل علم کی کتابیں موجود ہیں جن میں مندرجہ مباحث کا حاصل یہی ہے کہ رفع الیدین کا مسنون ہونا احادیث

متواترہ سے ثابت ہے اور اس کے خلاف فرقہ بریلویہ والی بات صرف مجموعہ روایات ضعیفہ و ساقطہ الاعتقاد سے ثابت ہے اور یہ معلوم ہے کہ ثابت شدہ متواتر المعنی احادیث نبویہ کے بالمقابل ساقطہ الاعتقاد روایات پر عمل کرنا اور انہیں دین قرار دینا جیسا کہ فرقہ بریلویہ کا شیوہ و شعلہ ہے راہ صواب و طریق محمود نہیں۔

حقیقتہ الفقہ کے اٹھائیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا:-

”حقیقتہ الفقہ کے اسی صفحہ ۲۵۲ پر بحوالہ شرح وقایہ ہے کہ رفع الیدین کرنے کی حدیث ضعیف ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ یہ شرح وقایہ میں ہرگز نہیں“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۳)

ناظرین کرام - فرقہ بریلویہ کی صدق مقالی کی حقیقت سے واقفیت کے لئے ہماری تقریحات کے مطابق شرح وقایہ کا اردو ترجمہ نور الہدیہ مطبوع مجیدی کانپور ۱۹۱۳ء ملاحظہ فرمائیں اور حقیقتہ الفقہ کے اس محولہ نسخہ و شرح وقایہ کے علاوہ کسی دوسرے ایڈیشن و طبع والے نسخہ کی طرف نظر التفات اس لئے نہ ڈالیں کہ اصلاح کے نام پر حسب عادت حق لوگوں نے دوسرے طبعات والے نسخوں میں ترمیم کر لی ہے جیسا کہ مطبوع مجیدی کانپور ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کے مقدمہ سے صاف طور پر ظاہر ہے زیر بحث مسئلہ کے بعد مسائل نمبر ۳۶۰ تا ۳۶۳ پر فرقہ بریلویہ ایک لفظ کہنے کی بھی ہمت نہ پاسکا مگر خطبہ المواسی میں پچاس سے زیادہ مسائل سے عبور کر کے چھلانگ بازی کرتے ہوئے اس نے پھر اپنی بریلوی راہی شروع کر دی (کما سیاتی)

حقیقتہ الفقہ کے اٹھائیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا:-

”حقیقتہ الفقہ کے ص ۲۵۵ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تین میل کی مسافت میں قیصر جائز ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ بھی شرح وقایہ میں نہیں ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۳)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس بھی سابقہ و آئندہ بریلوی تلبیسات کی طرح ہے کیونکہ حقیقتہ الفقہ کے محولہ مقام پر یعنی ترجمہ شرح وقایہ نور الہدایہ مطبوع مجیدی کانپور ۱۹۱۳ء ج ۱ ص ۱۳۵ میں ایسا ہی لکھا ہے پھر اسے نقل کر دینے میں مصنف حقیقتہ الفقہ کا کیا تصور ہے؟ البتہ اس کا معنی و مطلب کچھ اور ہے۔ نیز نور الہدایہ مطبوع کانپور ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء ج ۱ ص ۱۳۲ دوسری سطر میں یہ مرقوم ہے کہ ”روایت ہے انس سے کہ نبی ﷺ نکلے تھے تین میل تو قصر کرتے تھے اس سے بریلوی فرقہ کی تکذیب ہوتی ہے مسئلہ مذکورہ یعنی مسئلہ نمبر ۳۱۹ پر اپنی بریلویانہ عشوہ گری و طنازی کا مظاہرہ کر کے بریلوی مفتی حقیقتہ الفقہ میں بیان کر رہے ستائیس مسائل پر کچھ نہ بول سکے کیونکہ موصوف حقیقتہ الفقہ کی حقیقت بیانیوں سے ہوش و حواس کھو کر مبسوت ہو چکے تھے مگر اسی بدحواسی کے عالم میں موصوف بریلوی مفتی حقیقتہ الفقہ کے بیان کردہ مسئلہ نمبر ۳۳۳ پر پھر لغو طرازی کرنے لگے۔

حقیقتہ الفقہ کے تیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ ص ۲۵۷ پر ہدایہ، شرح وقایہ نور منیہ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ وتر ایک رکعت بھی ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ ان کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے ”(غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۳)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس بھی سابقہ اور آئندہ والی بریلوی تلبیسات کی طرح ہے کیونکہ حقیقتہ الفقہ کی محولہ کتابوں کے محولہ مقالات پر اسی طرح لکھا ہوا ہے مگر یہ دیدہ و نظر کیا دیکھے؟

حقیقتہ الفقہ کی ان تینوں محولہ مفتی کتابوں میں یہ حدیث نبوی صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ :-

”فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتَرَ فَلْيُفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتَرَ بِإِلَافٍ فَلْيُفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتَرَ بِرُكْعَةٍ فَلْيُفْعَلْ“ یعنی جو چاہے کہ پانچ رکعت وتر پڑھے اسے ایسا کرنے کی اجازت ہے اور جو تین رکعت وتر پڑھنی چاہے اسے تین رکعت وتر پڑھنے کی اجازت ہے اور جو ایک رکعت وتر پڑھنی چاہے اسے

ایک رکعت وتر پڑھنے پر اکتفاء کرنے کی اجازت ہے (محولہ کتب حنفیہ بحوالہ ابو دلود و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ) ناظرین کرام دیکھیں کہ حقیقتہ الفقہ کی محولہ حنفی کتابوں میں مذکورہ بالا جو حدیث نبوی منقول ہے اس میں صاف اور واضح و صریح طور پر قول نبوی موجود ہے کہ پانچ، تین اور ایک رکعت وتر میں سے ہر ایک پر عمل کرنے کی شریعت میں اجازت ہے۔ اس صریح فرمان نبوی کے خلاف فرقہ بریلویہ کا عقائد آرائی کر لیتا اور اس کے باوجود بھی اپنے کو اہل سنت و جماعت کہتے پھرنا کیا معنی رکھتا ہے جبکہ نوے فیصد مسائل میں فرقہ بریلویہ کا یہی حال ہے کہ نصوص کتاب و سنت کے خلاف دوسرے مسائل پر عمل میرا ہے؟ اور باقی جن دس فیصد مسائل میں اس کے یہاں نصوص کتاب و سنت سے موافقت پائی جاتی ہے وہ محض اتفاقی حوادث میں سے ہے اتباع نصوص کے جذبہ سے ہرگز نہیں حقیقتہ الفقہ کی ان محولہ کتابوں میں یہ فرمان نبوی بھی منقول ہے کہ :-

”الْوُتْرُ كَعَمَلٍ مِنْ آبِئِ اللَّيْلِ“ نماز وتر آخر شب میں صرف ایک رکعت پڑھنی صحیح اور جائز ہے (صحیح مسلم مع شرح نووی ج ۱ ص ۲۵۷ و قیام اللیل للمروزی ص ۲۰۳ و عام کتب حدیث)

حقیقتہ الفقہ کی محولہ حنفی کتابوں میں سے بعض میں اس حدیث نبوی کو صحیح بخاری کی حدیث کہا گیا ہے مگر صحیح بخاری میں اگرچہ یہ فرمان نبوی معنوی طور پر منقول ہے لیکن اس لفظ کے ساتھ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے صحیح مسلم اور متعدد کتاب حدیث میں یہ حدیث نبوی دو صحابہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے اور معنوی طور پر صحیحین میں متعدد صحابہ سے تواتر کے ساتھ مروی ہے ایسی متواتر المعنی سنت نبویہ اور بہت ساری سنت نبویہ کے خلاف عقائد آرائی رکھنے کے باوصف فرقہ بریلویہ کا اپنے کو اہل سنت کہنا کیا معنی رکھتا ہے؟

واضح رہے کہ کہ مذکورہ بالا حدیث نبوی صرف حقیقتہ الفقہ کی محولہ حنفی کتابوں ہی میں نہیں منقول ہے بلکہ فرقہ بریلویہ کی تولید سے بہت پہلے لکھی جانے والی متعدد حنفی کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔ اس سے فرقہ بریلویہ کی بھرپور تکذیب ہوتی ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے اکتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ کے اسی صفحہ ۲۵۷ پر بحوالہ ہدایہ ہے کہ ایک رکعت وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۳)

ہم کہتے ہیں کہ ہماری گذشتہ اور آئندہ تصریحات سے اس بریلوی تلبیس کاری کا جال بھی عیاں ہے کیونکہ یہ بات ہدایہ کے اردو ترجمہ عین الہدایہ میں موجود ہے۔

جن امام ابو حنیفہ کی تقلید کا دم فرقہ بریلویہ بحر ۳ ہے ان کے جلیل القدر اساتذہ کے بھی عظیم المرتبت استاذ امام محمد بن سیرین متوفی ۱۱۰ھ کا یہ قول امام ترمذی نے فرقہ بریلویہ کے ظہور سے صدیوں پہلے نقل کیا ہے کہ :- ”عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ كَانُوا يُؤْتِرُونَ بِخَمْسٍ وَثَلَاثٍ وَبِرُكْعَةٍ وَيُؤْتِرُونَ كُلَّ ذَلِكَ حَسَنًا“ یعنی امام محمد بن سیرین نے کہا کہ اہل اسلام پانچ اور تین اور ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے اور اہل اسلام ان میں سے ہر طرح کی وتر کو اچھا قرار دیتے ہیں“ (جامع ترمذی مع تحفہ الاحوذی طبع ہندی ابواب الوترج ص ۲۳۹) ناظرین کرام فرقہ بریلویہ سے امام ابو حنیفہ کے استاذ الاساتذہ ابن سیرین کے اس صریح اور واضح المعنی بیان کا مطلب پوچھیں جس میں امام ابن سیرین نے کسی استثناء کے بغیر علی الاطلاق تمام اہل اسلام کا یہ موقف بتلایا ہے کہ ایک رکعت وتر پر اکتفاء کرنا بھی اچھا ہی عمل ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے بہت پہلے امام محمد بن نصر مروزی مولود ۲۰۲ھ و متوفی ۲۹۳ھ فرما چکے ہیں کہ جو لوگ ایک رکعت وتر کو مشروع نہیں مانتے ان کا حال یہ ہے کہ :-

”وَقَوْلُهُ هَذَا خِلَافٌ لِلْأَخْبَارِ الثَّابِتَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَخِلَافٌ لِمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ وَإِنَّمَا اتَمَّ مِنْ قَوْلِهِ مَعْرِفَتُهُ بِالْأَخْبَارِ وَقَوْلُهُ بِحَالَتِهِمُ لِلْعُلَمَاءِ“ یعنی ”جو شخص ایک رکعت وتر کی مشروعیت نہیں مانتا اس کی یہ بات ثابت شدہ احادیث نبویہ و آثار و اقوال صحابہ اور اجماع اہل علم کے خلاف ہے ان احادیث نبویہ و اقوال صحابہ و اجماع اہل علم کے خلاف لب کشائی کرنے والے نے یہ بات احادیث و آثار سے قلت و اقلیت کے باعث اور علماء کی عملی مجلسوں میں نہ بیٹھنے کے سبب کہی ہے“ (قیام اللیل للمروزی ص ۲۱۲)

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ فرقہ بریلویہ کے ظہور سے پہلے امام محمد بن نصر مروزی نے

کہا ہے کہ ایک رکعت وتر کے مشروع ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔ فرقہ بریلویہ اجماع کی بہت دہائی دیا کرتا ہے اور امام محمد بن نصر مروزی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ بہت سارے مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی فرقہ بریلویہ اجماع امت و نصوص شرعیہ سے منحرف اور باغی ہے۔

امام محمد بن نصر مروزی ناقل ہیں کہ :-

"عَنْ نَافِعٍ كُنَّا نَقُومُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ مَعَاذَ فَكَّانٍ يَسْلِمُ رَافِعًا صَوْتَهُ نَحْمُ يَقُومُ فَوُتْرًا بِوَأَحَدَةٍ وَكَانَ يُصَلِّي مَعَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ أَرُ أَحَدًا يُعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِ" یعنی "ہم لوگ مسجد نبوی میں تراویح اور وتر پڑھانے کے لئے خلیفہ راشد عمر فاروق کے مقرر کردہ امام معاذ بن حارث انصاری مازنی ابو حلیمہ متوفی ۶۳ ھ کی امامت میں تراویح اور وتر با جماعت پڑھا کرتے تھے تو موصوف ابو حلیمہ معاذ بن حارث ہمیں ایک رکعت وتر پڑھاتے موصوف معاذ کے پیچھے بہت سارے صحابہ کرام ایک ہی رکعت وتر پڑھا کرتے تھے میں نے کسی بھی صحابی کو معاذ کی امامت میں پڑھی گئی ایک رکعت وتر پر غیب گیری کرتا ہوا نہیں دیکھا" (قیام اللیل للمروزی ص ۲۰۵)

خلیفہ راشد عمر فاروق کے مقرر کردہ یہ امام یعنی معاذ بن حارث ابو حلیمہ صحابی ہیں اور قاری کے لقب سے ملقب ہیں مسجد نبوی میں خلیفہ راشد کی طرف سے تراویح مع الوتر کا امام مقرر کیا جاتا ہی ان کی عظمت و فضیلت کی بہت بڑی دلیل ہے اور عمدہ فاروقی سے لیکر زمانہ دراز تک موصوف کا ایک رکعت وتر مسجد نبوی میں تمام ہی صحابہ و تابعین کو پڑھانا اور اس پر کسی کا کوئی اعتراض نہ ہونا بلکہ سب کا اسی ایک رکعت وتر پر موصوف کی امامت میں اکتفاء کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ایک رکعت وتر کی مشروعیت پر صحابہ کرام و تابعین عظام کا اجماع ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک رکعت وتر اگر معیوب ہوتی تو سب سے پہلے اس پر خود خلیفہ راشد عمر فاروق معترض ہوتے اپنے مقرر کردہ امام وتر کی اس وتر پر حضرت عمر فاروق کا معترض نہ ہونا بلکہ اسے برقرار رکھنا خود اس امر کی واضح دلیل ہے کہ عمر فاروق بھی ایک رکعت وتر کی مشروعیت کے حامی تھے چنانچہ حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے عبد اللہ نے کہا :-

"الْوُتْرُ رُكْعَةٌ وَاحِدَةٌ كَانَ ذَلِكَ وَتَرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ" یعنی "وتر نبوی دو تر صدیقی اور وتر فاروقی ایک رکعت تھی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ایک رکعت وتر پر بھی اکتفاء کیا

کرتے تھے۔ (قیام اللیل للردزی ص ۲۰۵) ان ساری تصریحات سے فرقہ بریلویہ کے مزومات کی بھرپور تکذیب ہوتی ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے بتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ بریلوی مفتی نے کہا:-

”حقیقتہ الفقہ ص ۲۵۷ پر بحوالہ شرح وقایہ ہے کہ تین رکعت وتر کی روایت ضعیف ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۳)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس بھی سابقہ اور لاحقہ تلبیسات کی طرح ہے ہماری تصریحات کے مطابق ناظرین کرام اس مسئلہ کے لئے حقیقتہ الفقہ کے محولہ نسخہ شرح وقایہ یعنی اردو ترجمہ شرح وقایہ کے مطابق نور الہدایہ مطبوع مجیدی کانپور ۱۹۱۳ء ج ۱ ص ۱۲۳ ملاحظہ فرمائیں حقیقتہ الفقہ کے محولہ نسخہ شرح وقایہ کے علاوہ کسی دوسرے نسخہ وقایہ میں اسے تلاش کرنے میں ناکام ہونا عین ممکن ہے کیونکہ فرقہ بریلویہ نے اپنی جنسی کتابوں میں اصلاح کے نام سے حسب عادت بہت ساری ترمیمات کر لی ہیں۔

تنبیہ اول

یہاں حقیقتہ الفقہ والی زیر نظر بات مجمل ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جن روایات میں تین رکعت وتر سے کم یعنی ایک رکعت اور تین سے زیادہ پانچ، سات، نو، گیارہ رکعت کی تغلیط کرتے ہوئے صرف تین رکعت وتر کی تصویب کی گئی ہے وہ ضعیف ہیں۔ ہم یہ اجماع امت نقل کر آئے ہیں کہ تین، پانچ، سات، نو، گیارہ رکعت وتر کے ساتھ ایک رکعت وتر بھی مشروع ہے۔ فافہم وتدبر ولا تکن من الغافلین۔

تنبیہ ثانی

فرقہ بریلویہ اور ان کے ہم مزاج لوگ یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ایک اور پانچ، سات، نو گیارہ رکعت والی وتر کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ اس طرح کی وتر مشروع ہے یا نہیں

مگر تین رکعت والی وتر کے مشروع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں حالانکہ ان کا یہ خیال ودعویٰ مکذوب محض اور خالص سفید جھوٹ ہے کیونکہ تین رکعت وتر میں بھی صحابہ کے زمانہ سے لیکر بعد تک اختلاف رہا ہے جیسا کہ قیام اللیل للمروزی اور سنن دارقطنی وغیرہ میں صراحت ہے

حقیقتہ الفقہ کے تینتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ ص ۲۵۸ پر بحوالہ شرح وقایہ ہے کہ بعد رکوع دعائے قنوت پڑھنے کی روایت چاروں خلفاء سے ہے “----- یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۳-۴۲) ہم کہتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ حقیقتہ الفقہ میں مسئلہ نمبر ۳۳۷ کے تحت بحوالہ شرح وقایہ یعنی ترجمہ شرح وقایہ المعروف بہ نور الہدایہ مطبوع مجیدی کانپور ۱۹۱۳ء جلد اول ص ۱۲۵ پر منقول ہے اور شرح وقایہ کے اس اردو ترجمہ سے بہت پہلے شرح وقایہ لکھی گئی ہے اور اصل شرح وقایہ سے بھی بہت پہلے مشہور و معتبر حنفی کتاب ہدایہ لکھی گئی ہے اس ہدایہ میں یہ صراحت ہے کہ :-

”وَقَالَ الشَّافِعِيُّ بَعْدَهُ لَمَّا رَوَى أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَنَتَ فِي آخِرِ رُكُوعِهِ وَهُوَ بَعْدُ الرُّكُوعِ“ یعنی ”وتر میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنے والے موقف شافعی کی دلیل یہ حدیث نبوی ہے کہ نماز وتر کے آخر میں یعنی رکوع کے بعد قنوت پڑھا جائے“ (ہدایہ مع شرح ہدایہ للعینی ج ۱ ص ۸۲۵ و ہدایہ مع فتح القدر ج ۱ ص ۱۸۳)

فرقہ بریلویہ کے امام مصنف ہدایہ کے مذکورہ بالا صریح بیان کی شرح کرتے ہوئے عام شرح ہدایہ نے ہدایہ کی محولہ حدیث کی یہ تفصیل بیان کی ہے :-

”رَوَاهُ الدَّارُ قَطْنِيُّ فِي سُنَنِهِ مِنْ حَدِيثِ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ رَعَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَمْوَلُونَ قَنَتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ الرُّكُوعِ وَكَانُوا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ“ یعنی امام شافعی کے موقف کی موافقت کرنے والی جو حدیث ہدایہ میں مذکور ہے اسے امام دارقطنی نے

اپنی کتاب السنن میں سوید بن غفلہ سے روایت کیا ہے کہ سوید نے کہا کہ میں نے چاروں خلفائے راشدین کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر کے آخر میں قنوت پڑھا کرتے تھے اور اس سنت نبویہ کی پیروی میں چاروں خلفائے راشدین بھی ایسا ہی کرتے تھے یعنی صاحب ہدایہ کی تصریح کے مطابق رکوع کے بعد یہ خلفائے راشدین اجلاع سنت نبویہ میں قنوت پڑھتے تھے (بنیائے شرح ہدایہ ج ۱ ص ۸۲۵ و فتح القدر ج ۱ ص ۱۸۳ وغیرہ المستعنی شرح جہ المصلیٰ ص ۳۹۶ اور عام کتب احناف)

عام احناف کی نقل کردہ یہی حدیث حقیقتہ الفقہ میں مسئلہ نمبر ۳۴۸ کے تحت شرح وقایہ یعنی ترجمہ اردو شرح وقایہ نور الہدایہ مطبوع مجیدی کانپور ۱۹۱۳ء جلد اول ص ۱۲۵ میں نیز مطبوع کانپور ۱۹۲۱ء ج ۱ ص ۱۱۳ میں واضح طور پر لکھی ہوئی موجود ہے پھر حقیقتہ الفقہ کی اس حقیقت بیانی کے خلاف فرقہ بریلویہ کی یہ یادہ گوئی کیا معنی رکھتی ہے ؟

جو بات فرقہ بریلویہ کی محولہ کتاب میں موجود ہے بلکہ فرقہ بریلویہ کے تصور پذیر ہونے سے کئی صدیاں پہلے لکھی جانے والی عام معتبر حنفی کتابوں میں موجود ہے اس کی بابت فرقہ بریلویہ کا یہ کہنا کہ یہ بات شرح وقایہ یعنی اس کے اردو ترجمہ نور الہدایہ میں نہیں ہے لہذا اسے نقل کرنے والے صرف ایک سلفی عالم کا جرم و گناہ بریلوی فرقہ کی نظر میں اتنا بڑا ہے کہ اس کے حکم سے حقیقتہ الفقہ کا رد لکھنے والے بریلوی مفتی نے تمام ہی سلفی لوگوں کو مطعون کرتے ہوئے کہا کہ :-

”یہ غیر مقلدوں کا کھلا فریب ہے“ ناظرین کرام اس سے بہت آسانی کے ساتھ بریلوی دھاندلی ہاڑی و تلبیس کاری کا اندازہ کر سکتے ہیں۔“

حنفی کتاب ہدایہ میں مذکور شدہ اس حدیث کا مطلب امام شافعی کی طرف سے خود ہی مصنف ہدایہ نے یہ بتلایا کہ نماز وتر کا آخر رکوع کے بعد ہے پھر اس کی تغلیط کے درپہ ہو کر کہا کہ آدمی سے زیادہ چیز پہ آخر کا اطلاق ہوتا ہے اس لئے اس سے لازم نہیں آتا کہ خلفائے راشدین اجلاع سنت نبویہ میں رکوع کے بعد ہی قنوت پڑھتے تھے مصنف ہدایہ اور اس بات میں ان کے مقلدین شاید یہ نہیں جانتے کہ حنفی مذہب میں کھجیر تحریمہ نماز سے خارج ہے جس کے بعد صرف ایک متوسط یا چھوٹی آیت پڑھ کر آدمی رکوع کر سکتا ہے نماز وتر ایک رکعت ہونے کی

صورت میں رکوع سے پہلے اتنے سے عمل کو نصف سے زیادہ وہی کے گا جو مسخ حقائق اور قلب و قانع کا عادی ہو۔ اس لئے ہدایہ کی اس متدل حدیث کا معنی و مطلب واضح طور پر یہ ہوا کہ تمام خلفائے راشدین اتباع سنت نبویہ میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے۔ صاحب ہدایہ کی یہ متدل حدیث اگرچہ بتصریح امام دارقطنی ساقط الاعتقاد ہے مگر اس کی معنوی متابعت متعدد معتبر روایات سے ہوتی ہے جیسا کہ آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگا البتہ صاحب ہدایہ کی اس متدل حدیث پر کسی قسم کا کوئی کلام نہ توفیح القدر میں کیا گیا ہے اور نہ ہدایہ میں اور یہ دونوں شروع ہدایہ ہی عام طور پر لوگوں میں متداول ہیں نیز اس پر کوئی کلام شرح و قایہ والے اس ترجمہ میں بھی نہیں کیا گیا ہے جس سے حقیقتہ الفقہ میں یہ بات منقول ہے بلکہ عام احناف جو فرقہ بریلوی کی تولید و تخلیق سے صدیوں پہلے فوت ہو کر دنیا سے چلے گئے وہ پوری صراحت کے ساتھ یہ لکھ کر گئے کہ مذہب شافعی کے لئے صاحب ہدایہ کی اس متدل حدیث کی تائید میں دوسری احادیث صحیحہ بھی موجود ہیں چنانچہ عام احناف نے کہا ہے کہ امام حاکم و بیہقی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ :-

"عن الحسن بن علی بن ابی طالب قال علینی رسول اللہ ﷺ فی وتری اذا رفعت رأسی ولم یبق الا السجود اللهم اهدنی الخ " یعنی " آپ کے نواسہ حضرت حسن بن علی نے کہا کہ مجھے آپ نے تعلیم دی کہ جب وتر کی آخری رکعت کے رکوع سے فارغ ہو جاؤں تو دعائے قنوت پڑھوں (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۷۳ و سنن بیہقی ج ۳ ص ۹۳) یہ حدیث بتصریح امام حاکم و بیہقی و شوکانی و علامہ احمد شاکر صحیح ہے (ملاحظہ ہو تعلیق الطلامہ شاکر علی المحلی ج ۳ ص ۱۳۸ و نیل الاوطار ج ۱ ص قال الالبانی اسنادہ حسن ارواء الغلیل ج ۲ ص)

اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث معتبر ہے اگر وہ مصطلح صحیح نہیں تو حسن ضرور ہے۔ اس حدیث کو تصحیح حاکم کے ساتھ نور الہدایہ ترجمہ شرح و قایہ ج ۱ ص ۱۱۳-۱۱۴ میں اور اس کے بہت پہلے فتح القدر شرح ہدایہ ج ۱ ص ۱۵۸ و فتح المستملی شرح منیہ المصلی ص ۳۹۶-۳۹۸ وغیرہ میں نقل کیا گیا ہے۔ اس کے بالمقابل معتبر سند کے ساتھ حضرت حسن بن علی سے یہ بھی مروی ہے کہ مجھے وتر قبل رکوع پڑھنے کی تعلیم آپ نے دی (ملاحظہ ہو المحلی لابن حزم ج ۳ ص ۱۳۸ و التوحید لابن بن مندہ وغیرہ) ان دونوں معتبر احادیث کا حاصل یہ ہے کہ

قنوت وتر رکوع کے بعد اور رکوع سے پہلے دونوں طرح پڑھنا سنت ہے۔
حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ :-

"کان رسول اللہ ﷺ يقنت بعد الركعة واہو بکر وعمر حتى كان عثمان قنت قبل الركعة ليدرك الناس" یعنی "رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین ابو بکر وعمر رکوع کے بعد قنوت پڑھا کرتے تھے یہاں تک دور عثمانی میں حضرت عثمان اس وجہ سے رکوع کے پہلے قنوت پڑھنے لگے کہ لوگ رکعت پا جایا کریں۔ (قیام اللیل للمروزی ص ۲۲۸ وسنن بیہقی ج ۲ ص ۲۰۸-۲۰۹) یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اسے حافظ عراقی وشوکانی والالبانی نے معتبر کہا ہے (ارواء الغلیل ج ۲ ص ۱۶۳) یہ حدیث مطلق ہے اس میں اس کی کوئی قید نہیں کہ اس قنوت سے مراد قنوت وتر ہے یا قنوت فجر یا قنوت نازلہ اس لئے اسے حضرت حسن بن علی والی اس حدیث کا معنوی متابع قرار دیا جائے گا جس میں صراحت ہے کہ آپ نے قنوت وتر رکوع کے بعد پڑھنے کی تعلیم دی اسی طرح عوام بن حمزہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ "سَأَلْتُ أَبَا عُمَانَ النَّهْدِيَّ عَنِ الْقَنَوَاتِ فَقَالَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ" یعنی "ابو عثمان نمدی سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر وعمر وعثمان (تینوں خلفائے راشدین) رکوع کے بعد قنوت پڑھتے اور پڑھنے کا حکم دیتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۱۲ قال الابانی اسنادہ حسن ارواء الغلیل ج ۲ ص ۱۶۳ اور ۲۲۵)

ابو عبد الرحمن سے مروی ہے کہ :-
"رَأَى عَلِيًّا كَانَ يَقْنَتُ فِي الْوُتْرِ بَعْدَ الرَّكْعَةِ" یعنی حضرت علی مرتضیٰ قنوت وتر رکوع کے بعد پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۰۲ وشرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱ ص ۴۸ وسنن بیہقی ج ۲ ص ۲۰۸-۲۰۹) نیز حضرت امام حسن بصری وامام ابن سیرین سے مروی ہے کہ عمد فاروقی میں مسجد نبوی کے امام تراویح وتر رمضان کی وتر میں قنوت وتر رکوع کے بعد پڑھتے تھے (قیام اللیل مروزی ص ۲۲۸ وقد مر هذا الحديث)
حسن بصری وابن سیرین کی روایات اگر مرسل ہیں تو مرسل حنفیہ کے یہاں مطلقاً حجت ہے اور دوسروں کے یہاں شواہد ملنے پر اور ان روایات کے شواہد موجود ہیں نیز حضرت ابو رافع صحابی نے کہا کہ صحابہ کرام رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے (قیام اللیل ص ۲۲۸) حضرت

انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رکوع کے بعد اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے (سنن ابن ماجہ ، مشکوٰۃ مع مرعاۃ ج ۳ ص ۳۱۰)

ان روایات کا حاصل یہ ہے کہ خلفائے راشدین اور عام صحابہ قنوت وتر رکوع کے بعد بھی پڑھتے اور متعدد روایات کا حاصل یہ ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ رکوع کے پہلے بھی قنوت پڑھتے تھے یہی حال قنوت نازلہ کا بھی ہے جس کی تفصیل پیش کرنے سے ہم اعراض کر رہے ہیں البتہ قنوت نازلہ کا بعد رکوع پڑھنا زیادہ راجح ہے اور نازلہ کے بغیر فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا معتبر ثبوت نہیں ہے دونوں طرح قنوت پڑھنے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ بقول انس بن مالک " اور آپ کے صحابہ رکوع کے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح قنوت پڑھتے تھے۔"

نیز حضرت عثمان غنی سے صاف طور پر معتبر سند سے مروی ہے کہ وہ دونوں طرح سے قنوت پڑھا کرتے تھے اور خلفائے راشدین کا جو حکم و عمل نصوص کے خلاف نہ ہو وہ حجت ہے اور کوئی شک نہیں کہ خلفائے راشدین کا قنوت وتر کی بابت دونوں طرح کا عمل موافق نصوص ہے چہ جائیکہ خلاف نصوص نہ ہو۔

اس مختصری تحقیق سے فرقہ بریلویہ کی بہت ساری تلبیسات کی پردہ دری ہوتی ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے چوتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :

"حقیقتہ الفقہ کے اسی صفحہ ۲۵۸ پر بحوالہ ہدایہ کہا کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین وعمار بن یاسر وابی بن کعب واپو موسیٰ اشعری وابن عباس واپو ہریرہ وبراء بن عازب وانس وائل بن سعد وعاویہ وعاکفہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور اسی طرف اکثر صحابہ و تابعین گئے ہیں" ----- ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ غیر مقلدوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے فنجعل لعنة الله على الكاذبين (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۴)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس بھی اس کی سابقہ اور لاحقہ تلبیسات کی طرح ہے

کیونکہ حقیقتہ الفقہ میں یہ بات مسئلہ نمبر ۳۵۲ کے تحت حصہ دوم میں ہدایہ یعنی اس کے اردو ترجمہ عین الہدایہ مطبوع نول کشور ۱۸۹۶ء ج ۱ ص ۵۳۱ کے حوالہ سے لکھی گئی ہے اور مجولہ مقام پر یہ حدیث واضح اور صاف و صریح طور پر موجود ہے صرف یہی نہیں بلکہ فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے بہت پہلے فرقہ بریلویہ کے معتبر حنفی امام بدر الدین عینی نے ہدایہ شرح ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۳۳ اور دوسرے حنفی امام ابن الہمام نے فتح القدر ج ۱ ص ۱۸۶ میں اور تیسرے حنفی امام ابراہیم حلہبی نے غیۃ المستملی شرح منیہ المصلی ص ۳۹۸ میں اور متعدد دوسرے حنفی اماموں نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کر رکھا ہے اور اسی کو عین الہدایہ میں بھی نقل کیا گیا ہے جس کے حوالہ سے حقیقتہ الفقہ میں یہ بات نقل کی گئی ہے نیز یہ حدیث شرح وقایہ کے ترجمہ مذکورہ میں بھی موجود و منقول ہے اس سے فرقہ بریلویہ کی تلبیس کاری عیاں ہو گئی مگر اس کی بد زبانی و مطلق العنانی و عادت افزائی پر ہم صرف اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اسے اصلاح پذیر بنائے اور مسلک سلف و سنت و جماعت کا فی الواقع پیرو بنائے (آمین)

واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیث اور اس معنی و مفہوم کی جملہ احادیث سے مراد ہے کہ خلفائے راشدین سمیت عام صحابہ و تابعین نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے کیونکہ قنوت نازلہ اگرچہ تمام پنجگانہ نمازوں کی آخری رکعت میں مشروع ہے مگر اسے عمد نبوی سے لیکر عمد خلفائے راشدین اور عمد صحابہ میں زیادہ تر نماز فجر ہی میں پڑھا جاتا تھا اس لئے بعض لوگوں نے سمجھ لیا کہ نماز فجر میں نازلہ کے بغیر ہی قنوت پڑھنے کا رواج عمد نبوی و عمد خلفائے راشدین میں تھا حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں ہے لیکن بعض لوگوں نے بہر حال اسے فجر والی نماز کے معمولات میں شہر کر لیا حالانکہ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے پینتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

"حقیقتہ الفقہ ص ۲۵۹ پر درمخار ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تلوٰت میں رکعت کی حدیث ضعیف ہے" ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے انہوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا ہے " (غیر مقلدوں کے

(فریب ص ۷۴)

ہم کہتے ہیں کہ بد ہار ہم صراحت کر چکے ہیں کہ بتقریح مصنف حقیقتہ الفقه
دمصحح حقیقتہ الفقه ان کی محولہ کتابوں سے مراد ان کے اردو تراجم ہیں اور یہ اردو تراجم حنفی
علماء علی کے کئے ہوئے ہیں اور ان مترجمین کا دعویٰ ہے کہ یہ تراجم حنفی مذہب کی طرف سے
دفاع اور معترضین کے رفع اعتراض کے لئے کئے گئے ہیں لہذا دیانت داری کا تقاضا یہ تھا کہ
فرقہ بریلویہ حقیقتہ الفقه کے انہیں محولہ تراجم کو دیکھتا مگر فرقہ بریلویہ کو اس طرح کی علمی
دیانت داری سے ذرا بھی لگاؤ نہیں وہ کیوں اس طرح کے کام کرے؟

زیر بحث مسئلہ حقیقتہ الفقه حصہ دوم کا مسئلہ نمبر ۳۶۶ ہے جسے در مختار یعنی ترجمہ در
مختار غایہ الاوطار ج ۱ ص ۱۲۶ اور ہدایہ یعنی عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ ج ۱ ص ۵۶۳ دشرح وقایہ
یعنی اس کے ترجمہ نور الہدایہ ج ۱ ص ۱۳۳ سے نقل کیا گیا ہے ان محولہ کتابوں کے مطابق مع
قید سنین طبع بھی ظاہر کر دیئے گئے ہیں ان مراجع کی طرف ناظرین کرام خود مراجعت کر کے
بریلوی تبلیسیس کاری کی جانکاری حاصل کریں۔

چنانچہ در مختار کے ترجمہ غایہ الاوطار ج ۱ ص ۳۲۶ باب الوتر والنوافل کی چوتھی سطر
میں یہ عبارت موجود ہے کہ ”دلیل نقلی یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے بسند
ضعیف روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ رمضان میں ہیں رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے“ بالکل یہی
صراحت حقیقتہ الفقه کی دوسری محولہ کتابوں میں ہے شرح وقایہ کی عبارت ملاحظہ ہو :-

”جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طبرانی و بیہقی و بغوی نے ابن عباس سے
کہ آپ رمضان میں ہیں رکعات سوا وتر پڑھتے تھے سو ضعیف ہے بسبب ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان
کے کہ ان کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے (ما حاصل از شرح وقایہ کا ترجمہ نور
الہدایہ ج ۱ ص ۱۳۳) بالکل یہی بات ہدایہ مراد عین الہدایہ ج ۱ ص ۳ گ ۵ مطبوع نول کشور
کے سنو ۱۸۹۶ء و ج ۱ ص ۷۲۲ مطبوع لاہور ۱۹۹۲ء میں موجود ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ شرح وقایہ مترجم میں ہیں رکعت تلویح والی روایت کو متفق
علیہ طور پر ضعیف بتلایا گیا ہے اس میں شک نہیں کہ کتب مذکورہ کے مترجمین فرقہ بریلویہ
سے کہیں زیادہ علم و فضل رکھنے کے ساتھ فرقہ بریلویہ کے بالمقابل دیانت دار تھے مگر ان

مترجمین سے بت پہلے فرقہ بریلویہ کے مسلم و معتبر امام شیخ کمال الدین محمد بن عبد الوہاب حنفی متونی ۸۶۱ھ نے شرح ہدایہ میں کہا "وَأَمَّا مَا رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَالطَّبْرَانِيُّ وَعَنْهُ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رُكْعَةً سِوَى الْوُتْرِ فَضَعِيفٌ بِأَبِي شَيْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ جَدِّ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عَلَى ضَعْفِهِمْ مَعَ عَالَمِيهِ لِلصَّحِيحِ الخ" یعنی ابن ابی شیبہ وطبرانی و بیہقی نے ابن عباس سے جو یہ روایت کر رکھی ہے کہ آپ رمضان میں وتر کے علاوہ میں رکعت تراویح پڑھتے تھے تو یہ روایت اس کے مدار علیہ راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کے سبب متفق علیہ طور پر ضعیف ہے علاوہ ازیں میں رکعت والی یہ متفق علیہ ضعیف روایت ان احادیث صحیحہ کے خلاف ہے جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں کہ آپ رمضان میں آٹھ رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے" (ملاحظہ ہو فتح القدر مع ہدایہ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ج ۱ ص ۲۰۵) فرقہ بریلویہ کے ظہور پذیر ہونے سے صدیوں پہلے فرقہ بریلویہ کے مسلم امام ابن الہمام کی اس بات کی موافقت فرقہ بریلویہ کے ظہور سے صدیوں پہلے دوسرے حنفی اماموں مثلاً ابن نجیم نے البحر الرائق ج ۲ ص ۶۶ اور طحطاوی شرح در مختار اور یعنی شرح ہدایہ و شرح صحیح بخاری میں لکھے ہوئے ہیں حتیٰ کہ ہدایہ کے مصنف شیخ ابو الحسن علی بن ابو بکر مرغینانی متونی ۵۹۳ھ سے پہلے ۵۳۶ھ میں فوت ہونے والے حافظ ابو بکر بن العربی شرح ترمذی عارضتہ الاحوذی میں آٹھ رکعت تراویح والی حدیث نبوی کو صحیح قرار دے کر یہ صراحت کئے ہوئے ہیں کہ آٹھ رکعت تراویح ہی سنت نبویہ ہے اسی طرح محی الدین ابن عربی محمد بن علی بن محمد حاتمی متونی ۶۳۸ھ بھی اپنی کتاب فتوحات مسکینہ ج ۲ ص ۱۵۰ میں آٹھ ہی رکعت تراویح کو صحیح قرار دیئے ہیں اس کے علاوہ والی روایات کو ساقط الاعتبار مانے ہوئے ہیں محی الدین ابن عربی کو فرقہ بریلویہ لولیاء اللہ میں شمار کئے ہوئے ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۷) فرقہ بریلویہ کے ظہور سے بہت پہلے لکھی جانے والی کتاب نفحات رشیدی چھبھی یہی صراحت ہے کہ جسے سنت نبوی کے مطابق تراویح پڑھنی ہے وہ آٹھ رکعت تراویح پر لکھنا کرے کیونکہ یہی بات سنت نبویہ سے ثابت ہے اس کے علاوہ میں رکعت یا اس سے کم و بیش کا کوئی ثبوت سنت نبویہ سے نہیں ہے (نفحات رشیدی و مسک الختام ج ۱ ص ۲۸۸) فرقہ بریلویہ کے ظہور سے زمانہ پہلے فرقہ بریلویہ کے ولی اللہ اور حنفی امام قرار دیئے ہوئے شیخ

عبدالحق محدث دہلوی توفی ۱۰۵۲ھ صاف طور پر صراحت کئے ہوئے ہیں کہ :-

”میں رکعت تراویح والی روایت ابن عباس ضعیف ہے اور آٹھ رکعت والی حدیث صحیح و ثابت ہے اور عمد عمر بن عبد العزیز میں کچھ اسلاف یعنی ۱۰۰ھ سے پہلے والے یہ اسلاف آٹھ ہی رکعت تراویح سنت نبویہ پر عمل پیرا ہو کر پڑھا کرتے تھے (مانبت بالسنة للشیخ عبدالحق ص ۱۲۲)

فرقہ بریلویہ کے ظہور سے صدیوں پہلے حنفی امام ابو الحسن شرنبلالی بھی یہ صراحت کئے ہوئے ہیں کہ ثابت یہی ہے کہ آٹھ ہی رکعت تراویح سنت نبویہ ہے (مرآۃ الفلاح شرح نور الایضاح)

ان تمام امور سے قطع نظر خلیفہ راشد عمر فاروق نے تراویح کا حکم اس صراحت کے ساتھ جاری کیا تھا کہ آٹھ رکعت تراویح پڑھی جائے (موطا امام مالک و متعدد کتب حدیث) خلیفہ راشد کے اسی حکم کی تعمیل عام صحابہ و تابعین کرتے تھے کچھ لوگ عمد فاروقی اور بعد والے زمانے میں سنت نبویہ کے بجائے نقل سمجھ کر آٹھ رکعت سے زیادہ بھی پڑھ لیا کرتے تھے مگر خلیفہ راشد فاروق کا حکم یہی تھا کہ آٹھ رکعت تراویح پڑھی جائے خلفائے اربعہ میں سے کسی کا بھی آٹھ رکعت سے زیادہ بیس رکعت تراویح پڑھنے کا حکم دینا ثابت نہیں ہے ہاں ان کے زمانہ میں بعض لوگوں کا سنت نبویہ و سنت خلفائے راشدین نہ سمجھ کر محض نقلی طور پر بیس رکعت پڑھنا یعنی کہ آٹھ رکعت سنت اور اس سے زائد نقل سمجھ کر پڑھنا ثابت ہے۔ یہ بہت ظاہر بات ہے کہ خلیفہ راشد عمر فاروق نے آٹھ رکعت پڑھنے کا جو حکم جاری کیا اور اس کے خلاف کسی فرد بشر نے کوئی آواز نہیں اٹھائی بلکہ سب نے عملی طور پر مسجد نبوی میں آٹھ ہی رکعت تراویح سنت نبویہ کے طور پر پڑھنے پر اکتفاء کیا اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ صحابہ کرام اس پر متفق تھے کہ سنت تراویح صرف آٹھ رکعت ہے اس سے زیادہ کوئی بھی شخص محض نقل سمجھ کر پڑھنے کا مجاز ہے۔

اس سلسلے میں تفصیلی تحقیق ہماری کتاب نماز نبوی میں طے کی اور آگے چل کر جہاں بریلوی مفتی نے ”غیر مقلدوں کے چند اہم اصول“ کے عنوان کے تحت اس مسئلہ میں مدہب ال حدیث کے خلاف بریلوی جارحیت والی باتیں کہی ہیں وہاں بھی ہم نے اپنی اسی کتاب میں کچھ

تفصیل پیش کی ہے۔

المعنی لابن قدامہ کے حاشیہ پر یہ صراحت ہے کہ :-

"قَدْ حَقَّقَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْزُوقِيُّ مَا يَدْعِيهِ ابْنُ قَدَامَةَ وَعِوَاهُ مِنْ إِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ عَلَى عِشْرِينَ فَإِنَّهُ رَوَى عَنْهُمْ رَوَايَاتٍ كَثِيرَةً وَالْمُتَوَاتِرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ مَا يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَعِوَاهُ عَلَى أَحَدِي عَشْرَةَ رُكْعَةً فَكَيْفَ يَجْمَعُ الصَّحَابَةُ عَلَى خِلَافِ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَوْلَا مَا يَتَّبِعُونَ إِنْ أَرَادُوا أَنْ يَلْتَزِمُوا عِدَّةَ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ... الخ" یعنی فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے ایک ہزار سال پہلے والے امام محمد بن نصر مروزی نے جس رکت تراویح پر اجماع صحابہ کے دعویدار ابن قدامہ وغیرہ کے دعویٰ کی حقیقت واضح کر کے بتلا دیا ہے کہ رکعات تراویح کے سلسلے میں صحابہ کرام سے بہت ساری روایات ہیں رکت تراویح کے خلاف مروی ہیں اور متواتر حدیث میں منقول ہے کہ تراویح نبوی مع الوتر گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی پھر تو اتر کے ساتھ ثابت ہونے والی تراویح نبوی کے خلاف ہیں رکت تراویح پر سارے صحابہ کیونکر اجماع و اتفاق کر سکتے تھے جو لوگ رکعات تراویح میں فعل نبوی و سنت نبویہ کا التزام کرنا چاہتے ہوں ان پر لازم ہے کہ گیارہ رکعت مع الوتر والی تراویح ہی پڑھیں (حاشیہ المعنی لابن قدامہ مطبوع ریاض ۱۳۰۱ مطابق ۱۹۸۱ء ج ۲ ص ۱۶۸-۱۶۹ مسئلہ قیام شہر رمضان)

اس تفصیل سے فرقہ بریلویہ کے بہت سارے مزاعم کی تکذیب ہوتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ حدیث متواتر میں صراحت ہے کہ گیارہ رکعت تراویح مع الوتر ہی سنت نبویہ ہے۔

فرقہ بریلویہ کی ولادت سے کئی صدی پہلے لکھی جانے والی حنبلی کتاب الانصاف فی معرفۃ الرائج من الخلاف علی مذہب الایمام المہجول احمد بن حنبل میں صراحت ہے کہ :-

"وَقَالَ الشَّيْخُ نَيْمُ الدِّينِ كُلُّ ذَلِكَ أَحَدِي عَشْرَةَ أَوْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ حَسَنٌ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ أَحَدُهُمْ" یعنی امام تقی الدین نے کہا کہ امام احمد بن حنبل کی صراحت ہے کہ چاہے تو گیارہ رکعت تراویح مع الوتر پڑھے اور چاہے تو تیرہ رکعت پڑھے سب اچھی چیز ہے۔ (ملاحظہ ہو الانصاف فی معرفۃ الرائج من الخلاف طبع مانی احیاء التراث العربی ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء بحث تراویح ج ۲ ص ۱۸۰)

گیارہ رکعت تراویح مع الوتر کا مسلک رکھنے والے امام احمد بن حنبل چاروں تقلیدی مذاہب کی ولادت سے بہت پہلے فوت ہو گئے مگر سنت نبویہ و سنت خلفائے راشدین و سنت صحابہ کے خلاف جارحیت کی مہم چلانے والی بریلوی پارٹی کا دعویٰ ہے کہ تیرہویں صدی میں غیر مقلدوں نے محض تن آسانی و سہولت پسندی کی خاطر تمام مقلدوں کو اپنے نئے مذہب کی طرف مائل کرنے کے لئے گیارہ رکعت تراویح مع الوتر کا مسئلہ ایجاد کر لیا ہے (غیر مقلدوں کے فریب م ۳۵۷۳۲)

ناظرین کرام بریلوی فرقہ سے پوچھیں کہ چاروں تقلیدی مذاہب کو تم بتفریح خویش برحق کہتے ہو تو کیا تمہارے تسلیم کردہ امام احمد بھی تمہاری ولادت سے بھی پہلے تن آسانی و سہولت پسندی کی خاطر مقلدین کو غیر مقلد بنانے کے لئے آٹھ رکعت تراویح والا مسئلہ خانہ ساز طور پر ایجاد کئے ہوئے تھے؟ اس بریلوی فرقہ کی چہرہ دستیاں حد عروج کو پہنچی ہوئی ہیں نیز کیا خلیفہ راشد عمر فاروق نے بھی لوگوں کو غیر مقلد بنانے کے لئے آٹھ رکعت تراویح پڑھنے پڑھانے کا حکم جاری کیا تھا جس کی تعمیل سبھی صحابہ نے کی؟ اگر ایسا ہے تو ہم کو خوشی ہے کہ ہم خلیفہ راشد و صحابہ و سنت نبویہ کی پیروی میں آٹھ رکعت تراویح پڑھنے کے سبب بریلویہ کے ذریعہ مطعون ہیں اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بالا بات کے لکھنے والے علامہ ابن الہمام مشہور و معروف معتبر حنفی امام ہیں موصوف نویں صدی ہجری کے حنفی امام ہیں یعنی کہ فرقہ بریلویہ کے مذکورہ بالا سارے اکاذیب و مزعمات کی تکذیب کے لئے بہت کافی ہے جس سے یہ بات بہت واضح ہے کہ حنفی کتب معتبرہ میں ہیں رکعت تراویح والی مرفوع روایت کو متفق علیہ ضعیف تسلیم کرنے کے ساتھ آٹھ رکعت تراویح والی احادیث صحیحہ کے معارض بھی بتلایا گیا ہے صرف ابن الہمام ہی نہیں بلکہ فرقہ بریلویہ کے ظہور سے صدیوں پہلے یہی بات معنوی طور پر بہت سارے حنفی امام کہہ چکے ہیں تفصیل ہماری کتاب نماز نبوی میں ہے اور جب یہ صورت حال ہے تو بھلا فرقہ بریلویہ صحیح طور پر ثابت شدہ سنت نبویہ کو چھوڑ کر متفق علیہ طور پر ساقط الاعتبار روایت پر عمل کرنے کے باوجود خود کو کس بناء پر اہل سنت و جماعت کے نام سے موسوم کئے ہوئے ہے؟

حقیقتہ الفقہ کے چھتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ کے اسی صفحہ ۲۵۹ پر شرح و قایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح و قایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۳)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی تلبیس کاری کا بھی وہی حال ہے جو سابقہ بریلوی تلبیسات کا ہے اس کے پہلے والے مسئلہ پر ہماری تحقیق سے ہی حقیقتہ الفقہ کی حقانیت ظاہر ہو چکی ہے مگر ناظرین کرام حقیقتہ الفقہ کے محولہ مقام مسئلہ نمبر ۳۶۷ یعنی شرح و قایہ کے ترجمہ نور الہدایہ کے ج ۱ ص ۱۲۲-۱۲۳ مطبوع ۱۹۱۳ء کو کھولیں جس کی تصریحات کا حاصل یہی ہے کہ میں رکعت تراویح والی روایت تو بالانفاق ضعیف ہے مگر آٹھ رکعت تراویح والی حدیث متفق علیہ طور پر صحیح ہے۔ اس سے فرقہ بریلویہ کے مزعمات کی بھرپور تکذیب ہوتی ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ کذب پرستی میں مدہوش ہو کر یہ فرقہ دوسروں پر الزام و اتہام اور بتان تراشی میں مبت و طرار ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے سینتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ کے ص ۲۶ پر ہدایہ و شرح و قایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعت سنت ہیں اور میں رکعت مستحب ہیں“۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ شرح و قایہ میں یہ ہرگز نہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۳)

ہم کہتے ہیں کہ سابقہ بریلوی تلبیسات کی طرح مذکورہ بالا بریلوی تلبیس کا بھی حال ہے ناظرین کرام بریلوی تلبیس کاری کی حقیقت پر واقفیت کے لئے شرح و قایہ کا وہ ترجمہ دیکھیں جس کے حوالہ سے حقیقتہ الفقہ ص ۲۶۰ مسئلہ نمبر ۲۶۹ میں یہ بات کہی گئی ہے :-
ناظرین کرام ان باتوں سے قطع نظر شیخ ابن الہمام کی یہ تصریح ملاحظہ کریں کہ :-

کردہ تفصیلی تحقیق کے مطابق میں رکعت تراویح مستحب ہے اور آٹھ رکعت سنت نبویہ ہے (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۰۵ نیز ملاحظہ ہو عین الہدایہ ترجمہ و شرح ہدایہ مطبوع لاہور ۱۹۹۲ء ج ۱ ص ۲۲۳-۲۲۴) فرقہ بریلویہ کی تولید سے صدیوں سال پہلے شیخ ابن الہمام کی یہ تصریح فرقہ بریلویہ کے مذکورہ بالا مزعمہ کی تکذیب کر رہی ہے۔

نیز ہم کہتے ہیں کہ آٹھ رکعت تراویح کا سنت نبویہ و سنت خلفائے راشدین ہونا تو یقیناً صحیح طور پر ثابت ہے مگر آٹھ رکعت سے زیادہ میں رکعت یا اس سے بھی زیادہ رکعتوں کا مستحب ہونا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اس لئے آٹھ رکعت سے زائد رکعت مستحب سمجھے بغیر صرف نقل ہی کی نیت سے پڑھنی درست ہے اور اتباع سنت نبویہ و سنت خلفائے راشدین کا تقاضا یہ ہے کہ آٹھ رکعت تراویح طویل قیام والی پڑھنے پر اکتفا کیا جائے کیونکہ سنت نبویہ و سنت خلفائے راشدین پر عمل کثرت نوافل سے بدرجہا افضل داعلی واولیٰ ہے۔

تھیوتہ الفقہ کے اڑتیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ

بریلوی مفتی نے کہا :-

”حقیقتہ الفقہ کے ص ۲۶۲ پر بحوالہ ہدایہ و شرح وقایہ ہے کہ نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے“ ----- یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۳) ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس بھی سابقہ بریلوی تلبیسات جیسی ہے۔ ناظرین کرام حقیقتہ الفقہ کے محمولہ مقالات کی طرف مراجعت کریں اور بریلوی تلبیس کا تماشا دیکھیں۔

اس سے قطع نظر فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے صدیوں پہلے نویں صدی کے شیخ ابن الہمام حنفی یعنی فرقہ بریلویہ کے معتبر امام نے عیدین کی نماز میں بارہ زائد تکبیروں والی حدیث کو بحوالہ امام بخاری ددیگر محدثین صحیح قرار دیا ہے (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۶۸) اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ کے معتمد علیہ صاحب ہدایہ نے کہا کہ :-

"وَوَظَّهَرَ عَمَلَ الْعَامَةِ الْيَوْمِ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِأَمْرِ بَيْتِ الْخَلْفَاءِ" یعنی ہمارے اس زمانے میں (مراد چھٹی صدی ہجری میں کیونکہ صاحب ہدایہ ۵۹۳ھ میں فوت ہوئے) عام لوگوں کا عمل ابن عباس کے بارہ تکبیروں والے فتویٰ پر ہے کیونکہ ان کی اولاد میں ہونے والے خلفائے کرام نے تمام لوگوں کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ سب لوگ ہمارے جد امجد حضرت ابن عباس کے فتویٰ مذکورہ پر عمل کرو (ہدایہ مع فتح القدير ج ۱ ص ۲۶۸ نیز ملاحظہ ہو عین الہدایہ اردو ترجمہ و شرح ہدایہ مطبوع لاہور ۱۹۹۲ء ج ۱ ص ۸۵۰) بریلویوں کی معتبر کتاب عین الہدایہ میں یہ صراحت بھی ہے کہ عباسی خلفاء کے سرکاری فرمان پر حنفی عوام و خواص کا عمل مصنف ہدایہ کے زمانہ میں بلکہ بعد میں بھی جاری رہا اور اس بارہ تکبیروں والی مرفوع حدیث کو امام بخاری نے صحیح اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔ (ما حاصل عین الہدایہ ج ۱ ص ۸۵۰-۸۵۱)

اس سے معلوم ہوا کہ چھٹی صدی کے حنفی لوگ بھی سرکاری حکم کی پیروی میں نماز عیدین بارہ زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر معلوم نہیں کب سے ان حنفیوں نے فرقہ بریلویہ سمیت اس سنت نبویہ کے خلاف دوسرا راستہ نکال لیا؟

فرقہ بریلویہ کے مروج و معتد علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ :-

"رَوَى أَنَّ أَبَا يُوسُفَ وَمُحَمَّدًا كَانَا يَكْبِرَانِ فِي الْعِيدَيْنِ تَكْبِيرَ ابْنِ عَبَّاسٍ لِأَنَّ هَارُونَ الرَّشِيدَ كَانَ يُحِبُّ تَكْبِيرَ جَدِّهِ" یعنی مروی ہے کہ امام ابو حنیفہ کے خاص شاگرد امام ابو یوسف و امام محمد عیدین کی نماز میں حضرت ابن عباس والی حدیث کے مطابق بارہ تکبیریں کیا کرتے تھے کیونکہ ہارون رشید (خلیفہ وقت) کو ابن عباس والی تکبیرات زائد پند تھیں (حجة الله البالغة باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها مطبوع شرکة امین دہلی ۱۳۷۳ھ ج ۲ ص ۱۵۹ وعین الہدایہ ج ۱ ص ۸۵۰)

فرقہ بریلویہ سے ناظرین کرام پوچھیں کہ حنفی مذہب کے یہ دونوں امام بارہ زائد تکبیروں والی نماز عیدین کیوں پڑھتے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خلفائے بنو عباس اور امام ابو یوسف و امام محمد کی نظر میں بھی بارہ زائد تکبیروں والی نماز عیدین کی حدیث صحیح و لائق عمل تھی؟ پھر اس سنت ثابتہ سے انحراف کے باوجود فرقہ بریلویہ اپنے کو کس منہ سے اہل سنت و جماعت یا سنی المذہب کہتا ہے؟

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صحیح طریق پر ثابت اس سنت نبویہ کے خلاف فرقہ بریلویہ کی غوغا آرائی کے باوجود خود حنفی ائمہ اور عوام الناس بارہ تکبیروں والی نماز عید پڑھا کرتے تھے پھر حنفی لوگوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ جب ائمہ احناف کے اعتراف کے مطابق حنفی عوام و خواص پرانے زمانے میں بارہ تکبیروں والی نماز عیدین حدیث ابن عباس کے مطابق پڑھتے تھے تو اس کا لازمی مطلب ہے کہ نماز عیدین کی دونوں رکعتوں میں زوائد تکبیروں کے بعد ہی یہ لوگ قرأت بھی کرتے تھے کیونکہ حدیث ابن عباس اور اس کی ہم معنی دوسری احادیث میں یہی منقول ہے اور جب خود پرانے زمانے کے حنفی عوام و خواص کا یہی عمل رہا اور یہی بات حنفی مذہب کی کتاب قدوری کے اردو ترجمہ ضروری میں لکھ دی گئی ہے جسے حنفی عالم ہی نے لکھا تو زیر نظر مسئلہ کے بعد والے نمبر کے تحت اس کے خلاف بریلوی مفتی کی غوغا آرائی چہ معنی دارد؟

حقیقتہ الفقہ کے انتالیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ
بریلوی مفتی نے کہا:-

”حقیقتہ الفقہ کے اسی صفحہ ۲۶۲ پر بحوالہ قدوری ہے کہ عیدین کی دونوں رکعتوں میں قبل قرأت تکبیرات کے “----- یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے کیونکہ قدوری میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں۔ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۵)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تلبیس بھی سابقہ تلبیسات کی طرح ہے مصنف حقیقتہ الفقہ و مصحح حقیقتہ الفقہ نے صراحت کر دی ہے کہ ہماری محولہ کتابوں سے مراد ان کے اردو تراجم ہیں لہذا ناظرین کرام اس سلسلے میں قدوری کا ترجمہ ضروری مطبوع مجتہبائی دہلی ۱۹۰۸ء ص ۳۰ ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ بریلوی تلبیس واضح ہو جائے۔ اس سلسلے میں ہم اس مسئلہ کے پہلے والے مسئلہ نمبر ۳۸ میں وضاحت کر چکے ہیں اور احادیث صحیحہ میں یہی بات منقول بھی ہے۔

حقیقتہ الفقہ کے چالیسویں مسئلہ پر بریلوی رد و قدح کا جائزہ
بریلوی مفتی نے کہا:-

” اسی کتاب حقیقتہ الفقہ ص ۲۷۲ پر بحوالہ شرح دقایہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے ایسے زمانے میں جب کہ جہالت عالم گیر ہو رہی تھی رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کیا اور احیائے سنت میں لومہ لائم کا ہائل خیال نہ کیا آپ کا زہد مشہور ہے آپ علوم ظاہری و باطنی کے ایک کامل ماہر تھے“ -----

حنفی سنیوں کو غیر مقلدو وہابی بنانے کے لئے غیر مقلدوں کا یہ انتہائی خطرناک فریب ہے کہ شرح دقایہ جیسی معتد کتاب کے حوالہ سے مولوی اسماعیل دہلوی گمراہ و گمراہ گر کی تعریف لکھ دی اور یہ بھی نہ سوچا کہ جب شرح دقایہ مولوی اسماعیل کی پیدائش سے تقریباً پانچ سو برس پہلے لکھی گئی تو اس میں ان کا ذکر کیسے آسکتا ہے اور دنیا اتنے بڑے جھوٹ پر ہم کو کتنی لعنت ملامت کرے گی۔ دعا ہے کہ خدائے عزوجل انہیں سچائی نصیب فرمائے اور مذہب اہل سنت و جماعت قبول کرنے کی انہیں توفیق بخشے، آمین۔ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۷۵)

ہم کہتے ہیں کہ یہ دعا تو ہم فرقہ بریلویہ کے لئے کر رہے ہیں کہ نصوص کتاب و سنت و اجماع صحابہ سے بت بڑا کذاب و انزواء پرداز قرار پائے ہوئے اس بے راہ رو اور بدعت پرست فرقہ کو اللہ عزوجل سچائی نصیب کرے اور اسے فی الواقع اہل سنت و جماعت بنائے جو غالی بدعت پرست ہونے کے باوجود بطور انزواء اپنے کو اہل سنت و جماعت کہتا پھرتا ہے۔ آمین۔ ناظرین کرام یہی دیکھ لیں کہ بدعت شکن سلفی کتاب میں اس کی صراحت کر دی گئی ہے کہ مذکورہ بالا جو بات اس سلفی کتاب میں بحوالہ شرح دقایہ لکھی گئی ہے اس سے مراد اس کا اردو ترجمہ نور الہدایہ مطبوع مجیدی کانپور ۱۹۱۳ء ہے اور یہ معلوم ہے کہ شرح دقایہ کا اردو ترجمہ بنام نور الہدایہ کرنے والے معروف و مشہور غالی اور کھانسی حنفی مقلد نواب وحید الزماں حیدر آبادی مولود ۱۲۶۷ھ و متوفی ۱۳۲۸ھ ہیں جنہوں نے شرح دقایہ کے اس ترجمہ نور الہدایہ کو شرح دقایہ کی اردو شرح کے طور پر لکھا ہے نور الہدایہ کے یہ مصنف نواب وحید الزماں ایک طویل زمانہ تک غالی تشدد حنفی رہ چکئے کے بعد توفیق الہی سے حنفی مذہب کی تھلید غالی چھوڑ کر مسلک اہل حدیث سے وابستہ ہو گئے۔ نور الہدایہ کے مقدمہ میں موصوف نواب وحید الزماں نے فرقہ بریلویہ اور اس کے مفتی جلال الدین کی طرح اہل حدیث کو سخت مطعون کرنے کے ساتھ تھلید پرستی کی حمایت کی ہے اور ان کی پوری کتاب ہی سے ان کا تشدد تھلید پرست حنفی المسلک

ہونا ظاہر ہے جسے ہر شخص موصوف کے اہل حدیث ہونے سے پہلے والی کتابیں پڑھ کر معلوم کر سکتا ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ فرقہ بریلویہ کو چھوڑ کر ہندوستان کے سبھی علماء خواہ تقلید پرست ہوں یا اہل حدیث حضرت الامام العلام اسماعیل بن عبد الفی بن ولی اللہ دہلوی مولود ۱۱۹۳ھ دستوری ۱۲۴۶ھ کے مداح و ثنا خواں رہے حتیٰ کہ فرقہ بریلویہ سے تقلید پرستی میں موافقت کے دعویدار فرقہ دیوبندیہ کے لوگ بھی الامام العلام اسماعیل شہید کے مداح و ثنا خواں ہی ہیں جیسا کہ دیوبندیوں کی تحریروں سے ظاہر ہے۔ متعدد دیوبندی اہل قلم نے الامام العلام اسماعیل شہید کی طرف فرقہ بریلویہ کے منسوب کردہ اختزاعی اکاذیب و اتہامات و تلبیسات کا شافی رد لکھا ہے جس امام وقت شہید راہ السہی کی ثنا خوانی پر فرقہ دیوبندیہ جیسا عالی تقلید پرست فرقہ تک متفق اللسان ہو اس کے خلاف بریلویہ جیسے بدعت پرست فرقے کے شور و شغب کا کیا وزن ہو سکتا ہے جبکہ یہ فرقہ مبتدعہ باجماع صحابہ کذاب اور باجماع احناف گمراہ ہے؟ کذاہین اور گمراہ بدعت پرست لوگوں کے علاوہ امت کے متفق علیہ محمود امام اسماعیل کے خلاف جن کذاہین و اہل بدعت نے جارحیت اختیار کر رکھی ہو وہ بذات خود اپنی اس بے راہ روی کے سبب اہل صد ہزار ملامت ہیں۔

یہاں کہنا یہ ہے کہ بریلوی پروپیگنڈہ محض جھوٹ پر قائم ہے کہ شرح وقایہ کی تصنیف کے ٹیکڑوں سال بعد پیدا ہونے والے الامام العلام اسماعیل شہید کا ذکر خیر شرح وقایہ میں کیسے آسکتا ہے کیونکہ شرح وقایہ سے اپنی مراد مصنف حقیقتہ الفقہ نے ظاہر کر دی ہے کہ شرح وقایہ کا وہ اردو ترجمہ ہے جسے لکھنے والے مشہور حنفی المذہب عالم نواب وحید الزماں ہیں جنہوں نے شرح وقایہ کا یہ اردو ترجمہ کرنے کے ساتھ اپنی بہت ساری تشریحات بھی اس میں مترجم کی حیثیت سے شامل کر دی ہیں جیسا کہ اس زمانہ کے مترجمین کے یہاں عام رواج تھا ہماری اس تحقیق سے فرقہ بریلویہ کا جھوٹ اور اتہام و افتراء ظاہر ہو گیا۔

حقیقتہ الفقہ میں مذکور ہزاروں حنفی باتوں میں سے صرف جن چالیس باتوں پر فرقہ بریلویہ نے شور مچانے کی غرض سے اپنے مفتی جلال الدین سے ”غیر مقلدوں کے فریب“ کے نام سے لکھوانا ان کی حقیقت بیانی ہم واضح کر چکے۔ البتہ ان چالیسوں میں سے پہلے نمبر والے فریب کا حال عن قریب معلوم ہوگا جیسا کہ ہم نے وعدہ کیا ہے۔ حضرت الامام العلام اسماعیل

شہید کے خلاف مذکورہ بالا اپنی بریلویانہ شوریدہ سری کے علاوہ بھی بہت ساری لغویات اپنی اس کتاب ”غیر مقلدوں کے فریب“ میں بہت سارے اکاذیب کے ساتھ فرقہ بریلویہ کے حکم کی تعمیل میں بریلوی مفتی جلال الدین امجدی نے بھردی ہیں اب ہم حسب وعدہ اس بریلوی کتاب کی دوسری تمام بریلویانہ باتوں کا تحقیقی جائزہ لیں گے۔

حقیقتہ الفقه کے ان چالیس مسائل کے بعد بریلوی مفتی نے پانچ صفحات پر مشتمل از ص ۷۶ تا ۸۰ امام ابو حنیفہ کی مختصر سوانح لکھی ہے جو عادت بریلویہ کے مطابق تلبیسات واکاذیب اور اہل حدیث کے خلاف بریلوی لغویات کا مجموعہ ہے اس سلسلے میں ہمارا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ہماری کتاب ”اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات“ کے مطالعہ سے امام ابو حنیفہ سے متعلق اکاذیب بریلویہ اور تلبیسات بریلویہ کی حقیقت واضح ہو جائے گی ابھی ہماری اس کتاب کی صرف چار ضخیم ضخیم جلدیں شائع ہو سکی ہیں باقی جلدوں کی تصنیف و طبعات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں۔

آٹھویں صدی کے ولی اللہ ہندوستانی صوفی تقلید کو بدعت کہتے ہیں

زیر نظر بریلوی کتاب میں شروع سے آخر تک اہل حدیث کو غیر مقلد کہنے کا سلسلہ نظر آتا ہے اگرچہ فرقہ بریلویہ بتصریح خویش غیر مقلد ہے جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے اس لئے اسے خود اپنے کو تارک التقلید ہونے کی بناء پر مطعون کرنا چاہئے مگر فرقہ بریلویہ اور اس کے مفتی جلال الدین امجدی موصوف یہ نہیں کرتے۔ ہم یہاں ہندوستان کے مشہور صوفی امام شیخ فخر الدین زراوی متوفی ۷۳۸ھ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ :-

”راختیار المذہب المعین بدعة“ یعنی مردوجہ تقلیدی مذہب میں سے کسی ایک معین تقلیدی مذہب کی تقلید پرستی اختیار کرنا بدعت ہے (نزہة الخواصر ج ۵ ص ۱۰۶-۱۰۷ ترجمہ فخر الدین زراوی)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ آٹھویں صدی کے ہندوستانی صوفی امام نے واضح طور پر تقلید پرستی کو بدعت کہا ہے اور یہ معلوم ہے کہ صوفی موصوف شیخ نظام الدین اولیاء محمد بن احمد مولود ۶۲۳ھ متوفی ۷۲۵ھ کے خلیفہ و جانشین و شاگرد تھے ان دونوں ہی حضرات کو فرقہ

بریلویہ اولیاء اللہ مانتا ہے پھر بھی تقلید کو بدعت قرار دینے کے بجائے فرقہ بریلویہ بدعتی خویش تقلید کو حرز جاں بنائے ہوئے ہے اور اسے (تقلید کو) واجب و لازم قرار دیتا ہے۔

ناظرین کرام شیخ فخر الدین زرادی کی یہ بات دھیان میں رکھتے ہوئے آنے والے مباحث کا مطالعہ کریں۔ یہ معلوم ہے اور فرقہ بریلویہ بھی معترف ہے کہ جس نبی خاتم المرسلین محمد ﷺ کے اتباع کا ہم کو حکم دیا گیا ہے وہ تقلید پرست نہیں تھے بلکہ تبع کتاب و سنت تھے اسی طرح آپ کی پیروی کرنے والے صحابہ بھی تقلید پرست نہیں تھے بلکہ تقلیدی مذاہب کی تقلید کا رواج لوگوں میں چوتھی صدی کے بعد ہوا (کما سیاقی)

مذہب اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کی وجہ تسمیہ

بہت ساری سلفی کتابوں میں منضصل بیان کیا گیا ہے اور ہماری اس کتاب میں آنے والی مختصر سی تحقیق سے ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید نے اپنی مختلف تصریحات میں اپنے متعدد نام بتائے ہیں بہت ساری قرآنی تصریحات میں بتلائے گئے قرآن مجید کے متعدد ناموں میں سے ایک نام ”حدیث“ بھی ہے جو بہت نمایاں اور ظاہر و غیر خفی ہے اور یہ معلوم ہے کہ ہمارے رسول خاتم النبیین جناب محمد ﷺ جس مذہب کے تبع و تابع فرمان اور مبلغ و مروج تھے وہ قرآنی تعلیمات کا مجموعہ ہے اور قرآنی تعلیمات کے مجموعہ میں آپ کی حدیث کو بھی مذہب میں شامل کیا گیا ہے جس کا لازمی مطلب ہے کہ آپ جس مذہب کے تابع و مبلغ تھے وہ حدیث نامی دو بنیادی چیزوں پر قائم ہے اور حدیث نامی جن دو بنیادی چیزوں پر یہ مذہب قائم ہے ان کے سب سے بڑے اور اول درجے کے ”اہل“ آپ ہیں جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ آپ جس مذہب کے تابع تھے اس کے متعدد دو مختلف ناموں میں سے ایک نمایاں اور واضح نام ”مذہب اہل حدیث“ بھی ہے بنا بریں آپ بذات خود اہل حدیث تھے اور بقول حافظ ابن کثیر متوفی ۷۴۷ھ آپ امام اہل حدیث تھے (ایضاح الطریق ص ۳۰) اور جب آپ بذات خود اہل حدیث تھے تو آپ کے سچے متبعین صحابہ و تابعین و اتباع تابعین اور بعد والے لوگ بھی اہل حدیث ہیں نیز یہ کہ آپ جس مذہب اہل حدیث کے تابع ہونے کے باعث اہل حدیث کہلانے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اسی مذہب کے پیرو انسانوں کے مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ

الصلاة والسلام اور ان کے بعد والے سارے انبیاء و مرسلین علیہم الصلاة والسلام بھی رہے نیز آنے والی تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ انسانوں کے مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسکن و موطن ہمارا ملک ہندوستان ہی تھا اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ہندوستان میں اور ہندوستان کے علاوہ پوری دنیا میں مذہب اہل حدیث کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسانی تاریخ قدیم ہے کیوں کہ اصطلاح اہل حدیث میں ہر اس مسلم و مومن کو اہل حدیث سمجھا اور مانا نیز کہا جاتا ہے جو تقلید پرستی کے بغیر اتباع شریعت پر گامزن ہو اور یہ معلوم ہے کہ حضرت آدم سمیت تمام انبیاء و مرسلین اور ان کے صحیح معنوں والے متبعین تقلید پرستی کے بغیر اتباع شریعت پر گامزن تھے اور ہیں اور رہیں گے جس کا مطلب یہ ہوا کہ انسانوں کے مورث اعلیٰ حضرت آدم بھی رسولوں اور نبیوں کی طرح اہل حدیث تھے۔

احادیث نبویہ میں ہندوستان کا ذکر خیر اور اس سے متعلق

نبوی بشارت

ہمارے ملک کا ذکر خیر بہت ساری احادیث نبویہ میں موجود ہے ان احادیث نبویہ میں سے بہت سی احادیث کو معتبر و غیر معتبر کی تفریق کئے بغیر مشہور ہندوستانی کتاب سبھ المرجان از علامہ بگڑائی میں نقل کیا گیا ہے۔ سبھ المرجان ہندوستان میں پیدا ہونے والے فرقہ بریلویہ اور اس کے معاصر اسی طرح کے تقلید پرست دوسرے نو مولود فرقوں کی تولید و تخلیق سے بہت پہلے لکھی گئی ہے۔

غزوہ ہند سے متعلق نبوی بشارت بروایت ابو ہریرہ

ہندوستان سے متعلق صحیح و معتبر احادیث نبویہ میں سے بعض میں صراحت ہے کہ :-
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْهِنْدِ فَإِنْ اسْتَشْهَدْتُ كُنْتُ خَيْرَ الشَّاهِدِ وَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْخَزْرَجِيُّ "یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو یہ خوش خبری سنائی کہ تم ہندوستان پر غزوہ اور جہاد کرنے کے لئے جاؤ گے۔ اس نبوی بشارت کے راوی حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اگر میں خوش قسمتی سے نبوی پیشین گوئی و بشارت والے غزوہ ہند

اور ہندوستان کی جمادی مہم میں شریک ہو کر شہید ہونے کی سعادت حاصل کر سکا تو میں اچھے شہداء میں سے ہوں گا اور اگر زندہ اس ہندوستانی غزوہ و جلا سے واپس آ گیا تو آتش جنم اور شہداء آخرت سے نجات یافتگان میں سے ہو جاؤں گا (مسند احمد مع تعلیقات علامہ شاکر حدیث نمبر ۷۱۲۸ ج ۱۲ ص ۹۷ و مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۱۳ و سنن نسائی ج ۲ ص ۶۳ و الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۹۸ و تاریخ ابن عساکر ۱۵ / ۱۰۰ و تاریخ کبیر للبخاری ج ۶ ص ۲۵۳ و الاحادیث الصحیحہ للالبانی ج ۳ ص ۵۷۰)

مذکورہ بالا حدیث صحیح مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی مروی ہے :-

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّادِقُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ رُبْعٌ إِلَى الْهِنْدِ وَالسِّنْدِ فَإِنَّا أَدْرَكْتَهُ فَاسْتَشْهِدْتُمْ فَذَلِكَ وَإِنَّا رَجَعْتُ وَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْخَزْرَجِيُّ قَدْ اعْتَقَنِي مِنَ النَّارِ" یعنی حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ میرے سچے دوست محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ہندوستان اور سندھ پر جمادی مہم واقع ہوگی حضرت ابو ہریرہ اس نبوی پیشین گوئی کی بناء پر یہ تمنا ظاہر کرتے تھے کہ اگر میں اس ہندوستانی و سندھی جمادی مہم میں شریک ہو پاؤں اور اس میں شہید ہو جاؤں تو بہت خوب اور اگر زندہ واپس آ جاؤں تو فرمان نبوی کے مطابق اس جمادی مہم میں میری شرکت میرے لئے جنم اور شہداء آخرت سے نجات کا ذریعہ ہوگی (مسند احمد مع تعلیقات شاکر حدیث نمبر ۸۸۰۹ ج ۱۷ ص ۱۷ و متعدد کتب حدیث) حضرت ابو ہریرہ کی روایت کردہ ان دونوں احادیث نبویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ غزوہ ہند کی پہلی مہم جمادی میں شریک ہونے والے تمام مجاہدین کرام کو آپ نے جنم سے نجات یافتہ قرار دیا ہے اور یہ بات دوسرے مشہور صحابی حضرت ثوبان سے بالصرح مرفوعاً مروی ہے :-

غزوہ ہند سے متعلق نبوی پیشین گوئی بروایت ثوبان

متعدد محدثین ناقل ہیں :-

"عَنْ ثُوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَاهَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ عَصَابَةٌ تَغْرُؤُ الْهِنْدِ وَعَصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ" یعنی حضرت ثوبان نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے آتش جنم سے محفوظ

کر دیا ہے ایک گروہ جو ہندوستان پر غزوہ کے لئے (پہلی بار) جائے گا۔ دوسرا وہ گروہ جو قرب قیامت کے زمانہ میں نزول عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کے بعد حضرت عیسیٰ کے ساتھ مل کر جہاد کرے گا (الاحادیث الصحیحہ للالبانی نمبر ۱۹۳۳ ج ۲ ص ۵۷۰-۵۷۱ و قال حدیث جدید و صحیح هذا الحدیث بحوالہ متعدد کتب حدیث)

ان دونوں احادیث صحیحہ کے علاوہ بھی اس معنی و مفہوم کی احادیث نبویہ موجود ہیں جن کے ذکر سے ہم بنظر اخصاص صرف نظر کر رہے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل میں یہ بیان آچکا ہے کہ حافظ ابن کثیر نے ہمارے رسول ﷺ کو امام اہل حدیث کہا ہے مور تاظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ امام اہل حدیث جناب خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی مذکورہ بالا بشارات کے ذریعہ اپنے صحابہ کو ہندوستان آنے کی ترغیب دی ہے امام اہل حدیث جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اس ترغیب سے صحابہ کرام کے دلوں میں ہندوستان آنے کا جذبہ پیدا ہونا لازمی بات تھی اور یہ جذبہ قلوب صحابہ نیز تابعین میں بھی پیدا ہوا جیسا کہ قول ابی ہریرہ سے مستفاد ہوتا ہے اور یہ بتلایا جا چکا ہے کہ جس جماعت اہل حدیث کے امام ہمارے نبی ﷺ تھے اس جماعت میں سب سے پہلے شامل کئے جانے کے مستحق صحابہ کرام ہیں یعنی کہ صحابہ کرام جماعت اہل حدیث کے طبقہ اولیٰ کے افراد ہیں۔

نبوی بشارات کے مطابق ہمارے ہندوستان پر سب سے پہلی بار جمادی مہم آپ کی وفات کے چند سالوں کے بعد خلیفہ راشد عمر بن خطاب کے عہد خلافت میں ۱۵ھ میں گورنر بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص بن بشر ثقفی اور ان کے بھائی حکم بن ابی العاص اور دوسرے بھائی مغیرہ بن ابی العاص کے زیر اہتمام روانہ ہوئی (فوج البلدان ص ۷۲ ج ۲ ص ۷۳) اس لیے کہ مطلب نہیں کہ ہندوستان پر عثمان بن ابی العاص و حکم بن ابی العاص کے زیر اہتمام ہونے والے غزوہ سے پہلے ہندوستان میں صحابہ کرام و تابعین عظام کی آمد و رفت کا سلسلہ نہیں تھا۔ اس موضوع پر ہم ایک کتاب مرتب کرنے والے ہیں۔ جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عہد نبوی و عہد خلفائے راشدین ہی میں مذہب اہل حدیث کے عہد ہمارے ملک ہندوستان میں داخل ہو چکے تھے۔ دریں صورت بذات خود تیرہویں صدی میں پیدا ہونے والے فرقہ بریلویہ اور اسی طرح کے دوسرے تہلید پرست بعض فرقوں کا یہ دعویٰ مکذوب محض

ہے کہ مذہب اہل حدیث اور اس کے ماننے والے اہل حدیث لوگ ہندوستان میں انگریزی استعمار کے پیدا کردہ ہیں۔

عہد فاروقی میں فتح سندھ و ہند

عہد فاروقی میں ۱۵ھ میں عثمان بن ابی العاص ثقفی اور ان کے بھائی مغیرہ و عہد کے زیر اہتمام ہندوستان پر ہونے والے جمادی مہم کا ذکر آچکا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے حوالہ حافظ ابن جریر نقل کیا کہ حکم بن عمرو شہاب بن عمار بن شہاب و سلم بن عدی و عبد اللہ بن عبد اللہ کی سرکردگی میں زمانہ خلافت فاروقی میں سندھ کے بادشاہ سے اہل اسلام کی جنگ ہوئی اور سندھ مرو ہندوستانی فوجوں کو شکست ہوئی اور مجاہدین اسلام کو بہت سارے اموال غنیمت حاصل ہوئے۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔

" اِقْتُلُوا مَعَ مَلِكِ السِّنْدِ فَهَزَمَ اللَّهُ جُمُوعَ السِّنْدِ وَعَنَمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْهُمْ غَنِيمَةً كَثِيرَةً وَكَتَبَ الْحَكَمُ بْنُ عُمَرَ وَيَا لَفَتْحٍ وَبَعَثَ يَالَا خَمَّاسَ مَعَ صَحَابِ الْقَبْدِيِّ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ الخ "

یعنی مجاہدین اسلام نے مذکورہ امرائے اسلام کی سرکردگی میں شاہ سند (ہندوستان) سے جنگ کی۔ اللہ تعالیٰ نے سندھی جتھوں کو شکست دی۔ اور اہل اسلام کو بہت سارے اموال غنیمت حاصل ہوئے اور سالار اعظم حکم بن عمرو نے اس فتح کی خوش خبری و اموال غنیمت کا سرکاری حصہ خمس صحابہ عبدی کے ساتھ مرکز خلافت میں حضرت عمر فاروق کے پاس بھیجا (البدایہ والنہایہ ذکر فتح کرمان و سجستان و کرمان ج ۷ ص ۱۳۷) اس عبارت میں فتح سندھ کے سلسلے میں جن سالاران عساکر اسلام کا ذکر ہے ان میں سے شہاب بن عمار کو چھوڑ کر سبھی صحابہ ہیں اور جو صحابہ عبدی فتح سندھ کی خوش خبری مع اموال غنیمت لیکر دوبار فاروقی میں گئے تھے۔ وہ بھی مشہور و معروف صحابی ہیں۔ اور یہ بہت واضح بات ہے کہ ۲۳ھ سے پہلے لڑی جانے والی جنگ میں شریک ہونے والے مجاہدین عام طور سے صحابہ و تابعین ہی تھے۔

یہ معلوم ہے کہ صحابہ و تابعین کے زمانہ میں تہلیل پرستی نہیں پائی جاتی تھی سب لوگ ترک تہلیل والے مذہب اہل حدیث کے پیرو تھے یہ اتنی واضح بات ہے جس کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں۔

امام عامر شعبی تابعی کی زبانی اہل حدیث کا ذکر خیر

عمر فاروقؓ میں ۱۶ حجہ ۱۰ھ میں پیدا ہونے والے جلیل القدر تابعی امام عامر بن شراہیل شعبی جو ۱۰۰ھ کے بعد فوت ہوئے پانچ سو صحابہ کی ملاقات سے شرف ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ :-

”كُنَّا سُمَّةً مِّنْ أُمَّرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا حَدَّثْتُ إِلَّا مَا أَجْمَعُ أَهْلُ الْخَدِيثِ“ اگر مجھے پہلے سے دو بات معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں صرف وہی باتیں بیان کرتا جنہیں ”اہل الحدیث“ نے متفقہ طور پر بیان کر رکھا ہے“ (سیر اعلام النبلاء ترجمہ عامر شعبی ج ۳ ص ۳۱۲ - ۳۱۳ تذکرۃ الحفاظ طبع بیروت ترجمہ شعبی ج ۱ ص ۷۳) اس قول شعبی سے صاف ظاہر ہے کہ عام صحابہ و تابعین اہل حدیث تھے اور ان کی بیان کردہ علمی و فقہی دینی باتوں میں اختلاف بھی پایا جاتا تھا جنہیں امام شعبی ایک زمانہ تک اختلافی ہونے کے باوجود صحابہ و تابعین سے نقل کیا کرتے تھے مگر بعد میں انہیں احساس ہوا کہ مجھے اہل حدیث صحابہ و تابعین سے وہی باتیں نقل و بیان کرنی چاہئے تھیں جن میں ان اہل حدیث صحابہ کا اختلاف نہیں بلکہ اتفاق تھا۔ اس قول شعبی میں تحدیث سے مراد صحابہ و تابعین کی بیان کردہ عام علمی و دینی و فقہی باتیں ہیں جنہیں وہ اپنے طور پر یا کسی کے حوالہ سے بیان کرتے تھے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ اپنے اس بیان میں اپنے زمانہ والے صحابہ و تابعین میں سے کسی کو مستثنیٰ کئے بغیر بھی کو امام شعبی نے اہل حدیث کہا ہے موصوف اہل حدیث ہی لوگوں سے اس لئے علمی باتیں نقل کرتے تھے کہ موصوف اہل الراء لوگوں سے بہت وحشت و نفرت رکھتے تھے۔ اہل الراء لوگوں سے وحشت و نفرت کی تعلیم امام شعبی نے بواسطہ عمرو بن حریب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ راشد اور بواسطہ مسروق حضرت عبد اللہ بن مسعود نیز دیگر صحابہ سے پائی تھی۔

فرقہ بریلویہ کے بہت بڑے امام حضرت علامہ مفتی حاجی احمد یار خاں نیسی نے کسی بھی صحابی کو مستثنیٰ کئے بغیر سب کی ہا بہت علی الاطلاق دعویٰ کیا ہے کہ صحابہ کسی کے مقلد نہیں تھے انہیں کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں تھی وہ بذات خود تمام مسلمانوں کے پیشوا اور امام ہیں۔

ان صحابہ کی بیرونی امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد وغیرہم بھی کرتے ہیں۔ صحابہ صرف قبیح کتاب و سنت تھے اور رسول اللہ ﷺ کے امتی تھے (جاء الحق و زهق الباطل از احمد یار رضا خانی بریلوی مکتبہ جام کور دہلی ۱۳۷۱ھ ج ۱ ص ۲۷) مگر اپنے فرقہ و مذہب کے امام مذکور کی اس صراحت سے منحرف ہو کر بریلوی مفتی جلال الدین امجدی نے چند صحابہ کو چھوڑ کر سب کو تہذیب پرست قرار دیا (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۸) یہ بھی ایک بریلوی عجوبہ ہے۔

امام شعبی و خلیفہ راشد عمر فاروق کا اہل الراہی سے تشفر

چنانچہ امام شعبی عمرو بن حرث سے نقل ہیں کہ :-

" قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِيَّاكُمْ وَأَصْحَابَ الرَّأْيِ فَإِنَّهُمْ أَعْدَاءُ السُّنَنِ أَعْنَيْتُمْ أَنْ يُحْفَظُوا مَا قَاتَلُوا بِالرَّأْيِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا " یعنی تم لوگ اہل الراہی سے بیچ کر دور رہا کرو کیونکہ اہل الراہی سنت نبویہ کے دشمن ہوتے ہیں وہ احادیث نبویہ و اقوال صحابہ کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں اس لئے اپنی رائے و قیاس سے فتوے دیتے اور مسائل بتاتے ہیں بنا بریں خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں (احکام لابن حزم ج ۶ ص ۴۲ - ۴۳ و اعلام الموقعین ج ۱ ص ۵۵ وَقَالَ الْحَا فِظُ ابْنُ الْقَيْمِ اسْتَنْبَدَ هُنَا الْأَثَارَ عَنْ عُمَرَ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ وَجَامِعِ بَيَانَ الْعِلْمِ لِابْنِ عَبْدِ الْكَبِيرِ وَالْمُلَمَّحَاتِ إِلَى مَا فِي الْبَارِئِ مِنَ الظُّلُمَاتِ ج ۱ ص ۱۸۰ و ۱۹۶ و ۳۸۳-۳۸۵)

اہل الراہی سے حضرت ابن مسعود کا تشفر

نیز امام شعبی سروق سے نقل ہیں کہ :-

" وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ ثُمَّ حَدَّثَ قَوْمٌ بِقِيْسُونَ الْأُمُورِ بِرَأْيِهِمْ فَيُهْلِكُهُمُ الْإِسْلَامُ وَيَنْظِمُهُمْ " جب امت اسلامیہ میں بگاڑ و فساد پیدا ہونے لگے گا تو اہل الراہی کا ظہور و تولد ہوگا جو دینی مسائل و فتویٰ اپنی رائے و قیاس سے بتلایا کریں گے جس کے باعث اسلام لوٹ پھوٹ اور بکھر جائے گا " (الاحکام لابن حزم ج ۸ و جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۳۵ - ۱۳۶ و مقاصد الحسنہ ص ۳۲۲ بحوالہ سند دلمی و تاریخ یعقوب بن شیبہ و الملحمات ج ۱ ص ۳۸۳)

امام شعبی نے حضرت ابن مسعود سے یہ بھی نقل کیا کہ :-

وَأَيُّكُمْ وَأَرَأَيْتَ فَمَا هَلَكَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِأَرَأَيْتَ وَلَا تَقْيِسُوا شَيْعًا فَتَزِلَ قَدَمٌ بَعْدَ نُبُوتِهَا " یعنی لوگو! اپنے آپ کو آرایت اور آرایت کہنے والے لوگوں سے بچا کر رکھو کیونکہ تم سے پہلے والی اقوام صرف اسی طور طریق کی وجہ سے ہلاک و تباہ ہوئیں تم دین میں رائے زنی اور قیاس آرائی سے بالکل ہی باز رہو ورنہ تمہارے پاؤں راہ حق سے پھسل جائیں گے " (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۰ واللحقات ج ۱ ص ۲۸۳-۲۸۴)

دونوں صحابہ سے تمام صحابہ کی موافقت

ان دونوں جلیل القدر صحابہ یعنی خلیفہ راشد عمر فاروق اور ابن مسعود کی اس بات سے کسی بھی صحابی کا اختلاف منقول نہیں اس لئے یہ صحابہ کا اجماعی موقف قرار پانے کے لائق ہے اور خلفائے راشدین کی بات پر اہل اسلام کو کاربند ہونے کا بھی حکم شریعت نے دیا ہے جبکہ ان کی بات خلاف نص نہ ہو اور یہاں معاملہ یہ ہے کہ نصوص شرعیہ خلیفہ راشد عمر فاروق کے ساتھ ہیں اس لئے امام شعبی طریق اہل الرای سے وحشت رکھتے تھے اور طریق اہل حدیث پر کاربند تھے۔

اہل الرای سے تنفر پر صحابہ کا اجماع اور اس اجماع سے

شعبی کی موافقت

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے اجماعی طور پر بتلایا تھا کہ اہل الرای کا طریقہ امت اسلامیہ کے لئے جاہ کن ہے لہذا ان سے بچ کر رہنے میں ہی عافیت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے یہ بات نصوص شرعیہ سے مستفاد ہونے والے حکم شرعی کی بناء پر بطور پیش گوئی برائے حبیہ کہی تھی اور تھوڑے بہت اہل الرای عہد صحابہ میں پائے بھی جانے لگے تھے بلکہ زمانہ شعبی میں اہل الرای تعداد میں خواہ کتنے ہی کم رہے ہوں مگر ان لوگوں نے اہل حدیث اماموں اور لوگوں کی ناک میں اپنے خلاف اہل حدیث سرگرمیوں کے ذریعہ دم کر رکھا تھا چنانچہ امام شعبی کا بیان ہے کہ :-

"وَاللَّهِ لَقَدْ بَغِضُ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَى الْمَسْجِدِ لَوْ بَغِضُ إِلَى مَنْ كِنَسَاةَ دَارِي قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا أَبَا عُمَرَ قَالَ الْأَرَابِيُّونَ قَالَ فِيهِمْ الْحَكْمُ وَحَمَادُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ وَأَصْحَابُهُمْ" یعنی ان قیاس پرستوں

نے اپنی رائے پرستی والی سرگرمی کی وجہ سے میرے گھر کے کوڑا خانہ (گھور) سے بھی زیادہ مسجد کو اس لئے کہیں زیادہ مبغوض بنا دیا ہے کہ اس مسجد میں یہ لوگ اپنی رائے و قیاس پرستی والی سرگرمیوں جاری رکھتے ہیں پوچھنے پر امام شعبی نے بتا دیا کہ ان رائے و قیاس پرست لوگوں میں حماد بن ابی سلیمان اور ابان کھلم مذہب اصحاب بھی داخل ہیں (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۶۴ والا حکام لابن حزم ج ۶ ص ۵۵ و ج ۸ ص ۳۳ و طیة الاولیاء ج ۲ ص ۳۲۰ والللمحات ج ۱ ص ۲۷۱ ۳۸۰ ۳۷۱) (اسانید صحیحہ)

بقول شعبی حماد بن ابی سلیمان اہل الرای میں سے تھے

اس سے معلوم ہوا کہ محدث شعبی میں وہ اہل الرای مذہب اہل حدیث کے خلاف اپنی سرگرمیوں میں بہت زیادہ زور پکڑ گئے تھے جن سے دور رہنے اور راہ فرار اختیار کرنے کا حکم بشمول خلیفہ راشد عمر فاروق تمام صحابہ نے دیا تھا تاثرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ مذہب اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کے خلاف رائے اور قیاس پرستی والی سرگرمی رکھنے والوں میں سے امام شعبی نے حماد بن ابی سلیمان اور ان کے اصحاب کا نام بتلایا ہے قول شعبی میں مذکور شدہ حماد بن ابی سلیمان الللمحات میں ہماری پیش کردہ تحقیق تفصیل کے مطابق اپنے استاذ خاص امام ابراہیم نخعی (جو کوفہ کے امام اہل حدیث تھے) کے مذہب اہل حدیث پر اپنے استاذ خاص نخعی کی زندگی بھر قائم تھے مگر وفات نخعی کے کچھ دنوں بعد موصوف حماد ابن ابی سلیمان مذہب اہل حدیث سے منحرف ہو کر اہل الرای کے فرقہ مرجیہ میں شامل ہو گئے جس کے باعث امام نخعی کے مذہب اہل حدیث پر قائم رہ جانے والے علاحدہ نخعی نے وصیت نخعی کے مطابق حماد کا پوری طرح بائیکاٹ کر دیا حتیٰ کہ موصوف حماد سے علاحدہ نخعی نے سلام کلام تک بند کر دیا (ملاحظہ ہو تفصیل کے لئے ہماری کتاب الللمات ج ۱ ص ۳۲۱ ۳۲۵ جلد ۲ ص ۲-۵)

امام ابراہیم نخعی اپنے استاذ شعبی کی طرح اہل الرای سے

نفرت رکھتے تھے

واضح رہے کہ امام ابراہیم نخعی اگرچہ امام شعبی کے شاگرد تھے (الللمات ج ۱ ص

(۱۴۳)

۳۹۲ - ۳۹۳ نیز ص ۳۸۶ بحوالہ کتب العلم لابن فیثر ص ۱۱۷ و حلیۃ الاولیاء ص ج ۳ ص ۲۲۱ والمعرفۃ والتدریج للفسوی ج ۲ ص ۶۰۳ و تذکرۃ الحفاظ

مگر موصوف نفعی اپنے استلام شعبی سے کئی سال پہلے فوت ہو گئے اور وہ یہ نہیں دیکھ سکے کہ حماد بن ابی سلیمان مذہب اہل حدیث سے منحرف ہو کر اہل الرای کے فرقہ مرجیہ میں شامل ہو گئے مگر لام نفعی کے استلام شعبی اور نفعی کے عام حلاذہ ان سے ترک مذہب اہل حدیث اور قبول مذہب اہل الرای والارباہ کے باعث بہت زیادہ ناراض و بیزار رہنے لگے۔ لام نفعی بھی اپنے استلام نفعی کی طرح اہل الرای سے بہت نفرت رکھتے تھے جیسا کہ تفصیل اللمحات میں ہے۔

۷۱ کیا امام ابو حنیفہ شاگرد شعبی تھے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرقہ بریلویہ جس امام ابو حنیفہ کی تقلید کا دعویٰ ہے وہ لام شعبی کے بھی شاگرد ہیں اور ان سے امام ابو حنیفہ نے تھوڑا بہت پڑھا ہے ہم نے بعض لوگوں کے اس خیال کا کسی قدر تحقیق جائزہ اللمحات ج ۱ ص ۴۳ ۴۲ ۴۵ ۳ ص ۳۸۸ ۳۹۰ میں لیا ہے۔

امام ابو حنیفہ شاگرد حماد بن ابی سلیمان تھے

لیکن یہ بات تحقیق ہے کہ امام ابو حنیفہ مذکورہ بالا حماد بن ابی سلیمان کے خاص شاگرد اور خصوصی فیض یافتہ تھے جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے ہم فرقہ بریلویہ کے اس دعویٰ کی طرف توجہ دینی چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک ہندوستان پر ہمیشہ حنفی مذہب کی تقلید کرنے والوں کی حکومت رہی۔

ہر شخص ہسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس مذہب الرای والقیاس کو خلفائے راشدین اور عام صحابہ و تابعین وحشت و نفرت کی نظر سے دیکھتے ہوں اور از راہ خیر خوانی لوگوں کو اس مذہب رائے و قیاس سے دور کرنے کے لئے نہایت زور و شور کے ساتھ وصیت کرتے ہوں اس مذہب الرای والقیاس سے مجان صحابہ و تابعین اور متبعین اہل سلف کبھی وابستہ ہونے پر آمادہ نہیں ہو سکتے تھے پھر جب وہ مذہب الرای والقیاس ایک تقلیدی مذہب کی شکل و صورت اختیار کر کے

(۱۴۴)

رواج پذیر ہونے لگا ہو تو عوام المسلمین اور خواص نے اس سے دلچسپی لینے میں صحابہ و تابعین کی ان وصیتوں اور نصیحتوں کا ضرور ہی خیال رکھا ہوگا بنا بریں اس مذہب رائے و قیاس سے لوگوں کی وحشت و نفرت لازمی طور پر رہی ہوگی۔

ہماری کتاب اللمعات ج ۲ ص ۱۲۵ و ص ۱۷۵-۱۷۶ تا ۱۹۳ میں ہندوستان سے امام ابو حنیفہ کے رشتہ کا ذکر ہے۔

عمد صحابہ میں ہندوستان پر اہل حدیث حکومت قائم تھی

آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگا کہ جن ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو فرقہ بریلویہ اور اس طرح کے دوسرے نو مولود فرقتے واجب قرار دیتے ہیں اور ان میں سے امام احمد بن حنبلؒ نے اور متعدد دیگر ائمہ کرام نے صراحت کر رکھی ہے کہ صحابہ کرام سے لیکر ان کے زمانہ تک اسلاف مذہب اہل حدیث کے پیرو و تابع تھے اور وہ خود بھی اہل حدیث کہلاتے تھے صحابہ کے بعد والے لوگوں میں سے کچھ افراد ضرور ہی مذہب اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث سے منحرف اور غیر وابستہ تھے مگر عام لوگ اہل حدیث ہی تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے مشہور و معروف امام یعنی امام احمد بن حنبل کی تصریح کے مطابق عمد صحابہ سے لیکر ان کے زمانہ تک مذہب اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کا وجود تقادریں صورت فرقہ بریلویہ اور اس جیسے دیگر نو مولود تقلید پرست فرقوں کا یہ دعویٰ خود بخود باطل ہو جاتا ہے کہ مذہب اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کو ہندوستان کی انگریزی حکومت نے تیرہویں صدی ہجری میں پیدا کیا ہے حیرت ہے کہ اس مکذوبہ بریلوی دعویٰ کے خلاف ائمہ من القس قسم کے دلائل قاہرہ اور براہین ساطعہ موجود ہونے کے با وصف اس فرقہ بریلویہ کو ایسا واضح الکذب مکذوبہ دعویٰ کرنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ اس کا ایک ہی سبب سمجھ میں آتا ہے کہ آنے والی تفصیل کے مطابق ہا جماع صحابہ فرقہ بریلویہ بہت بڑا کذاب و افتراء پرداز قرار پاتا ہے بس اپنے اسی امتیازی وصف کے باعث اس فرقہ بریلویہ کو اتنا واضح البطلان دعویٰ اپنی مقصد برآری کے لئے کرنے کی ہمت و جرأت اور بجا جسارت ہوئی۔

ایک طرف بریلویہ فرقہ کے امام احمد یار اور ان جیسے لوگ صحابہ کرام کی ہانت معترف

ہیں کہ صحابہ تقلید پرست نہیں تھے دوسری طرف اس بریلوی موقف سے منحرف ہو جانے والے موجودہ بریلوی مفتی جلال الدین امجدی دعویٰ بریلویت اور حمایت رضا خانیت کے باوجود دوسرے طریق پر گامزن ہیں موصوف مفتی امجدی کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ عام صحابہ نعوذ باللہ تقلید پرست تھے ان میں سے صرف چند حضرات بشمول چاروں خلفائے راشدین تقلید پرست نہیں تھے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۸) یہاں ہم اس بریلوی دعویٰ سے تعرض کئے بغیر یہ کہتے ہیں کہ باعتراف بریلویہ وفات نبویہ کے بعد جن چاروں خلفائے راشدین کی حکومت و خلافت تیس سالوں تک قائم رہی ان کا مذہب و مسلک ترک تقلید یعنی مذہب اہل حدیث و مذہب سلفی رہا جس سے لازم آتا ہے کہ عہد صحابہ میں ۴۰ھ تک بریلویہ کے مصطلح غیر مقلدوں ہی کی حکومت رہی اور اس کے بعد بھی بہت زمانہ تک تقلید پرستی کی تولید و تخلیق مسلمانوں میں نہیں ہوئی تھی اس لئے لازم آتا ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد بھی عرصہ دراز تک اسلامی حکومت کی زمام کار غیر مقلدوں کے ہاتھ میں رہی اور یہ معلوم ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانہ مبارک سے لیکر بہت زمانہ تک ہمارا ملک ہندوستان مرکز خلافت کے ماتحت رہا یعنی کہ ہندوستان پر بہت زمانہ تک اہل حدیث حکومت رہی پھر یہ بریلوی دعویٰ مکذوب کے علاوہ کیا ہے کہ ہندوستان میں ہمیشہ حنفی المذہب تقلید پرست حکومت رہی اور یہاں کے عام باشندے بھی تقلید پرست حنفی ہی رہے پھر جب ہندوستان میں انگریزی استعمار آیا تو بھی یہاں کے مسلمان باشندے حنفی ہی تھے اور اپنی حکومت چلانے کے لئے انگریزی حکومت نے ہندوستان میں غیر مقلد مذہب اور غیر مقلد جماعت یعنی اہل حدیث مذہب اور اہل حدیث جماعت کو پیدا کیا؟

جس امام ابو حنیفہ کی تقلید کا دعویٰ فرقہ بریلویہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہندوستان کی اسلامی حکومت ہمیشہ سے حنفی مذہب کی مقلد تھی وہ امام ابو حنیفہ اپنی تقلید سے لوگوں کو منع کرتے تھے دریں صورت بریلوی لوگ ان کی تقلید پرستی سے ممانعت کے باوجود ان کے یعنی امام ابو حنیفہ کے مقلد صحیح معنوں میں کیسے کلا سکتے ہیں جبکہ منع تقلید میں یہ امام ابو حنیفہ کے مقلد نہیں ہیں اور جب یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ امام ابو حنیفہ کی ولادت سے بہت زمانہ پہلے ہندوستان میں اہل حدیث حکومت قائم تھی جو آنے والی تفصیل کے مطابق بہت زمانہ تک یعنی

وفات اہل حنیفہ کے بعد کئی صدیوں تک قائم رہی تو فرقہ بریلویہ یا کسی بھی تقلید پرست فرسے کا یہ دعویٰ دعویٰ مکذوب کے علاوہ کیا ہے کہ ہندوستان پر ہمیشہ حقی مذہب کی تقلید کرنے والی حکومت رہی؟

ائمہ اربعہ کے زمانہ میں ہندوستان کی اسلامی حکومت تقلید پرست نہیں تھی

یہ معلوم ہے کہ جن ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو فرقہ بریلویہ اور اس کا ہم مزاج دوسرا تقلید پرست فرقہ واجب اور ضروریات دین سے قرار دیتا ہے ان ائمہ اربعہ کے زمانہ میں بھی ہمارے ملک ہندوستان میں نیز غیر ہندوستان میں بھی ترک تقلید والی وہ حکومت قائم تھی جو فرقہ بریلویہ اور اس کے ہم مزاج دوسرے تقلیدی فرقہ کی اصطلاح میں غیر مقلد تھی یعنی کہ اہل حدیث اور سلفی المذہب واثری المسلك تھی۔

فرقہ بریلویہ جس امام ابو حنیفہؒ کا مقلد اپنے کو کہتا ہے وہ بہر حال بذات خود تقلید پرست نہیں تھے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ فرقہ بریلویہ اور اس کا ہم مزاج ہندوستان والا تقلید پرست فرقہ کسی طرح یہ ماننے پر آمادہ نہیں ہو سکتا کہ امام ابو حنیفہؒ مقلد تھے بلکہ ان تقلید پرست فرقوں کو ائمہ اربعہ میں سے کسی کا تقلید پرست ہونا تسلیم نہیں بلقظ دیگر یہ تقلید پرست فرسے چاروں اماموں میں سے ہر ایک کو غیر مقلد قرار دینے پر متفق اللسان ہیں پھر ان غیر مقلد ائمہ اربعہ کے طریق ترک تقلید پرستی پر چلتے رہنے والے جن اہل حدیث و سلفی واثری لوگوں کو تقلید پرستی کے مدعی بریلوی اور غیر بریلوی فرسے غیر مقلد کہتے ہیں ان کو ترک تقلید والی ائمہ اربعہ کی راہ اور صراط مستقیم پر چلنے کے سبب تقلید پرست بریلوی اور غیر بریلوی لوگ بہت زیادہ مطعون کیوں کرتے ہیں؟ کیا ترک تقلید والی ائمہ اربعہ کی راہ ان مدعیان تقلید کی نظر میں صراط مستقیم نہیں ہے؟

ترک تقلید والی راہ ہی صراط مستقیم ہے

یہ یقینی بات ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو فرقہ بریلویہ اور اس کے ہم

مزاج دوسرے تہذیب پرست ہندوستانی فرقہ کے لوگ عوام و خواص علماء اور غیر علماء ائمہ اربعہ والے ترک تہذیب کے طریق کو غیر صراط مستقیم نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ لوگ بھی ائمہ اربعہ کے ترک تہذیب والے طریق کو صراط مستقیم کہنے پر متفق ہیں۔ تمام فرض و غیر فرض نمازوں کی ہر رکعت میں وہ سورہ فاتحہ ضرور پڑھی جاتی ہے جس میں تمام اہل اسلام کو بحالت نماز یہ دعا کرنے کی تعلیم اللہ و رسول کی جانب سے دی گئی ہے کہ :- "إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" یعنی اے ہمارے رب العالمین تو ہم کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے جو تیرے انعام یافتہ بندوں یعنی انبیاء و مرسلین و صدیقین و شہداء و صالحین و جملہ اولیاء اللہ کی اختیار کردہ صراط مستقیم ہے اور ان انعام یافتگان کی صراط مستقیم ان لوگوں سے مختلف ہے جن پر اے اللہ رب العالمین تیرا غضب نازل ہوا اور جو گمراہی و ضلالت میں گرفتار ہوئے "

جن انعام یافتگان کی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق روزانہ کی بیخ گمانہ فرض و غیر فرض نمازوں کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہے ان انعام یافتہ لوگوں میں فرقہ بریلویہ اور اس کا ہم مزاج دوسرا ہندوستانی تہذیب پرست فرقہ ان ائمہ اربعہ کو بھی قطعاً اور یقیناً شمار کرتا ہے جن کے بارے میں یہ معترف ہے کہ یہ ترک تہذیب والی صراط مستقیم پر چلنے تھے پھر یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ ترک تہذیب والی جو صراط مستقیم بشمول ائمہ اربعہ تمام انعام یافتہ بندوں کی اختیار کردہ صراط رہی وہ ترک تہذیب والی صراط مستقیم ان تہذیب پرست فرقوں کے بقول چوتھی صدی ہجری کے بعد کیونکر اور کیسے اور کس شرعی یا غیر شرعی اور عقلی و نقلی دلیل سے صراط مستقیم نہیں رہ گئی بلکہ غیر صراط مستقیم میں بدل گئی ؟

فرقہ بریلویہ کی طرف سے فرقہ بریلویہ کی وکالت و ترجمانی و دفاع کے لئے مقرر کردہ مفتی جلال الدین نے سورہ فاتحہ والی اس دعا کا ذکر بظاہر بڑے جوش اور ہوش میں بعنوان "غیر مقلدوں کے گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت" کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ دعا پڑھتے رہنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی ہے اور اس دعا میں جن انعام یافتہ لوگوں کی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق اللہ سے طلب کی جاتی ہے ان سے مراد قرآن مجید نے خود متعین کر دیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین الخ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۶-۲۷)

یہاں فرقہ بریلویہ سے ناظرین کرام پوچھیں کہ ان انعام یافتہ لوگوں میں شامل انبیائے کرام بشمول خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ اور جملہ صدیقین و شہداء و صالحین جس صراط مستقیم پر چلتے رہے وہ صراط مستقیم تقلید پرستی والی صراط مستقیم تھی یا ترک تقلید والی راہ تھی؟ جس وقت اہل اسلام کو یہ قرآنی حکم دیا گیا اس وقت اس قرآنی حکم کے مخاطب حضرات یعنی صحابہ کرام اور خود ہمارے رسول اللہ ﷺ تقلید پرستی والی راہ پر چلنے والے تھے یا ترک تقلید والی راہ پر چلنے والے تھے؟ کیا کسی بھی نبی و رسول کی بابت یہ تصور ہو سکتا ہے کہ وہ تقلید پرستی والی صراط پر چلنے والا تھا اور کیا سارے صدیقین و صالحین و شہداء کے سر تاج ہمارے رسول اللہ ﷺ نعوذ باللہ تقلید پرستی والی صراط پر چلا کرتے تھے؟ اگر ترک تقلید والی راہ کو راہ ضلالت کہا جائے تو اس سے کتنا بھیاںک اور خطرناک و ہولناک نتیجہ نکلتا ہے؟ یعنی کہ اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ انبیائے کرام اور جملہ صحابہ و صدیقین و شہداء و اولیاء تقلید پرست تھے یہ معلوم ہے کہ انبیاء کرام کے بعد سب سے بڑے صدیق خلیفہ راشد ہمارے رسول اللہ ﷺ کے ید غار اور آپ کے پہلے جانشین و نائب حضرت ابو بکر صدیق تھے یہ ابو بکر صدیق جس صراط مستقیم پر چلتے تھے وہ باعتراف فرقہ بریلویہ ترک تقلید والی ہی صراط تھی کیونکہ فرقہ بریلویہ نے اپنی اس کتاب میں صراحت کی ہے کہ چاروں خلفائے راشدین ترک تقلید والے راستے پر چلتے تھے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۸) فرقہ بریلویہ یہی بات اپنے ائمہ اربعہ کی بابت بھی کہتا ہے۔

کیا سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب عم نبوی کو تقلید پرست قرار دینے پر فرقہ بریلویہ کا ضمیر آمادہ ہے؟ اسی طرح ہجرت نبویہ سے پہلے کی زندگی میں کفار کے ذریعہ شہید کر دیئے جانے والے شہدائے کرام (جو صحابہ تھے) کو اور شہدائے بدو واحد و دیگر غزوات نبویہ کے شہداء کو تقلید پرست کہنا روا ہے؟ ان تمام انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کی ترک تقلید والی صراط مستقیم کو بھلا کس دل و جگر سے فرقہ بریلویہ اوز اس جیسا دوسرا فرقہ غیر صراط مستقیم کہتا ہے؟

بریلوی اصول کے مطابق امام ابو حنیفہ ^{رح} غیر مقلد تھے

جس تقلید شکن اور بدعت شکن کتاب حقیقتہ الفقہ کے رد کے نام پر زیر نظر

بریلوی کتاب ”غیر مقلدوں کے فریب“ لکھی گئی ہے اس میں اور اس کے پہلے اور بعد میں لکھی جانے والی متعدد سلفی کتابوں میں مدلل طور پر حوالجات کے ساتھ صراحت کی گئی ہے کہ جن امام ابو حنیفہ کی تقلید کا دم فرقتہ بریلویہ اور اسی طرح کا دوسرا نو مولود ہندوستانی فرقہ بھرتا ہے وہ ترک تقلید والے موقف پر قائم تھے اور وہ تمام لوگوں کو اپنی اور اپنے علاوہ دوسروں کی تقلید سے منع کرتے تھے (مالاحظہ ہو تفصیل کے لئے مقدمہ حقیقتہ الفقہ از ص ۵۰ تا ۵۳ وعام سلفی کتابیں)

بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے رد میں لکھی جانے والی زیر نظر کتاب بلکہ کسی بھی دوسری بریلوی کتاب میں حقیقتہ الفقہ کی اس حقیقت بیانی کے رد و نقد میں ایک لفظ بھی آج تک تقلید پرست پارٹی کی طرف سے کچھ نہیں کہا جاسکا اور یقین ہے کہ قیامت تک معاملہ یوں ہی رہے گا پھر کتنی عجیب بات ہے کہ تقلید ابی حنیفہ کے دعویدار فرقے منع تقلید میں اپنے تقلیدی امام ابو حنیفہ کی تقلید نہیں کرتے؟

ہمارا چیلنج اور تحدی ہے کہ منع تقلید میں امام ابو حنیفہ کے اقوال منقولہ کے رد میں تا قیامت تقلید پرست فرقہ بریلویہ اور اسی جیسا دوسرا فرقہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکے گا جس طرح وہ اب تک خاموش رہا اسی طرح قیامت تک لا جواب رہے گا نیز وہ یہ بھی کہنے کی ہمت نہیں پاسکے گا کہ ترک تقلید والے جس موقف و مذہب پر امام ابو حنیفہ زندگی بھر قائم رہے اور اسی فوت ہو کر دنیا سے آخرت کو سدھارے وہ موقف و مذہب غلط و باطل و ناقابل قبول و نالائق تسلیم ہے۔ ایسی صورت میں طریق ابی حنیفہ اور مذہب ابی حنیفہ کو چھوڑ کر فرقہ بریلویہ اور اس جیسے نو مولود دوسرے تقلید پرست فرقے کا دوسرا طریق و مذہب اختیار کر لینا کون سا قابل مدح طریقہ ہے؟ صرف یہی نہیں بلکہ منع تقلید میں تقلید ابی حنیفہ نہ کرنا اور الٹ کر ترک تقلید والے طریق پر طنز و تعریض و طعن و تشنیع کو اپنا دین و ایمان و شیوہ و شعار بنا لینا کون سا طریقہ ہے؟

اس میں شک نہیں کہ جس طرح امام ابو حنیفہ نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے اسی طرح باقی ائمہ اربعہ اور دوسرے ائمہ اسلام نے کیا ہے (کمائیاتی)

چاروں تقلیدی مذاہب کا ذکر حدیث نبوی میں

صراط مستقیم پر چلنے کے مدعی چاروں مروجہ تقلیدی مذاہب میں سے کسی نہ کسی کی تقلید فرض قرار دینے والے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ مندرجہ ذیل حدیث نبوی ملاحظہ کریں :-

" عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَحَطَّ حَطًّا وَحَطَّ حَطِّينَ مِنْ عَيْنٍ وَحَطَّ حَطِّينَ عَنْ يَسَارِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخِطِّ الْأَوْسَطِ فَقَالَ هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ ثُمَّ تَلَى هَذِهِ آيَةَ وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ " یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ ہم خدمت نبویہ میں موجود تھے کہ آپ نے ایک لکیر کھینچی پھر اس کے داہنے اور بائیں دو دو لکیریں یعنی کل پانچ لکیریں کھینچیں اور بیچ والی لکیر پر (چاروں لکیروں کو چھو کر) آپ نے اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ یہی ایک لکیر صراط مستقیم اور راہ الہی ہے پھر آپ نے آیت مذکورہ کی تلاوت کی جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اللہ کی صراط مستقیم ہے جس کی تم لوگ پیروی کرو اور اس لکیر کے علاوہ جو چار لکیریں ہیں ان سے مراد صراط مستقیم سے مختلف چار متفرق راستے (فرقے) ہیں تم لوگ صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ان متفرق و مختلف راستوں کی پیروی مت کرنا ورنہ یہ راستے تمہیں صراط مستقیم سے برگشتہ کر کے منتشر کر دیں گے " (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۱ ج ۱ ص ۶ صحیح ابن ماجہ للالبانی نمبر ۱۱۰ ج ۱ ص ۶ و مسند احمد و متعدد کتب حدیث)

ناظرین کرام سنجیدگی سے غور فرمائیں کہ صراط مستقیم سے مختلف آپ کے قرار دیئے ہوئے چاروں مذاہب ہی چاروں تقلیدی مذاہب تو نہیں ہیں جن میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ لازم قرار دیئے ہوئے ہے ؟

اس حدیث نبوی کا ذکر اس تقلید شکن سلفی و بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ ص ۲۲۰ و ص ۲۲۲ زیر عنوان نتیجہ و خاتمہ میں بھی ہے جس کا کوئی جواب یارو فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ نے نہیں دیا حالانکہ فرقہ بریلویہ نے یہ کتاب ہی حقیقتہ الفقہ کے رد میں لکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔

ائمہ اربعہ میں امام مالک کا مذہب اہل حدیث تھا

ائمہ اربعہ میں سے امام مالک ہاتھیوں تھیدی لاموں کے استوا یا استوا الاساتذہ ہیں انہیں امام مالک کے معاصر امام وہیب نے کہا :-

" امام اهل الحديث مالك " یعنی امام مالک " اہل حدیث " کے امام ہیں (تذکرۃ الحفاظ ترجمہ امام مالک ج ۱ ص ۲۰۹ مطبوعہ بیروت)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام مالک کے زمانہ میں ایک جماعت ایسی تھی جس کا نام اہل حدیث تھا ظاہر ہے کہ جماعت اہل حدیث کا مذہب " مذہب اہل حدیث " تھا۔

امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں امام مالک سمیت بہت سارے ائمہ تابعین واتباع تابعین کا ذکر کرتے ہوئے کہا :- " ومن بعدهم من اهل الحديث " " یعنی ان سارے لاموں اور ان کے بعد والے اہل حدیث لاموں کا قائل طور و طریق تھا " (مقدمہ صحیح مسلم مع شرح نووی مطبوعہ ہندی ج ۱ ص ۲۳)

امام مسلم کی اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ امام مالک کے زمانہ میں اور ان سے پہلے اور بعد میں اہل حدیث نامی ایک جماعت ایسی تھی جس کے لاموں میں سے ایک امام مالک بھی تھے ظاہر ہے کہ اس جماعت اہل حدیث کا مذہب " مذہب اہل حدیث " تھا پھر فرقہ بریلویہ اور اس جیسے تقلید پرست دوسرے ہندوستانی فرقے کا یہ دعویٰ یقیناً کذب ہے کہ اہل حدیث جماعت اور اہل حدیث مذہب تیرہویں صدی ہجری میں ہندوستان کی انگریزی حکومت کی پیدا کردہ ہے اگر واقعی ایسا ہی ہوتا تو ان تقلید پرست نو مولود فرقوں کے ظہور پذیر ہونے سے کئی صدی پہلے زمانہ امام مالک میں بلکہ ان سے بھی پیشتر جماعت اہل حدیث و مذہب اہل حدیث کے موجود ہونے کا کوئی ذکر کتب اہل اسلام میں ہرگز نہ ہوتا۔

امام مالک کا زمانہ اور ان سے پہلے والے اسلاف کرام اور بعد والے بہت سارے لوگوں کی بابت یہ نقول کتب اہل اسلام میں بکثرت ہیں کہ یہ حضرات اہل حدیث کے امام تھے اور یہ چیز اس امر کی دلیل قاطع ہے کہ تمام زمانوں میں تقلید پرستی والے مذاہب کی تولید و تخلیق سے پہلے یعنی چوتھی صدی ہجری سے پہلے اہل حدیث افراد اور اہل حدیث مذہب کا وجود تھا۔

عمد ابی حنیفہؒ میں امام اہل حدیث امام مالک و ماجشون سرکاری مفتی تھے

امام عبداللہ بن وہب نے کہا :-

"حججت ستہ ثمان واربعین وصالح یصبح لا یفنی الناس الا مالک وعبید العزیز الماحشون" یعنی میں ۲۸ھ میں بخ پر گیا تھا تو ایک اعلان کرنے والا چیخ چیخ کر اعلان کر رہا تھا کہ لوگوں کو فتویٰ صرف امام مالک اور عبد العزیز ماجشون دیا کریں" (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۱۲) حتیٰ کہ خلیفہ وقت منصور نے چاہا کہ علوم مالک کو مدون کر کے اہل اسلام کا سرکاری مذہب قرار دے دیں مگر اس سرکاری تجویز کو امام مالک نے منظور نہیں کیا اس کی تفصیل ہماری کتاب اللمحات کے ترجمہ امام مالک میں ملے گی۔

اس کے باوجود فرقہ بریلویہ کے مفتی جلال الدین اور ان جیسے بہت سارے تقلید پرستوں کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان میں عام مسلمان اور بادشاہ سب کے سب ہمیشہ سنی حنفی مقلد رہے ان (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۱) حالانکہ زمانہ خلافت منصور میں اور اس کے پہلے عمداً صحابہ سے لیکر منصور کے بعد بہت طویل زمانہ تک ہندوستان خلافت اسلامیہ کے ماتحت تھا اور اس کا سرکاری مذہب امام مالک کی حدیث تھی۔ منصور کی تجویز مذکورہ کو اگرچہ امام مالک نے رد کر دیا تھا پھر بھی اس زمانہ کا سرکاری مذہب ترک تقلید اور اہل حدیث تھا۔

اس سے بریلوی مفتی اور ان جیسے لوگوں کے دعویٰ مذکورہ کی تکذیب ہوتی ہے۔

یہ بات تفصیل سے ہماری کتاب اللمحات میں بتلائی گئی ہے کہ ۱۵۰ھ سے پہلے اگرچہ اسلامی حکومت کی جانب سے امام اہل حدیث امام مالک و ماجشون کو فتویٰ دینے کا حکم تھا مگر امام اہل الراہی امام ابو حنیفہ پر فتویٰ دینے کی پابندی لگادی گئی تھی محض اس بناء پر کہ موصوف امام ابو حنیفہ اہل حدیث کے خلاف اہل الراہی کے طریق کو اختیار کر کے قرآن مجید کے معاملہ میں سرکاری موقف سے مختلف موقف رکھنے لگے تھے۔ اللمحات میں اس کی تفصیل طویل و عریض ہے ناظرین کرام اسی کی طرف رجوع کریں۔

ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی کا مذہب اہل حدیث تھا

ہمارے ملک ہندوستان کے تھلید پرست فرتے جن ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تھلید کو واجب قرار دیتے ہوئے ترک تھلید کرنے والے اہل حدیث کو "غیر مقلد" کہتے ہیں اور خود مذہب ختقی کی تھلید پرستی کے دعویدار ہیں ان ائمہ اربعہ میں سے ایک امام شافعی محمد بن اور یس کی ہابت حافظ ابن تیمیہ مولود ۶۶۱ھ و متوفی ۷۲۸ھ نے نہایت صاف طور پر لکھا ہے کہ :- " اَحَدُ مَذَہَبِ اَہْلِ الْحَدِیْثِ وَاسْتِخَارَ لِنَفْسِہِ " یعنی امام شافعی نے مذہب اہل حدیث کو اپنا مذہب قرار دے رکھا تھا اور اسی پر موصوف کار بند تھے (صحاخ السننہ لابن تیمیہ ص ۱۳۳) ساتویں آٹھویں صدی کے امام ابن تیمیہ کی اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن ائمہ اربعہ سے کسی نہ کسی کی تھلید فرقہ بریلویہ سمیت تمام تھلید پرست فرتے واجب قرار دیتے ہیں ان میں سے امام شافعی جو امام احمد بن حنبل (امام احمد ائمہ اربعہ میں سے ایک امام ہیں) کے استاذ و شیخ ہیں مذہب اہل حدیث کے تابع و پیرو تھے۔ اس کا لازمی مطلب ہے کہ امام شافعی کے زمانہ میں اور ان کے پہلے والے اسلاف کے زمانہ میں اہل حدیث ہی مذہب اور اسے ماننے والے لوگ موجود تھے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ امام شافعی کسی ایسے مذہب کے تابع نہیں ہو سکتے تھے جو بدعوی فرقہ بریلویہ تیرہویں صدی ہجری کی ایجاد ہو۔

امام ابن تیمیہ کو تھلید پرست ہندوستانی فرتے اپنی طرح کا تھلید پرست حنبلی المذہب کہتے ہیں اگر واقعی یہی بات ہے کہ حافظ ابن تیمیہ بھی ائمیں تھلیدی فرقوں کی طرح تھلید پرست تھے تو ان کی یہ بات اس چیز کی شہادت ہوئی کہ تھلید پرستوں کے اپنے گھر اور گروپ کے آدمی نے اعتراف ہی نہیں بلکہ صراحت کیا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی مذہب اہل حدیث کے پیرو تھے اور "صاحب البیت اوری بمافیہ" والی مش کے مطابق مذکورہ قول ابن تیمیہ تھلید پرستوں کے اس دعوی کی تکذیب کے لئے بہت کافی ہے کہ مذہب اہل حدیث تیرہویں صدی کے پہلے معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔

ساتویں صدی کے امام نووی کی شہادت

امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی متوفی ۷۶۷ھ نے کہا :-

"نشر (الامام الشافعی) علم الحدیث و اقام مذہب اہلہ" یعنی امام شافعی نے مذہب اہل حدیث کو قائم کیا (تہذیب الاسماء للنووی ج ۱ ص ۴۷)

یہ معلوم ہے کہ امام نووی حافظ ابن تیمیہ سے زمانہ میں مقدم ہیں انہیں بھی لوگ تقلید پرست شافعی المذہب کہتے ہیں اس لئے ان کی یہ شہادت بھی تقلید پرستوں کے دعویٰ مذکورہ پر ردِ بلیغ ہے۔

امام شافعی کی اپنی کتابوں خصوصاً کتاب الرسالہ میں متعدد جگہ صراحت ہے کہ وہ مذہب اہل حدیث کے تابع اور اس کے حامی اور اس کی طرف سے دفاع کرنے والے تھے۔

امام احمدؒ بن حنبل سلفی المذہب اہل حدیث تھے

اس سلسلے میں امام احمد کا اپنا طویل بیان عربی متن مع ترجمہ آگے آرہا ہے۔۔۔ حافظ ابن تیمیہ نے جس طرح امام شافعی کو تابع مذہب اہل حدیث کہا اسی طرح امام احمد کی بابت کہا کہ :- "کان علی مذہب اہل الحدیث" یعنی امام احمد اہل حدیث مذہب کے تابع و پیرو تھے (صحاح السننہ ج ۴ ص ۱۳۳)

امام نووی نے "لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ" والی متواتر المعنی حدیث نبوی کے تحت کہا :-

"وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِنْ لَمْ يَكُونُوا أَهْلَ الْحَدِيثِ فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ وَقَالَ الْقَاضِي عِيَّاضٌ إِنَّمَا أَرَادَ أَحْمَدُ أَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ أَهْلِ الْحَدِيثِ" یعنی امام احمد نے فرمایا کہ اس حدیث نبوی میں حق پر قائم رہنے والے طائفہ سے مراد اہل حدیث ہیں اور قاضی عیاض نے کہا کہ امام احمد کی مراد اہل سنت و جماعت ہیں اور مذہب اہل حدیث والے عقائد کے حاملین ہیں (شرح مسلم للنووی مطبوع ہندی کتاب الامارہ باب قوله لا تزال طائفة من امتي على الحق ج ۲ ص ۱۳۳)۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ امام احمد نے ان حق پرست لوگوں کو جنہیں حدیث نبوی میں ذکر کیا گیا ہے اہل حدیث کہا اور اس قول احمد کا مطلب قاضی عیاض نے یہ بتلایا کہ مذہب اہل حدیث والا عقیدہ رکھنے والے اہل سنت و جماعت کا ذکر اس حدیث نبوی میں کیا گیا ہے۔ اور

آئے والی تفصیل سے معلوم ہوگا کہ امام احمد صرف اہل حدیث کو اہل سنت وجماعت کہتے تھے اور مذہب اہل حدیث ہی کو مذہب اہل سنت وجماعت کہتے تھے کیونکہ حدیث اور سنت دونوں مترادف المعنی الفاظ ہیں امام احمد کا ایک فرمان یہ ہے کہ انسان تو بس اہل حدیث ہی لوگ ہیں (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۵۰ وطبقات الحنابلہ ص ۲۸۵) امام احمد کی اس بات کا مطلب یہ ہے کہ صحیح معنوں میں حقیقی انسان اہل حدیث لوگ ہی ہوتے ہیں۔

بقول امام احمد عمد نبوی سے لیکر ان کے زمانہ تک کے صحابہ
وتابعین سمیت سبھی لوگ اہل حدیث تھے

امام احمد ہیکے شاگرد امام احمد بن جعفر بن یعقوب بن عبداللہ ابو العباس القاسمی

الاصطخری اپنے استاذ شیخ امام احمد سے ناقل ہیں کہ :-

" قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ : هَذِهِ مَذَاهِبُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَأَصْحَابِ الْأَثَرِ وَأَهْلِ السُّنَّةِ الْمَتَّبِعِينَ بِعَرَفِهَا الْمَعْرُوفِينَ بِهَا الْمُفْتَدَى بِهِمْ فِيهَا مِنْ لَدُنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا وَأَدْرَكْتُ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَالشَّامِ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهَا فَمَنْ خَالَفَ شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الْمَذَاهِبِ وَطَعَنَ فِيهَا أَوْ عَابَ قَاتَلَهَا فَهُوَ مُبْتَدَعٌ خَارِجٌ مِنَ الْجَمَاعَةِ زَائِلٌ عَنِ مَنَهِجِ السُّنَّةِ وَسَبِيلِ الْحَقِّ مَكَانَ قَوْلِهِمْ إِنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ فِيهِ وَعَمَلُكَ بِالسُّنَّةِ وَالْإِيمَانُ بَزِيدٌ وَيَنْقُصُ وَيَسْتَنْبِي فِي الْإِيمَانِ غَيْرُ أَنْ لَا يَكُونَ الْإِسْتِنَاءُ شُكَا انْمَا هِيَ سُنَّةٌ مَا هِيَ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ وَإِذَا سَأَلَ الرَّجُلُ الْمُؤْمِنُ أَنْتَ فَإِنَّهُ يَقُولُ أَنَا مُؤْمِنٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَوْ مُؤْمِنٌ أَرَحْوُ..... وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَنْقُصُ فَقَدْ قَالَ يَقُولُ الْمُرْجِئَةَ وَمَنْ لَمْ يَرِ الْإِسْتِنَاءَ فِي الْإِيمَانِ فَهُوَ مُرْجِيٌّ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمَعْرِفَةَ تَفْعَلُ فِي الْقَلْبِ لَا يَتَكَلَّمُ بِهِ فَهُوَ مُرْجِيٌّ إِلَى أَنْ قَالَ وَهَذِهِ الْمَذَاهِبُ وَالْأَقْوَابِلُ الَّتِي وَصَفْتُ مَذَاهِبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ إِلَى أَنْ قَالَ وَالْأَصْحَابُ الْبِدْعِ أَسْمَاءٌ لَا تُشَبِّهُ أَسْمَاءَ الصَّالِحِينَ وَلَا الْعُلَمَاءِ فَمِنْ أَسْمَائِهِمُ الْمُرْجِئَةُ وَهُمْ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَلَا عَمَلٌ وَأَنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَالْأَعْمَالُ شَرَائِعٌ وَأَنَّ الْإِيمَانَ بَعْدَ النَّاسِ لَا يَنْفَاضُونَ فِي إِيْمَانِهِمْ وَأَنَّ إِيْمَانَ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَاحِدٌ وَأَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ وَأَنَّ الْإِيمَانَ لَيْسَ بِدِرْهَمٍ وَاسْتِنَاءٌ وَأَنَّ مَنْ آمَنَ بِسَلْسَلَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ حَقًّا قَوْلُ الْمُرْجِئَةِ وَهُوَ أَحَبُّ الْأَقْوَابِلِ وَأَضَلُّهَا وَابْعَدُ مِنَ الْهُدَى إِلَى أَنْ قَالَ وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ وَهُمْ مُبْتَدِعَةٌ ضَلَالٌ أَعْدَاءُ لِلْسُّنَّةِ وَالْأَثَرِ

يُطَلَّوْنَ الْحَدِيثَ وَيَرْوُونَ عَلَى الرَّسُولِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَيَتَّخِذُونَ أُمَّةً حَنِيفَةً وَمَنْ قَالَ يَقُولُهُ
 إِسْمًا وَيُدْعِيُونَ بِهِمْ بِحَسْبِهِمْ الخ " یعنی امام احمد نے فرمایا حجازی و شامی اور دیگر ممالک کے تمام علمائے
 کرام جن سے میں ملا ہوں وہ سب کے سب نیز صحابہ سے لیکر آج تک کے تمام اہل علم و اہل
 حدیث و اہل سنت جو سنت کو جڑوں سمیت مضبوطی سے تھامے ہیں اور جن کے طریق کار کی
 اقتداء کی جاتی ہے ان کا یہ مذہب ہے کہ ایمان قول و عمل و نیت اور سنت کی پیروی کا مجموعہ ہے
 اور ایمان گھٹنا بڑھتا ہے اور اپنے کو مومن قرار دیتے وقت ان شاء اللہ کہا جاتا ہے یہ کسی شک کی
 وجہ سے نہیں بلکہ اتباع سنت ماضیہ کی وجہ سے ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایمان میں عمل داخل
 نہیں وہ مرجیہ ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایمان اقرار کا نام ہے اور اعمال اس سے خارج شراعی
 ہیں وہ بھی مرجیہ ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا اور جبریل و میکائیل کا ایمان یکساں ہے وہ
 بھی مرجیہ ہیں اور جو ایمان میں استثناء کے قائل نہیں وہ بھی مرجیہ ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ
 محض وہ معرفت بھی مفید ہے جو صرف دل میں ہو جس کا اقرار زبان سے نہ کیا جائے وہ بھی
 مرجیہ ہیں اور مرجیہ کی بات کے برخلاف میں نے جس مذہب کا ذکر کیا ہے وہی مذہب اہل سنت
 و جماعت کا مذہب ہے اس کے خلاف عقیدہ و موقف رکھنے والے بدعتی ہیں اور اہل سنت
 و جماعت سے خارج ہیں وہ تو راہ سنت اور راہ حق سے بالکل الگ ہیں جو لوگ ہمارے ذکر کردہ
 مذہب اہل سنت کے مخالف ہوں اور اس کی کسی بات پر طعن و عیب چینی کریں یا اہل سنت پر
 حرف گیری کریں وہ سب اہل سنت سے خارج بدعت پرست لوگ ہیں اہل بدعت کے مختلف
 فرقوں میں سے ہر ایک کے الگ نام و لقب ہیں چنانچہ اہل بدعت کے ایک گروہ کا نام مرجیہ
 ہے جو کہتے ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں اور یہ کہ ایمان مجرد ہے لوگوں کے ایمان میں کمی
 نہیں ہوتی اور یہ کہ ملائکہ اور انبیاء کا ایمان یکساں ہے اور یہ کہ مومن کو ان شاء اللہ نہیں کنا
 جائز ہے یہ سب مرجیہ فرقہ کے مروجات ہیں جو بہت خبیث اور بہت ضلالت والے اور ہدایت
 سے دور ہیں اور اصحاب الراہی بھی اہل بدعت ہیں یہ لوگ سنت و حدیث کے دشمن ہیں حدیث
 نبوی کو رد کر دیتے ہیں اور اپنی رائے و قیاس پر عمل کرتے ہیں ان اصحاب الراہی کے امام ابو حنیفہ
 اور ان کے اصحاب ہیں (طبقات الحنابلہ لابن ابی یعلیٰ مطبوع بیروت ج ۱ ص ۲۳ تا ۳۶)

اصحاب الاثر و اصحاب الحدیث و اہل الحدیث اہل الاثر وغیرہ مترادف اللفظ ہیں فرقہ بریلویہ

اور فرقہ دیوبندیہ کی تولید و تخلیق سے بہت زیادہ پہلے ۵۶۰ھ میں فوت ہونے والے امام سمعانی نے اپنی مشہور عالمی کتاب انساب میں مادہ ”الاشری“ کے تحت لکھا ہے کہ :-

هَذِهِ النَّسْبَةُ إِلَى الْأَثَرِ يَعْنِي الْحَدِيثَ وَالْعِلَّةَ وَأَتْبَاعَهُ وَأَنْتَسَبُ بِهِمْ إِلَى النَّسْبَةِ لِأَنَّ بَيْتَ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ الْأَثَرِيَّ الصُّوفِيَّ الْمَوْلُودَ سَنَةَ ٤١٣ هـ الْمَتَوَفَى ٤٩٠ هـ يَعْنِي ٣١٣ هـ مِمَّنْ بَدَأَ هُنُوْبَ وَالے لور ۳۹۰ھ میں فوت ہونے والے اہل حدیث امام مذہب اہل حدیث کی طرف متسوب ہونے کے باعث الاشری کہلاتے ہیں کیونکہ الاشری والی نسبت کا مطلب ہے کہ مذہب اہل حدیث کا تابع (انساب سمعانی ج ۱ ص ۱۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ اہل الاثر اور اہل الحدیث ہم معنی الفاظ ہیں اسی طرح سمعانی نے سلفی کے بارے میں بھی کہا کہ یہ مذہب سلف کی طرف منسوب ہے (انساب ج ۷ ص ۱۶۸) اس سے معلوم ہوا کہ فرقہ بریلویہ دیوبندیہ کی ولادت سے کئی صدی پہلے اہل الاثر اور اہل الحدیث و سلفی لوگ پائے جاتے تھے بلکہ ہم بتلا چکے ہیں کہ عہد نبوی ہی سے یہ مذہب اور اس مذہب کے ماننے والے موجود ہیں اہل حدیث و اہل اثر و سلفی لوگوں کو ”محمدی“ بھی کہا جاتا ہے اس کی تحقیق آگے چل کر کی گئی ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے اپنے اس طویل بیان میں جو کچھ کہا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عہد نبوی سے لیکر امام احمد بن حنبل کے زمانہ تک کے اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ تھا کہ ایمان میں اعمال شامل ہیں اور یہ کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور اس کے لئے ان شاء اللہ کتنا جائز ہے اور یہ کہ اس کے خلاف ایمان میں اعمال کو شامل نہ ماننے والے اور اس میں کمی بیشی ہونے کا انکار کرنے والے اور اس کے لئے ان شاء اللہ کہنے کو ناجائز بتلانے والے بدعتی فرقوں میں سے مشہور بدعتی فرقہ ”فرقہ مرجیہ“ کے افراد ہیں ایسے لوگ فرقہ مرجیہ سے وابستہ ہیں اور ”فرقہ مرجیہ“ ہی کی طرح ”اصحاب الراي“ بھی بدعتی فرقوں میں سے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ ’اصحاب الراي‘ کے عقائد و لوصاف وہی ہیں جو عقائد و لوصاف امام احمد بن حنبل نے فرقہ مرجیہ کے بیان کئے ہیں یہ معلوم و معروف اور واضح بات ہے کہ ”فرقہ بریلویہ“ میں وہ سارے لوصاف و عقائد پائے جاتے ہیں جو بقول امام احمد بن حنبل فرقہ مرجیہ و اصحاب الراي کے عقائد و لوصاف ہیں اور ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ فرقہ بریلویہ کے مفتی جلال الدین نے امام احمد بن حنبل سمیت چاروں اماموں کی وابستگی کو اہل سنت و جماعت کے لئے

لازم قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل کے مذکورہ بالا بیان نیز دوسرے متعدد بیان کا حاصل یہ ہے کہ بریلوی مفتی جلال الدین کے ذکر کردہ چاروں اماموں میں سے دوسرے امام مالک اور تیسرے امام شافعی بھی وہی عقائد و اوصاف رکھتے تھے جو بشریح امام احمد اہل سنت و جماعت کے عقائد و اوصاف ہیں اور امام احمد کے بیان میں یہ صراحت بھی ہے کہ اہل سنت و جماعت والے مذکورہ عقائد و اوصاف سے مختلف عقائد و اوصاف رکھنے والے اہل بدعت ہیں۔

ہماری مذکورہ بالا بات میں اہل سنت و جماعت کے جن عقائد و نظریات کا ذکر امام احمد اور دوسرے اماموں کے بیانات کی روشنی میں کیا گیا ہے ان عقائد و نظریات سے فرقہ بریلویہ کے عقائد و نظریات سو فیصد مختلف ہیں بلکہ فرقہ مرجیہ کے عقائد و نظریات سے فرقہ بریلویہ کے عقائد و نظریات موافقت رکھتے ہیں جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے لہذا فرقہ بریلویہ کا اپنے کو اہل سنت و جماعت کہنا قطعی طور پر خلاف امر واقع دعویٰ ہے کیونکہ یہ فرقہ مرجیہ جیسے عقائد رکھتا اور مرجیہ عقائد کے علاوہ بہت سارے دوسرے مبتدعانہ نظریات بھی رکھتا ہے جیسا کہ پوری تحقیق کے ساتھ تفصیل آرہی ہے الحاصل فرقہ بریلویہ بہت سے فرق باطلہ کے مبتدعانہ عقائد و نظریات کا حامل ہے نیز اپنی ایجاد کردہ بعض دوسری بدعات کو بھی دین و مذہب بنائے ہوئے ہے پھر بھی ظلما و جورا اپنا نام اہل سنت و جماعت رکھے ہوئے ہے۔

امام احمد کے مذکورہ بالا بیان میں سے ہم نے جن الفاظ کو حذف کر رکھا ہے ان میں یہ صراحت بھی ہے کہ اہل سنت کے بالمقابل عام بدعتی فرقے اہل سنت سے پر خاش و عناد رکھنے کے سبب اہل سنت کو اپنے اختراع کردہ مختلف مذموم و فبیح ناموں سے موسوم کرتے رہتے ہیں ہم اختصار کے پیش نظر صرف اسی اشارہ پر اکتفاء کر رہے ہیں بریلوی مفتی جلال الدین نے بھی اہل سنت یعنی اہل حدیث کے خلاف اپنے مبتدعانہ جذبات کی تسکین کے لئے دشنام طرازی کی اور انہیں مختلف انداز میں ظلما و جورا مطعون کیا اور برے برے ناموں سے یاد کیا ہے ناظرین کرام اس کی کچھ جھلکیاں آنے والی تفصیل میں دیکھ سکیں گے۔

۱۶۳ھ میں پیدا ہونے والے امام احمد بن حنبل "ستہتر سال کی عمر پاکر ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے وہ اور ان کے اسلاف ان کی تصریح کے مطابق مذہب اہل حدیث کے تابع تھے۔ موصوف امام احمد مذہب اہل حدیث کے تابع ہونے کے ساتھ ترک تقلید والے صراط مستقیم پر

قائم تھے اور حقیقت یہ ہے کہ مذہب اہل حدیث اور تقلید پرستی دو متضاد معارض مذاہب ہیں۔ اس لئے کسی اہل حدیث امام یا غیر امام کا مقلد ہونا ناممکن ہے۔ امام احمد نہ صرف یہ کہ ترک تقلید والے مذہب اہل حدیث پر کاربند تھے بلکہ امام احمد عام اسلاف اور اپنے معاصرین اور بعد والے ائمہ کرام کی طرح اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کرتے تھے۔ جس تقلید شکن اور بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقه کے جواب میں بریلوی کتاب ”غیر مقلدوں کے فریب“ لکھی گئی ہے اس میں اور بہت ساری دوسری سلفی کتابوں میں امام احمد بن حنبل کی تصریحات بھی دوسرے اسلاف کی تصریحات منع تقلید کے سلسلے میں نقل کی گئی ہیں (حقیقتہ الفقه کا مقدمہ بعنوان اقوال احمد نمبر ۸۸۴۸۱ حصہ اول ص ۵۶ عام سلفی کتابیں)

حقیقتہ الفقه پر رد لکھنے کے دعویٰ کے ساتھ تصنیف کردہ اپنی اس کتاب یعنی غیر مقلدوں کے فریب کے ذریعہ حقیقتہ الفقه کی ان حقیقت بیانیوں کی تردید فرقہ بریلویہ نہیں کر سکا بلکہ حواس باختہ ہو کر لاجواب وساکت و خاموش پڑا ہے۔

امام احمد بن حنبل کی طرف منسوب حنبلی مذہب کی تقلید کا انتساب پانچویں چھٹی صدی کے شیخ عبد القادر جیلانی یعنی فرقہ بریلویہ کے پیران حیر کی جانب بھی کیا جاتا ہے مگر شیخ جیلانی کی طرف تقلید پرستی کا انتساب غلط ہے جس پر تحقیقی بحث آگے آرہی ہے نیز غیر مقلدوں کے پہلے فریب کے عنوان سے مفتی بریلوی نے شیخ جیلانی کے تعلق سے جو کچھ کہا ہے اس کی تحقیق بھی آرہی ہے۔

بریلوی مفتی کی ”نگاہ اولین“

”نگاہ اولین“ کے عنوان سے اس بریلوی کتاب کے بریلوی مصنف نے کہا:-

”غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی کہتے ہیں وہ اپنا نیا مذہب پھیلانے کے لئے عرب ملکوں سے پیسے لاکر آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے کرتے رہتے ہیں انہیں فتنوں میں سے ان کی کتاب حقیقتہ الفقه بھی ہے جو غیر مقلد مولوی یوسف بے پوری کی تصنیف ہے اور دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح و اضافے کے بعد بمبئی سے شائع ہوئی ہے اور شروع سے آخر تک مکر و فریب سے بھری ہوئی ہے چند سال قبل اس کتاب کے فریب کو ظاہر کرنے کے

لئے مجھ سے کہا گیا مگر میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کی طرف توجہ نہ کر سکا مگر ابھی جلد ہی جب غیر مقلدوں نے تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کا نیا فقہ اٹھایا تو ہم ان کے کفری اور گمراہ کن حقیقے اس کتاب میں لکھ دیئے ان کے مکاریوں کے پردے چاک کر دیئے ان کے پوشیدہ راز ظاہر کر دیئے اور آخر میں کتاب مذکور حقیقتہ الفقہ کے چالیس فریب بھی لکھ دیئے تاکہ مسلمان اس گمراہ فرقہ سے دور رہیں ان کے فتنے میں نہ پڑیں اور نہ اس نئے مذہب کی سوسائٹیز دیکھ کر اس کی طرف مائل ہوں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۵)

بریلوی مفتی کی نگاہ اولین کی توضیح

ہم کہتے ہیں کہ کہ زیر نظر کتاب کی تمام عبارتوں کی طرح مندرجہ بالا عبارت بھی تلبیسات اور دیسہ کاریوں پر مشتمل ہے جن کی پردہ دری کرنے کا تہیہ ہم نے پوری طرح سے کر رکھا ہے مگر فی الوقت ہم بعض اشارات پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

فرقہ بریلویہ ”تنباز بالالقباب“ کا بکثرت ارتکاب کرتا ہے

اس بریلوی عبارت میں بھی عام بریلوی تحریروں کی طرح تنباز بالالقباب کرتے ہوئے حسب عادت اہل حدیث و سلفی المذہب لوگوں کو غیر مقلد کہا گیا ہے جیسا کہ اس بریلوی کتاب کا نام ”غیر مقلدوں کے فریب“ رکھنے میں بھی اسی ”تنباز بالالقباب بریلوی مفتی نے اپنی اور اپنی جماعت کی عادت کے مطابق کر رکھا ہے حالانکہ قرآن مجید اور حدیث نبوی میں ”تنباز بالالقباب“ کی شدید ممانعت کی گئی ہے۔

تنباز بالالقباب سے قرآنی ممانعت

چنانچہ ارشاد قرآنی ہے کہ :-

”لَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْقَسُوفِيُّ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ“ (پ ۲۶ سورۃ الممتحنات) یعنی اسے ایمان والو! تم اپنے مسلمان بھائیوں پر طعن و تشنیع و طرد و تفریض مت کیا کرو نہ تم ”تنباز بالالقباب“ کے مرتکب ہو کیونکہ ایمان سے بہرہ ور ہونے کے بعد بھی فسق و فجور والے ناموں سے لوگوں کو پکارنا بڑا خراب کام ہے اور

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے اپنی مذکورہ بالا عبارت میں اپنی دوسری متعدد تحریروں کی طرح بار بار کی تکرار کے ساتھ اہل حدیث کو ”اہل الاثر“ کہا ہے کیونکہ یہ دونوں مترادف المعنی الفاظ ہیں اسی طرح ایک مترادف لفظ ”اصحاب الحدیث“ بھی ہے فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے بہت پہلے غیثۃ الطالبین کا فارسی ترجمہ لکھنے والے شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۰ھ نے غیثۃ الطالبین میں واقع ہونے والے لفظ ”اہل الاثر“ کا ہر جگہ ترجمہ ”اہل حدیث“ ہی کے لفظ سے کیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ بریلوی مذہب اور بریلوی فرقہ کی تولید و تاسیس کرنے والے بریلوی اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کی ولادت شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی کی وفات کے دو سو پانچ سالوں کے بعد ہوئی ہے جن کے ترجمہ غیثۃ الطالبین کے مطابق شیخ جیلانی نے اہل حدیث پر طعن و تشنیع و طعن اور قدح و بد زبانی و زبان درازی و تباہی بالانقلاب کو اہل بدعت کی نشانی و پہچان بتلائی ہے اور یہ بہت واضح ہے کہ بریلوی فرقہ اور بریلوی فرقہ کے بانی و قائد اعظم کا شیوہ و شعار ہی اہل حدیث پر طعن و تشنیع و زبان درازی و بد کلامی ہے لہذا بریلوی فرقہ اپنے بانی سمیت تصریح جیلانی کے مطابق بدعت پرست ہے جس نے ظلم و جور اچنانام اہل سنت رکھ لیا ہے اور اہل حدیث کے لئے اپنے ایجاد کردہ خود ساختہ مذموم ناموں میں سے ایک نام ”غیر مقلد“ رکھ لیا ہے اپنی زیر نظر اس کتاب کا نام رکھنے میں بھی بریلوی مفتی نے اسی بریلوی وطیرہ اور شیوہ شعار کو اختیار کر رکھا ہے۔ بریلوی مفتی جلال الدین احمدی کے ہم مذہب ناموں اور قائدین میں سے بریلویوں کے ایک سرغنہ مولوی حکیم ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی نے اپنی کتاب بہار شریعت میں بریلوی مذہب اور بریلوی فرقہ کا یہ عقیدہ و نظریہ صراحت کے ساتھ واضح کیا ہے کہ :-

”اصول عقائد میں تقلید جائز نہیں بلکہ جو بات ہو یقین قطعی کے ساتھ ہو خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو اس کے اصول میں بالخصوص علم استدلالی کی حاجت نہیں الخ“ (بہار شریعت نشر کردہ کتب خانہ اشاعت الاسلام رجسٹرڈ چوڑی والاں دہلی سنہ طباعت ندارد) حصہ اول ص ۳۹ زیر عنوان ایمان و کفر کا بیان نیز ملاحظہ ہو جاء الحق و ذہق الباطل از بریلوی امام حاجی احمد یار خاں مطبوع ۱۳۱۰ھ ج ۱ ص ۱۵-۱۶)

مذکورہ بالا بریلوی تصریح فرقہ بریلویہ کے بریلوی مذہب کے ایسے سرکردہ امام و قائد

یہ اتنا بڑا کبیرہ گناہ ہے جس کے مرتکب جب تک صحیح معنوں میں توبہ نہ کر لیں تب تک شریعت کی نظر میں ظالم رہیں گے۔

”تاہز باللقاب“ کسی فرد یا جماعت یا چیز کے نام و لقب و وصف کو طعن و تشنیع کے لئے بگاڑ کر مذموم قسم کا نام رکھ لینے کو کہتے ہیں اور اس قرآنی حکم میں طعن و تشنیع اور تاہز باللقاب کو واضح طور پر کبیرہ معاصی و جرائم میں شمار کیا گیا ہے اور کوئی شک نہیں کہ بریلوی جماعت دوسرے جرائم و معاصی کی طرح اس جرم و معصیت کے ارتکاب کی عادی ہے۔

بتقریح شیخ جبیلانی اہل حدیث پر عیب گیری اہل بدعت کی

نشانی ہے

بریلوی جماعت اپنے کو شیخ عبد القادر جبیلانی مولود ۱۷۴۲ھ و متوفی ۱۸۱۶ھ کا معتقد ظاہر کرتی ہے اور بڑے وسیع پیمانے پر ہر سال گیارہویں شریف کے نام سے معاصی و بدعات کثیرہ پر مشتمل ایک خود ساختہ عید و تہوار منا کر شیخ جبیلانی کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا مظاہرہ کرتی ہے یہی شیخ جبیلانی اپنی مشہور و معروف کتاب غیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں کہ :-

”وَأَهْلَمَ أَنَّ لِأَهْلِ الْبِدْعِ عِلَامَاتٌ يُعْرَفُونَ بِهَا فَعِلَامَةُ أَهْلِ الْبِدْعِ الْوَقِيعَةُ فِي أَهْلِ الْأَثَرِ إِلَى أَنْ قَالَ وَلَا اسْمَ لَهُمْ إِلَّا اسْمٌ وَاحِدٌ وَهُوَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ وَلَا يَلْتَصِقُ بِهِمْ مَا لَقِبُوهُمْ أَهْلُ الْبِدْعِ كَمَا لَا يَلْتَصِقُ بِالنَّبِيِّ ﷺ تَسْمِيَةً كَفَارٌ مَكَّةَ سَاحِرًا أَوْ شَاعِرًا وَيَجْتَنُونَ الْخُ“ یعنی یہ بات جان رکھو کہ اہل بدعت کی کچھ علامات اور نشانیاں ہیں جن کے ذریعہ یہ اہل بدعت جانے پہچانے اور شناخت کئے جاتے ہیں چنانچہ اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث پر طعن و تشنیع و زبان درازی کرتے اور ان کے یعنی اہل حدیث لوگوں کے اصل نام کو بگاڑ کر اپنے خود ساختہ صحیح و صحیح نام رکھ لیا کرتے ہیں حالانکہ اہل حدیث کا اصلی نام ایک ہے یعنی ”اصحاب الحدیث“ اور اہل بدعت انہیں جن ناموں سے موسوم کرتے ہیں وہ نام اہل حدیث پر اسی طرح چسپاں اور منطبق نہیں ہو سکتے جس طرح نبی ﷺ پر کفار کہ کے خود ساختہ ناموں میں سے کوئی نام چسپاں اور منطبق نہیں ہو سکا مثلاً ساحر (جادوگر)، شاعر، مجنون وغیرہ الخ (غینۃ الطالبین مع فارسی ترجمہ از شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی ص ۱۹۸-۱۹۹)

کی ہے جس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوئے کتاب مذکورہ یعنی ”غیر مقلدوں کے فریب“ کے بریلوی مصنف مفتی جلال الدین نے اپنے نام کے ساتھ اپنی اس کتاب اور دوسری تصانیف میں بحیثیت مصنف ”امجدی“ کی نسبت بھی لکھ رکھی ہے نیز موصوف نے اپنے وطن اور حجاج ضلع ہستی یوپی میں اپنے قائم کردہ بریلوی رضوی مدرسہ کا نام بھی مولوی امجد علی کی طرف منسوب کرتے ہوئے ”مدرسہ امجدیہ اہل سنت ارشاد العلوم“ رکھ چھوڑا ہے نیز موصوف نے اپنی اس بریلوی کتاب کے ملنے کا پتہ اس کتاب کے سرورق پر ”کتب خانہ امجدیہ حجاج ہستی“ اسی مناسبت سے لکھا ہے صرف یہی نہیں بلکہ موصوف بریلوی مفتی جلال الدین اپنے امام بریلوی مولوی امجد علی کے مرید اور ان کی کتاب بہار شریعت کے بہت مداح اور انہیں ”صدر الشریعہ“ کا لقب و خطاب دینے والے ہیں چنانچہ بریلوی مفتی جلال الدین اپنی کتاب انوار الہدیث میں منسلک اپنی خود نوشت حیرت میں لکھتے ہیں کہ :-

”مجھے مسئلہ مسائل جاننے کا بڑا شوق تھا اس لئے میں بچپن ہی سے ”بہار شریعت“ کا نام سنتا تھا اور فقہ حنفی کی اس عظیم کتاب کو دیکھ کر اس کے مصنف صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا حکیم ابو العلاء امجد علی سے عقیدت رکھتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ حضرت صدر الشریعہ (مولوی امجد علی) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ ہیں تو ۲۹ / جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۸ء - ۱۹۴۱ء کو اپنے ساتھیوں کو ہم راہ لیکر میں بھی حضرت سے مرید ہو کر سلسلہ رضویہ میں داخل ہو گیا“ (انوار الہدیث ص ۵۰۲) اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی مفتی جلال الدین کے جس پیر طریقت مولوی ”امجد علی“ نے اپنی کتاب بہار شریعت میں بریلوی فرقہ کا یہ عقیدہ و نظریہ قلم بند کیا ہے کہ اصول عقائد میں تقلید جائز نہیں وہ فرقہ بریلویہ کے بانی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مرید خاص ہیں اور اصول عقیدہ میں اگرچہ مذکور بریلوی امام نے تقلید کو ناجائز کہا ہے مگر بریلوی لوگ بشمول بریلوی مفتی جلال الدین بھی اپنے صدر الشریعہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اصول عقائد میں تقلید کو ناجائز کہتے ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فرقہ بریلویہ بتصریح خویش اصول عقائد میں تقلید کو جائز تک نہیں مانتا اس اعتبار و لحاظ سے یہ بدعت پرست بریلوی فرقہ بذات خود بتصریح خویش غیر مقلد ہے جو طعن و تشنیع کی غرض سے سلفی لوگوں کو غیر مقلد کہتا ہے جب اصول عقائد جیسے

بنیادی امور میں یہ بدعت پرست فرقہ بتصریح خویش غیر مقلد ہے اور اس معاملہ میں تقلید پرستی کو جائز و مباح تک ماننے کا ردِ اولاً نہیں تو اس بدعت پرست فرقہ بریلویہ کا اپنے کو "غیر مقلد" قرار دینے کے بجائے بطور طعن و طنز و تباہ القاب اہل حدیث کو غیر مقلد کہنا اور اپنے کو اہل سنت کہنا کیونکر درست ہوا جبکہ جن شیخ جیلانی کی عقیدت کے مظاہرہ میں فرقہ بریلویہ دھوم دھام سے خود ساختہ بدعات پر مشتمل گیارہویں شریف مناتا ہے انہوں نے صراحت کر رکھی ہے کہ اہل حدیث پر طعن و تشنیع و زبان درازی اہل بدعت کا شیوہ و شعار ہے ؟

یہ بات امام احمد بن حنبل بھی کہے ہوئے ہیں جن سے وابستگی کا فرقہ بریلویہ مدعی ہے۔ امام احمد بن حنبل اور شیخ جیلانی کی تصریح کے مطابق بدعتی فرقہ قرار پانے والے فرقہ بریلویہ کا اپنا نام اہل سنت رکھ لینا ایک افسوسناک حادثہ ہے علاوہ ازیں اہل سنت و جماعت کے جو اوصاف شیخ جیلانی نے بتلائے ہیں وہ فرقہ بریلویہ میں نہ صرف یہ کہ پائے نہیں جاتے بلکہ اوصاف اہل سنت و جماعت سے مختلف و معارض وہ اوصاف فرقہ بریلویہ میں پائے جاتے ہیں جو اہل بدعت کے خصوصی اوصاف ہیں جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے۔ یہاں فی الحال ہم یہ بتلا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ جس طرح اہل سنت اور سنی لوگوں کا حریف و مخالف و مد مقابل ہونے کے باوجود اس بدعت پرست بریلوی فرقہ نے خلاف امر واقع اپنا نام اہل سنت و جماعت اور سنی رکھ لیا ہے اسی طرح اپنی خانہ ساز اختراعی بدعات کی ترویج و اشاعت اور اہل حدیث کے خلاف محاذ آرائی کی خاطر اس فرقہ نے اپنے قائم کردہ درسی و غیر درسی اداروں کے نام رکھنے میں بھی دھاندلی بازی سے کام لیا ہے۔

بدعات کی ترویج و اشاعت اور مسلک کتاب و سنت و مذہب اہل سنت کی مخالفت کے لئے بروکس ضلع سدھلا تھ عمر میں بریلوی فرقہ کی قائم کردہ جس بریلوی درسگاہ میں ایک طویل عرصہ سے ترویج بدعات کی خدمات بریلوی مفتی جلال الدین انجم دے رہے ہیں اس کا نام بھی انہوں نے مسلک سنت کے خلاف اپنی منصوبہ بند سازش کے تحت "دار العلوم فیض الرسول بروکس شریف" رکھ لیا ہے اور زیر نظر بریلوی کتاب کے پہلے ہی صفحہ پر تحریری طور پر یہ بات لکھ بھی دی ہے حالانکہ اس بریلوی ادارہ سے بدعت پرستی اور بدعت سازی کا چشمہ فیض جاری و ساری ہے اور یہاں توہید بدعات اور امانت سنت کا کاروبار ہوا کرتا ہے اس کا نام دارالہدعات

والبتدیین اور فیض القبورین ہونا چاہئے۔

بریلوی مفتی کے نگاہ اولین پر نظر ثانی

ناظرین کرام بریلوی مفتی کی "نگاہ اولین" والی عبارت پر پھر ایک نظر ڈال لیں جس میں کہا گیا ہے کہ اپنے کو اہل حدیث کہنے والے غیر مقلدین اپنا نیا مذہب پھیلانے کے لئے عرب ملکوں سے پیسے لا کر آئے دن نئے نئے فقہ اٹھاتے ہیں جن کے اٹھائے ہوئے فقہوں میں ایک فقہ ان کی سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ بھی ہے حالانکہ ناظرین کرام کو معلوم ہو چکا ہے کہ جن ائمہ اربعہ کے ساتھ وابستگی کا دعویٰ فرقہ بریلویہ کرتا ہے ان میں سے تین حضرات کی تصریح کے مطابق فرقہ بریلویہ اہل سنت کے بجائے بدعت پرست فرقہ یعنی مرجیہ ہے۔ ناظرین کرام فرقہ بریلویہ سے پوچھیں کہ اپنے خانہ ساز بدعتی مذہب کی حمایت اور ترویج و اشاعت کے لئے اور غیر بریلوی مذاہب خصوصاً حق پرست سلفی و اہل حدیث مذہب کے خلاف محاذ آرائی و زور آزمائی اور جارحیت کے لئے خرچ ہونے والے اربوں کھربوں روپے اور مادی وسائل فرقہ بریلویہ کہاں سے حاصل کر کے ترویج و بدعات کرنے والے ادارے چلاتا اور عند نبوی والے مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف بدعت ساری تنظیمیں قائم کر کے سرگرم عمل رہا کرتا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بدعت پرست فرقہ بدعت ساری بدعات پر مشتمل اپنے ایک ایک بدعتی تہواروں مثلاً گیارہویں شریف، بارہویں شریف، عید میلاد، عید معراج النبی، عید ہجرت النبی نیز مزاروں پر ہونے والے ایک ایک میلے پر کڑوروں نہیں اربوں کھربوں روپے خرچ کرتا ہے۔

سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے زمانہ تصنیف میں اہل حدیث پر

بریلوی حنفی مظالم

جس بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ سے فرقہ بریلویہ حواس باختہ ہو کر یہ ساری مذہبی حرکتیں کر رہا ہے وہ جس زمانے میں لکھی جا رہی تھی اس زمانے میں عرب ممالک خصوصاً حجاز مقدس مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ پر فرقہ بریلویہ کے نظریات و عقائد و خیالات والے لوگوں کا سرکاری قبضہ تھا حتیٰ کہ اپنے زمانے کے امام المحدثین حضرت مہاجر حسین بھاریؒ دہلوی

(۱۶۶)

ستونی ۱۳۲۰ھ جب حج پر گئے تو فرقہ بریلویہ کی ہم مزاج مجازی حکومت نے فرقہ بریلویہ کے ہم مزاج لوگوں کی سازش سے حضرت الامام سید نذیر حسین اور ان کے ہم مذہب بہت سارے لوگوں کو بہت زیادہ ستایا اور قید و بند کیا اور نہایت گھناؤنے جموںے الزامات لگائے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں سلفی مسلک متحد امور میں نجدی سعودی سرکاری مسلک سے اختلاف رکھتا ہے مثلاً ایک مجلس کی تین طلاقیں ، تعداد رکعات تراویح اور بھی بہت سارے امور پھر بھی فرقہ بریلویہ کا اہتمام ہے کہ نجدی ریال کی خاطر غیر مقلدین ہندوہابی نظریات رکھتے ہیں۔

سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کے زمانہ طبع میں سعودی حکومت کا

مالی تعاون

جس زمانہ میں یہ بدعت شکن سلفی کتاب طبع ہوئی یعنی ۱۳۲۰ھ میں اس زمانہ میں مجازی حکومت ہندوستانی مسلمانوں کی مالی معاونت سے قاصر تھی۔ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں البتہ ناظرین کرام پر واضح رہے کہ حقیقتہ الفقہ کی تصنیف سے بہت پہلے علمائے اہل حدیث حقیقتہ الفقہ جیسی متعدد کتابیں لکھ چکے ہیں ان کے جواب کا شوق فرقہ بریلویہ کو کیوں نہیں ہوا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس بدعت شکن سلفی کتاب ”حقیقتہ الفقہ“ کے رد میں فرقہ بریلویہ کے حکم و مطالبہ پر بریلوی مفتی جلال الدین امجدی نے اپنی یہ کتاب ”غیر مقلدوں کے فریب“ لکھا ہے اسے طبع ہو کر شائع ہوئے پچھتر سال سے بھی زیادہ زمانہ گزر چکا ہے مگر اس بے توفیق بدعتی بریلوی فرقہ کو اس کا رد لکھنے کی توفیق پچھتر سال بعد ہوئی بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کی طباعت و اشاعت کے پچھتر سال بعد اس کے رد میں لکھی جانے والی اپنی بریلوی کتاب میں بریلوی مفتی کا یہ کہنا کہ ”چند سال پہلے اس کتاب کے فریب ظاہر کرنے کے لئے مجھ سے کہا گیا لیکن میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کی طرف توجہ نہ کر سکا“ ایک عجوبہ ہے ، دینی غیرت رکھنے کی دعویٰ اس بدعتی پارٹی کو صرف چند سال پہلے ۱۳۲۰ھ میں شائع ہونے والی سلفی کتاب کے فریب ظاہر کرنے کا جذبہ پیدا ہوا اور اس جذبہ کے پیدا ہونے اور بریلوی مفتی سے اس کا رد لکھنے کا مطالبہ بریلوی

پارٹی کی طرف سے کئے جانے کے بعد بھی کئی سالوں تک یہ بریلوی مفتی اپنی دوسری مصروفیات میں مشغول رہے پھر یکایک انہیں جب یہ نظر آیا کہ نیا فتنہ اٹھایا ہے تو ان کی رگ بریلویت پھڑک اٹھی اور انہوں نے غیر مقلدوں کے کفری اور گمراہ کن عقیدے اپنی بریلوی کتاب میں لکھ ڈالے۔ یہ معلوم نہیں کہ بریلوی مفتی کی اصطلاح میں ان کی اپنی تحریر کردہ اس بات کا کیا معنی و مطلب ہے کیونکہ حقیقت امر یہ ہے کہ عہد نبوی سے لیکر آج تک ایک مجلس کی تین طلاقوں کو بہت سارے اہل علم صرف ایک رجعی طلاق نصوص کی بناء پر قرار دیتے آئے ہیں۔

ایک مجلس کی تین طلاق اور رضائی مذہب

زیر نظر بریلوی کتاب کی تخلیق سے کم از کم آٹھ سال پہلے ایک وقت اور مجلس کی تین طلاقوں کے ایک رجعی طلاق واقع ہونے کے موضوع پر پانچ سو سے بھی زیادہ صفحات پر ہماری کتاب تنویر الآفاق شائع ہو چکی ہے جس میں مدلل طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ جس خلیفہ راشد عمر فاروق اور دوسرے اسلاف جن کے ساتھ عقیدت کا دم بریلوی پارٹی بھرتی ہے ان خلیفہ راشد عمر فاروق نے پوری صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ :-

” قرآن مجید میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق

ہوتی ہیں (تنویر الآفاق ص ۳۳۳)

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ مفسر قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کی ہے کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں صرف ایک رجعی طلاق ہوتی ہیں (تنویر الآفاق ص ۲۵۰، ۳۸۱، ۴۳۷) نیز یہ کہ اسی بات پر عہد نبوی و عہد صدیقی و ابتدائے عہد فاروقی میں تمام لوگوں کا اجماعی طور پر عمل تھا جسے کسی سیاسی یا سماجی و معاشرتی و تعزیری مصلحت سے حضرت عمر فاروق نے وفات نبوی کے کئی سالوں بعد تین طلاقیں محض عارضی طور پر قرار دے دیا ورنہ عارضی وقفہ کے بعد خود حضرت عمر فاروق نے کتاب و سنت و عہد نبوی و عہد صدیقی اور خود اپنے ابتدائے عہد فاروقی والے اجماعی موقف کی طرف رجوع کر کے یہ حکم جاری کیا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہیں (تنویر الآفاق ص ۱۲۰، ۱۱۸) دریں صورت بریلوی مفتی کا یہ کہنا کیا معنی رکھتا ہے کہ ابھی جلد ہی غیر مقلدوں

نے تین طلاقوں کو ایک ہونے کا نیا فقہ اٹھایا ہے ؟
ہماری اس کتاب سے صدیوں پہلے اہل علم ایک مجلس کی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر
کتابیں لکھ چکے ہیں مگر۔

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے ؟

ایک مجلس کی تین طلاقوں کے ایک ہونے کے موضوع پر بریلوی پارٹی اور اس کی ہم
مسک تقلیدی پارٹیوں کے متحدہ محاذ کے موقف کا حال زار معلوم کرنے کے لئے ناظرین کرام
کے لئے صرف "تویر الآفاق" کا مطالعہ کافی ہوگا اس لئے اختصار کے پیش نظر ہم اسی اشارہ اور
حوالہ پر اکتفا کر رہے ہیں۔

بریلوی مفتی نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ "ہم نے غیر مقلدوں کی مکاریوں کے پردے
چاک کر دیئے اور ان کے پوشیدہ راز ظاہر کئے" تو اس کی حقیقت آگے چل کر ہم نے کھول دی
ہے، سر دست ناظرین کرام یہ غور فرمائیں کہ بریلوی مفتی نے تو یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ اپنی اس
کتاب "غیر مقلدوں کے فریب" کو ہم نے حقیقتہ الفقه کے رد میں لکھا ہے مگر کارنامہ
موصوف نے یہ انجام دیا کہ "حقیقتہ الفقه" کے صرف چالیس مسائل پر موصوف نے رد
قدح کی جبکہ حقیقتہ الفقه میں ڈھائی ہزار سے زیادہ بریلوی اور اس کی حلیف تقلیدی پارٹیوں
کے مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہر شخص آسانی سمجھ سکتا ہے کہ حقیقتہ الفقه میں مذکورہ ڈھائی
ہزار سے زیادہ مسائل میں سے صرف چالیس مسائل پر بریلویانہ گفتگو کو حقیقتہ الفقه کا رد قرار
دے لینا محض دھاندلی بازی ہے جبکہ بریلوی مفتی کے زیر بحث لائے ہوئے حقیقتہ الفقه والے
ان چالیس مسائل کا حال زار بھی ناظرین کرام کو بخوبی معلوم ہو چکا ہے چونکہ اس بریلوی کتاب
کے آخری صفحات میں حقیقتہ الفقه میں مذکور مسائل میں سے صرف چالیس مسائل کو بریلوی
مفتی نے اپنی بریلویت کا نشانہ بنایا ہے اور انہیں مسائل پر بریلوی اور سلفی عوام میں زیادہ چرچا اور
بحث و مباحثہ پایا جا رہا ہے اس لئے سب سے پہلے ہم نے انہیں بریلوی باتوں پر بحث و نظر کی ہے
اب ناظرین کرام توجہ سے بنظر انصاف مطالعہ کریں۔

ایک مجلس کی تین طلاقیں اور بریلوی عوام

بریلوی مفتی نے اگرچہ مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اہل حدیث سے دور رہیں اور ان

کے نقشے میں نہ پڑیں اور ان کے ”نئے مذہب“ کی سولتیں دیکھ کر اس کی طرف مائل نہ ہو اور اسی طرح کا مطالبہ مسلمانوں سے عام بریلوی زعماء بھی کرتے رہتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں اور اس طرح کے بہت سارے مسائل میں سلفی لوگوں سے طلب کئے جانے والے فتویٰ بریلوی فرقہ اور اس کے ہم مزاج ہندوستانی وغیر ہندوستانی لوگوں کی طرف سے ہوتے ہیں جن پر فرقہ بریلویہ اور اس کے ہم مزاج لوگ عمل کرتے ہیں اور یہ بات فرقہ بریلویہ کے زعماء کی کوششوں کی ناکامی کی بہت بھاری دلیلوں میں سے ایک بھاری دلیل ہے۔

بتصریح قرآن و سنت اسلامی شریعت سہل و آسان ہے

سلفی مذہب کی جن باتوں کو فرقہ بریلویہ ”نئے مذہب کی سولتیں“ کہتا ہے وہ خاتم النبیین ﷺ کی لائی ہوئی ملت سمحاء کی عنایت کردہ سولت ہیں خود ارشاد الہی ہے کہ ”يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ“ (پ ۲ سورۃ البقرۃ ۱۸۵) یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہیں آسان اسلامی قوانین کے ذریعہ سولتیں دینا چاہتا ہے وہ تمہیں دشوار قوانین کا پابند بنا کر مشکلات میں نہیں ڈالنا چاہتا ”جس ذات گرامی پر آیت مذکورہ پورے قرآن سمیت نازل ہوئی یعنی خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ انہوں نے فرمایا کہ ”إِنَّ هَذَا الدِّينَ يُسْرٌ هُوَ هَارَا دِينِ اسْلَامِ سَوْلَتِ وَأَسَانِي وَالَا هِي“ (صحیح البخاری کتاب الایمان و متعدد کتب حدیث)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا :-

”إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَرَادَ بِهَذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ وَلَمْ يُرِدْ بِهِمُ الْعُسْرَ“ یعنی اس دین اسلام کے ذریعہ اللہ نے امت محمدیہ کے لئے سولتیں مہیا کی ہیں انہیں دشواریوں میں مبتلا کرنا نہیں چاہا ہے (رواہ ابن مردویہ وروی معناه الامام احمد وغیرہ کذا فی تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۸۳)

کیا بریلوی شریعت اسلامی شریعت کی دی ہوئی سہولتوں کو

پسند نہیں کرتی

فرقہ بریلویہ ایک طرف امت محمدیہ کو اللہ ورسول کی دی ہوئی سہولتوں کو اختیار کرنے پر مذہب اہل حدیث پر طعن و تفتیح و طغ و تباہی بالانقلاب سے کام لیتا ہے اور اپنے اسی شیوہ و شعاد

کے بل بوتے پر اپنے کو اہل سنت وجماعت کہتا ہے دوسری طرف صریح احکام شریعہ کے خلاف لوگوں کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے لوگوں کے موافق مزاج فتویٰ دیتا ہے۔ اس کا ایک واضح ثبوت امام بخاری کی صحیح میں "بعض الناس" کے ساتھ بیان کردہ حنفی مسائل بھی ہیں نیز صحیح بخاری کی کتاب الجلیل والے مسائل بھی ہیں اور امام بخاری کے استاذ امام ابن ابی شیبہ کی کتاب الرد علی ابی حنیفہ نیز امام بخاری کے دوسرے استاذ امام حمیدی کی الرد علی ابی حنیفہ اور تیسرے امام نعیم بن حماد خزاعی کی بہت ساری کتابیں نیز امام شافعی کی کتابیں بھی ہیں۔

مثال کے طور پر حنفی مذہب کا یہ مسئلہ نفس پرست و شہوت پرست بے راہ رو لوگوں کے لئے بہت پسندیدہ ہو سکتا ہے کہ زندہ و مردہ جانوروں کے ساتھ وحشیانہ نیز کم سن لڑکی کے ساتھ وحشیانہ کرنے سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل واجب ہوتا ہے نہ روزہ ٹوٹتا ہے نہ کفارہ لازم آتا ہے اور کتوں اور متعذو قسم کے درندوں اور سانپوں کی تجارت جائز ہے دارالحرب میں سود لینا مسلمانوں کے لئے جائز ہے، حائضہ و نفاس والی عورتیں انقطاع حیض و نفاس پر غسل نہ کئے ہوں تو بھی ان کے ساتھ ان کے شوہروں کے لئے وحشیانہ جائز ہے، جھوٹے مقدمات کے ذریعہ کسی اجنبیہ عورت کو عدالت سے اپنی بیوی ہونے کا فیصلہ کرانے والے فساق و فجار کے لئے ایسی عورتوں کو بیوی کے طور پر رکھنا اور اس عورت کا بیوی ہو کر رہنے پر راضی ہونا جائز ہے اسی طرح اس کا برعکس معاملہ بھی جائز ہے یعنی کوئی عورت اگر کسی مرد پر اسی قسم کا دعویٰ کر کے عدالت سے فیصلہ کرائے تو دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا سہنا جائز ہے۔ اس طرح کی سیکڑوں مثالیں ہیں جن کا ذکر کرنے کے بجائے صرف بعض اشارات پر ہم اکتفاء کر رہے ہیں۔

بریلوی کتاب کا بریلویانہ انتساب

بریلوی مفتی جلال الدین احمدی نے اپنے خود ساختہ اکاڈمی پر مشتمل اپنی تخلیق کردہ کتاب "غیر مقلدوں کے فریب" کو بریلوی عادت کے مطابق سواد اعظم اہل سنت وجماعت وائمہ اربعہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے "انتساب" کے عنوان کے تحت مندرجہ ذیل بریلویانہ بات لکھی:

"ان تمام مسلمانوں کے نام جو سواد اعظم اہل سنت وجماعت سے ہیں اور ائمہ اربعہ

حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ حضور سیدنا امام شافعی ، حضور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دامن سے وابستہ ہو کر ان کی تقلید کرتے ہیں اور غیر مقلدوں سے دور رہتے ہیں اور شعیب الاولیاء حضور سیدنا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ متوفی ۱۳۵ھ کے نام جنہوں نے اپنے رشد و ہدایت اور عظیم دینی لواریہ دارالعلوم فیض الرسول کے قیام سے شمالی مشرقی یوپی میں غیر مقلدین کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳)

بدعت پرست فرقہ سے وابستہ رہتے ہوئے اسے "سواد اعظم اہل سنت و جماعت" کہنا اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو ضروری قرار دینا جبکہ ہر ایک نے نصوص کتاب و سنت کے مطابق اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے اور پامعترف خود غیر مقلد ہونے کے باوجود غیر مقلدوں سے دور رہنے کی ہدایت اور اپنے غیر مقلد ہونے کے باوجود لوگوں کو اپنے قریب آنے کی دعوت دینا اور بدعت کے دائمی و بدعت پرست کو شعیب الاولیاء کہنا سب برعکس نام نمد زنگی را کافور والی مثل کا مصداق ہے۔ ہم سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا معنی ائمہ اربعہ میں سے امام احمد نیز امام مالک و شافعی اور دوسرے ائمہ کرام کے بیان کی روشنی میں بیان کر آئے ہیں ان اماموں کی تعریف سواد اعظم والی سنت بہر حال فرقہ بریلویہ پر صادق نہیں آتی بلکہ اس سے فرقہ بریلویہ کا کچھ اور ہونا لازم آتا ہے۔

بریلوی مفتی کی بریلوی کتاب کا آغاز ہی غلط طریقہ پر کیا گیا

بریلوی مفتی جلال الدین اپنی اصل کتاب کا آغاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں :- "لَكَ الْحَمْدُ يَا اللَّهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶) ہم کہتے ہیں کہ کسی کتاب کے آغاز میں مذکورہ بالا بریلویانہ الفاظ کے کہنے اور لکھنے کے جواز کا کوئی ثبوت نصوص شرعیہ اور زمانہ خیر القرون اور فرقہ بریلویہ کی ولادت سے پہلے نہیں ملتا لہذا بریلوی مفتی کا یہ طریقہ آغاز کتاب طریق اہل سنت و جماعت کے سراسر خلاف ہے۔ اس کے باوجود بھی ڈھونگ بازی کرتے ہوئے اس فرقہ کا اپنے کو اہل سنت و جماعت کہتے پھرنا کھلی ہوئی دھاندلی ہے۔ زمانہ خیر القرون میں راجح طریق آغاز تصنیف ہی طریق اہل سنت و جماعت ہے اس سے انحراف کر کے خود ساختہ طریق آغاز کتاب اہل بدعت کا شیوہ و شعلہ ہے اگر فرقہ بریلویہ کو اہل سنت و جماعت

کے خاندان ساز خلاف اسلام عقائد و نظریات کی تکذیب ہوتی ہے :- لرشاد قرآنی ہے کہ :-

”لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَأِنَّهُمْ غَالِقُونَ فِي السَّمَاءَاتِ
وَسَافِرِ الْأَرْضِ يُغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (پ ۳ سورہ آل عمران : ۱۳۸ ،
۱۳۹) یعنی اے اللہ سے نہی محمد ﷺ آپ کو امر الہی میں اختیار نہیں آپ جن لوگوں پر لعن
و طعن کر کے عذاب الہی میں گرفتار کرانا چاہتے ہیں ان کی بابت ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ
آپ کی حاجت پوری ہی کر دے وہ انہیں توفیق تو بہ دے کہ قابل رحمت و جنت بھی بنا سکتا ہے
اور چاہے تو جہلائے عذاب بھی کر سکتا ہے وہ لوگ ظالم تو ہیں ہی ، آسمانوں اور زمین میں جو
چیزیں بھی ہیں وہ صرف اللہ کی ملکیت ہیں ان میں تصرف کا اختیار صرف اللہ ہی کو حاصل ہے وہ
جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے ، اللہ غفور رحیم ہے ۔

عقیدہ بریلویہ کی تکذیب احادیث نبویہ سے

ان دونوں آیتوں اور ان کی ہم معنی متعدد آیات سے فرقہ بریلویہ کے اختر ہی عقائد کی
بھر پور تکذیب ہوتی ہے ان آیتوں کی تفسیر میں وارد ہونے والی بہت ساری احادیث نبویہ ہی
سے فرقہ بریلویہ کی نہایت واضح طور پر تکذیب کرنے والی صرف بعض احادیث کے ذکر پر ہم
اکتفاء کر رہے ہیں ۔ ملاحظہ ہو :-

”عَنْ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ اللَّهُمَّ الْعَنِ فُلَانًا اللَّهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ
اللَّهُمَّ الْعَنِ سَهْلَ بْنَ عُمَرَ اللَّهُمَّ الْعَنِ صَعْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ فَتَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَنَبَيْتَ عَلَيْهِمْ كَلِمَةً وَفِي
رِوَايَةٍ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو عَلَى أَرْبَعَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الْخ وَهَدَاهُمْ اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ وَفِي
رِوَايَةٍ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو عَلَى رِجَالٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِسْمِئِهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ
شَيْءٌ“ یعنی آپ شرکین میں سے متعدد لوگوں پر نام بنام لعنت بھیجنے کی بددعا کرتے تھے مگر
اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ کے ذریعہ آپ کو اس سے منع کر دیا پھر آپ جن لوگوں پر لعنت والی
بددعا کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق ایمان دیکر جلیل القدر صحابہ بنا دیا اور انہیں جنت
نصیب کی (مسند احمد و صحیح بخاری مع فتح البدری کتاب المغازی حدیث نمبر ۳۵۵۹ و نمبر
۳۵۶۰ و نمبر ۳۰۶۹ و ۳۰۷۰ و ۳۳۶۰ و تفسیر ابن کثیر سورہ آل عمران آیت ۱۳۸ - ۱۳۹ ج ۱)

ص ۱۰۹-۱۱۰ وعام کتب حدیث و تفسیر)

بظہرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ معاملہ میں آپؐ کی چاہت کے بالکل برعکس معاملہ کیا ہے جانیگے آپؐ کو پوری کائنات میں تصرف کا مالک و حاکم بنا دیا ہو کہ جو چاہیں سو کریں مگر فرقہ بریلویہ تبلیغ سے کام لے کر آیات مذکورہ اور ان کی ہم معنی متعدد آیات اور سیکڑوں احادیث نبویہ کے بالکل برخلاف اپنے خانہ ساز عقائد کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوئے ہے۔ انہیں آیات سے فرقہ بریلویہ کے خانہ ساز غیب نبوی والے عقیدے کی بھی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ اگر آپؐ عالم الغیب ہوتے تو مذکورہ بالا قسم کی بددعا نہ کرتے۔

عقیدہ بریلویہ کی تکذیب کرنے والی چوتھی آیت

ایک دوسری قرآنی آیت ملاحظہ ہو :-

ارشاد ربانی ہے کہ :-

"إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ" (پ ۲۰ سورۃ القصص : ۵۶) یعنی اے ہمارے نبی محمد ﷺ آپؐ جسے چاہتے ہیں کہ ہدایت سے بہرہ ور ہو جائے اسے آپؐ ہدایت سے بہرہ ور نہیں کر سکتے یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ جسے چاہے ہدایت سے بہرہ ور کرے۔

آیت مذکورہ بھی اپنے سے پہلی والی آیات کے ہم معنی ہے۔ متواتر المعنی حدیث نبوی کے مطابق یہ آیت آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب کی بابت نازل ہوئی کہ آپؐ بہت زیادہ چاہتے تھے کہ وہ ایمان سے بہرہ ور ہو جائیں مگر اللہ کی چاہت آپؐ کی چاہت کے بالکل خلاف تھی لہذا ابو طالب بحالت کفر فوت ہوئے (صحیحین وعام کتب حدیث و تفسیر) اس آیت سے جہاں کائنات میں آپؐ کو تصرف و اختیار حاصل ہونے کی نفی ہوتی ہے وہیں آپؐ کے عالم الغیب ہونے کی بھی نفی ہوتی ہے۔ ہمدی اس مختصر سی بات سے فرقہ بریلویہ کے مزعموات کی تکذیب ہوتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اس فرقہ نے نصوص شرعیہ کے خلاف بالکل دوسرے عقائد و نظریات کے مجموعہ کو اپنا دین و ایمان بنا لیا ہے اگر آپؐ عالم الغیب ہوتے تو مرضی الہی کے خلاف ہدایت ابی طالب کے اس قدر طالب نہ ہوتے کیونکہ آپؐ ہر معاملہ میں راضی برضائے الہیہ ہا کرتے تھے۔

اس معنی کی پانچویں اور چھٹی آیات کریمات ملاحظہ ہوں :-

عقیدہ بریلویہ کی تکذیب کرنے والی پانچویں و چھٹی آیات

ارشاد ربانی ہے کہ :-

"فَلَعَلَّكَ بَاطِعٌ لِّنَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا" (پ ۱۵ سورہ الکف : ۶) "لَعَلَّكَ بَاطِعٌ لِّنَفْسِكَ عَلَىٰ الْإِيمَانِ لَا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ" (پ ۱۹ سورہ الشعراء : ۳) ان دونوں آیات کا حاصل مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جن کفار و مشرکین میں آپ دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں مگر کفار و مشرکین کفر و شرک کی حمایت میں بجد ہٹ و دھرمی و شرارت کے ساتھ آپ کو بہت ستارہ ہیں تو ان کے اس طرز عمل سے متاثر ہو کر آپ اپنے کو ہلاک کر لیں گے۔ اگر ہمارے رسول ﷺ کو کائنات میں تصرف کا پورا اختیار و تصرف تھا تو آپ اپنے اس اختیار و تصرف سے کام لیکر تمام ہی لوگوں کو قبول ایمان پر آمادہ کر لیتے غم زدہ ہو کر شدت الہی سے آپ اپنے کو ہلاک کرنے کے درپہ نہ ہو جاتے کیونکہ تصرف کا اختیار رکھنے والے اللہ تعالیٰ کو تو اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں کہ ساری دنیا کافر و مشرک رہ کر شیطنیت و شرارت کے سارے حدود بھی توڑ ڈالے وہ اس طرح کی شیطانی حرکات سے اپنے کو ہلاک کرنے کے درپہ ہرگز نہیں ہو سکتا یقیناً یہ دونوں آیات کرمیات بھی بہت ساری آیات و احادیث کی طرح مذکورہ عقیدہ بریلویہ اور دعویٰ بریلویہ کی واضح طور پر تکذیب کرتی ہیں۔

مذکورہ بالا آیات میں سے سورہ کف والی آیت کریمہ میں قرآن مجید کو حدیث کہا گیا ہے اور بہت ساری آیات و احادیث نبویہ میں بھی قرآن مجید کو حدیث کہا گیا ہے یعنی کہ نصوص شرعیہ نے کتاب و سنت دونوں کو حدیث کہا ہے اور کتاب و سنت ہی کے مجموعہ کا دوسرا نام دین اسلام و مسلک اہل سنت و جماعت ہے اس لئے کتاب و سنت پر مشتمل مذہب اسلام پر چلنے والے لوگ اپنے کو اہل سنت یا اہل حدیث کہنے میں حق بجانب ہیں اور یہ بات ابتدائے امر سے چلی بھی آ رہی ہے کہ متبعین کتاب و سنت ہمیشہ سے اہل حدیث اور اہل سنت و جماعت کہلائے جاتے رہے ہیں --- پتہ نہیں کتاب و سنت والے مذہب کو مذہب اہل حدیث اور اس مذہب کے متبعین کو اہل حدیث کہنے پر فرقہ بریلویہ کیوں بہت مضطرب و پریشان نظر آ رہا ہے؟ اسے

ناجائز طور پر اپنے اوپر اہل سنت کا ہم چسپاں کر لینے میں البتہ شرم محسوس کرنی چاہئے مگر فرمان نبوی ہے کہ :-

"إِذَا لَمْ تَسْتَجِبْ فَأَصْبَحْ مَا بَيْنَكَ وَأَنَا فَمَنْ بَيْنَنَا وَمَنْ بَيْنَهُمْ فَبُذِلُوا لَكَ فِي طَائِفَاتٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّهُمْ عَلَيْكَ وَمَنْ يَمْنَلِ الْإِنْسَانَ مَرَدَدٌ لَكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ اللَّهِ الْعَظِيمِ"

چاہے وہ کرے اسے کوئی بھی چیز مانع نہیں (صحیح بخاری و متعدد کتب حدیث)

عقیدہ بریلویہ کی تکذیب کرنے والی ساتویں آیت

اگر اپنے مبتدعانہ نظریات پر فرقہ بریلویہ کا نصوص مذکورہ سے استدلال صحیح ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا باتوں کے ساتھ یہ صراحت کیوں کر رکھی ہے کہ :-

"وَإِنْ كَانَ كِبُرُ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ فَإِن تَتَّبِعْهُ فَنَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلْمًا فِي السَّمَاءِ فَتُاتِيهِمْ بِآيَاتٍ" (پ ۷ سورہ الانعام : ۳۵) یعنی اے ہمارے نبی! اگر آپ پر کفار و مشرکین کا قبول حق سے اعراض گراں گذر رہا ہے تو آپ زمین کی کسی سرنگ میں داخل ہو کر یا آسمان کے کسی زینہ پر چڑھ کر کوئی ایسا معجزہ پیش کر سکیں جس کی بدولت آپ پر لوگ ایمان لے آئیں تو آپ اس طرح کا کوئی معجزہ ضرور پیش کر دیں۔

اس قرآنی بیان میں صراحت کی گئی ہے کہ ہمارے رسول اپنی چاہت کے باوجود کوئی معجزہ از خود پیش نہیں کر سکتے تھے نیز آپ کو کائنات عالم میں تصرف کا اختیار نہیں تھا ورنہ اپنی دعوت سے اعراض کرنے والوں کے اعراض پر شدید توبیت محسوس کرنے کے بجائے سبھی کو اپنا مطیع و فرماں بردار بنا لیتے۔

عقیدہ بریلویہ کی تکذیب کرنے والی آٹھویں اور نویں آیات

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :-

"مَا عِنْدِي مَا تَسْتَعِجِلُونَ بِهِ إِذِ الْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ" (پ ۷ سورہ الانعام : ۵۷) "قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعِجِلُونَ بِهِ لَقَضِيَ الْأَمْرُ يُبَيِّنُ وَيُنْزِلُكُمْ" (پ ۷ سورہ الانعام : ۵۸) یعنی اے ہمارے رسول! آپ اعلان کر کے کہہ دیجئے کہ اے کافرو اور مشرکو! تم جس معجزہ عذاب کو پیش کرنے کا مجھ سے مطالبہ کر رہے ہو اس کا پیش کرنا میرے بس اور اختیار و تصرف میں نہیں اس قسم کے جملہ امور میں صرف اللہ کا حکم چلتا ہے نیز اے رسول! آپ اعلان کر دیجئے کہ جس معجزہ عذاب کا

تم مجھ سے مطالبہ کر رہے ہو اس کا پیش کرنا میرے اختیار و تصرف میں رہتا تو اب تک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا یعنی کہ میں تمہارا مطلوبہ معجزہ دکھلا دیتا ان دونوں آیتوں میں بھی سابقہ آیات کی طرح اس کی صراحت ہے کہ معجزہ پیش کر سکتا ہمارے رسول ﷺ کے اختیار و تصرف و قدرت میں نہیں تھا۔ یعنی کہ معجزہ محض قدرت الہی سے آپ نیز دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ظاہر ہوا کرتا ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ ان آیات میں نیز ان کی ہم معنی احادیث نبویہ سے فرقہ بریلویہ کے خود ساختہ عقیدہ مذکورہ کی تکذیب ہو رہی ہے جسے یہ بدعت پرست فرقہ نصوص سے ثابت شدہ نبی صلی اللہ اور صحابہ کا عقیدہ کہہ رہا ہے۔

یہ معلوم ہے کہ ہمارے رسول ﷺ جو کچھ بھی کرتے تھے اتباع وحی الہی میں کرتے تھے جس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی معجزہ کا اظہار آپ وحی الہی کے اتباع میں کرتے تھے اور یہ معلوم ہے کہ وحی الہی میں صراحت کر دی گئی ہے کہ کارخانہ قدرت میں آپ کو حق تصرف و اختیار نہیں حاصل تھا۔

تصرف و اختیار سے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ

مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے بریلوی مفتی نے بدعت شکن سلفی کتاب تقویۃ الایمان کے حوالہ سے یہ کہا کہ تصرف و اختیار نبوی کے معاملہ میں غیر مقلدوں کا عقیدہ عقیدہ کتاب و سنت و نظریہ صحابہ کے خلاف ہے ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ نے کسی کو عالم میں تصرف کا اختیار نہیں دیا نیز یہ کہ چھوٹے بڑے سبھی لوگ اللہ کے بندہ عاجز ہیں (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۱)

ہم کہتے ہیں کہ مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی نے مذکورہ بات سابقہ آیات و احادیث اور اسلاف کرام کے اتباع میں کہی ہے مگر فرقہ بریلویہ کی باتیں زالی ہوا کرتی ہیں جیسا کہ سابقہ مباحث سے معلوم ہوا اور آئندہ مباحث سے معلوم ہوگا۔

عقیدہ بریلویہ کی تکذیب اس کے قرار دیئے ہوئے اولیاء

اللہ کی تحریر سے

حضرت الامام الحلام اسماعیل شہید دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان اور غیر تقویۃ

الایمان میں اس معنی و مفہوم کی جو باتیں لکھی ہیں سب نصوص شرعیہ کے مطابق ہیں۔ فرقہ بریلویہ کے ولی اللہ قرار دیئے ہوئے شیخ شہاب الدین سروردی متوفی ۶۳۲ھ نے فرقہ بریلویہ کی ولادت سے کئی صدی پہلے یہ صراحت کر دی ہے کہ :- "لا یکمل ایمان امرء حتی یکون الناس عنده کالاباعر" کوئی آدمی اس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام لوگ (بشمول جمیع انبیاء) اس کی نظر میں جانوروں کی لید و گوبر و پائخانہ کے مانند نہ ہو جائیں۔ (عوارف العارف للشیخ السہروردی مطبوع بیروت ص ۵۳۲ - ۵۳۳) بالکل شیخ سروردی والی بات فرقہ بریلویہ کے ولی اللہ قرار دیئے ہوئے شیخ نظام الدین محمد احمد مولود ۶۳۲ھ و متوفی ۱۲۵ھ نے کسی ہے جیسا کہ ان کے ملفوظات کے مرتب خواجہ امیر حسن علا سنجری نے فوائد الفوائد ص ۶۱ میں نقل کیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ شیخ نظام الدین سروردی کے بیک واسطہ شاگرد ہیں، شیخ نظام الدین نے شیخ سروردی کی وہ کتاب جس کے حوالے کچھ ہم نے مذکورہ بات کسی شیخ فرید الدین اجدوہنی متوفی ۶۶۹ - ۶۷۰ سے پڑھی (ملاحظہ ہو تفصیل کے لئے اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق دہلوی و نزہتہ النواظر از شیخ عبدالحق رائے بریلوی و عام کتب رجال ترجمہ شیخ نظام الدین و ترجمہ اجدوہنی)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدوں خصوصاً امام علامہ اسماعیل شہید پر معاملہ مذکورہ میں فتویٰ کفر لگانے والے فرقہ بریلویہ کا یہ فتویٰ اس بدعت پرست فرقہ کے اولیاء اللہ قرار دیئے ہوئے ایسے لوگوں پر سب سے پہلے منطبق ہوتا ہے جو شاہ اسماعیل سے صدیوں پہلے فوت ہو چکے تھے، اس بات کے کہنے میں شیخ سروردی و شیخ نظام الدین منفرد نہیں بلکہ فرقہ بریلویہ کی توہید سے پہلے عام اہل علم کا یہی نظریہ ہے اور اب بھی ہے کہ قدرت الہی کے بالمقابل ساری کائنات ذرہ ناچنے سے بھی کم تر ہے ویسے انبیاء و مرسلین عظیم الصلاۃ والسلام اور صدیقین و صالحین و شہداء کا مقام ظاہر ہے کہ اس سے کہیں بلند ہے جس کا دعویٰ بریلوی فرقہ کرتا ہے ترک تہلیل کے معاملہ میں انبیاء و صدیقین و صالحین و شہداء کے طریق سے اعراض کر کے فرقہ بریلویہ اپنے تہلیل پرست ہونے پر بہت نازاں و شاداں ہے۔ لو پر شیخ سروردی و نظام الدین اولیاء کے کلام مذکور میں صراحت ہے کہ عقیدہ مذکورہ رکھے بغیر آدمی کامل الایمان نہیں ہو سکتا مگر فرقہ بریلویہ عقیدہ مذکورہ کے خلاف خود ساختہ اختراعی عقیدہ رکھنے کے

باوصف اپنے کو کامل الایمان کتا پھرتا ہے۔ ان لولیاء اللہ کے بیانات کا لازمی مطلب یہ ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے مگر فرقہ بریلویہ لولیاء اللہ کے اس عقیدہ کے خلاف خود ساختہ عقیدہ رکھنے کے باوجود اپنے کو کامل الایمان کتا ہے کیا اس عقیدہ پرست فرقے کا یہ موقف بے راہ روی نہیں ہے کہ مذکورہ بالا لولیاء اللہ کے طریق سے منحرف ہونے کے باوجود اسے طریق لولیاء پر چلنے کا دعویٰ ہے؟ شیخ نکھای سنجوی نے تو یہ کہہ دیا کہ

پناہ بلندی و پستی توئی ہمہ نیست اندانچہ استی توئی

اس معنی و مضمون کی بات فرقہ بریلویہ کے ولی اللہ قرار دیئے ہوئے شیخ شرف الدین یحییٰ سنیری نے اپنے مکتوبات نمبر ۳۵ میں کہی ہے فرقہ بریلویہ ان لولیاء اللہ کو بھی اپنے اصول کے مطابق کیوں مطعون نہیں کرتا؟

طریق نبوی و طریق صدیقی و طریق فاروقی و طریق عثمانی و طریق حیدری و طریق قرون اولیٰ کو خیر باد کہہ کے عقیدہ پرستی کا اختزائی موقف اختیار کر لینے والے فرقہ بریلویہ کا تمام تارکین عقیدہ پر نفوی کفر لگانا کون سا طریق ہے؟

فرقہ بریلویہ نے امام علامہ اسماعیل شہید پر الزام لگایا ہے کہ وہ خاتم النبیین محمد ﷺ سمیت سبھی انبیاء و لولیاء کو چمدا سے کم تر قرار دیتے ہیں حالانکہ شاہ اسماعیل نے اپنی بدعت شکن کتاب میں انبیاء و لولیاء خصوصاً محمد ﷺ کا نام لئے بغیر اجمالی طور پر یہ بات کہی ہے اور یہ بات فرقہ بریلویہ کی ولادت سے پہلے تمام اہل اسلام کہتے آئے ہیں جیسا کہ گذرا البتہ شان نبوی امام شاہ اسماعیل شہید نے اپنی مختلف کتابوں میں خوب ظاہر کی ہے بعض نمونے ہم پیش کر رہے ہیں۔

امام شاہ اسماعیل شہید کی تعظیم نبوی

شاہ اسماعیل شہید نے فرمایا :-

”ہمارے پیغمبر سارے جہاں کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور آپ اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں (تقریب الایمان ص ۷۳) اور اللہ کے رسول پر یقین لانا یہ ہے کہ ان کو رسول اللہ کا اور بندہ

مقبول سب مخلوق سے کمالات اور خوبیوں میں افضل جانے اور جو بات رسول فرمادے اس کے بجا لانے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی سمجھے اور رسول کے حکم کو سب مخلوق کے حکم سے مقدم کرے۔ اور اس میں اپنی عقل ناقص کو دخل نہ دے اور اس کے حکم کے مقابلہ میں کسی کا حکم نہ مانے اور اس کے فرمودہ کو برحق جانے پھر اس بات میں ایسا مضبوط ہو جائے کہ کبھی شبہ نہ لادے“ (تقویہ الایمان ص ۷۹)

ناظرین کرام بریلوی مفتی کو تقویہ الایمان کی یہ عبارت دکھلا کر کہیں شاہ اسماعیل دہلوی ”توصاف طور سے یہ صراحت کئے ہوئے ہیں کہ آپ سارے جہاں کے سردار ہیں اور اللہ کے نزدیک آپ کا مرتبہ سب سے زیادہ بڑا ہے نیز آپ سب مخلوق سے کمالات و خوبیوں میں افضل ہیں پھر تم جیسے بریلوی مفتیوں نے ان پر افتراء پردازی کر کے اپنی خانہ ساز بات ان کی طرف کیوں منسوب کر دی ہے؟

ہمارے رسولؐ پابند شرع تھے

فرقہ بریلوی نے نصوص شرعیہ کی مخالفت میں اس قدر حد سے تجاوز اختیار کیا کہ قرآن مجید اگرچہ صاف طور پر کہتا ہے کہ :-

”نُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْأُمْرِ فَاتَّبِعْهَا“ (پ ۲۵ سورہ الجاثیہ : ۱۸) یعنی اے ہمارے نبی محمد ﷺ ہم نے آپ کو اپنی شریعت کا پابند بنایا ہے لہذا آپ ہماری اسی شریعت کے حکم کے تابع بن کر رہئے اور دوسری باتوں کی متابعت نہ کیجئے“ مگر یہ بے راہ فرقہ اس قدر جری ہے کہ کہتا ہے کہ آپ کو شریعت الہی میں بھی تصرف کا اختیار تھا جبکہ آپ نے حکم الہی کے مطابق نہایت واضح طور پر یہ اعلان فرمایا کہ :- ”إِن تَتَّبِعِ إِلَّا مَا يُرْسِي إِلَيَّ“ (پ ۷ سورہ الانعام : ۵) یعنی میں صرف وحی الہی کا تابع فرمان ہوں“

مذکورہ بالا آیت کریمہ کی ہم معنی بہت ساری آیات ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت سازی کا اختیار ہونا تو بہت دور کی بات ہے آپ سر پر شریعت الہیہ اور وحی الہی کے تابع تھے مگر فرقہ بریلویہ کا عقیدہ ان آیات کے بالکل خلاف ہے۔

ہمارے رسولؐ کو شریعت میں ترمیم و تصرف کا اختیار نہیں تھا بتصریح قرآنی

ارشاد ربانی ہے کہ :-

”قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَ مِنْ تِلْكَ لَفْظًا نَفْسِي إِنْ أَتَيْتِ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ“ (پ ۱۱ سورہ یونس ۱۵۰)

یعنی اے ہمارے رسولؐ محمد ﷺ آپؐ کہہ دیجئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی شریعت میں کسی قسم کے رد و بدل اور تصرف کا کوئی اختیار نہیں رکھتا میں تو صرف وحی الہی کا پابند و تابع ہوں۔

فرقہ بریلویہ مذکورہ آیات اور ان کی ہم معنی آیات اور ان کی تفسیر میں وارد سیکڑوں احادیث نبویہ کے خلاف آپؐ کو احکام شرعیہ میں بھی رد و بدل و تصرف کا مفاد و مجاز قرار دیتا ہے۔
- نعوذ باللہ من شرور البتدع۔

بریلوی مفتی نے معجزات سے متعلق اپنی ذکر کردہ ساتوں احادیث میں سے پہلے نمبر پر معجزہ شق قر والی ایک حدیث نقل کی ہے یہ حدیث متواتر المعنی ہے اور اس معجزہ نبویہ پر ہمارا اور ہر مومن کا ایمان ہے مگر اس کا مطلب یہ بتلانا کہ آپؐ کو آسمانوں اور سورج و چاند پر تصرف کا اختیار تھا محض بریلوی و حامدی بازی ہے کیونکہ یہ بہت واضح بات ہے کہ معجزات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اپنے اختیار و تصرف سے ظہور پذیر نہیں ہوئے بلکہ ان کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے کبھی کبھار کسی کسی معجزہ کو ان کے ذریعہ دکھا دیا کرتا تھا کسی ایک حجر، یا سیکڑوں معجزات کا مطلب فرقہ بریلویہ کا یہ بتلانا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کائنات میں تصرف کا اختیار تھا خالص خود ساختہ شریعت سازی ہے۔

ظہور معجزات کا ایک بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انہیں دیکھ کر لوگ جان کر لوگ صداقت نبوی و حقانیت اسلام پر زیادہ سے زیادہ ایمان و یقین رکھتے ہوئے تعلیمات نبویہ و احکام شرعیہ پر عمل کے جذبات سے بہرہ ور ہوں مگر افسوس کہ کفار و مشرکین اپنی شرارت کے باعث معجزات کو سحر و جادو کی کرشمہ سازی قرار دیکر اپنی بے راہ روی میں بڑھ جاتے تھے فرقہ بریلویہ معجزات پر ایمان و یقین کا دعویٰ از بن کر ان کے ایسے معانی و مطالب ایجاد کرنے میں مصروف رہا کرتا ہے جو تعلیمات نبویہ و احکام شرعیہ کے خلاف ہوں۔

اپنی دلیل بنائی حدیث نبوی کا فرقہ بریلویہ مخالف ہے

عنوان مذکورہ کے تحت بریلوی مفتی نے دوسری حدیث یہ نقل کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر پانی نہ ہونے کی صورت میں معجزہ نبوی کی بدولت آپ کی انگلیوں سے چشمہ کی طرح پانی ایلنے لگا جس سے پندرہ سو مجاہدین نے وضو کیا اور سیراب ہوئے یہ پانی اتنا زیادہ تھا کہ بقول صحابہ اگر ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو سب کے لئے کافی ہوتا (مخلص از غیر مقلدوں کے فریب ص ۷ بحوالہ بخاری شریف ص ۵۰۵) ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ اس معجزہ کا استعمال اپنے بریلویانہ مقاصد کے لئے کرنے میں بہت تیز ہے مگر اس سلسلے میں حدیث نبوی میں یہ صراحت موجود ہے کہ آپ نے بذریعہ معجزہ جدی ہونے والے پانی سے وضو کرنے کا حکم دیتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ :-

"تَوَضَّؤْا بِسْمِ اللّٰهِ" یعنی "بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر وضو کرو" سنن نسائی مع شرح سنن ترمذی ج ۲ ص ۷۸ و صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۴۴ و سنن مصنفی قال النووی شدہ جید المجموع ج ۱ ص ۳۹۳

اپنے اس فرمان میں آپ نے بعینہ امر وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا ہے اور سینہ امر اصلاً وجوب کے لئے وضع کیا گیا ہے یعنی کہ اس فرمان نبوی کے بالکل خلاف فرقہ بریلویہ بوقت وضو بسم اللہ پڑھنے کو فرض و واجب ماننے کے بجائے سنت و مستحب کہتا ہے۔ اپنی ہی متدل آیات و احادیث کی معنوی مخالفت اس فرقہ کا شعار ہے۔

اس عنوان کے تحت بریلوی مفتی کی باتوں کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ہم اپنی مذکورہ بالا تحریر کافی سمجھتے ہیں اور اختصار کی غرض سے تفصیل سے صرف نظر کرتے ہیں۔ البتہ بطور اشارہ عرض ہے کہ شرعی احکام سے متعلق آپ کی ہر بات حکم الہی کے مطابق جدی ہوتی تھی اس لئے اس طرح کی بعض احادیث سے یہ استدلال باطل ہے کہ آپ کو شرعی احکام میں تصرف کا اختیار تھا۔

فرقہ بریلویہ کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ تمام صحابہ کرام اور خود رسول اللہ ﷺ بھی بریلویوں جیسا عقیدہ رکھتے تھے کہ آپ کائنات عالم میں تصرف کا اختیار رکھتے تھے۔

غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۱) اس میں شک نہیں کہ یہ ذات نبوی اور صحابہ کرامؓ پر بریلوی برتان ہے اس کے ساتھ ہی فرقہ بریلویہ نے حسب عادت یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ بریلوی مزموم والے مذکورہ بالا عقیدہ نبویہ و عقیدہ صحابہ کے خلاف ”غیر مقلدوں“ کا عقیدہ ہے چنانچہ اپنی اس مذکورہ تلبیس کے ساتھ بریلوی مفتی نے یہ عنوان قائم کیا۔ اپنے قائم کردہ اس عنوان کے تحت بریلوی مفتی نے حضرت الامام العلام اسماعیل شہید کی بدعت شکن کتاب تقویۃ الایمان کی بعض بدعت شکن عبارتوں کو سیاق و سباق ذکر کئے بغیر نقل کر کے دعویٰ کیا کہ کائنات و شریعت میں بریلوی والے تصرف و اختیار نبوی کو غیر مقلدین نہیں مانتے اس لئے یہ لوگ جنہی ہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۱-۱۲)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ کی ان بریلویانہ تلبیسات کی پردہ دری مستقل کتابوں میں سلفی اور غیر سلفی حنفی علماء نے بخوبی کر دی ہے شائقین ان کی طرف رجوع کریں اور ہماری مختصر سی یہ تحریر بھی بریلوی اکاڈمی کی حقیقت واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔

نبوی پیش گوئی کے مطابق فرقہ بریلویہ گمراہ ہے

نبوی پیش گوئی کے مطابق مسلمانوں کے تتر فرقوں میں سے ایک کے علاوہ باقی سب کو جنہی کہا گیا ہے محض اس بنا پر کہ یہ باقی فرقے اس طور و طریق سے منحرف ہو کر دوسرا طور طریق اختیار کر بیٹھیں گے جن پر آپ اور آپ کے صحابہ کا پابند تھے اور ہماری گذشتہ تفصیل سے ظاہر ہو چکا ہے کہ فرقہ بریلویہ طریق نبوی و طریق صحابہ سے بالکل مختلف طریق پر کاربند ہے۔

اصل عزت اللہ و رسول اور حقیقی مومنوں کے لئے ہے

بریلوی مفتی جلال الدین امجدی نے اپنی مذکورہ بالا بریلوی تلبیسات کے بعد یہ عنوان قائم کیا :-

”رسول کی عزت اور غیب وغیرہ کے متعلق حضورؐ و صحابہ کرام کے عقیدے“
اس عنوان کے تحت بریلوی مفتی نے پہلے ”وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ“ (پ ۲۸ سورہ منافقون : ۸) ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ (پ ۳۰ سورہ الم نشرح : ۴) کا ذکر کیا پھر فضیلت موسوی سے متعلق ایک آیت پ ۲۲ سورہ احزاب : ۶۹ اور فضیلت عیسوی سے متعلق ایک آیت پ ۳

سورہ آل عمران : ۳۵ کا ذکر کیا اس کے بعد معجزات نبویہ و فضیلت نبویہ سے متعلق چھ احادیث کا نمبر وار ذکر کیا ، ان آیات و احادیث کو بریلوی مفتی نے اپنے خود ساختہ بریلوی نظریات پر منطبق کر لیا اور دعویٰ کر دیا کہ ”غیر مقلدین“ کا عقیدہ و عمل ان کے خلاف ہے اور یہ کہ آپؐ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۲ تا ۱۷)

اس میں شک نہیں کہ اللہ و رسول و مومنین کی عزت و حرمت بہت زیادہ ہے مگر ان کی عزت و حرمت فرقہ بریلویہ کی خود ساختہ حرمت و عزت سے مختلف ہے۔ اور اللہ و رسول کی عزت و حرمت کا تقاضا ہے کہ ان کے احکام و فرامین کو ملحوظ رکھا جائے اور مومنوں کی عزت و حرمت کا تقاضا ہے کہ ان کے اجماعی موقف کی موافقت کی جائے مگر ناظرین کرام کو معلوم ہو چکا ہے کہ کائنات اور شریعت میں تصرف نبوی والا عقیدہ ایجاد کر کے فرقہ بریلویہ بہت ساری آیات صریحہ و احادیث واضحہ کی کھلی ہوئی مخالفت کئے ہوئے ہے کیا اس صورت میں یہ بات قابل تسلیم ہے کہ فرقہ بریلویہ نے اللہ و رسول و مومنوں کی عزت و حرمت کو ملحوظ رکھا ہے؟

عقیدہ غیب نبوی رکھنے والے فرقہ بریلویہ کو ام المومنین

عائشہ نے کذاب کہا

ناظرین کرام یہاں مندرجہ ذیل حدیث عائشہ ”کا بغور مطالعہ کریں ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ :-

”مَنْ حَدَّثَكَ اَنْ مُحَمَّدًا يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَفِي رِوَايَةٍ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلٰى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ“ یعنی

جو لوگ یہ کہیں کہ محمد ﷺ غیب جانتے تھے وہ بہت بڑے افتراء پرداز اور بہت بڑے کذاب و دروغ گو اور جھوٹے ہیں“ (صحیح البخاری مع فتح الباری حدیث نمبر ۷۳۸۰ ج ۱۳ ص ۳۶۱ و صحیح مسلم مع شرح نووی ج ۱ ص ۹۸ و عام کتب حدیث)

فرقہ بریلویہ باجماع صحابہ کذاب ہے

ام المومنین عائشہ کے اس بیان سے کسی بھی صحابی نے کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ظاہر کیا ہے بلکہ تمام صحابہ نے بذریعہ سکوت اس قول صدیقہ سے اپنی موافقت ظاہر کی ہے اس

لئے اس معاملہ پر صحابہ کا اجماع سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی مخلوق حتیٰ کہ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کے مصداق خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے غیب و اہل اور عالم الغیب ہونے کا عقیدہ و نظریہ رکھنے والے بہت بڑے کذاب و افتراء پرداز اور جھوٹے و دروغ گو ہیں اس مسئلہ و عقیدے کی پوری تفصیلی تحقیق ہماری دوسری کتاب ”تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاهد“ کے طبع جانی میں پیش کی گئی ہے۔ الخاصل بریلویت کی تولید و تخلیق و تاسیس کرنے والے سے لیکر ہر بریلوی فرد کے بہت بڑے کذاب و افتراء پرداز اور جھوٹے ہونے پر تمام صحابہ کا اجماع ہے اور یہ اجماع صحابہ نصوص کتاب و سنت سے تائید یافتہ اور تصدیق شدہ ہے، لہذا بانی فرقہ بریلویہ سمیت ہر ہر بریلوی کی ہر وہ تحریری و تقریری بات کذاب خالص، سفید جھوٹ و دروغ بے فروغ، افتراء پر افتراء ہے جس کی تصدیق و تائید و توثیق کسی غیر بریلوی معتبر و موثق و معتد ذریعہ سے نہ ہو رہی ہو۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل اسلام کو بریلوی تحریروں اور تقریروں اور بیانات کو دیکھنا اور سنا چاہئے یہ بہت واضح بات ہے کہ جو فرقہ باجماع صحابہ نصوص کتاب و سنت کے خلاف مبتدعانہ و مشرکانہ عقیدہ و نظریہ رکھنے کے سبب بہت بڑا کذاب و افتراء پرداز اور جھوٹا قرار پائے ہوئے ہو وہ اپنے اس مکذوب و مبتدعانہ و مشرکانہ عقیدہ کے باوجود اپنے کو اہل سنت و جماعت اور سنی المذہب کہنے میں بھی بلا شک و شبہ بہت بڑا کذاب و مغتری ہے خصوصاً جبکہ اس عقیدہ مکذوبہ کے ساتھ یہ فرقہ بہت سارے دوسرے مبتدعانہ و مشرکانہ عقائد و نظریات بھی رکھتا ہے۔

فرقہ بریلویہ اپنے عقائد باطلہ کے سبب حنفی مذہب کی نظر میں کافر ہے

لطف کی بات یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ اپنے کو حنفی مذہب کا مقلد کہتا ہے اور ایک طرف اپنے کو حنفی المذہب کہنے کے ساتھ دوسری طرف اپنے کو سنی المذہب اور اہل سنت و جماعت بھی کہتا ہے حالانکہ اہل علم نے یہ صراحت کر رکھی ہے کہ :- ”ذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصَرُّفًا بِالتَّكْفِيرِ بِاعْتِقَادِ اَنْ النَّبِيَّ ﷺ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِعَارَضَتِهِ قَوْلُهُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللهُ“ یعنی کسی استثناء کے بغیر علی الاطلاق تمام احناف (حنفی مذہب پر چلنے والوں) نے

صراحت کر رکھی ہے کہ جو آدمی نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ و نظریہ رکھے وہ کافر ہے" (السامرہ شرح السائرہ مطبوع مصر ۲۳۵ و شرح فقہ اکبر للملا علی قاری مطبوع مجیدی کانپور ص ۱۸۵ و فتاویٰ فرنگی محللی ج ۱ ص ۲۸ و ص ۵ وغیرہ) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس خنئی مذہب کی تقلید کا دم فرقہ بریلویہ بھرتا ہے اس خنئی مذہب کی تصریح کے مطابق فرقہ بریلویہ دائرہ اسلام ہی سے خارج ہے اور یہ فرقہ خنئی مذہب کی نظر میں کافر ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ باجماع صحابہ غیب نبوی رکھنے والے بہت بڑے کذاب ہیں۔

غیب نبوی کی نفی پر دوسرے دلائل قاہرہ

ہم کہتے ہیں کہ یہ حقیقت اہل علم پر مخفی نہیں کہ بہت سارے پیش آمدہ مسائل کی بابت خود ہمارے رسول ﷺ کو علم نہیں ہوتا تھا تو ان کی بابت آپؐ اپنے استاذ و معلم حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھتے اور پھر آپؐ حضرت جبرئیل کے بتلانے کے مطابق عمل کرتے تھے اس کا لازمی مطلب ہے کہ آپؐ عالم الغیب نہیں تھے ورنہ پیش آمدہ مسائل میں حضرت جبرئیل سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی نیز بریلوی مفتی نے دعویٰ کیا کہ بہت سارے صحابہ دوسرے صحابہ سے مسائل پوچھ کر عمل کرتے تھے جس سے ثابت ہوا کہ یہ سارے صحابہ مقلد تھے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۹، ۲۰) اس بریلوی اصول کا لازمی مطلب اور معنی و مفہوم یہ ہوا کہ نعوذ باللہ ہمارے رسول ﷺ مقلد اور تقلید پرست تھے؟ کیونکہ آپؐ بھی بہت سارے پیش آمدہ مسائل حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کرتے تھے۔ ہمارے رسول ﷺ کے طریق عمل پر آپؐ کے صحابہ بھی چلتے ہوئے ان پیش آمدہ مسائل کے سلسلے میں آپؐ کی طرف رجوع کرتے جن کی بابت انہیں شرعی حکم اور نصوص کا علم نہ ہوتا ان صحابہ میں خلفائے راشدین سمیت وہ تمام صحابہ شامل ہیں جن کو بریلوی جماعت بھی تقلید پرست نہیں مانتی جیسا کہ خود اس نے اپنی اس نوزائیدہ کتاب میں صراحت کی ہے (کتاب مذکور ص ۱۸، ۲۰)

بعض احکام شریعہ سے بعض خلفائے راشدین ناواقف ہوتے تھے

مخار صحابہ میں سے مشہور صحابی قبیصہ بن ذویب متوفی ۸۱ھ - ۸۷ھ سے صحیح سند

کے ساتھ مروی ہے کہ :-

”حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ راشد کی خدمت میں ایک عورت آئی اور بولی کہ میرا پوتا مر گیا اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کتاب اللہ میں یہ شرعی مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ مجھے یعنی داوی کو اس کی میراث سے حصہ ملنا چاہئے لہذا مجھے میرا حصہ دلائیے، صدیق اکبر نے کہا کہ کتاب اللہ میں تمہارا کوئی حصہ نہیں بیان کیا گیا ہے اور میں نے اس طرح کی کوئی حدیث نبوی بھی نہیں سنی ہے لہذا تم فی الوقت جاؤ میں لوگوں سے پوچھوں گا یہ عورت چلی گئی پھر صدیق اکبر نے صحابہ کو جمع کر کے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا حاضرین میں سے حضرت مغیرہ بن شعبہ صحابی نے کہا کہ میں نے یہ فرمان نبوی سن رکھا ہے کہ داوی کی میراث میں پوتا کا چھٹا حصہ ہے، صدیق اکبر نے کہا کہ یہ حدیث مغیرہ کے علاوہ کسی اور نے بھی سنی ہے؟ حضرت محمد بن مسلمہ متوفی ۴۲ھ - ۴۳ھ نے کہا کہ میں نے بھی یہ حدیث نبوی سنی ہے صدیق اکبر نے اس حدیث نبوی کے مطابق اس مسئلہ پر عمل کیا (جامع ترمذی مع تحفہ الاحوذی ج ۳ ص ۱۸۱ و موطن مالک مع مصنفی ج ۲ ص ۹۲ - ۹۳ و سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۲ ص ۸۱ و سنن داری حدیث نمبر ۳۲ ج ۲ ص ۲۹ و سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۲ ص ۳۲۰ و کفایہ الروایہ للخطیب ص ۷۶ - ۷۷ و مسند احمد واللمحات ج ۱ ص ۳۳۵ تا ۳۳۷)

اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جو مسئلہ مذکورہ کتاب و سنت دونوں میں بیان کیا گیا ہے اس کا علم خلیفہ راشد ابو بکر صدیق کو نہیں تھا مگر دوسرے صحابہ کو تھا جن سے پوچھ کر ابو بکر صدیق نے عمل کیا۔ کیا فرقہ بریلویہ حضرت ابو بکر کو مقلد مانتا ہے؟

فرقہ بریلویہ کا عقیدہ ہے کہ اہل حدیث کافر و مرتد ہیں

اس بریلوی کتاب کے نام سے اور اس کتاب کی متعدد تصریحات اور عام بریلوی تحریروں، تقریروں اور کتابوں سے ظاہر ہے کہ بریلوی مفتی جلال الدین سمیت تمام بریلوی لوگ اہل حدیث اور سنی لوگوں کو غیر مقلد کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ لوگ اہل حدیث کو متعدد مذموم ناموں سے یاد کرتے ہیں حتیٰ کہ مذکورہ بریلوی مفتی نے ایک کتاب ہی یہ ثابت کرنے کے لئے لکھی ہے کہ بریلوی اصطلاح میں غیر مقلد دو پہلی و بد مذہب و بد دین و لٹھ کمانے والے اہل حدیث کے کسی مرد یا عورت سے کسی بریلوی عورت یا مرد

کا نکاح اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ غیر مقلد لوگ دین اسلام سے خارج و مرد اور غیر مسلم ہیں اس بریلوی فرقہ کے امام احمد رضا نے صراحت کر رکھی ہے کہ بریلوی مرد کا نکاح اگرچہ یودیہ اور نصرانیہ، عیسائی عورت کے ساتھ جائز ہے مگر بدین غیر مقلد سے جائز نہیں (احکام شریعت احمد رضا بریلوی شائع کردہ مکتبہ کلینی اہل سنت، ناظر باغ کانپور سنہ طباعت ندارد حصہ اول ص ۷۲-۷۳ و فتاویٰ رضویہ کے متعدد مقامات اور عام کتب بریلویہ)

اس بریلوی فتویٰ کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بریلوی عوام میں سے متعدد لوگ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاح اپنے مصطح غیر مقلدین سے بکثرت کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال بریلوی تحریک کے ناکام ہونے کے دلائل واضحہ میں سے ایک روشن دلیل ہے مثلاً ایک مجلس کی تین طلاقیوں اور مفقود الخبر شوہر کے معاملہ میں عام بریلوی مولوی خصوصاً مفتی جلال الدین بریلوی نے اپنی اس زیر نظر کتاب میں ”غیر مقلدوں“ کے طلاق عیالہ اور مفقود الخبر والے موقف کے خلاف بہت زیادہ زور آزمائی کر رکھی ہے جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے، اسی طرح بہت سارے معاملات کا حال ہے۔

غیب نبوی کی نفی کرنے والے بعض دوسرے نصوص

بریلویوں کے مصطح غیر مقلدین یعنی اہل حدیث علماء کی لکھی ہوئی متعدد کتابیں دلائل واضحہ کے ساتھ یہ بات بخوبی ثابت کر چکی ہیں کہ اللہ رب العالمین نے اپنی ذات پاک کے علاوہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ سمیت تمام ہی مخلوقات کے عالم الغیب ہونے کی نفی سیکڑوں آیات و احادیث نبویہ کے ذریعہ کر دی ہے جس کی کسی قدر تفصیل ہماری کتاب ”ہجج العقائد بابطال شواہد الشاہد طبع جدید“ میں موجود ہے مگر فرقہ بریلویہ کے مذکورہ موقف و عقیدہ و نظریہ سے لازم آتا ہے کہ اس بدعت پرست فرقہ نے سیکڑوں آیات و احادیث نبویہ کی تبریح سے اعراض کر رکھا ہے اور سیکڑوں آیات و احادیث سے مستفاد ہونے والے عقیدہ سے بالکل مختلف و معارض عقیدہ کو اس نے اپنا دین و ایمان بنا لیا ہے حتیٰ کہ فرقہ بریلویہ نے قرآنی آیات ”قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ“ (پ ۷ سورہ الانعام : ۵۰ و پ ۱۲ سورہ ہود : ۳۱) یعنی اے میرے رسول و نبی محمد ﷺ آپ تمام لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں تم

سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں علم غیب ہی رکھتا ہوں " کے بارے میں کہا کہ حکم الہی کی تعمیل میں آپ کے یہ کہہ دینے سے کہ میں علم غیب نہیں جانتا اور نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یہ لازم نہیں آتا کہ آپ "فی الواقع بھی علم غیب نہیں رکھتے تھے اور نہ آپ کے پاس اللہ کے خزانے تھے کیونکہ یہ محض آپ کا قول ودعویٰ ہے اور قول ودعویٰ کا امر واقع کے مطابق ہونا ضروری نہیں بلکہ آپ یقینی طور پر عالم الغیب اور خزائن اللہ کے مالک تھے (ماحصل از الشاہد جدید مولفہ بریلوی بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان ص ۱۰۳-۱۰۵ اور عام کتب بریلوی) اس بریلوی عقیدہ و نظریہ کا لازمی مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ خاک بدہن گستاخ اللہ رب العالمین نے خلاف امر واقع بات لوگوں کے سامنے کہنے کا اور اسے اعلان کرنے کا حکم ہمارے نبی ﷺ کو دیا اور آپ نے خلاف امر واقع بات کہنے والے حکم الہی کی تعمیل کرتے ہوئے مذکورہ خلاف امر واقع بات کہہ بھی دی اور تمام ہی لوگوں کے سامنے اس کا اعلان بھی کر دیا اور ان احکام الہیہ کے نزول سے لیکر اب تک ان کی تلاوت ہوتی رہتی ہے اور تا قیامت ایسا ہوتا رہے گا۔ اس بریلوی عقیدہ کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ اللہ رب العالمین نے جموٹ بولنے کا حکم صریح طور پر اپنے نبی کو دیا اور اس حکم الہی کی تعمیل آپ نے کی۔ نصوص قرآنیہ کے خلاف اتنی بڑی بیجا جسارت و جرأت و جارحیت کے باوجود اس فرقہ کا اپنے کو اہل سنت و جماعت کہنا نہایت حیرت انگیز مجموعہ ہے۔ نصوص کتاب و سنت کے خلاف اتنی بڑی جرأت و جسارت و جارحیت اختیار کرنے والے اس بریلوی فرقہ کو صاف طور پر تمام صحابہ "مکرام نے کذاب اور بت بڑا افتراء پرداز قرار دے رکھا ہے جیسا کہ ہم نے واضح اشارہ مسطور بالا میں کیا اور تفصیل ہادی کتاب صحیح العقائد میں ہے۔

جو لوگ ایمان نہیں رکھتے وہ افتراء پردازی کو اپنا شعار بناتے ہیں

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ فرقہ بریلویہ بڑا کذاب و افتراء پرداز ہے اور قرآن مجید ہی کی یہ تصریح بھی ہے کہ "إِنَّمَا يَقُولُ الْكٰذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِآيٰتِ اللّٰهِ" (پ ۱۳ سورہ النحل : ۱۰۵) یعنی افتراء پردازی و کذب بیانی صرف ان لوگوں کا شیوہ و شہادہ ہے جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے۔

ناظرین کرام ان آیات اور ان کی ہم معنی احادیث نبویہ کی روشنی میں فرقہ بریلویہ کا اصل چہرہ دیکھیں۔

فرقہ بریلویہ کا یہ عقیدہ کہ بعض قرآنی آیات کو رسولؐ نے لوگوں سے چھپایا

یہ بہت واضح بات ہے کہ مذکورہ بالا بریلوی عقیدہ کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اپنی وحی کردہ جن آیات تکو اور احادیث کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا بتلایا تھا ان آیات و احادیث کو نعوذ باللہ خاک بدین گستاخ ہمارے نبی ﷺ نے لوگوں سے چھپایا اور انہیں آپؐ نے مخفی رکھا اور لوگوں کو نہیں بتلایا مگر ام المؤمنین عائشہ کے مذکورہ بالا بیان کا ایک جزویہ بھی ہے کہ :- "مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا كَتَمَ شَيْئًا مَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللَّهِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ" یعنی جو شخص یہ بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنی طرف سے من جانب اللہ وحی کردہ باتوں میں سے کوئی چیز چھپائی وہ جموٹا اور کذاب ہے کیونکہ ارشاد الہی ہے کہ اے رسول آپ اپنی طرف وحی کردہ ساری باتوں کی تبلیغ لوگوں میں کر دیجئے (صحیح البخاری مع فتح الباری کتاب التفسیر سورہ المائدہ حدیث نمبر ۳۶۱۲ ج ۷ ص ۲۷۵) وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى مِنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ" یعنی جس کا دعویٰ ہو کہ آپ نے کتاب اللہ کی کوئی چیز چھپائی اس نے اللہ پر بہت بڑی افتراء پردازی کی (صحیح مسلم مع شرح نووی ج ۱ ص ۹۸)

حضرت ام المؤمنین عائشہؓ کے اس بیان سے بھی کسی صحابی کا کوئی اختلاف نہیں منقول ہے یعنی کہ اس بات پر بھی صحابہ کا سکوتی اجماع ہے بلقظہ دیگر اس سے بھی فرقہ بریلویہ کا بہت بڑا کذاب و افتراء پر داڑ ہونا لازم آتا ہے۔

تنبیہ

زیر بحث قول عائشہ کا ایک جزء یہ بھی ہے کہ :-
"مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ" یعنی جس کا یہ دعویٰ ہو کہ آپؐ

نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے بھی اللہ پر بہت بڑی افترا پردازی کی" (صحیحین و عام کتب حدیث)

ام المؤمنین عائشہؓ کی مذکورہ بالا بات بھی نصوص شرعیہ سے ثابت ہے مگر بعض صحابہ سے قول عائشہ کے اس جزء سے بظاہر اختلاف منقول ہے اس لئے ہم اسے صحابہ کا اجماعی موقف نہیں کہہ سکتے اگرچہ قول عائشہ کا یہ جزو بھی صحیح ہی ہے اور بظاہر اس کے خلاف منقول بعض قول صحابی کا معنی و محمل کچھ اور ہے جس کی تفصیل فقہ العقائد طبع جدید میں ہے۔

فرقہ بریلویہ کے اس عقیدہ کی تکذیب کے رسول کا سایہ نہیں تھا

فرقہ بریلویہ کے عقائد باطلہ میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں دھوپ میں پڑتا تھا نہ چاندنی رات میں آپ کا سایہ ہوتا تھا کیونکہ آپ "نوری مخلوق تھے اس لئے آپ کا سایہ ہی نہیں تھا فرقہ بریلویہ کے اس عقیدہ باطلہ کی تکذیب بدعت شکن سلفی کتاب "رد عقائد بدعیہ" از امام علامہ مولانا نذیر احمد رحمانی اور متعدد سلفی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہے اور نہایت صحیح و پختہ سند کے ساتھ جامع ابن وہب میں خود ارشاد نبوی منقول ہے کہ "رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ" یعنی میں نے اپنا سایہ اور تم لوگوں کا سایہ دیکھا (حادی الارواح الی بلاد الافراح للحافظ ابن قیم باب فی بیان وجود الجنۃ الآن مطبوع مصر ج ۱ ص ۳۲) یعنی کہ ہمارے نبی ﷺ نے بتصریح خویش اس بریلوی عقیدہ کی تکذیب کر دی ہے اور اپنی تائید میں فرقہ بریلویہ کے افتزاعی و کذبہ دلائل کو کذبہ و باطلہ قرار دے دیا اس سے بھی معلوم ہوا کہ فرقہ بریلویہ کی تکذیب رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔

سایہ نبوی کا ثبوت حدیث صحیح سے

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ام المؤمنین زینب نے کہا کہ :-
فَبَيْنَمَا اَنَا يَوْمًا بِرِصْفِ النَّهَارِ اِذَا اَنَا بِظِلِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ " یعنی میرے پاس آپ دوپہر کے وقت آ رہے تھے اور میں دھوپ میں آپ کا سایہ دیکھ رہی تھی (مسند احمد ج ۶ ص ۱۳۲ - ۱۳۳)
دعیم اوسط للطبرانی و مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۲۳ مذکورہ بالا حدیث بتصریح امام بیہقی معتبر ہے نیز ملاحظہ ہو رد عقائد بدعیہ ج ۱ ص ۲۸۹ ۲۸۷ مع حواشی) ام المؤمنین زینب تصریح

نبوی کے مطابق فرما رہی ہیں کہ سایہ نبوی تھا اور فرمان نبوی کے خلاف اختزاعی اکاذیب کو دلائل شرعیہ قرار دے کر فرقہ بریلویہ کہتا ہے کہ سایہ نبوی نہیں نیز فرقہ بریلویہ کا یہ دعویٰ مکذوب اس زعم باطل پر قائم ہے کہ آپ خاکی مخلوق کے بجائے نوری مخلوق تھے حالانکہ سیکڑوں آیات و احادیث کے مجموعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ خاکی بشر تھے نیز یہ کہ آپ حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب اور آمنہ کے بیٹے تھے اور یہ دونوں آپ کے والدین بھی خاکی بشر تھے اور ارشاد نبوی ہے کہ "حَلَقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَحَلَقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ وَحَلَقَ آدَمُ مِنْ طِينٍ وَصَفَ لَكُمْ" یعنی فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جنات کا مورث اعلیٰ جان شعلہ آگ سے پیدا کیا گیا اور میرے اور تمام انسانوں کے باپ اس چیز سے پیدا کئے گئے جس کا بیان تم سے کیا جا چکا ہے" (صحیح مسلم مع شرح نووی ج ۲ ص ۳۱۳) اس حقیقت واضحہ سے کوئی بھی سلیم الطبع انسان انکار نہیں کر سکتا کہ انسانوں کے مورث اعلیٰ حضرت آدم "مٹی سے پیدا کئے گئے اور یہ کہ آپ کے مورث اعلیٰ اور جد امجد بھی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بریلوی مفتی حلال الدین کے پیر مرشد اور فرقہ بریلویہ کے امام مولوی امجد علی مرید و شاگرد بریلوی اعلیٰ حضرت احمد رضا نے بہار شریعت میں بعنوان عقائد متعلقہ نبوت اپنا یہ عقیدہ لکھا کہ "نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی" اس کے بعد پھر موصوف نے اپنا یہ عقیدہ لکھا کہ انبیاء سب بشر تھے" (بہار شریعت حصہ اول ص ۸)

جب فرقہ بریلویہ کے امام کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء سب بشر تھے اور نبی بشر ہوتے ہیں تو فرقہ بریلویہ یہ بتلائے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ نبی تھے یا نہیں؟ اگر فرقہ بریلویہ کہے کہ آپ نبی نہیں تو اس کا کافر ہونا لازم آئیگا اور اگر کہے کہ آپ نبی تھے تو فرقہ بریلویہ کے عقیدہ کے مطابق آپ کا بشر ہونا لازم آئے گا اور اگر آپ کے بشر ہونے والے اپنے بریلوی عقیدہ سے منحرف ہو کر فرقہ بریلویہ یہ کہے کہ آپ بشر نہیں تھے تو اس کا اپنے ہی عقیدہ کے مطابق کافر ہونا لازم آتا ہے کیونکہ عقائد کا انکار بریلوی مذہب میں کفر ہے اگر بریلوی فرقہ آپ کو بشر کے بجائے نوری مخلوق کے تو بھی اس کا اپنے ہی عقیدہ کے مطابق کافر ہونا لازم آتا ہے اس کے باوجود اختزاعی اکاذیب کو دلیل شرعی قرار دے کر فرقہ بریلویہ نے اپنا یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے کہ آپ نوری مخلوق ہیں۔ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيُّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ، اس قسم کے بریلوی مزعمات کی

مکذیب شرعی دلائل کے ساتھ بدعت شکن سلفی کتابوں بشمول رد عقائد بدعیہ میں وضاحت سے کر دی گئی ہے۔

ناظرین کرام ان سلفی کتابوں کا مطالعہ کر لیں۔

حدیث نبوی میں ایمان کو عمل کہا گیا ہے

مشاہدہ سے معلوم ہونے والی یہ بہت واضح بات ہے کہ فرقہ بریلویہ اپنے خود ساختہ مبتدعات و نظریات و بدعات پر عمل کرتے ہوئے حب نبوی و عقیدت نبوی کا بہت بدست مظاہرہ مختلف قسم کے خانہ ساز تہواروں اور اختزائی تقریبات کے مواقع پر کرتا ہے دوسری طرف مشہور و معروف متواتر السننی حدیث میں ہے کہ :-

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ ؟ فَقَالَ إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ" یعنی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ دربار نبوی میں سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ افضل عمل ہے ؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ و رسول پر ایمان لانا سب سے زیادہ افضل عمل ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ ایمان کے بعد سب سے زیادہ افضل عمل کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ راہ السہی میں جماد۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ جماد کے بعد سب سے زیادہ افضل عمل کیا ہے ؟ فرمایا حج مقبول " (صحیح بخاری محشی مولانا احمد علی سارنہوری باب من قال ان الإيمان هو العمل لقول الله تعالى وتلك الجنة التي أوردنكموها بما كنتم تعملون الخ ج ۱ ص ۸ و صحیح مسلم مع شرح نووی باب کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال ج ۱ ص ۶۲ و عام کتب حدیث نیز ملاحظہ ہو صحیح البخاری مع فتح الباری کتاب التوحید باب قول الله قل فاتوا بالذرة الى ان قال صلى الله عليه وسلم الاسلام والایمان والصلوة عملا ج ۱۳ ص ۵۰۸ الی ۵۱۱)

مذکورہ بالا فرمان نبوی میں ایمان کو عمل قرار دیا گیا ہے اور امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں جن آیتوں کا ذکر کیا ہے ان کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان قرآنی آیات میں ایمان کو عمل کہا گیا ہے یعنی کہ اللہ و رسول نے ایمان کو عمل قرار دیا ہے مگر اللہ و رسول کے ان صریح بیانیوں کے بالکل خلاف اپنے کو اہل سنت و جماعت کے نام سے موسوم کرنے کے باوجود فرقہ بریلویہ ایمان

کو عمل نہیں جانتا بلکہ وہ اعمال کو ایمان سے ظلف دوسری چیز قرار دیتا ہے جبکہ مذکورہ بالا آیات و احادیث کی موافقت و تائید بہت ساری دوسری آیات و احادیث سے ہو رہی ہے ان سیکڑوں آیات و احادیث کے خلاف خانہ ساز عقیدہ و نظریہ اختیار کرنے اور اسی کو اپنا دین و ایمان و عقیدہ قرار دے لینے کے باوجود بھی فرقہ بریلویہ کا اپنے کو اہل سنت و جماعت کہتے پھرنا یقیناً بہت بڑا عجوبہ ہے۔

بتصریح شیخ سعدی مقلد کی عبادت ضلالت ہے

جب نصوص کتاب و سنت میں ایمان کو عمل قرار دیا گیا ہے تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ ایمان عبادت بھی ہے اسی بناء پر بعض احادیث نبویہ میں ایمان کو افضل الحسنات بھی کہا گیا ہے جو اس بات کی دلیل صریح ہے کہ ایمان عبادت بھی ہے۔ نیز ایمان کے علاوہ جملہ عبادتوں اور اعمال صالحہ کا داخل ایمان ہونا بہت سارے نصوص کتاب و سنت سے ثابت ہے اور فرقہ بریلویہ کے ممدوح شیخ سعدی شیرازی نے اپنی کتاب بوستان میں صاف طور پر کہا ہے۔

عبادت بتقلید گمراہی است یعنی تقلید پرستی کے مطابق عبادت کرنی گمراہی و ضلالت ہے اور یہ بہت واضح بات ہے کہ فرقہ بریلویہ تقلید پرستی کے مطابق ہی اپنی ساری عبادت کرنے کا دعویدار ہے بلکہ اپنی تقلید پرستی پر فرقہ بریلویہ بہت نازاں اور فرحاں و شاداں بھی ہے دریں صورت لازم آتا ہے کہ جس تقلید پرستی کے مطابق فرقہ بریلویہ اپنی ساری عبادتیں انجام دیتا ہے اس تقلید پرستی کا قیدی و اسیر ہونے کی بناء پر بتصریح شیخ سعدی فرقہ بریلویہ سراسر گمراہ اور اسیر ضلالت ہے۔

شیخ سعدی کی بات کے جواب کی ہمت فرقہ بریلویہ میں نہیں

جس سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کا رد لکھنے کے دعویٰ کے ساتھ بریلوی مفتی جلال الدین

نے اپنی یہ کتاب ” غیر مقلدوں کے فریب “ لکھی ہے اس کے ص ۸۱ پر شیخ سعدی کے مصرعہ مذکورہ بعض دیگر اشعار کے ساتھ تقلید پرستی کی مذمت میں نصوص شرعیہ کی موافقت میں نقل کیا ہے مگر تقلید پرستی پر نازاں و فرحاں فرقہ بریلویہ کے مفتی مذکور شیخ سعدی کے اس مصرع کے خلاف کسی قسم کی لب کشائی کئے بغیر گذر گئے اس لئے کہ موصوف بخیاں خویش یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ” من صممت نجبا “ (خاموش رہنے ہی میں نجات ہے) حالانکہ موصوف بریلوی مفتی کا یہ سمجھ بیٹھنا سراسر غلط ہے کہ اس بھرانہ سکوت سے نجات میں رہیں گے لیکن موصوف کی یہ مقلدانہ اور بھرانہ خاموشی موصوف اور موصوف کے فرقہ بریلویہ کے لئے بہت زیادہ مہنگی پڑ رہی ہے اور آئندہ بھی دنیا و آخرت میں مہنگی ہی رہے گی۔

فرقہ بریلویہ کے ولی اللہ قرار دیئے ہوئے مولانا رومی تقلید پرستی کو حرام کہتے ہیں

شیخ سعدی کے علاوہ مولانا روم کو فرقہ بریلویہ اولیاء اللہ میں شمار کئے ہوئے ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۷ و عام کتب بریلویہ) فرقہ بریلویہ کے ولی اللہ قرار دیئے ہوئے مولانا روم کے متعدد اشعار بھی بدعت شکن سلفی کتاب حقیقۃ الفقہ ص ۲۸۰ تا ۲۸۳ میں منقول ہیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر ہم بھی کرتے ہیں۔

زانکہ تقلید آفت ہر گوی است کہ بود تقلید اگر کوہ قوی است

یعنی جملہ عبادتوں سمیت تمام اعمال صالحہ کو تقلید پرستی برباد کر دینے والا آفت ہے کوئی بھی عبادت خواہ قوی تر پہاڑ کے برابر ہو اگر تقلید پرستی کی بناء پر انجام دی گئی ہو تو بھی اتنی بڑی عبادت و نیکوکاری تقلید پرستی کی نحوست سے بے جاں نکلا اور کوڑا کھڑا کی حیثیت رکھتی ہے۔

نوحہ گر باشد مقلد در حدیث جز طمع بنود مرا و آں خبیث
آں مقلد ہست چوں طفل علیہ لیل گرچہ دار و بخت ہار یک دو لیل

مولانا روم کے ان اشعار میں تہلیل پرستی کی جس قدر مذمت و نوحست بیان کی گئی ہے وہ بہت ظاہر ہے مولانا روم کے پہلے والے شعر میں معنوی طور پر تہلیل پرستی کے مدعی فرقہ بریلویہ کی تمام عبادتوں کو وہی کہا گیا ہے جو شیخ سعدی نے کہا ہے مگر تہلیل پرستی پر نازاں و فرحان فرقہ بریلویہ کے مفتی اور تمام کے تمام بریلوی مولانا روم کی ان ساری باتوں کے بالمقابل دم بخود و خبط الحواس ہو کر سکوت ہی میں نجات سمجھتے ہیں ، نصوص کتاب و سنت کے خلاف جری ہونے کے باوجود مذکورہ بالا باتوں کے رد میں بریلوی مفتی دم سادھے رہ گئے ناظرین کرام غور فرمائیں کہ جو فرقہ بریلویہ بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقه میں منقول بعض اشعار سعدی دروی کے رد و جواب میں لب کشائی کی صلاحیت و استطاعت سے محروم ہے وہ اس سلفی کتاب کے پیش کردہ نصوص کتاب و سنت والے دلائل قاہرہ کی طرف نظر اٹھانے کی تاب و حوصلہ کہاں سے رکھتا ہوگا ؟

اپنے علاوہ دوسرے اسلامی فرقوں کی تکفیر میں حنفی مذہب سے فرقہ بریلویہ کا اعراض

ایک طرف نصوص کتاب و سنت کی پیروی کرنے والے سلفی و اہل حدیث لوگوں کو فرقہ بریلویہ اس معنی میں غیر مقلد اور وہابی کہتا ہے کہ یہ کافر ہیں بلکہ یسود و نصاری سے ان کا کفر بڑھا ہوا ہے دوسری طرف یہ فرقہ بریلویہ جس حنفی مذہب کی تہلیل پر نازاں و فرحان ہے اس کی صراحت ہے کہ :-

"كُلٌّ مِّنْ كَانَ أَهْلُ قَلْبِنَا لَا يَكْفُرُ بِهَا حَتَّى الْخَوَارِجِ الَّذِينَ يَسْتَحِلُّونَ دِمَاءَنَا وَأَمْوَالَنَا
وَسَبَّ أَصْحَابِ الرَّسُولِ ﷺ وَيَتَكَبَّرُونَ صِفَاتِهِ وَحَوَازِ رُؤْيِيهِ الْخ" یعنی ہمارے اہل قبلہ (اسلام) کی طرف اپنے کو منسوب کرنے والے اور کلمہ اسلام پڑھنے والے (بدعت پرستوں پر فتویٰ کفر نہیں لگایا جائے گا حتیٰ کہ ان خارجیوں پر بھی فتویٰ کفر نہیں لگایا جائے گا جو ہم تمام مسلمانوں کی ناحق خون ریزی و مال و متاع پر دست اندازی کو حلال سمجھتے ہیں اور صحابہ کرام کو گالی دینا بھی حلال سمجھتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بھی منکر ہیں اور دیدار الہی کے جواز تک کو

ماننے کے روادار نہیں، (در الخلل مع ترجمہ غایہ الاوطار کتاب الصلوٰۃ باب الامامہ ج ۱ ص ۲۶۱)
 فرقہ بریلویہ کی مذکورہ بالا مذہبی ودینی باتیں بدعت ٹھکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ
 باب متعلق عقائد نمبر ۵۰ و ۵۱ ص ۱۴۳ میں طغص طور پر لکھی ہیں جن کے رد میں ”غیر مقلدوں
 کے فریب“ لکھنے کے دعویدار بریلوی مفتی نے دم بخود و حواس باختہ ہو کر ایک لفظ بھی بولنے کی
 جرأت اپنے اندر نہیں پائی مگر اپنے مذہب کی اس تصریح کے بالکل خلاف موصوف نے اپنی
 پارٹی والوں کی طرح اہل حدیث و سلفی لوگوں کو کافر قرار دیا اور ان سے شادی و بیہ و تعلقات کو
 حرام و ناجائز بتلایا کیا یہ ساری باتیں عجائبات میں سے نہیں؟

فرقہ بریلویہ بعض کو چھوڑ کر سبھی صحابہ کو مقلد کہتا ہے

دین کی بنیاد یعنی عقائد میں اپنے کو غیر مقلد قرار دینے والے فرقہ بریلویہ کے مفتی
 جلال الدین امجدی نے اپنے اور اپنے فرقہ کے تقلید پرست ہونے کے مدعی بن کر تقلید پرستی
 کے جواز بلکہ وجوب کا اثبات کرنے کے بریلویانہ زعم باطل پر یہ عنوان قائم کیا :-

”صحابہ کرام اور تقلید“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۸)

اس عنوان کے تحت بریلوی مفتی نے یہ دعویٰ کیا کہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ
 میں سے بشمول خلفائے اربعہ صرف چند ہی صحابہ مثلاً حضرت ابن مسعود، ابو موسیٰ اشعری،
 معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت و عائشہ صدیقہ مقلد نہیں تھے ورنہ باقی دوسرے صحابہ
 مقلد تھے پھر موصوف مفتی نے تین قرآنی آیات کو وجوب تقلید پر بطور دلیل نقل کیا اور اس
 کے بعد تقلید سے متعلق اپنی بہت ساری بریلویانہ باتیں لکھیں اور سلفی لوگوں کو غیر مقلد کہہ کر
 مطعون کیا یہ سلسلہ طعن و تشنیع کئی صفحات از ص ۶۴ تا ۱۸ پر پھیلا ہوا ہے مگر اتنے طویل
 و عریض بریلوی بیان میں تقلید پرستی کے مردود ہونے پر حقیقتہ الفقہ کے ہزار سے زیادہ
 دلائل میں سے کسی کے بھی خلاف لب کشائی کی جرأت نہ کر سکے۔ صرف اسی بات سے فرقہ
 بریلویہ کی حق پرستی کے دعویٰ کارا ز کھل جاتا ہے۔

تنبیہ (فرقہ دیوبندیہ کی فتنہ سامانی)

ہمارے ملک ہندوستان میں فرقہ بریلویہ ہی کی طرح مذہب اہل حدیث اور متبعین مذہب اہل حدیث سے پرغاش رکھنے والا ایک دوسرا نو مولود فرقہ ”فرقہ دیوبندیہ“ بھی فرقہ بریلویہ کا حریف ہونے کے باوجود اہل حدیث کے خلاف محاذ آرائی و جارحیت کے بے پناہ جذبات رکھتا ہے مگر ہم فرقہ بریلویہ کی کتاب مذکور کی تردید میں لکھی جانے والی اپنی اس کتاب میں اس فرقہ دیوبندیہ سے تعرض کا ارادہ نہیں رکھتے تھے لیکن ہم اپنی اس کتاب کی تصنیف میں جب اس جگہ پہنچے تو فرقہ دیوبندیہ کی طرف سے مسئلہ تقلید پرستی کی حمایت میں ایک تازہ ترین ذہریلی کتاب ”غیر مقلدین کی حقیقت“ آگئی جس میں جملہ اکاذیب کے ساتھ میرے یعنی محمد رئیس ندوی کے مخالف بھی دیوبندی انداز والی لغو طرازی کی گئی ہے پھر بھی میں اپنی اس زیر تصنیف کتاب میں فرقہ دیوبندیہ سے تعرض کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر اپنے رفقاء میں سے کچھ حضرات اہل علم کے اصرار پر مجھے اس طرف بھی کچھ توجہ دینی پڑی ہے۔

میری نہ کہی ہوئی بات میری طرف دیوبندی مصنف نے

منسوب کی

مذکورہ بالا دیوبندی کتاب میں میری بابت تحریر کیا گیا ہے کہ :- ”محمد رئیس ندوی نے ۱۳، ۱۵، ۱۶ / اپریل ۱۹۹۵ء میں مونا تھ بھنجن کی سرزمین پر منعقد ہونے والی اہل حدیث کانفرنس میں کہا کہ ہمارا سلسلہ حدیث حضرت آدم سے چلا آ رہا ہے وہ بھی اہل حدیث تھے الخ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۳۸-۳۹)

اپنی عادت کے مطابق فرقہ دیوبندیہ کے ترجمان موصوف نے اپنی لکھی ہوئی اس عبارت کا پہلا جزو اپنی طرف سے گزر کر ہماری طرف منسوب کر دیا جیسا کہ امام ابو حنیفہ نے اپنے حلامہ کو خطاب کر کے کہا تھا کہ تم لوگ اپنی تحریر کردہ کتابوں میں میری طرف میری نہ کہی ہوئی بت ساری باتیں منسوب کر دیا کرتے ہو (اللمعات ج ۲ ص ۳۹۹ بحوالہ البحر

والتعديل لابن ابي حاتم ج ۸ ص ۲۰۱ ترجمہ ابو یوسف و تاریخ صغیر للبخاری ص ۲۰۶ و تاریخ
جرجان للسهمی ص ۵۶۶ واصحات ج ۳ ص ۳۱۷ و ۳۱۸)

ہم نے کہا تھا کہ تمام انبیاء بشمول آدم و خاتم الانبیاء ایک ہی
مذہب کے تابع تھے

میں نے اپنی تقریر میں یہ بات ہرگز نہیں کہی تھی البتہ اس معنی و مفہوم کی بات ضرور
کہی تھی کہ حضرت آدم سے لیکر خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے نبی در سل ہوئے وہ
جس دین اسلام کے پیرو اور داعی و مبلغ تھے اسی کے تابع اور داعی ہم اہل حدیث بھی ہیں اس اعتبار
سے بشمول آدم تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جس دین کے تابع اور داعی تھے وہ بلفظ دیگر
مذہب اہل حدیث ہے ہم نے اپنی اس بات کی تائید میں دلائل شرعیہ (نصوص کتاب و سنت)
میں سے بعض کی طرف واضح اشارات کر دیئے تھے مثلاً یہ کہ قرآن مجید میں کہا گیا ہے :-

"وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا" (پ ۱۱ سورہ سونس : ۱۹) "وَكَانَ النَّاسُ أُمَّةً
وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ" (پ ۲ سورہ بقرہ : ۲۱۳) "إِنَّ هَذِهِ أُمَّةُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً فَأَتَّقُون" (پ ۱۸
سورہ المؤمنون : ۵۲)

ان آیات اور ان کی ہم معنی دوسری آیات کا مفاد یہ ہے کہ بشمول آدم اول النبیین
و محمد خاتم النبیین تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک ہی دین اسلام کے تابع و مبلغ
تھے اور یہ سارے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام جس دین اسلام کے تابع و مبلغ تھے اسی کے
تابع و مبلغ ہم اہل حدیث بھی اپنے کو دلائل واضحہ و براہین ساطعہ کی بنیاد پر کہتے ہیں کیونکہ
ہمارے نبی محمد ﷺ کا حضرت آدم سے لے کر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہونے والے تمام
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کا ہم مذہب ہونا آیات مذکورہ سے واضح طور پر ثابت ہے اور ہم
اہل حدیث مذہب والے اس مذہب محمدی کے تابع و مبلغ ہیں جس پر ہمارے نبی محمد ﷺ کا بند تھے
پھر اسی مذہب کا نام مذہب اہل حدیث ہے ہماری اس بات میں اشارہ بھی اس کا ذکر نہیں کہ ہم اہل
حدیثوں کا سلسلہ حدیث حضرت آدم سے چلا آ رہا ہے یہ فرقہ دیوبندیہ کا افتراء خالص ہے۔

متعدد قرآنی آیات میں قرآن کا ایک نام حدیث بھی بتلایا گیا ہے

ہم نے اپنے اس خطاب میں یہ بھی کہا تھا کہ جس طرح اصطلاح اہل اسلام میں اقوال وافعال واحوال و تقریرات نبویہ کو حدیث کہا جاتا ہے اسی طرح متعدد قرآنی آیات اور متواتر المعنی احادیث نبویہ میں قرآن مجید کو بھی حدیث کہا گیا ہے اور ہمارا مذہب اسلام در اصل حدیث کے نام سے موسوم انہیں دونوں چیزوں یعنی قرآن مجید اور حدیث نبوی کا مجموعہ ہے اور جس طرح ہمارے رسول خاتم النبیین محمد ﷺ حدیث کے نام سے موسوم وحی جلی اور وحی خفی یا بلقظ دیگر وحی متلو اور وحی غیر متلو سے من جانب اللہ بہرہ ور تھے، اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حال تھا اس اعتبار سے تمام انبیاء کرام کا مذہب حدیث نامی وحی جلی اور وحی خفی کے مجموعہ پر مشتمل ہونے کے باعث مذہب اہل حدیث کے نام کے ساتھ موسوم کئے جانے کے لائق ہے جس کا ماہصل یہ ہوا کہ معنوی طور پر بشمول آدم و خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام مذہب اہل حدیث کے پیرو تھے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جس مذہب اسلام کے پیرو تھے اس کے متعدد دوسرے نام بھی نصوص کتاب و سنت سے ثابت ہیں، نصوص سے ثابت ہونے والے اسلام کے ان متعدد ناموں میں سے مذہب اہل حدیث بھی ایک نام ہے اس لئے بلا شک و شبہ یہ لہذا کہ انسانوں کے مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مذہب اہل حدیث کے پیرو تھے بالکل بجا ہے۔

حضرت آدم سے لیکر دس قرون تک کائنات انسانی صرف مذہب اسلام کی تابع تھی

جس مذہب اسلام یا دین ضیف یا صراط مستقیم پر سبھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کاربند تھے اس پر حضرت آدم سے لیکر عرصہ دراز تک یعنی دس قرون تک تمام ہی کائنات انسانی

قائم تھی اس سے کسی بھی فرد بشر نے اختلاف و انحراف حدیث صحیح کے مطابق نہیں کیا تھا پھر حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے کچھ پہلے اس ملت واحدہ اور امت واحدہ یعنی اسلام سے بعض لوگوں میں بتدریج انحراف آنا شروع ہو گیا اور دیر سے دیر سے ایسا ہوا کہ عمد نوح میں کائنات انسانی کی اکثریت امت واحدہ یعنی اسلام سے منحرف اور باغی ہو گئی اور لوگوں میں مختلف مذاہب رواج پذیر ہو گئے حتیٰ کہ ایک زبانہ ایسا آیا کہ مذہب موسوی کے اتباع کے دعویدار بنو اسرائیل میں اکثر مذاہب مختلفہ اور مذہب عیسوی کے اتباع کے دعویداروں میں بہتر مذاہب مختلفہ مروج ہو گئے۔ بعثت نوح سے لیکر بعثت محمدی تک مبعوث ہونے والے سارے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اگرچہ تمام لوگوں کو دوبارہ امت واحدہ و ملت واحدہ یعنی اسلام کی طرف مراجعت کی دعوت دیتے رہے مگر روز بروز لوگوں میں امت واحدہ یعنی اسلام سے انحراف کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ خاتم النبیین محمد ﷺ کے زمانہ میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا بلکہ دین محمدی سے وابستگی کے دعویداروں تک میں نبوی پیش گوئی کے مطابق تہتر مذاہب مختلفہ مروج ہو گئے جبکہ دین محمدی سے وابستگی رکھنے کا دعویٰ نہ کرنے والے غیر مسلموں کی تعداد بھی ہر زمانہ میں بہت زیادہ رہا کرتی ہے، دین محمدی سے وابستگی کے دعویداروں میں رواج پذیر ہونے والے تہتر مذاہب مختلفہ میں سے تصریح نبوی کے مطابق صرف ایک ہی مذہب اصل دین محمدی ہے جس کے مختلف ناموں میں سے ہماری تحقیق کے مطابق ایک نام مذہب اہل حدیث اور سلفی مذہب بھی ہے۔

انسانوں کے مورث اعلیٰ آدم کا وطن ہندوستان تھا

ہم نے اپنے اس خطاب میں موجودہ ہندو تو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر ہندو برا دران ہمارے ملک ہندوستان کو اپنا آبائی و موروثی وطن کہتے ہیں تو ہم بھی اسلامی روایات کے مطابق اپنے اس ملک کو اپنا آبائی و موروثی وطن کہنے کا حق اس لئے رکھتے ہیں کہ مورخ اسلام نیز مفسر قرآن و محدث عظیم امام ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ تمام علماء اسلام والہل تواریخ و انجیل اس بات پر متفق ہیں کہ انسانوں کے مورث اعلیٰ حضرت آدم کا مسکن و موطن ہندوستان ہے، (تاریخ طبری ج ۱ ص ۶۰) اور جس دین و مذہب کے قبیح انسانوں کے یہ

(۲۰۳)

مورث اعلیٰ تھے اسی کے حقیقی اور سچے متبع ہم مسلمان لوگ ہیں اور ہم مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق انسانوں کے مورث اعلیٰ کے مذہب اسلام سے منحرف ہو جانے والے بت پرست و مشرک لوگ معنوی طور پر حضرت آدم کی میراث کے اس لئے وارث نہیں کہ یہ اپنے مورث سے بغاوت کرنے والے ہیں لہذا اگر ہندو لوگ اپنی طاقت کے بل پر اس ملک پر اپنا عقیدہ تھوپنا چاہتے ہیں تو مسلمان اپنے عقیدہ و روایت کے مطابق کیوں اس ملک کے اصل وارث قرار دیئے جانے کے حق دار نہیں؟

ہندوستان میں حضرت آدم کو اذان سنائی گئی

ہم نے خطاب مذکور میں اس معتبر حدیث کی طرف اشارہ کیا تھا کہ انسانوں کے مورث اعلیٰ کے مسکن و موطن ہندوستان میں موصوف انسانی مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحشت دور کرنے کے لئے بحکم الہی حضرت حبرئیل نے بالکل وہی لوان دی جو لوان آج کل ہندوستان میں اہل اسلام بیچ گانہ نمازوں کے لئے دیتے ہیں جس میں کلمہ اسلام اور رسالت محمدی کا زور و شور کے ساتھ اعلان ہوتا ہے پھر اس لوان اور مذہب سے ہندوستان میں یا کسی ملک میں وحشت کیوں محسوس کی جا رہی ہے؟

ظاہر ہے کہ ہمارے اس خطاب سے بہر حال یہ مستنبط ہوتا ہے کہ حضرت آدم سے لیکر خاتم النبیین ﷺ تک جتنے نبی و رسول ہوئے وہ جس دین کے پیرو تھے وہ دین وہی ہے جس کے پیرو اہل حدیث اور سلفی لوگ ہیں اس پر فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ کا چراغ پا ہو جانا بالکل ہی بے معنی اور لغو بات ہے اور چراغ پا ہو کر اپنی فطری عادت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی مقلد ہرزہ سرانی میں مباہلہ آرائی کرنا اور بھی زیادہ بھیاک بات ہے۔

دعویٰ مذکورہ کی دلیل (حدیث نبوی)

ہم نے اپنے اس خطاب میں جس حدیث نبوی کی طرف اشارہ کیا تھا مناسب ہے کہ یہاں اسے نقل کر دیں۔ " قَالَ الْحَافِظُ أَبُو نَعِيمٍ الْأَصْبَهَانِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ (هُوَ الْإِمَامُ الطَّبْرَانِيُّ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَهْرَامٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ عَنْ عُمَرُو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ

فَاسْتَوْجِبَتْ فَنَزَلَ جِبْرَائِيلُ فَنَادَى بِالْإِذَانِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُرْتَبِنِ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ مُرْتَبِنِ اَلْحَقُّ فَقَالَ مِنْ مُحَمَّدٍ فَقَالَ هَذَا وَلَدُكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ " یعنی حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آسمان سے اتر کر ہندوستان میں نزول پذیر ہوئے تو وحشت محسوس کرنے لگے رفع وحشت کے لئے حضرت جبرئیل نے آکر لوان پکاری لوان میں محمد رسول اللہ (ﷺ) کے الفاظ سن کر آدم نے جبرئیل سے کہا کہ محمد کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا کہ آپ کی اولاد میں ہونے والے انبیاء میں سے آخری نبی ہیں (طیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۷۰ ترجمہ عمر بن قیس ملانی) قال السیوطی رواہ ایضاً الطبرانی وابن عساکر، تفسیر درمنثور ج ۱ ص ۵۵، تاریخ ابن عساکر ۳ / ۲۳۲۳) ہمارے پاس تاریخ ابن عساکر کا جو نسخہ ہے اس میں یہ حدیث ترجمہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ج ۱ ص ۶۳۵ میں منقول ہے۔

حدیث مذکورہ کی سند پر بحث و تحقیق

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ حدیث مذکورہ امام ابو نعیم نے امام طبرانی سے نقل کی ہے حافظ سیوطی نے درمنثور میں حدیث مذکور طبرانی کے حوالہ سے بھی نقل کی مگر یہ نہیں بتلایا کہ ان کی کس کتاب میں حدیث مذکور ہے امام طبرانی کثیر الکتاب محدث و مفسر و مورخ ہیں مگر ہم ان کی اس کتاب پر واقف نہیں ہو سکے جس میں حدیث مذکور منقول ہے۔ امام ابو نعیم اور ان کے وہ استاذ جن سے حدیث مذکور موصوف ابو نعیم نے نقل کی مشہور و معروف ثقہ امام ہیں امام ابن عساکر نے اس حدیث کے لئے جو سند بیان کی ہے اس کے مطابق حدیث مذکور امام طبرانی کے مشہور ثقہ معاصر امام احمد بن سلیمان نجاد (مولود ۲۵۳ھ و متوفی ۳۳۸ھ) نے بھی روایت کی ہے امام نجاد بھی کتاب السنن الکبیر کے مصنف ہیں اور ظن غالب ہے کہ حدیث مذکور ان کی کتاب میں منقول ہوگی

ترجمہ امام مطین حضرمی

ان دونوں یعنی امام طبرانی اور امام نجاد نے اسے اپنے جس شیخ امام محمد بن عبد اللہ بن سلیمان حضرمی سے نقل کیا ہے وہ بہت معروف و مشہور ثقہ امام اور مختلف کتابوں کے ساتھ مندرجہ

و تاریخ نامی کتابوں کے مصنف ہیں ان کا لقب ”مطین“ ہے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۱-۴۲، و تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۶۱-۲۶۲ و لسان العیزان ج ۵ ص ۲۳۳-۲۳۴ وغیرہ)

ظن غالب ہے کہ امام مطین نے یہ حدیث اپنی کتاب مستد و تاریخ میں نقل کی ہوگی حیرت ہے کہ علامہ البانی نے امام مطین کو مجہول قرار دیا ہے (سلسلہ الاحادیث الضعیفہ حدیث نمبر ۴۰۳ ج ۱ ص ۳۹۶) غالباً علامہ البانی حلیۃ الاولیاء والی روایت کی سند میں امام مطین کی تعیین کرنے والے لفظ ”الحضرمی“ پر دھیان نہیں دے سکے۔ امام مطین نے حدیث مذکور کو اپنے جس شیخ الحدیث علی بن ہرہم بن یزید ابو ححبیہ مزی عطار و افریقی سے نقل کیا ہے ان سے امام مطین کے علاوہ امام موسیٰ بن اسحاق انصاری، علیک رازی و حسن بن طیب شجاعی احمد بن یحییٰ زدی و علی بن سعید رازی جیسے ثقہ رواۃ روایت کرتے ہیں (ملاحظہ ہو تاریخ خطیب ترجمہ علی بن ہرہم ج ۱ ص ۳۵۳-۳۵۴ و اکمال لابن ماکولا لفظ ححبیہ ج ۲ ص ۲۹۵ موصوف ہرہم امام ابن حبان کے اصول سے ثقہ راوی ہیں اور ان کے اوپر کے سبھی رواۃ معتبر ہیں لہذا یہ حدیث معتبر ہے، امام ابن حبان کے اصول توثیق میں سے یہ بھی ہے جس راوی پر تخریج ثابت نہ ہو اور وہ منکر روایت نہ کرے اور اس سے ایک سے زیادہ ثقہ رواۃ روایت کرتے ہوں تو وہ ثقہ راوی ہے امام ابن حبان کے اصول سے متعدد محدثین متفق ہیں اور متعدد محدثین اس سے اختلاف رکھتے ہیں مگر حنفی مذہب اس کے موافق ہے (کما تقررنی مقررہ) علی بن ہرہم کے اوپر والے سبھی رواۃ ثقہ ہیں لہذا یہ روایت اصول ابن حبان اور ان کے موافق محدثین یزاحفانف کے اصول سے معتبر ہے۔

ایضاح

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہمارا ملک ہندوستان انسانوں کے مورث اعلیٰ حضرت آدم کا وطن تھا جو معنوی طور پر اہل حدیث تھے۔ اور پوری دنیا کی طرح ہندوستان کے باشندے بھی حدیث صحیح کے مطابق حضرت آدم سے لیکر بعثت نوح سے پہلے تک اسی مذہب پر کار بند تھے جس پر حضرت آدم تھے پھر نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اس مذہب کے خلاف شرک و کفر کی طاقتوں نے بہت زور پکڑ لیا مگر طوفان نوح کے ذریعہ سب ہلاک و برباد ہوئے صرف وہی

لوگ حضرت نوحؑ کے ساتھ باقی رہ گئے جو حضرت آدمؑ والے دین پر قائم تھے حضرت نوح علیہ السلام کے بعد نہ جانے کس زمانہ میں اس دین برحق سے کچھ لوگوں میں انحراف آیا اور یہ انحراف رفتہ رفتہ زور پکڑتا گیا جس کی اصلاح کے لئے دوسرے ممالک کی طرح ہمارے ملک ہندوستان میں بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوتے رہے حتیٰ کہ خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے آپ کے زمانہ میں پوری دنیا کی طرح ہندوستان بھی کفر و شرک کا گڑھ بنا ہوا تھا مگر ہماری پیش کردہ گذشتہ تفصیل میں آچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی پیش گوئی کے مطابق خلفائے راشدین ہی کے زمانہ میں ہندوستان کے بعض خطوں پر اسلامی حکومت قائم ہو گئی جو چھٹی صدی ہجری تک سلفی حکومت رہی اگرچہ درمیان میں چوتھی صدی کے بعد بعض لوقات نظام الہی کے مطابق گردش ایام کا بھی شکار ہوئی مگر معنوی طور پر کسی نہ کسی انداز میں یہ حکومت چھٹی صدی تک قائم تھی پھر نہ جانے کب یہ ہندوستانی حکومت غیر سلفی حکومت سے بدل گئی ہم ایک مستقل کتاب میں اس کا جائزہ لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جملہ معترضہ کے طور پر یہاں یہ بات آگئی تھی ورنہ بات چل رہی تھی تقلید پرستی کی اس سلسلے میں ہماری گفتگو اب ہندوستان کے دونوں تقلید پرست فرقوں بریلویہ و دیوبندیہ سے ہوگی۔

اس بات پر اہل علم متفق ہیں کہ چوتھی صدی تک مردوجہ چاروں تقلیدی مذاہب میں سے کسی مذہب معین کی، تقلید کا رواج نہیں ہوا تھا جیسا کہ تفصیل آرہی ہے اس کے باوجود دونوں فرقے بعض آیات و احادیث سے محضی تقلید کے وجوب پر استدلال کرتے ہیں۔

فاسئلوا اهل الذکر والی آیت سے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا

وجوب تقلید پر استدلال غلط ہے

مثلاً یہ دونوں فرقے تقلید پرستی کے وجوب پر قرآنی آیت "فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" کو شرعی دلیل قرار دینے پر متفق ہیں (ملاحظہ ہو فرقہ دیوبندیہ کی زیر نظر نوزائیدہ کتاب ص ۱۷ و فرقہ بریلویہ کی زیر نظر کتاب غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۹ و عام کتب دیوبندیہ و بریلویہ)

اس سلسلے میں اولاً ہم کو یہ کہنا ہے کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے متحدہ عملا کے ولی اللہ

قرار دیتے ہوئے ہندوستانی شیخ فخر الدین زرادی ساماوی دہلوی متوفی ۳۸۱ھ نے بت سارے اہل علم کی طرح ان دونوں آیات کا مطلب یہ بتلایا ہے کہ مردہ تھلیدی مذاہب میں سے کسی ایک کی تھلید کرنی بدعت اور لاشیٰ ہے۔ اور تمام صوفیائی کہتے ہیں اور اس پر فصوص کتاب دست واجماع امت دلیل قاطع ہیں کہ تھلید پرستی بدعت ہے۔ (ملاحظہ ہو نزہ الخواطر ج ۳ ص ۹۱-۹۲ ترجمہ شیخ فخر الدین زرادی بحوالہ خزینہ الاصفیاء) اس سے صاف ظاہر ہے کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ اپنے اولیاء اللہ قرار دیئے ہوئے اماموں کی تصریحات کے مطابق بدعت پرست اور فصوص واجماع کے مخالف ہیں یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں نو زائیدہ فرقوں کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت کے نزول کے وقت پائے جانے والے اہل اسلام خصوصاً صحابہ کرام تھلید پرستی کو اپنا دین و ایمان قرار دینے کے بجائے مذکورہ آیت کے نزول کے تقریباً نوے سال بعد پیدا ہونے والے اور ۱۲۰ھ تک درس گاہ حاد میں زیر تعلیم رہنے والے امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ نیز ان کے بھی بعد پیدا ہونے والے امام مالک و شافعی و احمد کی تھلید تو فرض و واجب ہے لیکن ان کے علاوہ علم و فضل میں کہیں زیادہ تقدم رکھنے والے لاکھوں صحابہ و تابعین واجماع تابعین و دیگر اہل علم و فضل کی تھلید نہیں واجب ہے؟ ائمہ مذکورین کی تھلید پر دعویٰ اجماع امت کرنے والے اپنا یہ دعویٰ تو نہ آج تک ثابت کر سکے نہ قیامت تک کر سکیں گے کہ کس زمانہ میں اس بات پر تمام اہل علم کا وہ اجماع ہوا جس کو فی الواقع اجماع امت مانا جاسکے ہاں ان تھلید پرستوں کے اس دعویٰ کے مذبذب ہونے پر دلائل قاطعہ موجود ہیں (کامیاتی)

دیوبندی و بریلوی استدلال کی تغلیط پر بحث (پہلی آیت)

دونوں فرقوں کی اس متدل آیت کے الفاظ قرآن مجید کی دو مختلف سورتوں النحل اور سورۃ الانبیاء میں وارد ہوئے۔ دونوں سورتوں میں وارد شدہ ان الفاظ والی آیات کو اچھی طرح ناظرین کرام پہلے ملاحظہ کر لیں۔

سورۃ النحل میں ارشاد ربانی ہے کہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ فَاسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْمَلُونَ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ لَتَبِينَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (پ ۱۳ سورۃ النحل ۴۳، ۴۴)

دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ کے متحدہ عہدے سے سوال ہے کہ تہلیل پرستی کے وجوب پر دلیل بنائی ہوئی اپنی ذکر کردہ ان دونوں آیات کریمات کے مفہوم کے مطابق پہلے وہ یہ بتلائے کہ کیا فی الواقع وہ اپنے کو ان دونوں آیات کا مخاطب مان کر اور ان دونوں پر خود کو عمل پیرا ہونے کا مصداق سمجھتے ہوئے خاتم النبیین جناب محمد ﷺ کے نبی و رسول ہونے کا منکر محض اس بنا پر ہے کہ آپ ایک انسان اور آدمی و بشر ہیں؟ اور رسالت محمدی و نبوت مصطفوی کا منکر ہونے کی وجہ سے ان دونوں تہلیل پرست فرقوں یعنی دیوبندیوں اور بریلویوں کو اہل کتاب یسود و نصاری سے پوچھ کر اس کی تصدیق کرنے کی ضرورت درپیش ہے کہ کیا واقعی یہ بات مستبعد ہونے کے بجائے امر واقع ہے کہ انسان و آدمی و بشر اللہ کے رسول و نبی ہو سکتے ہیں؟ اگر ان دونوں فرقوں کا یہ متحدہ محاذ فی الواقع آپ کے رسول و نبی ہونے کا منکر ہونے کی وجہ سے اپنے کو اس قرآنی حکم کا مخاطب مان کر اہل کتاب یسود و نصاری سے اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہے تو اس سے قطعی طور پر یہ لازم آتا ہے کہ ان دونوں فرقوں کا متحدہ محاذ اپنے عقیدہ و نظریہ کے مطابق غیر مسلم کفار و مشرکین کے اس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے جو انسان و آدمی و بشر کا رسول و نبی ہونا مستبعد و ناممکن سمجھتا ہے پھر وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ حکم قرآنی کے مطابق اسے معاملہ مذکورہ کی تحقیق و تصدیق اہل کتاب یسود و نصاری سے کرنی ضروری ہے اور اہل کتاب یسود و نصاری سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد اسے انشراح صدر ہو جائے تو اسے یسود و نصاری کی یہ بات مان لینا لازم ہے۔ یہ بات بھی بہت واضح ہے کہ کفار و مشرکین کو اہل کتاب سے جو مسئلہ پوچھنے کا حکم ان دونوں قرآنی آیتوں میں دیا گیا ہے وہ منصوص مسئلہ ہے اس پر نصوص شرعیہ زمانہ آدم سے لیکر بعثت محمدی کے پہلے تک بہت کثرت سے توازن کے ساتھ قائم ہیں وہ بات قیاس و اجتہاد سے ذرہ برابر لگاؤ اور تعلق نہیں رکھتی اس کا حاصل صرف یہ ہے کہ کچھ منتخب انسانوں اور آدمیوں کا من جانب اللہ رسول و نبی ہو کر عام انسانوں کی ہدایت کی خاطر مبعوث ہونا ایک نہایت واضح و صریح منصوص بات ہے اور بہت زیادہ واضح و صریح طور پر منصوص ہونے کے باوجود اس منصوص بات کو اپنی انتہائی جمالت و بے عقلی کے باعث جاہلی کفار و مشرکین مستبعد و ناممکن سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا کہ اے کفار و مشرکین تم اگر اتنی زیادہ واضح و صریح بات سے ناواقف ہو تو اہل کتاب سے پوچھ لو۔ ان دونوں واضح الٰہی آیات میں کفار و مشرکین کو ایک منصوص بات اہل الذکر سے پوچھ کر

معلوم کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ اس حکم قرآنی کا مخاطب و مکلف اپنے کو سمجھ کر اپنے اوپر منطبق کرتا ہے اور اس حکم قرآنی کو اپنے اوپر منطبق کر کے اسے دجوب تقلید کی دلیل شرعی قرار دیتا ہے حالانکہ کسی پیش آمدہ مسئلہ کا شرعی حکم نہ جاننے والوں کا اہل الذکر سے اس پیش آمدہ مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کرنا تحقیق ہے اس کا نام تقلید رکھ لینا امتحانی درجہ کی دھاندلی بازی ہے ”اہل ذکر“ دو کلمات والفاظ کا مجموعہ ہے جس کے معنی ہیں یاد رکھنے والے اور یہ معلوم ہے کہ یاد رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ جو بات آدمی کو بتلائی اور یاد کرائی گئی ہو اسے وہ یاد رکھنے والا ہو اور جو بات اہل کتاب کو بواسطہ انبیاء بتلائی گئی تھی وہ قطعی طور پر منصوص بات تھی لہذا اس حکم قرآنی سے صرف یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ آدمی جس پیش آمدہ مسئلہ کا شرعی حکم نہ جانتا ہو اس کا شرعی حکم وہ اس سے پوچھ کر معلوم کر لے جو اس کے شرعی حکم کو یاد رکھنے والا ہو نہ کہ وہ اپنے قلموں کے زور پر نص کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے استخراج کئے ہوئے ہو اس کی استخراج کردہ بات ہرگز وہ بات نہیں جس کو اس نے دوسروں کے یاد کرنے سے یاد کر رکھا ہو اور یہ معلوم ہے کہ حکم شرعی کی بنیاد اللہ ورسول ہی کی بات پر ہوتی ہے اس لئے کسی بھی پیش آمدہ دینی مسئلہ کے حکم شرعی کا دار و مدار اللہ ورسول کی بات پر ہے یعنی کتاب و سنت پر اور اجماع امت صرف اس بات کی علامت اور دلیل ہے کہ جس بات پر اجماع امت ہوا ہے وہ نص شرعی کے خلاف نہیں ہے کیونکہ متواتر المعنی حدیث میں کہا گیا ہے کہ کسی غلط بات پر اجماع امت ہرگز نہیں ہو سکتا پھر اگر کوئی درپیش مسئلہ واقعی ایسا ہے جس پر کتاب و سنت اور اجماع امت میں سے کوئی چیز بھی بطور دلیل نہیں تو ان تینوں اصولوں یعنی کتاب و سنت و اجماع کو پیش نظر رکھ کر بتلایا جائے کہ ان تینوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے یا دو سے اس پیش آمدہ مسئلہ کا استنباط فلاں طریق پر ہو رہا ہے جس کا لازمی مطلب ہے کہ فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کی متدل یہ دونوں آیات تقلید پرستی کے ممنوع ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور تحقیق کر کے پیش آمدہ مسئلہ کا حل دلیل شرعی کے ذریعہ معلوم کرنے کا حکم دیتی ہیں اور یہ معلوم ہے کہ اس صورت حال پر تقلید پرستی کی تعریف ہرگز صادق نہیں آتی جیسا کہ ہماری اسی کتاب میں وضاحت کی گئی ہے اس سے قطع نظر مذکورہ بالا دونوں قرآنی آیات کریمات پر عمل پیرا ہونے والا مذکورہ دعویٰ بریلویہ و دیوبندیہ اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ خاتم النبیین محمد ﷺ سمیت تمام رسولوں اور

نبیوں کی رسالت و نبوت کا منکر ہے بنا بریں اسے اہل کتاب سے اس مسئلہ کی تحقیق و تفتیش و تصدیق کرنے کی ضرورت درپیش ہے اگر ان دونوں آیتوں سے اس مسئلہ تقلید پر استدلال صحیح ہے تو اس کا لازمی مطلب ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی تقلید لازم و واجب ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں فرقوں کا متحدہ محاذ یہود و نصاریٰ کی تقلید کے بغیر ہی خاتم النبیین محمدؐ سمیت تمام ہی رسولوں اور نبیوں کی رسالت و نبوت پر ایمان رکھنے کا مدعی ہے حالانکہ ان دونوں فرقوں کی مسئلہ آیت کا لازمی مطلب بریلوی و دیوبندی متحدہ محاذ یہود و نصاریٰ کے بجائے اہل اسلام کے ہزاروں تقلید کی جائے مگر بریلوی و دیوبندی متحدہ محاذ یہود و نصاریٰ کے بجائے اہل اسلام کے ہزاروں اماموں میں سے صرف بعض اماموں کی تقلید کو اپنے اوپر واجب قرار دیئے ہوئے اور باقی ہزاروں اماموں کو پس پشت ڈالے ہوئے ہے۔

۱۳۰۵ھ میں ہونے والے مناظرہ مرشد آباد بنگال کا تذکرہ

ایک سو دس سال سے بھی زیادہ زمانہ گذرا کہ بماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ میں تقلید پرستی کے وجوب اور عدم وجوب پر مرشد آباد بنگال میں اہل تقلید و اہل حدیث کے مابین تاریخی مناظرہ ہوا جس میں تقلید پرستی کے وجوب پر بعض دیگر مقلدانہ دلیلوں کے ساتھ اسامی اور بنیادی دلیل کے طور پر اہل تقلید کی طرف سے دونوں آیات مذکورہ کو پیش کیا گیا اور اہل تقلید کی ان متدل آیات کے جس جواب کے ذریعہ اہل حدیث نے اہل تقلید کو ساکت و لا جواب و مہموت کر دیا اس کا حاصل ہم نے اوپر لکھ دیا اس کے باوجود بھی ایک سو دس سال گذر جانے کے بعد تقلید پرستوں کے اس متحدہ محاذ نے وجوب تقلید پرستی پر انہیں دونوں آیات کو بطور دلیل پیش کر رکھا ہے۔

عصر حاضر نے کیا زعمہ وہی سحر قدیم گذر اس دور میں ممکن نہیں ہے چوب کلیم

(اقبال)

ان دونوں فرقوں کے متحدہ محاذ نے مذکورہ بالا استدلال کے ساتھ پ ۵ سورۃ النساء ۵۹ و ۸۳ والی آیات سے بھی اپنے موقف پر استدلال کر رکھا ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۸ وغیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۷ و ۱۸ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰)

پہلے ان مقلدانہ دلائل کی تکذیب پوری وضاحت سے کر چکے ہیں صرف ایک سلفی کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد اور دوسری کتاب حقیقۃ الفقہ تقلید پرستی کی تکذیب کے لئے بت کافی ہے جب کہ دوسری سیکڑوں سلفی کتابیں بھی اس موضوع پر موجود ہیں اس لئے ہم دونوں فرقوں کے متحدہ محاذ والے ان مکذوبہ دلائل پر زیادہ بحث کر کے تطویل و تفصیل میں نہیں پڑیں گے بلکہ بطور اشارہ یہ حوالے ہم کافی سمجھتے ہیں اور بطور نمونہ ہم نے بعض مقلدانہ ہتھکنڈوں کی حقیقت واضح کر دی ہے لوگ ان حوالوں کی طرف رجوع کریں۔

فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے اصول سے تقلید پرستی کا ابطال

البتہ بطور نمونہ اور بطور اشارہ یہاں ہم بعض باتوں کا ذکر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں وہ یہ کہ دونوں فرقوں کے متحدہ محاذ کی طرف سے وجوب تقلید پر دلیل بنائی ہوئی مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت میں اللہ ورسول کی اطاعت کے ساتھ اولوالامر کی اطاعت کا حکم بھی دیا گیا ہے اور دوسری آیت بھی پہلی والی کی ہم معنی ہے اور یہ اجماعی بات ہے کہ اولوالامر میں خلفائے راشدین بدرجہ اولیٰ شامل ہیں مگر ان دونوں فرقوں نے دین کی بنیادی باتوں میں سب سے زیادہ مخالفت انہیں خلفائے راشدین ہی کی کر رکھی ہے حالانکہ ان کے خود ساختہ اصول کا تقاضا ہے کہ دوسروں کے بالمقابل خلفائے راشدین کی تقلید زیادہ کی جائے۔

حضرت عمر فاروق نے اجماع سنت میں نماز تراویح پڑھانے کا جو حکم جاری کیا اس میں صراحت کر دی کہ آٹھ رکعت تراویح پڑھائی جائے حتیٰ کہ تراویح کے لئے اپنے مقرر کردہ اماموں میں سے حضرت ابی بن کعب کو بھی امام تراویح اس لئے بنایا کہ عمد نبوی میں موصوف ابی بن کعب اپنے گھر والوں کو آٹھ رکعت تراویح پڑھاتے تھے اور اس طریق ابی بن کعب کی تصویب دربار نبوی سے ہوئی تھی مگر خلیفہ راشد کے اس فرمان سے فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے متحدہ محاذ کو شدید اختلاف ہے اسی طرح نصوص شریعت کی پیروی میں خلفائے راشدین ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق قرار دیتے تھے مگر خلفائے راشدین کے اس موقف سے بھی دونوں فرقوں کے متحدہ محاذ کو اختلاف ہے اسی طرح بہت سارے امور میں دونوں فرقوں کا حال ہے۔

تقلید کے لغوی واصطلاحی معنی

اس جگہ فرقہ دیوبندیہ کی طرح فرقہ بریلویہ نے تقلید کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کئے جس کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کسی تحقیق اور دلیل و حجت کے بغیر کسی آدمی کی ایسی بات کو اپنا دین و مذہب قرار دے لے جو شریعت کی نظر میں دلیل و حجت نہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۹-۲۰) وہام کتب بریلویہ و دیوبندیہ (دونوں تقلید پرست فرقوں کی یہ بات تقلید شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ نیز اس کے علاوہ دوسری متعدد سلفی کتابوں میں زیادہ واضح طور پر مشہور حنفی عالم ملا حسن شرنبلانی متوفی ۹۹۳ھ مطابق ۱۵۶۹ء کی کتاب عقد الفرید سے اس طرح نقل کیا گیا ہے :-

"حَقِيقَةُ التَّقْلِيْدِ الْعَمَلُ بِقَوْلِ مَنْ لَيْسَ قَوْلُهُ اِحْدَى الْحُجَجِ الشَّرْعِيَّةِ الْاَرْبَعَةِ بِلَا حَاجَةٍ فَلَيْسَ الرَّجُوعُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالْاِجْمَاعِ مِنَ التَّقْلِيْدِ لِانْ كَلَّا مِنْهَا حُجَّةٌ شَرْعِيَّةٌ مِنَ الْحُجَجِ الشَّرْعِيَّةِ"

"یعنی کسی مسئلہ میں حدیث نبوی یا اجماع امت کی طرف رجوع کرنا تقلید پرستی نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں یعنی حدیث نبوی و اجماع دلائل شرعیہ میں داخل ہیں اور دلائل شرعیہ میں سے کسی دلیل شرعی کی تلاش کر کے عمل کرنا تقلید پرستی نہیں تقلید پرستی کا معنی و مطلب یہ ہے کہ ایسے آدمی کی بات پر عمل کیا جائے جس کی بات دلائل شرعیہ میں سے کوئی بھی شرعی دلیل نہیں" (حقیقتہ الفقہ مسئلہ نمبر ۶۱۳ بحوالہ عقد الفرید و مغنم الحصول للقتلہ عاری و شرح جمع الجوامع للسبکی ج ۲ ص ۲۵۱)

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ باعتراف اہل تقلید ایسے لوگوں کی باتوں کو دین بنا لینے کا نام تقلید ہے جن کی بات کسی بھی شرعی دلیل کا درجہ نہیں رکھتی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تقلید پرستوں کا تمام سرمایہ فقہ و فتاویٰ تقلید پرستوں ہی کی تصریح کے مطابق دلائل شرعیہ کے بجائے ایسی باتوں کا مجموعہ ہے جو دلائل شرعیہ نہیں۔

صرف یہی اتنی بات دونوں تقلید پرست فرقوں کے مذہب کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

ہیتل و تانبہ فروخت کرنے کا مسئلہ

تقلید پرستی کی حمایت میں بریلوی مفتی جلال الدین امجدی نے تانبہ کے ساتھ ہیتل فروخت کرنے کے مسئلہ پر طول بہانی سے کام لیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ :-

”ہیتل و تانبہ کے سلسلے میں کتاب و سنت میں وضاحت نہیں کہ دونوں کو باہم نقد یا اوصاف برابر یا کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ مقلد کے لئے اس سوال کا جواب بطریق تقلید آسان ہے جبکہ غیر مقلد کے لئے مشکل ہے اس مسئلہ کو بصورت استفتاء جامعہ سلفیہ ہندس سمیت بارہ اہل حدیث لواردوں کو بھیج کر جواب طلب کیا گیا مگر دو لواردوں جامعہ محمدیہ مالنگاؤں اور مدرسہ اہل حدیث انوار بازار سدھارتھ نگر کے علاوہ سبھی اہل حدیث لواردے جواب نہ دے سکے اور جن دو لواردوں نے جواب دیئے ان میں سے کسی نے کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل نہیں پیش کی حالانکہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث مانتے ہیں تیس نہیں مانتے (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب م ۲۶۵۲۱)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بریلوی تبلیغی کاری ہے فرقہ بریلویہ کی طرف سے اس طرح کا کوئی استفتاء جامعہ سلفیہ ہندس آیا ہی نہیں جامعہ سلفیہ ہندس میں آنے والے سارے استفتاء اور ان کے جواب کی نقل رہتی ہے معلوم نہیں دوسرے سلفی لواردوں میں یہ بریلوی استفتاء فی الواقع بھیجا گیا یا نہیں؟ اور وہ ان لواردوں میں پہنچایا نہیں؟ ہم اپنی اس کتاب میں بتلائے ہوئے ہیں کہ فرقہ بریلویہ باجماع صحابہ کذاب قرار پائے ہوئے ہے اس لئے کسی دوسرے معتبر و مقبول ذریعہ سے تصدیق کئے بغیر اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا جن دو لواردوں کے جواب کا ذکر بریلوی مفتی نے کیا ہے اور انہیں نقل بھی بریلوی انداز میں کیا ہے ان سے مراجعت پر معلوم ہوا کہ اپنی عادت کے مطابق بریلوی مفتی نے ان کے تحریری فتویٰ کی عادت نقل کرنے میں اپنی

فطری حال بازی دکھائی ہے جامعہ محمدیہ مالگاؤں کے فتویٰ کا فوٹو اسٹیٹ ہمارے سامنے ہے جس میں لولا اس متواتر المعنی حدیث نبوی کا ذکر کیا گیا ہے جس میں چھ منصوص چیزوں سونا، چاندی، گیسوں، جو، کھجور، نمک، کو بہر صورت برابر بیچنے کی اجازت ہے کئی بیٹی کے ساتھ ادھار غیر ادھار بیچنے کی ممانعت ہے پھر بتلایا گیا ہے کہ اہل علم کا ایک طبقہ صرف انہیں منصوص چھ چیزوں کے لئے اس حکم کو خاص ماننا اور باقی کو ہر طرح فروخت کرنے کی اجازت دیتا ہے مگر دوسرا طبقہ دوسری چیزوں کو بھی اتحداء علت یا اختلاف علت کی بنیاد پر یہ کہتا ہے کہ علت متحدہ ہو تو ان میں بھی کئی بیٹی اور ادھار کے ساتھ بیچنے کی ممانعت ہے اور آخری طبقہ والی بات ہی ہمارے نزدیک راجح ہے تانبہ اور پتیل بھورت سکھ ہوں تو چونکہ دونوں کی جنس الگ ہے مگر علت ثمنیت ایک ہے اس لئے انہیں کئی بیٹی کے ساتھ فروخت کر سکتے ہیں مگر ادھار نہیں جیسے سونے کو چاندی کے ساتھ فروخت کرنے کی صورت میں ہے لیکن بصورت سکھ نہ ہونے پر مختلف الجنس ہونے کے باعث کئی بیٹی کے ساتھ فروخت کر سکتے ہیں (ماحصل از فتویٰ جامعہ محمدیہ مالگاؤں ۲ / ۱۲ / ۱۹۹۳ء) یہی حال انڈیا بازار والے فتویٰ کا بھی ہے اور یہ معلوم ہے کہ شرعی تغلیل بھی مذہب اہل حدیث میں نص شرعی کا درجہ رکھتی ہے لہذا بریلوی مفتی کا یہ کہنا کہ اس فتویٰ میں اہل حدیث علماء نے کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل پیش نہیں کی محض بریلوی تلبیس کاری ہے نیز ہم کہتے ہیں کہ اگر مذکورہ مسئلہ اور اس جیسے بہت سارے مسائل کا جواب بعض علماء اہل حدیث نہ دے سکے تو اس سے لازم نہیں آیا کہ کتاب وسنت میں ان مسائل کا ذکر ہے ہی نہیں ہمارا دعویٰ ضرور ہے کہ قیامت تک پیش آنے والے سارے مسائل کتاب وسنت میں کسی نہ کسی انداز میں مذکور ہیں مگر ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہر مسئلہ کا علم بھی بر آدمی کو ہے۔ صحیح بخاری اور متعدد کتب حدیث میں منقول ہے کہ اکابر صحابہ سے رسول اللہ ﷺ نے یہ سوال کیا کہ وہ کون سا درخت ہے جو مومن آدمی کی طرح سراپا خیر ہے؟ یہ اکابر صحابہ اس کا صحیح جواب نہ دے سکے اس وقت ایک کم سن صحابی حضرت عبد اللہ بن عمر کے ذہن میں اس کا صحیح جواب آیا مگر وہ بخیاں خویش آداب مجلس کو ملحوظ رکھنے کے باعث اس مجلس میں کچھ نہیں بولے اسی طرح امام مالک جیسے عظیم المرتبت امام بہت سارے مسائل کے جواب میں لاوری کہہ دیا

کرتے تھے یعنی میں اس کا جواب نہیں جانتا بدعت شکن سلفی کتاب حقیقۃ الفقہ حصہ دوم ص ۱۸۳ نمبر ۹۰ میں منقول ہے کہ چودہ مسکوں میں امام ابو حنیفہ نے لاوردی (میں نہیں جانتا) کہا ہے ایسا ہی باقی اماموں سے منقول ہے۔ (در مختار ج ۲ ص ۳۷۳) دریں صورت بریلوی مفتی کا اس معاملہ میں بریلویانہ سخن آرائی چہ معنی دارد؟ اہل حدیث یہ نہیں کہتے کہ جن مسائل کا حل انہیں نصوص شرعیہ میں نہ ملے انہیں نصوص شرعیہ پر قیاس نہ کیا جائے۔ یہ اہل حدیث پر اہل بدعت کا افتراء ہے۔

کیا سلفی عالم نواب وحید الزماں مسلک اہل حدیث پر معارض تھے؟

اپنی اس بریلوی تحریر کے ضمن میں بریلوی مفتی نے مشہور اہل حدیث عالم نواب وحید الزماں کا یہ بیان نقل کیا کہ ہمارے اہل حدیث بھائی ابن تیمیہ وابن قیم وشوکانی وشاہ ولی اللہ ومولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ کو دین کا ٹھیکیدار بنائے ہوئے ہیں جہاں کسی نے ان کے خلاف کوئی بات اختیار کی اس کے پیچھے پڑ گئے برا بھلا کہنے لگے بھائیو ذرا انصاف کرو کہ جب تم نے تقلید ابی حنیفہ وشافعی چھوڑی تو ان کے بعد والے ابن تیمیہ وغیرہ کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین اگرچہ تقلید ابی حنیفہ وشافعی نہیں کرتے مگر ابن تیمیہ وغیرہ کی کرتے ہیں (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۱-۲۲) حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ نواب وحید الزماں نے ان بعض اہل حدیث لوگوں پر یہ تنقید کی ہے جو ترک تقلید کے دعویدار ہونے کے باوجود بیجا طور پر موقف ابن تیمیہ وغیرہ کی حمایت میں سرگرمی دکھاتے ہیں انہیں نواب وحید الزماں نے یہ سمجھایا کہ یہ بیجا حمایت کسی کی بھی نہیں ہونی چاہئے کیا اپنی جماعت کے بعض لوگوں کو بعض غلط روش سے روکنا بھی مذہب اہل حدیث کے عیوب میں سے ہے؟ اور کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض اہل حدیث لوگ اپنی جماعت و مذہب کے اصول کے خلاف محض جوش کی وجہ سے بعض اہل حدیث علماء کی بیجا حمایت پر مستعد رہیں؟ اگر مقلد اور غیر مقلد مسلمانوں میں سے کچھ غلط رو لوگ کسی قسم کی غلط روی اختیار کر کے بیجا طور پر کسی بات کی حمایت یا مخالفت

کریں تو ان کو ایسی روش اختیار کرنے سے منع کرنے کا مطلب کیا یہ ہے کہ پورا مذہب اسلام اور تمام اہل اسلام فطرد ہیں ؟

بیہودگی شراکتی کے جواب میں بعض صحابہ نے کہا کہ ہم حالت حیض میں بھی جماع کر لیا کریں اس پر قرآن مجید نے اعتراض کیا اور نکیر کی تو کیا اسلام ہی قابل اعتراض ہو گیا ؟

سلفی عالم نواب صدیق حسن پر توہین خلیفہ راشد کا

بریلوی اہتمام

اپنی اس بریلوی تحریر پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے بریلوی مفتی نے حسب عادت مشہور اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن بھوپالی پر یہ افتراء پردازی کی کہ ”موصوف نواب بھوپالی نے اپنی کتاب انتقاد الرجیح کے غالباً ص ۶۲ پر عربی سنہ و تاریخ جاری کرنے والے حضرت عمر فاروق کو صریح گمراہ بتلایا جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ ائسناد الحق الجلی ص ۱۱ پر ہے اسی لئے غیر مقلدوں کے دونوں مفتی عربی تاریخ سنہ لکھنے سے گریز کر گئے (ما حاصل از حاشیہ غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۵)

ہم کہتے ہیں کہ اجماع امت سے بہت بڑا کذاب و افتراء پرداز قرار پائے ہوئے فرقہ بریلویہ اور اس کے اعلیٰ حضرت نے نواب بھوپالی اور ان کی محولہ کتاب نیز تمام اہل حدیثوں پر کھلی ہوئی افتراء پردازی کر رکھی ہے اس طرح کی کوئی بات محولہ سلفی کتاب میں بلکہ کسی بھی سلفی کتاب میں نہیں ہے جس کی تکذیب کے لئے اتنی بات بہت کافی ہے کہ نواب صاحب سمیت سبھی علمائے اہل حدیث اور عوام تمام خلفائے راشدین کو نصوص شریعہ کی بنا پر محترم و پیشوا مانتے ہیں خصوصاً نواب صاحب کی سیکڑوں کتابوں بشمول بریلوی اعلیٰ حضرت کی محولہ کتاب انتقاد الرجیح میں سے ہر ایک میں حضرت عمر فاروق کے جاری کردہ سنہ و تاریخ ہی کو بالائتزام ملحوظ رکھا گیا ہے جو فرقہ کذب و افتراء ہی کو اپنا دین و مذہب قرار دیئے ہوئے ہو وہ جو بھی کر گذرے کم ہے۔

اہل حدیث پر قیاس پرستی کا بریلوی و دیوبندی الزام

بہت سارے الزامات سمیت مذکورہ بالا بیجا الزام کے ساتھ بریلوی مفتی نے یہ بھی لکھا کہ ”لہذا اکھلم کلاماً ثابت ہو گیا کہ وہی غیر مقلد جو قیاس کی ممانعت کرتے ہیں اور اسی سبب سے چاروں اماموں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان کی تقلید کو حرام و گمراہی قرار دیتے ہیں وہی غیر مقلد

مولوی خود قیاس کرتے اور اپنے قیاس پر لوگوں کو عمل کراتے ہیں اور ان کے عوام چاروں اماموں کو چھوڑ کر ان کی تقلید کرتے ہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۶) اہل حدیث کے خلاف فرقہ دیوبندیہ بھی اپنی کتابوں میں مندرجہ بالا بریلویانہ انداز میں بلکہ اس سے بھی زیادہ برے انداز میں کلام کرتا رہتا ہے زیر نظر تازہ ترین دیوبندی کتاب یعنی ”غیر مقلدوں کی حقیقت“ میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے حالانکہ یہ سب مقلدانہ باتیں ہیں اہل حدیث نصوص شرعیہ کے ہوتے ہوئے قیاس کو دین و مذہب قرار دے لینے کی مخالفت کرتے ہیں جو فرقہ بریلویہ و فرقہ دیوبندیہ کے متحدہ محاذ کا شعار اور اوزھنا بچھوتا ہے نصوص شرعیہ کے نہ ملنے پر اہل حدیث صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین اور بعد والے اسلاف کی باتوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا اہل حدیث پر یہ افتزائے محض ہے کہ قیاس سے کام لینے کے سبب اہل حدیث چاروں اماموں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اس طرح کے کام فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ ہی کا شیوہ و شعار ہے حتیٰ کہ بریلویہ و دیوبندیہ کے متحدہ محاذ نے کہا کہ امام کہ پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے والوں کے منہ میں آگ کے انگارے بھرے جائیں گے۔ صحابہ و تابعین سمیت تمام اسلاف کے خلاف اہل الہامی کی جارحیت کی کسی قدر تفصیل ہماری کتاب اللمحات میں ہے۔ ہم نے اللمحات میں تفصیل کے ساتھ بتلایا ہے اور آگے چل کر اس کتاب میں بھی سرسری طور پر بتلائیں گے کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے تقلیدی امام ابو حنیفہ اور ان کے ہم مذہب ملائمہ کوفہ کے جس حوالہ بن ابی سلیمان اشعری کے ہم عقیدہ و ہم مذہب تھے وہ حریم شریفین کے امیر کرام و تابعین عظام کو کوفہ کے بچوں کے بچوں سے بھی کہیں زیادہ کمتر اور فرودتر قرار دیتے تھے اور اہل سنت کے خلاف اپنے مذہب رائے و ارہاء کو خیر و بہتر اور مذہب اہل سنت کو مجموعہ شرکتے تھے۔ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے ہم مذہب اسلاف نے نصوص کتاب و سنت کے ابطال کے لئے یہ خانہ ساز حدیث گھڑ کر ذات نبوی کی طرف منسوب کی، اعمال کو ایمان کا جزو قرار دینا اور ایمان میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھنا منافقت اور کفر و ارتداد ہے نیز یہ کہ امام شافعی دجال و ابلیس سے بھی زیادہ خراب اور مضرت رساں ہیں اس طرح کے ہزاروں کارنامے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے ہم مذہب اسلاف نے انجام دیئے وہ اگر اپنی موردی عادت سے مجبور ہو کر کہیں کہ اہل حدیث امیر اربعہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو کذب بیانی ان کا شیوہ و شعار رہی ہے۔

بریلوی اعلیٰ حضرت کا ایک مکذوب چیخ

بریلوی مفتی جلال الدین امجدی فرماتے ہیں کہ :-

”ہمیں سے یہ بات واضح ہو گئی جو اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی نے کسی کہ اماموں کا دامن جو نہ تھا ہے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے نہیں ثابت کر سکتا جسے دعویٰ ہو وہ سامنے آئے الخ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۶)

ہم کہتے ہیں کہ ائمہ کرام کا دامن تھا ہے بغیر کوئی بھی مسئلہ خواہ اختلافی ہو یا غیر اختلافی حدیث کیا قرآن مجید سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اماموں ہی کی بدولت لوگ علوم قرآن و حدیث سے آشنا ہوئے اور ہو سکتے ہیں مگر اس کا مطلب یہ سمجھ لینا کہ ہزاروں لاکھوں اماموں کو چھوڑ کر صرف چار اماموں کی تقلید کرو فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی دھاندلی بازی ہے - ائمہ اربعہ اور ان کے پہلے صحابہ و تابعین اور بعد والے اسلاف اختلافی مسائل کا حل نصوص کے مطابق نصوص میں تلاش کرتے تھے کیونکہ ”فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ“ جیسی قرآنی آیت اور اس کی ہم معنی آیات و احادیث کا یہی مطلب ہے کہ اختلافی مسائل کا حل نصوص کتاب و سنت میں تلاش کرو مگر فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ نے یہ خانہ ساز اصول خلاف نصوص بنا لیا کہ سارے مسائل کا حل ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے یہاں تلاش کرو جبکہ ان ائمہ اربعہ کے درمیان خود بہت سارے اختلافات ہیں اور ہر ایک کے مقلد اپنے تقلیدی امام ہی کی بات حل اختلاف کا ذریعہ سمجھیں گے پھر نزاع میں مزید در مزید اضافہ ہوگا۔

کیا کہتے کا حرام ہونا نص شرعی سے ثابت نہیں

(ایک بریلوی دعویٰ)

بریلوی دریدہ دہنی کا حال یہ ہے کہ بریلوی مفتی اپنے اعلیٰ حضرت کی بات نقل کرنے کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”زیادہ نہیں تو اسی کا ثبوت دے دیا جائے کہ کتا کھانا حلال ہے یا حرام کون سی حدیث میں آیا ہے کہ کتا کھانا حرام ہے آپ نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر کر دیا مردار، رگوں کا خون، گوشت خنزیر اور وہ جو غیر اللہ کے نام پر

ذبح کیا جائے تو کتا در کتار سور کی چربی اور گردے اور اوجھڑی کہاں سے حرام ہو گئی؟ کسی حدیث میں اس کی تحریم نہیں اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں۔ (غیر مقلدوں کے فریب سے ۲۶ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۷۲)

اس بریلوی دعویٰ کی تکذیب نصوص شرعیہ سے

ہم کہتے ہیں کہ اگر کتے کا حرام ہونا نص شرعی یعنی قرآنی آیت یا حدیث نبوی سے ثابت نہیں تو کیا فرق بریلویہ کے اعلیٰ حضرت نے خود ساختہ طور پر بنائی گئی اپنی شریعت کے بتلائے ہوئے مسئلے پر عمل کرتے ہوئے کتے کے حلال ہونے کے بجائے حرام ہونے کا عقیدہ و نظریہ رکھتے ہیں؟ اسی طرح کیا بریلوی اعلیٰ حضرت خود ساختہ شریعت کے پیرو یا مقلد بن کر سور کی چربی، گردہ اور اوجھڑی کو حرام کہتے ہیں؟ جس فرقہ کے اعلیٰ حضرت اور ہانی ملت کے جمل مرکب کا یہ حال ہو اس کی مطلق العنانی جس قدر بھی بڑھ جائے کم ہے بریلویہ کے اعلیٰ حضرت اور بریلویہ کے متفق مولوی لوگ کیا مندرجہ ذیل قرآنی آیت کی تاوات نہیں کرتے؟

"وَجِلَّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَبِجَزْمٍ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ" (پ ۹ الاعراف ۱۵۷) یعنی نبی امی محمد ﷺ مومنوں کے لئے طیبات (پاکیزہ) چیزوں کو وحی الہی کے مطابق حلال بتلاتے ہیں اور خبائث (خبیث چیزوں یعنی ناپاک چیزوں) کو حرام بتلاتے ہیں۔ نص قرآنی بریلوی اعلیٰ حضرت سمیت پورے فرقے بریلویہ کے مذکورہ بالا جمل مرکب کی تکذیب کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ قرآن مجید نے صرف چار چیزوں ہی کو حرام نہیں قرار دیا ہے بلکہ تمام خبیث چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور یہ مشہور و معروف حدیث نبوی ہے کہ "مَنْ الْكَلْبُ حَبِثٌ" یعنی کتے کی قیمت خبیث ہے (صحیح مسلم مع شرح نووی کتاب البيوع ج ۲ ص ۱۹ و عام کتاب حدیث) جب متواتر المعنی حدیث نبوی میں کتے کی قیمت کو "خبیث" قرار دیا گیا تو اس کا لازمی مطلب ہے کہ کتا بذات خود بھی خبیث ہے اور دوسری حدیث نبوی میں صراحت ہے کہ :- "لا يجل بمن الكلب" یعنی کتے کی قیمت حلال نہیں بلکہ حرام ہے (سنن ابی داؤد بسند صحیح) اس حدیث نبوی سے کتے کا حرام ہونا بالصرحت ثابت ہے مگر بریلوی اعلیٰ حضرت کے علم و فضل کا حال یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ کون سی حدیث میں آیا ہے کہ کتا حرام ہے مذکورہ بالا آیات و احادیث نبویہ

سے کتے کے حرام ہونے پر سلفی امام نواب صدیق حسن اور دوسرے سلفی اماموں نے اپنی کتابوں میں استدلال کیا ہے اور قرآنی آیت سورہ انعام ۱۳۵ میں خنزیر کو "رجس" یعنی نجس کہا گیا ہے ظاہر ہے کہ خنزیر کا ہر جزو چربی و گردہ و لوجھڑی سمیت سب رجس ہے اور ظاہر ہے کہ رجس یعنی نجس چیز طیب کی ضد ہے لہذا خنزیر کے ہر جزو کا حرام ہونا اس حدیث نبوی سے ثابت ہے نیز دوسری حدیث نبوی میں کہا گیا ہے کہ "اِنَّ اللّٰهَ وَّرَسُوْلَهُ حَرَمٌ بَيْعِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتِرِ وَالْخِنْزِيْرِ" یعنی اللہ ورسول نے شراب و مردار و خنزیر کی بیع حرام قرار دی ہے (صحیح البخاری مع فتح الباری کتاب البیوع حدیث نمبر ۲۳۳۶ و ۲۲۹۶ و ۲۶۳۳ و عام کتب حدیث) یہ حدیث نبوی بھی خنزیر کے تمام اجزاء کھانے کے حرام ہونے پر واضح دلیل ہے اس سے بریلوی فرقہ اور بریلوی اعلیٰ حضرت کا جمل مرکب واضح طور پر ناظرین کرام کے سامنے آگیا اور معلوم ہو گیا کہ یہ فرقہ قرآن و حدیث کی اساسی اور بنیادی باتوں تک کو سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ بریلوی دیوبندی مذہب میں بسم اللہ کر کے ذبح کرنے سے کتے اور تمام حرام جانوروں کا گوشت و پوست پاک ہو جاتا ہے اور کھانے کے علاوہ دوسرے امور میں اس کا استعمال حلال ہے (عام کتاب احناف)

سورہ فاتحہ سے وجوب تقلید پر دیوبندی و بریلوی استدلال

بریلوی مفتی نے اپنی مذکورہ بالا ہفتوں کے بعد یہ عنوان قائم کیا :- "غیر مقلدوں کے گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۶) اس عنوان کے تحت بریلوی مفتی نے کہا۔ خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس طرح دہا کرنے کا حکم دیا "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" ہمیں سیدھا راستہ چلا ان کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا اور جن پر اللہ نے احسان کیا ان کا ذکر پانچویں پارہ سورہ نساء ۶۹ میں ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ ان دونوں آجوں کا مضمون بلانے سے صاف ظاہر ہے کہ صالحین یعنی اولیاء اللہ کا طریقہ سیدھا راستہ ہے تو حضرت ذوالنون اور فلاں فلاں بیس حضرات دنیائے اسلام کے مشہور ترین اولیاء اللہ شروع سے لیکر اب تک کسی نہ کسی کی تقلید کر کے ضرور مقلد ہوئے جن کے طریقہ کو اللہ تعالیٰ نے سیدھا راستہ قرار دیا تو واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو

لوگ ان بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چلے اور چاروں اماموں میں سے کسی کی نہیں تقلید کرتے وہ غیر مقلد سیدھے راستے سے بٹے ہوئے ہیں اور گمراہ اور بد مذہب ہیں۔ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۷-۲۷)

اس بریلوی و دیوبندی استدلال کی تکذیب

مذکورہ بالا بریلوی انداز کی بات فرقہ دیوبندیہ بھی کرتا ہے اور ان دونوں فرقوں کے تمام ہی لوگ اسی طرح بات کرتے ہیں ناظرین کرام ان دونوں نو مولود فرقوں سے یہ پوچھیں کہ تمہاری بات کے مطابق جن لوگوں پر اللہ نے احسان کیا ان میں انبیاء و صدیقین و شہداء سمیت تمام صالحین یعنی تمہارے بقول سارے اولیاء اللہ شامل ہیں تو کیا نعوذ باللہ سارے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین تقلید پرست تھے؟ نیز تم یہ بھی بتلاؤ کہ تم نے اپنے ذکر کردہ جن بیس اولیاء اللہ کو ائمہ اربعہ کا مقلد بتلایا ہے وہ حضرات جن ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے تھے وہ ائمہ اربعہ بھی مقلد تھے؟ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور عمد نبوی کے جملہ صدیقین خصوصاً خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق اور عمد نبوی اور صحابہ میں شہید ہونے والے سارے شہدائے کرام اور اس زمانہ کے سارے صالحین یعنی تمہارے بقول اولیاء اللہ سب کے سب ترک تقلید کے موقف پر گامزن تھے ان تمام انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین و ائمہ اربعہ وغیرہم کے ترک تقلید والے موقف پر چلنے والے اہل حدیث تو تمہاری تقلیدی نظر میں گمراہ و بے راہ رو ہوں اور تقلید ترک کرنے والے حضرات انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین بشمول ائمہ صراط مستقیم پر گامزن ہوں یہ تمہاری کیسی حیرت انگیز پالیسی ہے؟ تم اپنے ائمہ اربعہ پر کیا نفوی دیتے ہو جو ترک تقلید والے مذہب پر چلا کرتے رہے؟ انہیں لوگوں کے ترک تقلید والے مذہب پر اہل حدیث چلیں تو کیوں مجرم رہیں؟

صراط مستقیم سے بریلوی مفتی و دیوبندی انحراف

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ " اهدنا الصراط المستقیم " والی قرآنی دعا جس سورہ فاتحہ میں موجود ہے اس پوری سورہ کو شریعت نے ہر فرض وغیر فرض نماز کی ہر رکعت میں

پڑھنے کا حکم ہر نمازی کو خواہ مقتدی ہو یا امام منفرد یا مسبوق، مرد ہو یا عورت پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ متواتر المعنی حدیث نبوی کے ذریعہ دے رکھا ہے اور طریق نبوی و طریق صحابہ یہی رہا جیسا کہ مسئلہ نمبر ۲۵ و ۲۶ میں گذرا، نماز جنازہ میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم متواتر المعنی حدیث کے ذریعہ شریعت نے بالصراحت دیا اور علی الاطلاق کہا کہ کوئی نماز سورہ فاتحہ پڑھے بغیر صحیح ہی نہیں ہوگی بلکہ باطل و کالعدم ہوگی مگر صراط مستقیم پر چلنے کی دعویٰ بریلوی اور دیوبندی پارٹی کسی بھی نمازی کے لئے کسی رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں مانتی بلکہ مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے مطلقاً منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر سورہ فاتحہ پڑھو گے تو منہ میں آگ کے انگارے اللہ تعالیٰ بھرے گا جس طریق نبوی و طریق صحابہ پر چلنے کی دعویٰ بریلوی و دیوبندی پارٹی نماز جیسے بنیادی معاملہ میں طریق نبوی و طریق صحابہ کو پس پشت ڈال کر تقلید پرستی کی بنیاد پر اہل سنت و جماعت ہونے کی مدعی ہے اس کا صراط مستقیم پر چلنے کا دعویٰ بھی عجوبہ روزگار میں سے ہے طریق نبوی سے منحرف تقلیدی پارٹی کا صراط مستقیم سے واسطی کا دعویٰ مکذوبہ بہت زیادہ قابل غور ہے۔

متعدد اولیاء اللہ کو تقلید پرست قرار دینے میں بریلوی

افتراء پردازی

اللہ کے انعام یافتہ انبیاء و صدیقین و شہداء اور صالحین کی مجموعی تعداد کروڑوں سے تجاوز ہے جو طریق ترک تقلید پر قائم تھے ان کے برعکس صرف تین افراد امت کو بریلوی پارٹی کا تقلید پرست قرار دے کر کہا کہ ہم تقلید پرست ہی صراط مستقیم اور مسلک اہل سنت و جماعت پر چلنے والے ہیں عجوبہ روزگار بات ہے مذکورہ تین حضرات میں سے ذوالنون مصری ۲۳۵ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۵۳۶ و عام کتب رجال) معروف کرفی ۲۰۲ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء ج ۹ ص ۳۳۳ و عام کتب رجال) سری سقطی ۲۵۱-۲۵۳ھ یا ۲۵۸-۲۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ (لسان المیزان ج ۳ ص ۱۳-۱۴ و طبقات شعرانی و عام کتب

رجال) ابراہیم بن ادہم ۱۶۲ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۳۸۷ وعام کتب
 رجال) ابو یزید بسطامی ۲۶۱ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۸۹ وعام کتب رجال)
 جنید بغدادی ۲۹۸ھ میں فوت ہوئے (تاریخ خطیب ج ۷ ص ۲۳۸ وعام کتب رجال)
 سل بن عبد اللہ تستری ۲۸۲ھ میں فوت ہوئے موصوف تستری کا ارشاد ہے کہ " لَا
 مَعِينَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا ذَلِيلَ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ وَمَنْ تَرَكَ الْأَثَرَ وَالْإِقْتِدَارَ بِالسُّنَّةِ فَهُوَ زَنْدِيقٌ أَصُولُنَا
 مَسَّةٌ تَسْلُكُ بِالْقُرْآنِ وَالْإِقْتِدَاءِ بِالسُّنَّةِ " (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۳۲-۳۳۳ وحلیۃ
 الاولیاء ج ۱۰ ص ۱۹۰ وطبقات الشعرانی) یعنی اللہ کے علاوہ کوئی معین نہیں رسول اللہ ﷺ کے
 علاوہ کوئی رہنما اور رہبر نہیں جو حدیث اور سنت کی اقتداء کا تارک ہو وہ زندیق ہے ہمارے
 مذہب کے چھ اصولوں میں سے ایک قرآن مجید پر کاربند رہنا دوسرے سنت نبویہ کی اقتداء ہے
 اس کے برعکس فرقہ بریلویہ اللہ کے علاوہ بہت سارے غیر اللہ کو اپنا معین اور کائنات عالم میں
 تصرف کا مالک و مختار قرار دینے ہی پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ حدیث و سنت کی پیروی کے بجائے
 تقلید پرستی کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوئے ہے اور اس کے اس موقف سے دیوبندی فرقہ بھی
 مشتق ہے ابو الحسن خرقانی ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۲۵ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام
 النبلاء ج ۱۷ ص ۳۲۱-۳۲۲ واسباب سمعانی ج ۱۵ ص ۳۶۹ وعام کتب رجال) ابو بکر شبلی
 ۳۳۳ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۳۶۹ وعام کتب رجال) اور یہ معلوم ہو
 چکا ہے کہ تقلید محض والی بدعت کا ظہور اہل اسلام کے بعض طبقات میں چوتھی صدی کے بعد
 ہونے لگا لہذا تیس افراد پر مشتمل اپنی تیار کردہ اس فہرست سے ان لو حضرات کے ناموں کو
 فرقہ بریلویہ کو نکال دینا ضروری ہے بشرطیکہ اسے علم و فہم اور دیانت داری کا کچھ پاس دلچاط ہو۔
 باقی تیس افراد میں محی الدین ابن عربی کا نام محض بریلوی تلبیس کاری ہے کیونکہ موصوف
 محی الدین بن عربی تقلید کے بہت زیادہ مخالف اور ظاہری یعنی اہل حدیث مذہب کے فروغ میں
 بیرو تھے اور موصوف فروغ میں ظاہری المذہب ہونے کے ساتھ بہت بڑے سونی بلکہ صوفیاء
 کے بڑے اماموں میں سے تھے اور اکابر صوفیاء کسی تقلیدی مذہب کے بیرونہ فروغ میں ہوتے
 ہیں نہ اصول عقائد میں۔

نقشبندی صوفیاء تقلید پرست نہیں اہل حدیث تھے

علامہ کردی لکھتے ہیں کہ " اَنَّ طَرِيقَةَ الْمَشَائِخِ الصُّوفِيَّةِ عَمُومًا وَطَرِيقَةَ الْاَكْبَارِ النَّقَشَبَنْدِيَّةِ عَصُوصًا اِتِّبَاعُ السُّنَنِ النَّبَوِيَّةِ وَعَدَمُ التَّقْلِيدِ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ اَوْ قَوْلِ عَالِمٍ صَدِّقٍ مُحَقِّقٍ لَيْسَ التَّمَسُّبُ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ مِنْ اَدَابِ الْقَوْمِ وَاخْتِلَافِهِمْ " یعنی تمام مشائخ صوفیاء علی الاطلاق عام طور سے اور نقشبندی اکابر صوفیاء خاص طور سے اتباع سنت نبویہ اور ترک تقلید والے مذہب پر کاربند تھے وہ کسی بھی تقلید شخصی والے مذہب کے پابند نہیں تھے بلکہ تقلیدی مذہب کی پابندی ان حضرات کے اخلاق و آداب ہی میں نہیں (الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۳۹۵)

بریلوی دعویٰ کی تکذیب دوسرے طریق پر

علامہ کردی والی مذکورہ بالا بات معنوی طور پر متعدد اہل علم نے کہہ رکھی ہے جن کی نقل سے ہم بنظر اختصار صرف نظر کر رہے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام نقشبندی اکابر صوفیاء ترک تقلید اور اتباع کتاب و سنت والے مذہب اہل حدیث کے پیرو تھے اور جب یہ معاملہ ہے تو بریلوی مفتی نے اس فرست میں سلسلہ نقشبندیہ کے امام خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد بخاری متوفی ۹۱۷ھ کو جو بیس مقلدین کی فرست میں داخل کر رکھا ہے وہ کذب محض ہے بیس افراد والی اس فرست میں بریلوی مفتی نے مولینا رومی کو بھی شامل کر رکھا ہے جن کے بعض اشعار ہم رد تقلید میں نقل کر آئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس فرست میں مولینا رومی کا نام شامل کرنے میں بھی بریلوی مفتی نے حسب عادت کذب پیمانی کی ہے۔ فرقہ بریلویہ نے اس فرست میں شیخ فخر الدین زراوی کا نام نہیں شامل کیا جو تقلید پرستی کو بدعت قرار دیتے تھے جیسا کہ تفصیل گذری۔ اپنی اس فرست میں بریلوی مفتی نے امام غزالی کا بھی ذکر کیا ہے حالانکہ علامہ شبلی نعمانی نے امام غزالی کی سیرت پر لکھی ہوئی کتاب " الغزالی " میں امام غزالی کا تارک تقلید ہونا صاف طور سے تحریر کیا ہے جبکہ خود علامہ شبلی تقلید پرست حنفی تھے۔

اس بریلوی دعویٰ کی تکذیب

اگر بالفرض سیکڑوں حضرات فی الواقع تقلید پرست رہے ہوں تو اس سے عمد نبوی

والے تمام صحابہ و تابعین نیز اہل ائمہ اربعہ والے مسلک ترک تہلیل کا باطل ہونا لازم نہیں آتا بلکہ انہیں کا مسلک ترک تہلیل یعنی مسلک اہل حدیث ہی حق ہے اور اس سے مختلف دوسرا مسلک تہلیل قطعاً بدعت ہے جیسا کہ پانچویں چھٹی صدی کے امام سند بن عثمان متوفی ۵۴۱ھ نے صراحت کر رکھی ہے (حقیقۃ الفقہ حصہ اول ص ۳۲-۳۳ بحوالہ الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۳۸)

ایام قدیم سے بدعتی مذاہب کے امام ہوتے چلے آئے ہیں

بت سارے اہل علم ایام قدیم سے بدعت پرست ہوتے آئے ہیں جن کی فرست بت طویل و عریض ہے۔ ان میں سے خوارج و قدریہ، جہمیہ، مرجیہ، شیعہ بھی قسم کے بدعت پرست شامل ہیں مگر ہم صرف اسی اشارہ پر اکتفا کر رہے ہیں امام ابو حنیفہ کے متعدد اساتذہ بدعت پرست تھے جابر جعفی اور اس طرح کے دوسرے بدعتی لوگوں کا اساتذہ ابی حنیفہ ہونا معروف بات ہے اس کی کسی قدر تفصیل ہماری کتاب اللمحات میں موجود ہے۔

اس بریلوی فرست سے ہر اس کا نام خارج کر دینا لازم ہے جن کا ٹھوس دلیل سے تہلیل پرست ہونا ثابت نہیں اس فرست میں شیخ عبد القادر جیلانی کا نام ہونا عجوبہ روزگار بات ہے نیز اس فرست کے باقی لوگ اگر فی الواقع اولیاء اللہ تھے تو یہ آنے والی تفصیل کے مطابق حد درجے کا عجوبہ ہے عام کتب رجال میں منقول ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی المذہب تھے جس کا مطلب عام طور سے یہ باور کر لیا جاتا ہے کہ شیخ جیلانی حنبلی مذہب کے مقلد تھے حالانکہ یہ نسبت حنبلی تہلیدی مذہب والی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ کثرت موافقت کے باعث ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے صراحت کی ہے کیونکہ تمام کتب رجال میں یہ صراحت ہے کہ شیخ جیلانی مذہب شافعی اور مذہب حنبلی دونوں کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، اس سے اس دعویٰ کی تغلیط ہوتی ہے کہ شیخ جیلانی حنبلی مذہب کے مقلد تھے۔ کیونکہ اگر وہ حنبلی مذہب کے مقلد ہوتے تو حنبلی مذہب کو چھوڑ کر کبھی شافعی مذہب والا فتویٰ نہیں دیتے بلکہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ شیخ جیلانی حنبلی مذہب کے مقلد نہ تھے۔ ہماریں پوچھے جانے والے مسائل میں سے بلا پابندی تہلیل اپنی تحقیق سے جو فتویٰ جیلانی دیتے تھے ان میں سے بعض فتویٰ مذہب شافعی کے مطابق نظر آتے تھے اور

بعض فتویٰ مذہب حنبلی کے مطابق نظر آتے تھے، دونوں مذاہب سے ظاہری موافقت اس بات کی ہرگز دلیل نہیں کہ شیخ جیلانی دونوں میں سے کسی کے مقلد تھے البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بنیادی مسائل خصوصاً عقائد میں امام احمد بن حنبل کا مسلک امام شافعی اور دیگر محدثین سے ہچانوںے یعد سے بھی زیادہ ملتا جلتا تھا اور از روئے تحقیق شیخ جیلانی کی نظر میں امام احمد کے بیان کردہ سارے مسائل عام طور سے خواہ عقائد سے متعلق ہوں خواہ عام مسائل سے کتاب و سنت کے موافق تھے بنا بریں شیخ جیلانی کا کہنا تھا کہ امام احمد کے عقائد و مسائل ہی اصل دین اسلام ہیں اس سے انحراف موصوف کی نظر میں درست نہیں تھا اس کی تفصیل واضح طور پر مندرجہ ذیل سطور میں آرہی ہے۔

امام ابو الحسن اشعری بھی امام احمد بن حنبل کے سلفی مذہب کے شاخوں تھے اور اس سے اپنی وابستگی ظاہر کرتے تھے

بریلوی و دیوبندی فرقوں کے پیران پیر کا یہ ارشاد کہ کوئی

مقلد ولی اللہ نہیں ہو سکتا

یہ ایک معلوم و معروف و مشہور حقیقت ہے کہ فرقہ بریلویہ سیدنا حضرت عبد القادر جیلانی بغدادی مولود ۵۵۰ھ - ۶۱۶ھ متوفی ۶۱۶ھ کے ساتھ بے پناہ و غیر معمولی عقیدت و محبت کا مظاہرہ کرتا اور انہیں فحوت اعظم و پیران پیر و دست گیر و غیرہ القاب سے ملقب کرتا اور ان کے نام پر بہت ساری بدعات و لغویات پر مشتمل گیارہویں شریف بہت بڑے پیمانے پر مناتا ہے انہیں شیخ عبد القادر جیلانی کا ارشاد حافظ ابن رجب مولود ۳۶۷ھ متوفی ۷۹۵ھ نے اپنی کتاب طبقات الحنابلہ میں اس طرح نقل کیا ہے :-

”ذَكَرَ الشَّيْخُ أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنُ يُونُسَ الصَّرْصَرِيُّ الشَّاعِرَ الْمَشْهُورَ عَنِ شَيْخِهِ الْعَارِفِ عَلِيِّ بْنِ إِدْرِيسَ أَنَّهُ سَأَلَ الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ فَقَالَ يَا سَيِّدِي هَلْ كَانَ لِلَّهِ وَلِيٌّ عَلَيَّ غَيْرَ اِعْتِقَادِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَقَالَ مَا كَانَ وَلَا يَكُونُ وَقَدْ نَظَمْتُ ذَلِكَ الشَّيْخَ يَحْيَى فِي قَصِيدَتِهِ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ رَجَبٍ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ وَنَقَلْتُ مِنْ حِطِّ الشَّيْخِ السَّيْفِ بْنِ الْحَمْدِ الْحَافِظِ سَمِعْتُ الشَّيْخَ الزَّاهِدَ عَلِيَّ بْنَ سَلْمَانَ الصَّخَاوِيِّ الْمَعْرُوفَ بِالْحَبَّازِ بِرَبَاطَةِ بِالْحَنْزَلِ الْعَرَبِيِّ مِنْ بَغْدَادَ يَحْكِي عَنِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ وَنَاهِيكَ بِهِ فَإِنَّهُ صَاحِبُ الْمَكَاشِفَاتِ وَالْكَرَامَاتِ الَّتِي لَمْ تَنْقُلْ لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ عَصْرِهِ أَنَّهُ

قَالَ لَا يَكُونُ وَلِيٌّ لِلَّهِ تَعَالَى إِلَّا عَلَىٰ اعْتِقَادِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ

یعنی شیخ عارف علی بن اورس اور شیخ زاہد علی بن سلمان بغدادی خباز نے متفق اللسان ہو کر نقل کیا کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا کہ امام احمد بن حنبل کے عقیدہ سے مختلف عقیدہ رکھنے والا کوئی بھی شخص ولی اللہ نہ تو زمانہ ماضی میں کبھی ہو اور نہ زمانہ آئندہ میں کبھی ہو سکے گا (ملاحظہ ہو ذیل طبقات الحنابلہ لابن رجب مطبوع دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱۳۷۲ھ -

۱۹۵۲ء ج ۱ ص ۲۹۶ و ۲۹۷ ترجمہ عبد القادر جیلانی نمبر ۱۳۳)

بریلویوں کے غوث اعظم و پیران پیر دست گیر شیخ جیلانی کے اس واضح و صریح بیان کا معنی و مطلب بت ظاہر و باہر ہے کہ امام احمد بن حنبل کے عقیدہ سے مختلف عقیدہ رکھنے والا کوئی بھی شخص نہ کبھی زمانہ گذشتہ میں ولی اللہ ہو اور نہ آئندہ کبھی ہو سکے گا اور یہ معلوم ہے کہ فرقہ بریلویہ شیخ عبد القادر جیلانی سے بالکل مختلف عقیدہ رکھتا ہے بلکہ یہ بریلوی فرقہ جس حنفی مذہب کی تقلید کا دم بھرتا ہے اور اپنے کو حنفی المذہب کہتا ہے وہ حنفی مذہب بھی امام احمد بن حنبل کے عقیدہ سے بالکل دوسرا عقیدہ رکھتا ہے جس کی نجات واضح تحقیقی تفصیل آگے آرہی ہے۔ نیز یہ بھی معروف و معلوم حقیقت ہے کہ جس طرح کا عقیدہ امام احمد بن حنبل کا تھا اسی طرح کا عقیدہ چاروں تقلیدی اماموں میں سے امام ابو حنیفہ کو چھوڑ کر باقی اماموں یعنی امام مالک و شافعی کا بھی تھا، جس کی صراحت پوری وضاحت کے ساتھ خود امام احمد بن حنبل کے اس بیان میں آرہی ہے جسے ہم نے آگے چل کر ذکر کیا ہے۔

اپنے پیران پیر کے خلاف فرقہ بریلویہ نے مقلدین کو

اولیاء اللہ کہا

جب بصریح شیخ جیلانی امام احمد سے مختلف عقیدہ و نظریہ رکھنے والا کوئی بھی شخص نہ کبھی ولی اللہ ہو اور نہ کبھی ہوگا تو اپنے پیران پیر و غوث اعظم قرار دیتے ہوئے موصوف شیخ جیلانی کے اس صریح بیان پر ایمان و اعتقاد رکھتے ہوئے فرقہ بریلویہ کو یہ ماننا لازم ہے کہ کوئی بریلوی اور حنفی عام آدمی یا خاص آدمی ولی اللہ نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی ہو سکے گا لہذا بریلوی مفتی جلال الدین احمدی نے اپنی زیر نظر کتاب ”غیر مقلدوں کے فریب“ کے ص ۲۷ پر بیس افراد

کی فرست پیش کرتے ہوئے سہمی کو جو اولیاء اللہ قرار دیا ہے ان سے حنفی المذہب لوگوں کے ناموں کو اپنے عقیدہ و نظریہ کے مطابق خارج کریں نیز ص ۳ پر بعنوان انتساب موصوف بریلوی مفتی جلال الدین نے جن شاہ محمد یار علی کو شیعہ الاولیاء کہا ہے انہیں بھی اپنے عقیدہ مذکورہ کے مطابق شیعہ الاولیاء کہنا چھوڑ دیں کیونکہ بریلوی فرقہ کے یہ شیعہ الاولیاء امام احمد کے عقیدہ سے بالکل مختلف دوسرا عقیدہ رکھتے تھے حتیٰ کہ فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق و تاسیس کرنے والے بریلوی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بھی مذکورہ بریلوی عقیدہ کے مطابق ولی اللہ نہیں پھر انہیں بریلوی فرقہ ولی اللہ کہنا ضرور چھوڑے کیونکہ بریلوی اعلیٰ حضرت بھی عقیدہ امام احمد سے بالکل مختلف دوسرا عقیدہ رکھتے تھے۔

مذکورہ بالا جیلانی بیان کا کوئی جواب فرقہ بریلویہ سے نہیں بن پڑا

بریلوی مفتی جلال الدین نے جس سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ کا رد لکھنے کا دعویٰ کے ساتھ اپنی یہ کتاب "غیر مقلدوں کے فریب" لکھی ہے اس حقیقتہ الفقہ میں شیخ جیلانی کی مذکورہ بالا صریح اور واضح بات منقول ہے (ملاحظہ ہو حقیقتہ الفقہ مع تصحیح و اضافات شیخ داؤد راز مطبوع ادارہ اشاعت دین آف مومن پورہ بمبئی کوہ نور پرنٹنگ پریس دہلی ۱۳۵۱ھ ص ۱۰۷ آخری چھ سطریں)

حقیقتہ الفقہ کا رد لکھنے کے دعویٰ کے ساتھ اپنی اس تصنیف میں بریلوی مفتی حقیقتہ الفقہ میں منقول شیخ جیلانی کے اس واضح و صریح بیان پر مر بلب ہو کر خاموشی و سکوت کے ساتھ لا جواب رہے اور اپنی معروف بریلویانہ تلبیس کاری سے کام لیتے ہوئے اس کا ذکر کئے بغیر گذر گئے موصوف بریلوی مفتی زہان حال سے گویا کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پیران حیرنے جب صراحت کر دی ہے کہ امام احمد سے مختلف عقیدہ رکھنے والے لوگ نہ کبھی ولی اللہ ہوئے اور نہ کبھی ولی اللہ ہو سکیں گے تو ان کے بالمقابل ہم کیا دم مار سکیں گے؟

امام علی خواص و امام شعرانی نے بھی کہا کہ کوئی تقلید پرست ولی اللہ نہیں ہو سکتا

شیخ جیلانی سمیت ہر ولی اللہ کے غیر مقلد ہونے پر امام عبد الوہاب شعرانی کا یہ قول اور

بیان دلیل واضح ہے کہ :-

من ادعی مقام الکمال وهو مقلد لعالم فهو غیر صادق وقد سمعت سیدی علیا الخواص
 يقول مرارا لا يكمل الرجل عندنا في الطريق حتى ياخذ العلم حيث اعذته المجتهدون " یعنی اگر
 کوئی مقلد شخص ولی کامل ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ صادق القول نہیں ہے بلکہ جھوٹا ہے اس معنی
 کی بات میں اپنے استاد علی خواص متوفی ۹۵۳ھ سے کئی مرتبہ سنی ہے (الایات والخواص
 للشعرانی ج ۲ ص ۳۳۰)

قد تقدم ان الولي الكامل لا يكون مقلدا الى ان قال قلت مرة لسيدى علي الخواص كيف
 صح تقليد سيدى الشيخ عبد القادر الجيلاني للإمام احمد وسيدى محمد الحنفى الشاذلي للإمام ابي
 حنيفة على اشتباههما بالطائفة الكبرى منهما وصاحب هذا الكمال لا يبلغ لا يكون مقلدا الا
 للشارع وحده فقال قد يكون ذلك منهما قبل بلوغهما الى مقال الكمال ثم لما بلغا اليه استصحب
 الناس ذلك اللقب في حقيهما مع عز وجلهما عن التقليد " یہ بات پہلے ہی تھائی جا چکی ہے کہ کوئی
 بھی مقلد ولی کامل نہیں ہو سکتا میں نے یعنی شعرانی نے شیخ علی خواص سے پوچھا کہ شیخ جیلانی کا
 منجلی مذہب کا مقلد ہونا اور محمد شاذلی کا حنفی مذہب کا مقلد ہونا کیونکر صحیح مانا جا سکتا ہے جبکہ وہ
 اعلیٰ درجہ کے اولیاء اللہ ہونے میں شہرت رکھتے ہیں اس کا جواب شیخ علی خواص نے یہ دیا کہ ولی
 کامل ہونے سے پہلے یہ دونوں حضرات مقلد رہے ہوں گے پھر جب ولی کامل ہو گئے تو لوگوں
 نے ماضی کی بات پر نظر رکھتے ہوئے انہیں مقلد کہہ دیا ورنہ وہ مقلد نہیں تھے بلکہ ترک تقلید ان
 کا مذہب تھا وہ صرف شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع فرمان تھے (میزان الکبریٰ للشعرانی
 ج ۱ ص ۲۱-۲۲)

فرقہ بریلویہ سے ایک سوال

یہاں فرقہ بریلویہ سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے دسویں صدی کے امام شعرانی ، نویں
 صدی کے امام علی خواص متوفی ۹۵۳ھ کو اولیاء اللہ کی فرست میں کیوں شامل نہیں کیا جنہوں
 نے یہ صراحت کر رکھی ہے کہ کوئی تقلید پرست آدمی خواہ اپنے حلقہ ہائے مقلدین میں کتنے بلند
 وہاں القاب سے ملقب ہو ولی اللہ ہو ہی نہیں سکتا اور یہی بات واضح طور پر فرقہ بریلویہ کے

مشترک شیخ اکبر محی الدین بن عربی شعرانی و خواص سے بہت زمانہ پہلے معنوی طور پر بار بار کی تکرار کے ساتھ اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں کہے ہوئے ہیں اس تفصیل سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ شیخ عبد القادر جیلانی سمیت سارے کے سارے اولیاء ترک تقلید والے مسلک پر قائم تھے۔ اگر وہ اپنی زندگی کے ابتدائے امر میں مقلد رہے بھی تو درجہ ولایت پر فائز ہوتے ہی تارک تقلید ہو گئے چونکہ وہ پہلے مقلد تھے اس کا اعتبار کرتے ہوئے بعض لوگوں نے انہیں کسی تقلیدی مسلک کی طرف منسوب کر دیا۔

تقلید پرستی آدمی کو ولی اللہ کے درجہ تک پہنچنے سے روکنے والی ہے

جو تقلید پرستی اتنی منحوس و متبوع و متبع بدعت ہو جس کے ساتھ وابستگی آدمی کو درجہ ولایت تک پہنچانے سے مانع ہو اسے فرقہ بریلویہ کا واجب قرار دے کر دین میں شامل کر لینا کتنا بڑا جھوٹ ہے؟

اس کا مطلب یہ ہوا کہ بریلوی مفتی نے بتیس افراد کی فرست پیش کر کے جو یہ دعویٰ کیا کہ یہ اولیاء اللہ تھے اور یہ سب صراط مستقیم پر چلنے والے تھے وہ بریلوی دعویٰ مکذوب محض اور خالص جھوٹ ہے کیونکہ اس فرست میں شامل جو شخص بھی فی الواقع مقلد ہوگا وہ تفصیل مذکور کے مطابق ولی نہیں ہو سکتا اور جو فی الواقع ولی ہوگا اسے تقلید پرست کہنا باطل ہے۔

بتیس افراد کو محض مکذوب طور پر فرقہ بریلویہ نے اولیاء کہا

فرقہ بریلویہ کی یہ کتنی بڑی دھاندلی بازی ہے کہ خالص جھوٹ کے زور پر بتیس اشخاص کو اس نے اولیاء اللہ قرار دے کر تقلید پرست کہا پھر یہ دعویٰ کیا کہ یہ اولیاء اللہ چاروں لاموں میں سے کسی نہ کسی کے ضرور مقلد تھے مگر اس فرقہ بریلویہ نے یہ نہیں بتلایا کہ یہ چاروں امام ہرگز ہرگز تقلید پرست نہیں تھے اور ترک تقلید پرستی والا طریق ائمہ اربعہ نیز دوسرے ہزاروں لاکھوں لاموں والا طریق ترک تقلید ہی دراصل صراط مستقیم ہے اور تمام کے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و خلفائے راشدین طریق تقلید پرستی کے تارک تھے اور ان کے طریق

ترک تقلید پرستی کو وہی شخص صراط مستقیم نہیں مانے گا جو مسموح الفطرت اور انتہائی درجہ کا بد دماغ ہو جس طریق ترک تقلید پرستی پر تمام انبیاء و خلفائے راشدین و صدیقین و شہداء و اولیاء کرام چلتے رہے اسی طریق ترک تقلید پرستی کو اہل حدیث کا اختیار کرنا عین سعادت مندی اور اتباع طریق انبیاء و طریق صدیقین و شہداء و صالحین ہے اگر کوئی غالی بدعت پرست و بد دماغ آدمی انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کے ترک تقلید والے طریق کو غلط طریق بتلاتا ہے تو اس کا بے راہ رو ہونا بالکل متحقق بات ہے

اہل حدیث تو اس بات کے کوشاں ہیں کہ ترک تقلید والا مذہب اہل حدیث عمد نبوی سے لیکر اختتام خیر القرون تک متفقہ طور پر پایا جاتا رہا اور اختتام خیر القرون کے بعد بھی بدعتوں کے فروغ و ظہور کے باوجود ہر زمانہ میں اہل حق والا طبقہ اسی ترک تقلید والے مسلک پر کار بند رہا اسی پر تمام لوگوں کو دوبارہ لاکھڑا کرے اور کھوئی ہوئی عظمت اہل حدیث دنیا میں پھر قائم ہو مگر تقلید پرستوں کا جم گھٹا اس کار خیر میں مزاحمت کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے اپنی اور غیر کی تقلید سے ممانعت کی ہے

مشہور و معروف حنفی المذہب عالم شیخ عبدالحی فرنگی محلی امام ابو حنیفہ سے ناقل ہیں کہ :- " قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا تَقْلِدُنِي وَلَا تَقْلِدَنَّ مَالِكًا وَلَا عَفْرَةَ " یعنی امام ابو حنیفہ نے کہا کہ تم نہ میری تقلید کرو اور نہ میرے استاد الاساتذہ امام مالک کی تقلید کرو (امام مالک کا امام ابو حنیفہ کے اساتذہ کا استاد و شیخ ہونا ہماری کتاب اللہجات میں واضح کیا گیا ہے) (ملاحظہ ہو تحفہ الاخیار فی بیان سنۃ سید الابرار مطبوع فاروقی ص ۴ نیز ملاحظہ ہو مقدمہ ہدایہ ج ۱ ص ۹۳ و عمدۃ الرعاہ حاشیہ شرح الوقایہ ج ۱ ص ۹ مطبوع مجتہبائی)

اس بدعت پرست جماعت کے ممدوح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہا :-
 " فَإِنَّ مَوْلَاءَ قَدْنَهْوَاءَ عَنْ تَقْلِيدِهِمْ وَتَقْلِيدِ غَيْرِهِمْ " یعنی بشمول ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد جملہ فقہاء میں سے ہر ایک نے اپنی تقلید کرنے سے منع کر رکھا ہے اور دوسروں کی تقلید سے بھی روکا ہے۔ (عقد الجبید، مطبوع صدیقی لاہور ص ۴۲)
 اس بدعت پرست جماعت کے دوسرے ممدوح علامہ سیوطی نے کہا :-

(۲۳۳)

" هَلْ اَبَاحَ مَالِكٌ وَاَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيَّ قَطْرًا لِاحِدٍ تَقْلِيدَهُمْ حَاشَا لِلَّهِ مِنْهُمْ بَلْ اَنْهَمُ نَهْوًا عَنْ ذَلِكَ وَلَمْ يَفْسَحُوا لِاحِدٍ فَيَتَّبِعُوهُ " یعنی امام مالک و ابو حنیفہ و شافعی میں سے کسی نے بھی اپنی تقلید کرنے کو کسی کے لئے جائز و مباح قرار نہیں دیا بلکہ سب نے اس سے منع کیا (کتاب الرد علی من اخلد الی الارض للنسیوطی بحوالہ معیار الحق مطبوع رحمانی ص ۳۸)

ان ساری نقول اور ان کے علاوہ بہت سی دوسری نقول کا حاصل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور دوسرے اماموں نے تقلید پرستی سے منع کیا ہے پھر تقلید ابی حنیفہ کی رعویدار یہ بدعت پرست رضا خانی جماعت منع تقلید میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کا دم کیوں بھرتی ہے اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو ضروری قرار دیتی ہے؟ منع تقلید پر ائمہ اربعہ اور اور دیگر اسلاف کے اقوال صریحہ جامع بیان العلم لابن عبد البر و فتوحات مکیہ لابن العربی و احکام الاحکام لابن حزم اعلام الموقعین لابن القیم و حجتہ اللہ البالغہ للشاہ ولی اللہ وغیرہ میں منقول ہیں اس کے برخلاف بعض صحابہ کو چھوڑ کر یہ بدعت پرست بریلوی تمام صحابہ کو تقلید پرست قرار دینے ہوئے ہے۔ (ملاحظہ ہو غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۲۵ تا ۱۸)

منع تقلید پر اجماع صحابہ

جالاکہ مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا :-

" لا یقلدن احدکم رجلا دینہ " یعنی کوئی آدمی کسی بھی آدمی کی تقلید ہرگز ہرگز نہ کرے۔ (میزان نگبری للشعرانی ص ۷۳ و اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۷۱ و متعدد کتب معتبرہ)
حضرت ابن مسعود کے اس فرمان سے کسی بھی صحابی کا اختلاف منقول نہیں بلکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہا کہ زمانہ خیر القرون تک تقلید پرستی کا وجود امت مسلمہ میں نہیں تھا۔
(حجتہ اللہ البالغہ)

اور رضا خانی جماعت کے محدث ملا علی قاری نے کہا کہ :-

" مِنْ الْمَعْلُومِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَا كَلَّفَ أَحَدًا أَنْ يَكُونَ حَنِيفًا أَوْ مَالِكِيًّا أَوْ شَافِعِيًّا أَوْ حَنْبَلِيًّا بَلْ كَلَّفَهُمْ أَنْ يَعْمَلُوا بِالسُّنَنِ " یعنی اللہ نے کسی کو کسی تقلیدی مذہب کی پیروی کا مکلف نہیں بنایا بلکہ سب کو اچھ سنّت کا مکلف بنایا ہے۔ (شرح بین العلم ص ۳۲۶ و القول السدید للطحاوی ص ۱۳)

بقصریح امام طحاوی حنفی تمام تقلید پرست لوگ بشمول رضاخانی غبی و بلید ہیں

فرقہ بریلویہ امام طحاوی کو اپنا محترم امام مانتا ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ :-
"هل یقلد الا عصبی او غبی" یعنی کوئی غبی و کند ذہن و بے عقل آدمی یا تعصب پرست
آدمی ہی تقلید پرستی اختیار کر سکتا ہے۔ (مفاتیح لاسرار التزویج مطبوع لاہور ص ۶۵ نیز
ملاحظہ ہو لسان المیزان ترجمہ امام طحاوی ج ۱ ص ۲۸۰)
"معلوم ہوا کہ فرقہ بریلویہ اگر اپنے دعویٰ تقلید پرستی میں سچا ہے تو وہ حنفی مذہب کے
امام طحاوی کی نظر میں بد عقل و کند ذہن و تعصب پرست ہے۔"

نبوی پیش گوئی کے مطابق امت مسلمہ کی تتر فرقوں میں تقسیم
ذیر نظر بریلوی کتاب "غیر مقلدوں کے فریب" کی اصل بحث مندرجہ ذیل عنوان
سے شروع ہوتی ہے :-

"یہ امت تتر مذہبوں میں بٹ جائے گی جن میں صرف ایک مذہب جنتی ہوگا"
مذکورہ بالا عنوان کے تحت ذیر نظر بریلوی کتاب میں کہا گیا کہ :-

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی
اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئے اور میری امت تتر مذہبوں میں بٹ جائے گی ان
میں سے ایک کے سوا باقی تمام مذاہب والے جہنمی ہوں گے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ
وہ ایک مذہب والے کون ہیں یعنی ان کی پہچان کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اس مذہب پر قائم
رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ۔ (ترمذی ص ۸۹ و مشکوٰۃ ص ۲)

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امت تتر
مذہبوں میں بٹے گی لیکن ان میں ایک مذہب والے جنتی ہوں گے باقی سب جہنمی ہوں گے اور
جنتی مذہب والوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلیں گے اور
ان کے عقیدہ پر قائم رہیں گے۔ (بریلوی کتاب غیر مقلدوں کے فریب ص ۶)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی کتاب کی عبارت مذکورہ کے اندر منقول شدہ حدیث نبوی بہت مشہور و معروف ہے یہ حدیث معنوی طور پر متعدد صحابہ سے مختلف الفاظ و طرق کے ساتھ مروی ہے۔ (مرعاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر ۱۷۱ ج ۱ ص ۲۷۹ تا ۲۸۲ و کتاب الالباب والناکیر والصحاح والشاہیر للجبور قانی ج ۱ ص ۳۰۲ تا ۳۰۵ و مقاصد المحسن للسخاوی ص ۱۵۸ - ۱۵۹ و سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی حدیث نمبر ۲۰۳ - ۲۰۴ و مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۵۷ - ۲۵۸ وغیرہ)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ اس حدیث نبوی میں فرقہ ناجیہ (ما انا علیہ واصحابی) کے علاوہ تمام فرقوں کی مذمت کی گئی ہے کوئی شک نہیں کہ مذکورہ فرقوں کی جو مذمت اس حدیث میں کی گئی ہے وہ قرآنی آیت **إِنَّ الَّذِينَ فُرَّقُوا فِيهِمْ وَكَانُوا شِعْبًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِئًا شِسِي** (پ ۸ سورۃ الانعام ص ۱۵)

اور **إِنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَفْرَقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِي** (پ ۸ سورۃ الانعام ۱۵۳) نیز ان کی ہم معنی آیات کریمات کی نبوی تفسیر ہے۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نصوص کتاب و سنت اور تصریحات اسلاف امت میں اجماع کتاب و سنت کے بجائے رائے و قیاس اور تھلید پرستی کو دین و مذہب بنا لینے کی بھی بڑی مذمت کی گئی ہے لہذا اس میں کوئی شک نہیں کہ رائے و قیاس و تھلید کو دین و مذہب قرار دے دینے والے فرقے اللہ و رسول اور اسلاف کی نظر میں ہرگز پسندیدہ نہیں ہو سکتے۔

فرقہ اہل الراۃ اسلامی فرقوں میں سب سے زیادہ

مضرت رسال ہے

مذکورہ بالا حدیث کا ذکر بریلوی جماعت کے بڑے پیر شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی مولود ۱۷۱۲ھ و متوفی ۱۵۶۱ھ نے بھی اپنی مشہور عالم کتاب **فتیۃ الطالبین** میں کیا ہے۔ شیخ جیلانی نے یہ حدیث مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ بھی نقل کی ہے :-

”عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَفْرَقَ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثَةِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً أَكْثَرُهَا فِتْنَةٌ عَلَى أُمَّتِي الَّذِينَ يَغْتَسِبُونَ الْأُمُورَ بِرَأْيِهِمْ الْحَدِيثُ“ یعنی حضرت عوف بن مالک

(۲۳۶)

اشجعی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان تتر فرقوں میں میری امت کے لئے سب زیادہ فتنہ پرور و فساد انگیز جماعت وہ ہوگی جو اپنی رائے و قیاس سے مستنبط کردہ مسائل و امور کو اپنا دین و مذہب قرار دے لے گی۔ (غینۃ الطالبین مع ترجمہ اردو مطبوع ریفیق عام لاہور ص ۱۳۵۸ ھ ص ۲۷)

مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے۔ (اللمحات الی مانی انوار الباری من الظلمات ج ۱ ص ۳۷۸ مع حواشی)

یہ حدیث نبوی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رائے و قیاس کو دین و مذہب قرار دے لینے والے فرقے اللہ و رسول کی نظر میں مبغوض ہیں۔ رائے و قیاس کو دین قرار دے لینے والے فرقوں کے برعکس اللہ و رسول کی نظر میں جو فرقہ پسندیدہ ہے اس کا وصف حدیث نبوی ہی میں ”ما انا علیہ واصحابی“ بتلایا گیا ہے اور بریلوی فرقہ کے بڑے شیخ عبد القادر جیلانی نے اس پسندیدہ فرقہ کا نام ”اہل حدیث“ بتلایا ہے۔ (فتیۃ الطالبین مع فارسی ترجمہ شیخ عبد الحلیم سیالکوٹی ص ۲۱۲)

حدیث نبوی کی نظر میں فرقہ اہل الراہی گمراہ و گمراہ گر ہے

حدیث نبوی میں صراحت ہے کہ بنو اسرائیل عرصہ دراز تک راہ اعتدال و صراط مستقیم پر قائم رہے ”حتیٰ یدعٰ فیہم ابناء سبأ الایم فافتوا بالرأی فضلوا واضلوا“ یہاں تک کہ ان میں کچھ لوٹڑی اور غلام زادے رونما ہوئے جنہوں نے رائے و قیاس کو دین و مذہب بنا لیا جس کی وجہ سے خود گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کر ڈالا (رواہ البزار بسند حسن و کشف الاستار وجمع الزوائد وجامع البیان ص ۱۳۶ و ۱۳۸ والاحکام لابن حزم ج ۶ ص ۵۵ و تاریخ بغداد للخطیب ج ۱۳ ص ۳۹۳-۳۹۵ واللمحات الی مانی انوار الباری من الظلمات ج ۱ ص ۳۸۰)

بتقریح فاروقی اہل الراہی دشمن اہل سنت ہیں

ان احادیث نبویہ کے مجموعہ سے مستخرج ہوتا ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور امت محمدیہ میں فرق باطلہ اور گمراہ پارٹیوں کا ظہور محض رائے اور قیاس پرستی سے ہوا یکجا وجہ ہے کہ

خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رائے پرست لوگوں کی اور رائے پرستی کی بہت زیادہ مذمت کرتے تھے اور انہیں اعدائے سنن کہا کرتے تھے۔ (اللغات الی مافی النور الہاری من الظلمات ج ۱ ص ۱۹۶-۱۹۷)

کسی بھی صحابی یا تابعی کا اس فرمان فاروقی سے اختلاف نہیں منقول ہے بلکہ متعدد صحابہ سے اس کی موافقت بالصریح منقول ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قول فاروقی پر تمام صحابہ کا کم از کم سکوتی اجماع ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ صحابہ کے اس سکوتی اجماع کی موافقت میں نصوص شرعیہ موجود ہیں جن میں سے ایک نص شرعی وہ حدیث نبوی بھی ہے جس کا ذکر ہم بحوالہ غیثۃ الطالبین لوپر کر آئے ہیں نیز ہم نے اپنی کتاب اللغات الی مافی النور الہاری من الظلمات جلد اول ص ۱۶۶ و ۱۶۷ و ص ۳۹۰ و ۳۹۵ و ج ۲ ص ۳۱۹ و ۳۲۳ میں کیا ہے اور بتلایا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنے فقہی مذہب کو مجموعہ رائے و قیاس کہا ہے۔

افتراق امت کی صورت میں شریعت نے کیا کرنے کا حکم دیا ہے؟

جن خلیفہ راشد عمر فاروق نے رائے و قیاس کو اس قدر مبیغوض قرار دیا ہے وہ رائے و قیاس کے مجموعہ والے مذہب کو دین قرار دینے اور ایسے دین کی تقلید کے روادار کیونکر ہو سکتے ہیں اور یہ بتلایا جا چکا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے اس فرمان پر صحابہ کا اجماع سکوتی ہے اور "أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ" (آیہ ۵ سورہ النساء: ۵۹) والے حکم الہی میں خلفائے راشدین بشمول فاروق اعظم کی اطاعت بھی شامل ہے۔ دریں صورت اہل اجماع صحابہ کرتے ہوئے مذہب رائے و قیاس سے دور رہنا ہر مومن کا فریضہ ہے۔ شریعت کا حکم ہے کہ اختلاف کی صورت میں سنت نبویہ و سنت خلفائے راشدین کو لازم چکرا جائے۔

فرمان نبوی ہے کہ :-

"مَنْ بَعَثَ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَوِيَ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهَدَّبِينَ فَسَكُّوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَأَبَاطُكُمْ وَعَدَنَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ عِدْنَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" یعنی میرے بعد زندہ رہنے والے لوگ اختلاف کثیر دیکھیں گے اس اختلاف کثیر کے شر و فساد سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ تم اہل اسلام میری اور میرے خلفائے راشدین

کی سنت پر پوری ثابت قدمی و مضبوطی سے قائم رہو اور ایجاد ہونے والی بدعتوں سے تم دور رہو کیونکہ ہر ایجاد شدہ بدعت ضلالت ہے (مشکوٰۃ المصابیح مع مرعاة المفاتیح بحوالہ احمد و ابو دلود و ترمذی و ابن ماجہ و مستدرک حاکم و صحیح ابن حبان و صحیح حدیث صحیح حدیث نمبر ۱۶۵ جلد اول ص ۲۶۳ تا ۲۶۵)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ اس حدیث نبوی میں ہر نو ایجاد و اختراعی دینی بات کو بدعت اور ضلالت قرار دیا گیا ہے اور ہم ذکر کر آئے ہیں کہ فرقہ بریلویہ جس تہلیل پرستی کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوئے ہے اسے رضا خانی بریلوی لوگوں کے لولیاء اللہ نے بالصرحت بدعت کہا ہے پھر اپنی جس تہلیل پرستی پر خیر القرون کے بعد پیدا ہونے والے نو مولود فرقے نازاں ہیں وہ کہاں تک قابل ناز ہے ؟

نصوص کے بالمقابل دین میں ایجاد شدہ چیز بدعت ہے

مشہور و معروف حدیث نبوی ہے کہ :-

”مَنْ فَعَلَ أَمْرًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ مُرَدَّدٌ“ وَفِي رِوَايَةٍ مِنْ عَمَلٍ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ وَفِي رِوَايَةٍ كُلِّ أَمْرٍ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ“ یعنی جس قول و فعل کی اجازت شریعت اسلامیہ میں نہیں دی گئی وہ مردود ہے (سنن دارقطنی مع تعلیق المغنی ج ۳ ص ۲۲۳ تا ۲۲۴ و مشکوٰۃ مع مرعاة حدیث نمبر ۱۳۰۰ ج ۱ ص ۲۳۶)

اس حدیث نبوی سے معلوم ہوا کہ نصوص کے بالمقابل مسلمانوں میں رائج ہو جانے والا ہر قول و عمل و طور طریق باطل و مردود ہے اور تمام صحابہ اجماعی طور پر تارک تہلیل ہیں جس کا اعتراف فرقہ بریلویہ کے امام احمد یار خاں نصیبی کو بھی ہے (جاء الحق مطبوع جام نور دہلی ۱۳۱۷ھ ج ۱ ص ۲۷ پھر تو تہلیل پرستی طریق نبوی و طریق صحابہ کے مخالف ہوئی۔

اس حدیث نبوی میں امت کے درمیان واقع ہونے والے اختلاف کثیر کے ضرر سے محفوظ رہنے کی تدبیر یہ بتلائی گئی ہے کہ سنت نبویہ کے ساتھ سنت خلفائے راشدین پر بھی تارک رہنے کو لازم پکڑا جائے اور دین میں نئی باتوں کی ایجاد سے بچا جائے اور انہیں دین نہ قرار دیا جائے کیونکہ وہ بدعات و ضلالات ہیں اس کے باوجود پوری امت کا اجماع ہے کہ خلفائے

راشدین کی بات اگر نصوص کتاب و سنت نبویہ کے خلاف ہو تو اسے رد کر دیا جائے اور جب نصوص کے بالمقابل خلفائے راشدین تک کی بات بھی باجماع امت قابل رد ہے تو ان کے علاوہ دوسروں کی بات بدرجہ اولیٰ قابل رد ہوگی کیونکہ یہ خود خلفائے راشدین ہی کا طریق رہا ہے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کو اپنے زمانہ خلافت میں خزانہ بیت اللہ کو ضروریات اہل اسلام میں خرچ کر ڈالنے کا خیال ہوا تو بیت اللہ کے کلید بردار نے موصوف عمر فاروق سے کہا کہ آپ ایسا اس لئے کرنے کا حق نہیں رکھتے کہ آپ سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلیفہ ابوبکر صدیق نے آج سے زیادہ ضرورت کے باوجود خزانہ بیت اللہ کو خرچ نہیں کیا اس پر حضرت عمر فاروق نے اپنے اس خیال سے دست بردار ہوتے ہوئے اور اس سے رجوع کرتے ہوئے کہا کہ :-

" ہما المرآن اقتدی بہما " یہ دونوں حضرات وہ ہیں جن کی اقتدا کیا کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری مختلف ابواب)

معلوم ہوا کہ خلفائے راشدین سنت نبویہ کے خلاف پائے جانے والے اپنے قول و عمل کو مردود قرار دیتے تھے کیونکہ نصوص شرعیہ کا تمام اہل اسلام سے یہی مطالبہ ہے نیز قرآن مجید نے اطاعت نبویہ کو عین اطاعت الہی قرار دیا ہے : " وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ " (پ ۵ سورۃ النساء : ۸۰)

یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی یہ اس لئے کہ رسول کا فرمودہ ہر قول و عمل و حکم تصریحات نصوص کے مطابق وحی الہی ہے لیکن چونکہ غیر رسول کے ہر قول و عمل و حکم کا موافق وحی الہی ہونا ضروری نہیں خواہ وہ اولوالامر میں سے خلفائے راشدین ہی کیوں نہ ہوں اور والدین ہی کیوں نہ ہوں اس لئے شریعت کا یہ حکم ہے کہ اولوالامر اور والدین نیز دوسروں کی جو بات نصوص کے خلاف ہو اسے دین و مذہب مت قرار دو بلکہ حکم شریعت کی پیروی کرو۔

شریعت نے حکم نبوی کی خلاف ورزی کو منافقوں کا

شیوہ و شعار بتلایا

نیز نصوص شرعیہ میں سنت نبویہ کی خلاف ورزی سے بہت سختی کے ساتھ منع کیا گیا

ہے خاص طور سے جو لوگ شریعت کی اطاعت و متابعت کے مدعی ہوں وہ اپنے اس دعویٰ کے باوجود کسی بھی حکم نبوی یا فعل نبوی کی خلاف ورزی کریں تو ان پر قرآن مجید نے سخت نکیر و تنقید کی ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے کہ :-

"يَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا مَرَّ مِنْ عِنْدِكَ بَيْتٌ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبْتَغَىٰ فَاغْرُضْ عَنْهُمْ ذُنُوبَهُمْ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" (یعنی یہ جعلی مسلمان اطاعت شعاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول کی اطاعت کریں گے اور اطاعت نبوی ہمارا شیوہ و شعار ہے لیکن جب یہ لوگ اس قولی مظاہرہ کے بعد باہر آتے ہیں تو راتوں رات ارشاد نبوی کے خلاف اپنی منصوبہ بند سازشیں تیار کر لیتے ہیں اور انہیں منصوبہ بند سازشوں پر عمل کرتے ہیں (یعنی یہ لوگ دوغلی اور دو رخنی پالیسی پر کاربند ہیں کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں)۔ اللہ تعالیٰ ان کی کارستانیوں کو لکھ رہا ہے اے نبی! آپ ان جعلی مسلمانوں سے اعراض کا موقف اختیار کیجئے۔

اس فرمان الہی اور اس کے ہم معنی فرامین الہیہ میں اطاعت نبوی و اتباع نبوی کے زبانی و عموماً ادوں پر سخت نکیر کی گئی ہے جو زبانی مظاہرہ بازی کے باوجود معنوی و حقیقی اجراع نبوی و اطاعت نبوی کے بجائے دوسری مشغولیت رکھتا کرتے ہیں۔ اسی قسم کے جعلی مسلمانوں اور ظاہری مظاہرہ بازی کرنے والوں کی بابت قرآن مجید نے یہ کہا کہ :-

"وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوْ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِينَ يُسْتَبْطَنُونَ مِنْهُمْ وَلَوْ لَأَفْضَلُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَا تَبْتَغُمُ الشُّطَانَ الْأَفْئِيلَةَ" (سورۃ النساء : ۸۳)

یعنی انہیں جب امن یا خوف والا کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو اسے رسول اور اولو الامر کے سامنے لانے کے بجائے یہ لوگ اس کی تشہیر کرتے ہیں حالانکہ اس شور و شر کے بجائے اگر یہ لوگ اس طرح کے پیش آمدہ معاملات کو رسول اور اولو الامر کے سامنے لاتے اور اس سلسلے میں ان کی طرف رجوع کرتے تو رسول اور اولو الامر کی طرف رجوع کرنے کی برکت سے اسے وہ لوگ جان جاتے جو اس کا حل نکال لیا کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں پیش آمدہ مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے رسول اور اولو الامر کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ رسول اور اولو الامر کی طرف رجوع کی بدولت پیش آمدہ مسئلہ کا حل نکل آئے گا رسول کی طرف

رجوع کا مطلب ظاہر ہے کہ حدیث نبوی کی طرف رجوع اور اولو الامر کے مفہوم میں خلفائے راشدین سب سے پہلے داخل ہیں یعنی کہ ان کے آثار و اقوال پر ان مسائل کے سلسلے میں عمل کیا جائے جو نصوص کے خلاف نہ ہوں اس آیت سے اس فرمان نبوی کی تائید ہوتی ہے کہ سنت نبویہ اور سنت خلفائے راشدین کو لازم پکڑا جائے نصوص کے بجائے دوسروں کی طرف رجوع کی اجازت مشروط و مقید ہے یہی وجہ ہے کہ وفات نبوی کے بعد صحابہ کی رائے کے خلاف لشکر اسامہ بن زید کو حضرت ابو بکر صدیق نے اس مہم پر روانہ کر کے دم لیا جس پر نبی ﷺ انہیں بھیجنے والے تھے اور تمام صحابہ نے اس معاملہ میں اتباع صدیقی کو لازم پکڑا جس سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ راشد اور اولو الامر پر لازم ہے کہ کٹھن سے کٹھن گھڑی میں بھی وہ نصوص کے بالتقابل لوگوں کی رائے و قیاس پر عمل نہ کریں خواہ وہ صحابہ ہی کیوں نہ ہوں اور جب یہ معاملہ ہے تو صحابہ کے بعد بلکہ تابعین کے بہت بعد پیدا ہونے والے تقلیدی مذاہب جن لوگوں کی طرف منسوب ہیں انہیں کی طرف تمام مسائل میں رجوع کرنا اور نصوص کی طرف رجوع نہ کرنا کسی طرح بھی صحیح موقف نہیں ہو سکتا جن تقلیدی مذاہب کی تقلید کا رواج عمد نبوی و عمد صحابہ کے زمانہ بعد ہوا بلکہ جن ائمہ اسلاف کی طرف یہ تقلیدی مذاہب منسوب ہیں ان کی وفات کے زمانہ بعد ان تقلیدی مذاہب کی تقلید کا رواج ہوا ان تقلیدی مذاہب میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کرنے کا تصور پیش آمدہ مسائل و معاملات میں عمد نبوی و عمد صحابہ و مذکورہ ائمہ اسلاف کے زمانہ میں نہیں ہو سکتا تھا پھر کسی آیت یا حدیث کا یہ مطلب بتانا کہ تقلیدی مذاہب میں سے کسی کی تقلید کا حکم یا جواز اس آیت یا حدیث سے مستفاد ہوتا ہے عجوبہ ہے۔

فرقہ بریلویہ کا یہ دعویٰ کہ غیر مقلدین راہ مستقیم سے

بٹے ہوئے ہیں

ان تمام واضح امور اور حقائق کے باوجود فرقہ بریلویہ کا یہ بیان ملاحظہ ہو :-
 ”جو لوگ چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے وہ غیر مقلد سیدھے راستہ سے بٹے ہوئے ہیں اور گمراہ و بد مذہب ہیں اور خیال رہے کہ قیامت تک کبھی کوئی ولی غیر مقلد نہیں ہو سکتا اور کوئی غیر مقلد ولی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والا

کبھی بھی مومن نہیں ہو سکتا ولی ہونا تو بڑی بات ہے۔ الخ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۸ دعام کتب بریلویہ)

فرقہ بریلویہ کی اس بات سے فرقہ دیوبندیہ بھی متفق ہے جیسا کہ زیر نظر دیوبندی کتاب غیر مقلدوں کی حقیقت اور متعدد دیگر کتب دیوبندیہ سے ظاہر ہے۔

ایک طرف فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ والی تقلید پرستی کا نصوص شرعیہ اور تصریحات ائمہ سے بدعت ہونا واضح ہے نیز یہ کہ تقلید پرست ولی اللہ نہیں ہو سکتا دوسری طرف بریلویہ و دیوبندیہ کا نصوص و تصریحات ائمہ سے ثابت شدہ بات کے خلاف یہ شور و شغب قابل دید و لائق شنیدہ ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے خلاف بریلویہ و دیوبندیہ کی شورش

یہ دونوں فرقے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی اور امام علام شاہ اسماعیل شہید کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور یہ دونوں فرقے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے خلاف فوجہ آرنی پر متفق ہیں مگر شاہ اسماعیل شہید کے معاملے میں دونوں متعارض موقف رکھتے ہیں اور یہ دونوں مولود فرقے اہل حدیث کے خلاف بھی زور آزمائی پر متفق ہیں۔

شاہ اسماعیل کے خلاف بریلویہ کی شورش

چودھویں صدی میں ظہور پذیر ہونے والے فرقہ بریلویہ کے بانی اور ان کے متبعین اپنے مبتدعانہ عقائد و نظریات و مراسم سے اختلاف رکھنے والے تمام مسلمانوں پر فتویٰ کفر لگائے ہوئے ہیں ان کے اس فتویٰ کفر کی زد میں اہل حدیث جماعت بھی ہے رضا خانی لوگ اہل حدیثوں کو متعدد ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان کے خلاف پورے تسلسل کے ساتھ زور دار مہم چلائے ہوئے ہیں تحریری اور تقریری طور پر نیز ہر طریق پر یہ لوگ اہل حدیثوں کے خلاف سرگرم عمل رہا کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ لوگ اہل حدیثوں کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہوئے یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ مذہب اہل حدیث شیخ الاسلام مجدد دین شیخ محمد بن عبد الوہاب تیسری نجدی مولود

۱۱۱۵ھ و متوفی ۱۲۰۶ھ کے ذریعہ ایجاد ہوا پھر تضاد بیانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اہل حدیث مذہب حضرت الامام العلام مولانا اسماعیل شہید دہلوی مولود ۱۱۹۳ھ و متوفی ۱۲۳۶ھ کے ذریعہ ایجاد ہوا اگر اس بریلوی دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے تو بھی لازم آتا ہے کہ بریلوی فرقہ اور بریلوی مذہب سے مذہب اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث قدیم ہے کیونکہ بریلوی مذہب و فرقہ کے بانی و موجد مولانا احمد رضا خاں ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے اور موصوف ۱۳۳۰ھ میں فوت ہوئے یہ دونوں فرقے یہ بھی کہنے پر متفق ہیں کہ مذہب اہل حدیث و جماعت اہل حدیث ہندوستان میں انگریزی حکومت کی پیدا کردہ ہیں (کامیابی التفصیل)

سر زمین مشرق سے ظہور فتن کی نبوی پیشین گوئی

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایک مشہور و معروف متواتر المعنی حدیث میں یہ کہا گیا ہے کہ سر زمین مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرف سے شیطانی قرن (قرن الشیطان) کا ظہور ہوگا اور وہ سر زمین مشرق فتنوں اور شرور کی آماجگاہ ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اس فرمان نبوی کا اطلاق صرف سر زمین مشرق میں رہنے والے انہیں لوگوں پر ہو سکتا ہے جو شریعت محمدی کے بالمقابل خود ساختہ اور دوسروں کی پرداختہ بدعات کے مجموعہ کو اپنا دین و ایمان اور اپنی شریعت قرار دینے ہوئے ہوں اس فرمان نبوی کا اطلاق ہر گز ہر گز ان لوگوں پر نہیں ہو سکتا جو شریعت محمدی کے متبع اور شریعت محمدی کا اتباع کرنے والے اسلاف کرام کے طریق پر گامزن ہوں مثلاً مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی عظمت و تقدیس اظہر من الشمس ہے مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ میں رہنے والے کفار و مشرکین اور منافقین پر اس سر زمین کی عظمت و تقدیس چسپاں نہیں ہو سکتی البتہ مومنوں اور صحابہ اور ان کے متبعین پر ضرور چسپاں ہوگی اسی طرح قرآن مجید نے بیت المقدس اور اس کے ارد گرد والی سر زمین کو مبارک و ہابرکت کہا ہے مگر اس کا اطلاق اس سر زمین میں رہنے والے کفار و مشرکین و یسود و نصاریٰ پر نہیں ہو سکتا اسی طرح جس خطہ و ملک کی مذمت حدیث نبوی میں کسی عنوان سے آئی ہو اس میں بسنے والے مومنین صادقین پر اس مذمت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ یہ معلوم ہے کہ انبیاء سابقین جن بستیوں میں مبعوث ہوئے ان بستیوں اور ان کے باشندوں اور ان کے باشندوں کی مذمت نصوص

میں موجود ہے مگر انہیں بستیوں میں آباد انبیاء کرام اور ان پر ایمان لانے والے مومنین وصادقین کو مذموم نہیں قرار دیا جاسکتا ---- نیز یہ بھی معلوم ہے کہ جس ملک ہندوستان میں بریلوی مذہب اور بریلوی فرقہ ظہور پذیر ہوا ہے وہ ہمارے نبی ﷺ کے وطن مقدس حجاز خصوصا مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ سے سیدھے مشرق جانب واقع ہے۔ ارشاد نبوی ہے :- "مَا اَنَّ الْفِتْنَةَ هَهْنَا اَنَّ الْفِتْنَةَ هَهْنَا مَا اَنَّ الْفِتْنَةَ هَهْنَا نَلَاثًا حَيْثُ يَطْلُعُ قُرْنُ الشَّيْطَانِ يُعْنِي الْمَشْرِقَ" یعنی آپ نے مشرق کی سرزمین کی نشاندہی اپنے ہاتھوں کے اشارے سے کرتے ہوئے تین بار مکرر سے کر فرمایا کہ یہی سرزمین مشرق فتنوں اور فسادات کا مرکز و آماجگاہ ہے جہاں سے شیطانی قرن کا ظہور ہوگا۔ (عام کتب حدیث واللفظ لصحیح مسلم مع شرح النووی ج ۲ ص ۳۹۴)

قرن کے معنی سردار اور قوم وگروہ بھی آتے ہیں جیسا کہ عام کتب لغت میں صراحت ہے اور کوئی شک نہیں کہ اس حدیث نبوی کے مفہوم میں حجاز مقدس سے مشرق جانب واقع ہندوستان میں اپنی ایجاد کردہ بدعات اور باطل نظریات کے ذریعہ اہل اسلام کو فتنے وفساد میں مبتلا کر دینے والا بدعت پرست فرقہ اور اس فرقہ کا سردار بھی شامل ہے کیونکہ سرزمین مشرق سے مراد بعض احادیث نبوی کے مطابق اہل علم نے اگرچہ ملک عراق خصوصا عراقی بستی کوفہ کو لیا ہے مگر ظاہر ہے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس فرمان نبوی کے مفہوم میں حجاز مقدس سے جانب مشرق واقع ہندوستان کے اندر ظہور پذیر ہونے والے فتنہ پرداز بدعتی فرقے اور ان کے سرگروہ نہیں شامل ہیں اس سلسلے میں ابھی زیادہ تفصیل و تحقیق آگے آئے گی۔

اس حدیث نبوی کے مفہوم میں اگرچہ اہل علم نے عراق خصوصا کوفہ کو شامل مانا ہے مگر ظاہر ہے اسی سرزمین عراق میں امام اہل سنت ابراہیم نخعی اور شیخ عبدالقادر جیلانی و امام احمد بن حنبل اور اس طرح کے دوسرے بہت سارے اساطین امت رہا کرتے تھے لیکن اس حدیث نبوی کے مفہوم سے ان سنی المذہب اماموں اور ان کے طریق پر چلنے والے کو خارج ماننا لازم ہے۔

غیر مقلدین کی مختصر تاریخ

اپنی مذکورہ بالا بریلوی ہفتوں کے بعد آگے بڑھتے ہوئے بریلوی مفتی نے حسب

عادت اور اپنے خانہ ساز مذہب کے حسب مزاج نیز اپنے ہم جنس لوگوں کی پیروی میں بعنوان " غیر مقلدوں کی مختصر تاریخ " کہا :-

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی : "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينِنَا قَالُوا وَفِي بَيْتِنَا قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي بَيْتِنَا قَالُوا فَظَنَّهُ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفَيْعُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ" یعنی اے اللہ ہمارے لئے شام و یمن میں برکت دے کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ " نجد " کی بابت بھی دعائے برکت کر دیجئے آپ نے پھر شام و یمن میں نزول برکت والی دعا دہرائی تو کچھ لوگوں نے دوبارہ نجد کے لئے بھی دعائے برکت کی درخواست آپ سے کی اسی طرح تین مرتبہ ہوا تو تیسری بار آپ نے فرمایا کہ " نجد " زلزلوں اور فتنوں والی زمین ہے وہیں سے " قرن شیطان " ظاہر ہوگا (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۸-۲۹ بحوالہ بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۵۱ و عام کتب بریلویہ)

حدیث نبوی میں عراق کو فتنوں کی زمین کہا گیا ہے

ہم کہتے ہیں کہ یہ اہل اسلام کا متفق علیہ اصول ہے کہ بعض احادیث نبویہ کے معنی و مہموم کی تعیین و توضیح بعض دوسری احادیث نبویہ سے ہوا کرتی ہے (عام کتب اصول) اہل اسلام کے اس متفق علیہ اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل حدیث نبوی ملاحظہ ہو :-

" قَالَ الْإِمَامُ يَعْقُوبُ بْنُ سَعْيَانَ الْفَسَوِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّمَلِيُّ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَيْبَعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيَّةِ عَنْ سَلَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَصَاعِنَا وَمَدِينَنَا وَشَامِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي عِرَاقِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِهَا الزَّلَازِلُ وَالْفَيْعُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ " یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ مدینہ منورہ اور اس کے باپ قول کے پیمانے صاع میں اور شام و یمن میں برکت دے آپ کی یہ دعا سن کر ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ وفی عراقا؟ اور ہمارے عراق میں؟ آپ نے فرمایا کہ عراق " زلزلوں اور فتنوں " کا گڑھ ہے اور وہیں سے قرن شیطان طلوع ہوگا (العرف والحدیث للامام

الفسوی ج ۲ ص ۴۶۱ ۴۵۱۳ و تاریخ دمشق لابن عساکر مخطوط ج ۱ ص ۵۸-۵۹ مطبوع ج ۱ ص ۱۱۹-۱۲۰ و کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۵ و ۱۴۲ و متعدد کتب حدیث) مذکورہ بالا حدیث کی سند صحیح ہے اور یہ متعدد طرق و اسانید سے مروی ہے یہ ابن عمر کے علاوہ ابن عباس اور حسن بصری سے بھی مرسل مروی ہے۔ (تاریخ ابن عساکر ج ۱ ص ۶۲۵ ۵۸ وغیرہ)

اس حدیث نبوی میں متعین طور پر معلوم ہو گیا کہ نجد سے مراد ملک عراق ہے نیز بعض دیگر حدیث نبوی میں ارض نجد و عراق کی جگہ ارض مشرق کا لفظ آیا ہوا ہے (مسند احمد مع فتح الربانی ج ۲۳ ص ۲۸۹ و ج ۲۴ ص ۱۸)

اور ارض مشرق سے مراد عراق ہی ہے کیونکہ عراق ہی مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب واقع ہے اور نجد کے معنی اہل لغت نے اونچی زمین بتلا کر کہا کہ نجد سے مراد باد یہ عراق ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور عام شرح صحیح البخاری نے کہا:۔ "وَمَنْ كَانَ بِالْمَدِينَةِ كَانَ بَعْدَهُ بِأَدْبَعِ الْعِرَاقِ وَنَوَاحِيهَا وَهِيَ مَشْرِقُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ" یعنی مدینہ منورہ والوں کا نجد باد یہ عراق اور اس کے اطراف و جوانب ہیں اور یہ سر زمین اہل مدینہ کی اصطلاح میں ارض مشرق ہے (فتح الباری مع صحیح البخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ من قبل المشرق حدیث نمبر ۷۰۹۳ ج ۱۳ ص ۳۷ مطبوع دار المعرفہ بیروت و عام کتب شرح بخاری نیز ملاحظہ ہو ہماری کتاب اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات ج ۱ ص ۳۴۳-۳۴۵) نیز ہم بتلا آئے ہیں کہ سر زمین مشرق سے مراد ہندوستان بھی ہے جہاں فرقہ بریلویہ پیدا ہوا ہے جس کے فتویٰ کفر کی زد سے نعوذ باللہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تک محفوظ نہیں۔

ان احادیث نبویہ سے متعین طور پر واضح ہو گیا کہ زبان نبوی سے عراق کو مرکز لازل و فتن کہا گیا ہے عراق کی جملہ خرابیوں میں ایک بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ عراق کے مرکزی شہر کوفہ والوں کی بابت خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰ، حضرت ابن عمر و سعد بن ابی وقاص وغیر ہم نے کہا کہ یہ لوگ بہت بڑے کذاب جموں نے اور افتراء پرداز ہیں (المعرفہ والتاریخ للفسوی ج ۲ ص ۷۵۹)

عقار ثقفی جیسا کذاب و دعویٰ حلول و نبوت بھی اسی کوفہ کا تھا (المعرفہ والتاریخ ج ۲ ص ۲۵۸ و عام کتب حدیث و تاریخ)

ہم عرض کر آئے ہیں کہ باجماع صحابہ بریلوی پارٹی بہت کذاب و افتراء پرداز قرار پائے ہوئے ہے اور کوئی شک نہیں کہ کذاب و افتراء بڑے فتنوں اور فساد میں سے ہے۔

شان نبوی میں گستاخی کوئی مقلد ہی کر سکتا ہے

بریلوی مفتی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا :-

”حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ذوالخویصرہ نامی قبیلہ بنو حمیم کے ایک شخص نے شان نبوی میں گستاخی کی جس کی بابت آپ نے فرمایا کہ اس کے بت سارے اصحاب ہیں جن کی نمازوں اور روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے مگر یہ دین سے اس طرح نکلے ہوں گے جس طرح تیر چلے سے نکل جاتا ہے اس حدیث نبوی کے مطابق اسی خاندان بنو حمیم سے محمد بن عبد الوہاب نجدی ہوا جس کی ذات سے نجدی فتنہ ظاہر ہوا علامہ ابن عابدین شامی و دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مولانا حسین احمد ٹاٹوی عرف مدنی و مولانا ظلیل احمد دیوبندی و مولانا محمد علی جوہر نے بھی محمد بن عبد الوہاب نجدی کو اسی حدیث نبوی کا مصداق کہا ہے۔ (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۱۶۲۹)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ کی اس متدل حدیث میں صراحت ہے کہ شان نبوی میں گستاخی کرنے والا شخص وہ تھا جو اموال میں تصرف نبوی والے نظریہ سے مختلف نظریہ رکھتا تھا اور یہ شیوہ و شعار تقلید پرستوں کا ہے کہ اموال میں اور غیر اموال میں یعنی عام امور میں تصرفات نبویہ یعنی فرامین نبویہ و احکام نبویہ و احادیث نبویہ کے بالمقابل اپنی رائے و قیاس والے تقلیدی مذہب کی خاطر تقلید پرست لوگ فرمودات نبویہ و نظریات نبویہ سے منحرف رہا کرتے ہیں نیز ہم کہتے ہیں کہ احادیث نبویہ میں قبیلہ بنو حمیم کی بت فضیلت آئی ہے اور یہ کہ دجال اور عساکر دجال کے خلاف اسلام کی حمایت میں یہ قبیلہ سب سے زیادہ اثر انداز ہوگا (عام کتب حدیث) البتہ ذوالخویصرہ قبیلہ بنو حمیم کا ایک فرد ہونے کے باوصف اسی سرزمین شہر و فتن کا رہنے والا تھا، اور اس کے متبعین بھی جسے حدیث نبوی میں عراق کہا گیا اور اسی عراق کو زلازل و فتن کا مرکز قرار دیا گیا اگر کسی قبیلہ کا کوئی ایک فرد یا کئی افراد غلط روی اختیار کریں جیسا کہ قریش کے ابو جہل و ابو لہب وغیرہ نے کیا تھا۔ تو اس کی وہ عظمت ختم نہیں ہوئی جو حدیث نبوی میں بیان کی گئی ہے چونکہ فرقہ بریلویہ کے اکاذیب مذکورہ بالا کی حقیقت مستقل کتابوں میں واضح کی جا چکی ہے۔ اور ان کا کذب و انشاء محض ہونا ظاہر ہو چکا ہے اس لئے ہم صرف یہ عرض کریں

گے کہ ان کتابوں کا مطالعہ کیا جائے خاص طور سے بدعات کا استیصال کرنے والے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کی بدعت شکن اور تقلید شکن کتابوں نیز ان کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابوں نیز ان کی کتابوں کی شروع کا مطالعہ کیا جائے تو عراقی فتنوں کے سرغٹوں اور قائدین کی متحدہ محاذ آرائی کی پوری قافی کھل کر سامنے آجائے گی اس لئے ہم صرف اسی اشارہ پر اکتفاء کر رہے ہیں تحقیق پسند لوگ محولہ کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

ہندوستان میں فتنہ وہابیت

مذکورہ بالا عنوان کے تحت بریلوی مفتی نے اپنی عادت کذب بیانی سے کاکھینٹے ہوئے کہا: "ہندوستان میں عام مسلمان اور بادشاہ سب کے سب ہمیشہ سنی حنفی مقلد رہے اسی لئے انگریزوں نے اس ملک کے سنی مسلمانوں کا حنفی مذہب مان کر اسی مذہب کی کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کرایا جن کے مطابق مقدمات فیصل کرتے رہے اس ملک میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان کا بڑا اثر تھا اسی خاندان کے ایک فرد مولوی اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اپنے ماننے والوں کا لشکر تیار کر کے ہندوستان کے تاج و تخت پر قبضہ کرنا چاہا اور محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کا اردو میں چرچہ اتارا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اس کے علاوہ اور بھی کتابیں لکھیں جن میں بمن گھڑت توحید تحریر کی اور بشمول خاتم النبیین تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی شیخ نجدی منبلی ہونے کا مدعی تھا مگر اسماعیل دہلوی ترک تقلید کا داعی تھا اس طرح بقول اعلیٰ حضرت بریلوی دہلی غیر مقلد ہندوستان میں پیدا ہوئے" (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۱ تا ۳۳)

ہندوستان کی انگریزی حکومت حنفی مذہب کی حمایت کیوں کرتی تھی؟

ہم کہتے ہیں کہ گذشتہ صفحات میں ہماری پیش کردہ مختصر تحقیق سے واضح ہو چکا ہے کہ خلیفہ راشد عمر فاروق ہی کے عہد خلافت میں ہندوستان پر اسلامی حکومت قائم ہو گئی تھی اور بریلوی

جماعت معترف ہے کہ خلفائے راشدین مقلد نہیں تھے بلکہ چوتھی صدی ہجری تک ہندوستان کی اسلامی حکومت تقلید پرستی سے محفوظ تھی اور چوتھی صدی کے بعد نہ جانے کس زمانہ میں ہندوستان کی اسلامی حکومت اور عوام تقلید پرست ہوئے البتہ یہ معلوم ہے کہ جس زمانہ میں ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط ہوا اس زمانہ کے مسلم حکمران اور عوام عام طور سے تقلید پرست تھے اور اس ملک میں زیادہ حنفی المذہب مقلد مسلمان پائے جانے لگے تھے اس کا حاصل یہ ہے کہ خیر القرون میں اور چوتھی صدی تک بلکہ اس کے بعد بھی نہ جانے کب تک ہندوستان کے مسلم حکمران اور عوام ترک تقلید والے مذہب پر یعنی مذہب اہل حدیث پر قائم رہے لہذا یہ بات بریلوی اور غیر بریلوی تقلید پرستوں کے اکاذیب میں سے ہے کہ ہندوستان کے مسلم بادشاہ اور عوام علی الاطلاق حنفی المذہب مقلد تھے پھر جب ہندوستان پر مسلمانوں کی شامت اعمال سے انگریزی حکومت قائم ہو گئی تو اس ملک سے انگریزی تسلط کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو امر اول کی طرف یعنی مذہب اہل حدیث کی طرف لانے کی جد جہد سلفی و اہل حدیث لوگوں نے شروع کی اور اس کے لئے نہایت منظم تحریک سلفی قائدین نے چلائی مگر اس سلفی و اہل حدیث تحریک سے تقلید پرست لوگ اپنے تقلیدی مصالح کے تحت عناد رکھنے لگے ادھر انگریز حکومت سلفی تحریک کو اپنی حکومت کا حریف و مخالف سمجھ کر ہندوستانی تقلید پرست مسلمانوں کی حمایت میں سرگرم ہو گئی اور اس نے تقلید پرست مسلمانوں کو سرکاری پیمانے پر سلفی تحریک کے خلاف منظم کرنے کی کوشش کی اور سلفی تحریک کو وہابی تحریک کا نام دے کر اور اس پر طرح طرح کے بیجا الزامات لگا کر عامۃ المسلمین میں سلفیت کے خلاف جذبات بھڑکاتی رہی اسی بنا پر انگریزی حکومت نے حنفیوں کے تقلیدی مذہب کو ہندوستانی مسلمانوں کا مذہب تسلیم کیا اور سلفی مذہب کو نظر انداز کیا یعنی کہ ہندوستان کی انگریزی حکومت کا ہندوستان کے تقلید پرست لوگوں کے تقلیدی مذہب کو مسلمانوں کا مذہب مان لینا اور سلفی مذہب کو نظر انداز کرنا محض اس لئے تھا کہ انگریز حکومت تقلید پرستوں کو اپنی حکومت کے لئے مفید اور سلفی لوگوں کو مضر سمجھتی تھی تقلید پرستوں اور انگریزوں کی اہل حدیث دشمنی میں شدت و حدت کے باوجود سلفی اور اہل حدیث تحریک انگریزی و برطانوی حکومت کے لئے ہمیشہ درد سر بنی رہی اس تحریک کا نام لئے بغیر ایک تقلید پرست صاحب قلم نے لکھا کہ شہادت سید احمد شہید کے بعد اس تحریک کا مرکز

صادق پور پٹنہ ہوا جس کی تباہی کے بعد باقی ماندہ سلسلہ انگریزوں کی روانگی یعنی آزادی ہند کے ۱۹۴۷ء تک انگریزی اقتدار کے لئے درد سر بنا رہا (حاشیہ نمبر ۲ برعلائے ہند کا شاندار ماضی از مولانا محمد میاں ج ۲ ص ۳۴) یہ صادق پور والا مرکز سلتی مرکز ہے جس کا نام تقلیدی مصلحت سے تقلید پرست صاحب قلم نے نہیں لیا۔

ہم آگے چل کر بیان کریں گے کہ انگریزی حکومت کے خلاف صادق پور میں قائم ہونے والے سلتی مرکز کے پہلے انگریزی حکومت کے خلاف سید احمد شہید کی قیادت میں جو تحریک جہاد چل رہی تھی وہ معنوی طور پر سلتی ہی تحریک تھی بھلا انگریزی حکومت اپنے حریف اور اپنی حکومت کے لئے ہلاکت خیز جذبات رکھنے والے اور عملی اقدام کرنے والے سلتی و اہل حدیث لوگوں کے سلتی مذہب کو ہندوستانی مسلمانوں کا مذہب تسلیم کر کے اپنے لئے مزید مصیبت مول لینے کی روادار کیسے ہو سکتی تھی اسے تو اپنے کام کے لئے مل جانے والے تقلید پرستوں کے تعاون سے بہر قیمت سلتی مذہب اور اس سے وابستہ لوگوں کو مٹانے کے درپہ رہنا ضروری تھا۔

ناظرین کرام صبر و ضبط سے تھوڑا انتظار کریں تشریحی بخش تفصیل آگے آرہی ہے۔

شاہ اسماعیل شہید و شیخ الاسلام نجدی کی کتابوں کے

مضامین میں موافقت کیوں ہے؟

اپنے اس بیان میں بریلوی مفتی نے شاہ اسماعیل کی تقلید شکن اور بدعت شکن کتاب تقویۃ الایمان کو مجدد دین شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کا اردو ترجمہ کہا جبکہ عام بریلوی تقویۃ الایمان کو کتاب التوحید کا اردو ترجمہ کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تقویۃ الایمان کو کتاب التوحید کا ترجمہ قرار دینے والے فرقہ بریلویہ کو اپنے فریب اور کھلے ہوئے جھوٹ پر اپنی عالمی رسوائی پر اس قدر غلامت ہوئی کہ اس نے اپنی بریلوی چال بازی سے کام لیکر اپنی اس بریلوی پالیسی میں قدرے ترمیم کر کے بریلویت شکن کتاب "تقویۃ الایمان" کو کتاب التوحید شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی جیسی کا اردو ترجمہ کہنے کے بجائے اس کا اردو ترجمہ کہا شروع کر دیا۔ بعید نہیں کہ فرقہ بریلویہ نے تقویۃ الایمان کو کتاب التوحید کا اردو ترجمہ یا ترجمہ قرار

دینے میں اپنے دلی نعت انگریز حکومت کے اشارہ و حکم کی تعمیل کی ہو۔

قرآن مجید نے صاف طور پر متعدد مقامات پر کہا ہے کہ قرآنی مضامین سابقہ صحیفوں میں موجود ہیں مثلاً فرمایا " انہ لفی زہر الاولین " (پ ۱۹ سورۃ الشعراء : ۱۹۶) " ان هذا لفی الصحف الاولى " (پ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ : ۹۸) وغیرہ۔ دریں صورت کیا قرآن مجید یسود و نصاریٰ اور دیگر قوموں کی کتابوں کا اردو ترجمہ یا چرچہ ہے جیسا کہ کفار و مشرکین کہتے تھے کہ قرآن مجید اور تعلیمات مصطفویہ اساطیر الاولین (گذری ہوئی قوموں کے خانہ ساز افسانے اور قصے) ہیں؟ (پ ۷ سورۃ الانعام : ۲۵) و پ ۹ سورۃ الانفال : ۳۱ و پ ۱۳ سورۃ النحل : ۲۴ وغیرہ) دو حق پرستوں یا دو سے زیادہ حق پرستوں کی باتوں کا باہم موافق ہونا بھی اہل بدعت کے یہاں باعث طعن ہو گیا۔ تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید پر بری نظر رکھنے والوں کا منہ توڑ جواب سلفی بلکہ بعض غیر سلفی اہل قلم نے بھی دیا ہے اس لئے ہم انہیں بدعت شکن کتابوں کا مطالعہ کے مشورہ پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

فرقہ بریلویہ اہل حدیث کو وہابی کیوں کہتا ہے؟

بریلوی مفتی نے کہا:-

"غیر مقلدین کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی پیروی کے سبب وہابی کہا جاتا ہے لیکن اس نام کو ناپسند کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریز گورنمنٹ سے بڑی کوششوں کے بعد وہابی کی جگہ اہل حدیث منظور کرایا مگر اب نجدی ریالوں کی چمک دمک نے غیر مقلدوں کو پورے طور پر اپنی طرف کھینچ لیا الخ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۳)

ہم کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نے خود ساختہ بدعات اور مشرکانہ عقائد کی اصلاح اور اجتناع سنت کا وہی طریقہ اختیار کیا جو اہل حدیث اور سلفی لوگوں کا شیوہ و شعا ہے اسی بنا پر ہندوستان اور غیر ہندوستان کے اہل حدیث اور سلفی لوگوں نے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب اور ان کی معاونت و موافقت کرنے والے نجدی و غیر نجدی لوگوں کا ساتھ دیا کیونکہ اہل اسلام سے قرآن مجید و سنت کا یہی مطالبہ ہے چنانچہ قرآنی ارشاد ہے کہ " وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ " اور " وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِنِّمِ وَالْعَدْوَانِ " اس مضمون کی

ہائیں قرآن مجید و حدیث شریف میں بکثرت ہیں بدعات و مشرکانہ عقائد کی اصلاح و اتباع سنت والی نجدی تحریک کا ساتھ دینے کے سبب فرقہ بریلویہ کا ہندوستانی و غیر ہندوستانی اہل حدیثوں کو نشانہ طعن بنا لینا بریلوی پارٹی کا بریلویانہ طریقہ ہے محض اصلاح بدعات و اتباع سنت والی نجدی تحریک کا ساتھ دینے کے سبب اپنے ولی نعمت انگریز کے اشارہ و حکم سے بریلوی فرقہ کا اہل حدیثوں کا وہابی نام رکھ لینا ظاہر ہے کہ ”تباہ بالالاقاب“ اور جھوٹ و افتراء ہے اس نجدی تحریک سے صدیوں پہلے عہد نبوی ہی سے اہل حدیث کو اہل حدیث کہا جاتا رہا ہے اہل حدیث کے اس نام کو محض دھاندلی بازی کے ذریعہ وہابی کے خود ساختہ نام سے بدل دینا جرم ہے اور ظلم و ستم بھی بنا بریں دھاندلی بازی والے اس نام ”وہابی“ کو ختم کر کے اہل حدیثوں کے اصل پرانے نام ہی سے موسوم کرنے کا مطالبہ اگر اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بنالوی نے کیا تو بالکل صحیح کام کیا۔ یہ معلوم ہے کہ موجودہ زمانہ میں نام نماد جمہوری حکومت کی سازش سے فرقہ پرست غیر مسلم عناصر نے سیکڑوں سالوں سے مسلمانوں کی بناوٹی ہوئی ایوڈھیا والی باری مسجد کو ”رام مندر“ کا نام رکھ لیا پھر اسے منظم سازش کے ذریعہ ظلم و جوراً ۶ / دسمبر ۱۹۹۲ء میں منہدم کر دیا اور اس کی جگہ پر رام مندر نامی بت خانہ بنا لیا اور اب بت یزابت خانہ ویونیورسٹی اس جگہ بنانے کی منصوبہ بند سازش و تحریک چل رہی ہے اگر ہندوستانی مسلمان بلکہ پوری دنیا کے مسلمان دھاندلی بازی کے ذریعہ باری مسجد کے رکھے ہوئے ظالمانہ جھوٹے نام ”رام مندر“ کے ختم کئے جانے اور اسے اس کے پرانے نام ”باری مسجد“ سے موسوم کئے جانے کا مطالبہ نام نماد ہندوستانی جمہوری حکومت سے کرتے ہیں تو کیا بریلوی اصول سے مسلمانوں کا یہ ناقابل معافی جرم ہے؟

تنبیہ بلغ اول

شیخ الاسلام و محمد دین محمد بن عبد الوہاب نجدی تھیں ”کی تحریک اصلاح و تجدید کو وہابی کہہ کر بت سارے گھمانے خود ساختہ الزامات لگا کر انگریزوں کی سازش سے اپنے مصالح کو بروئے کار لانے کے لئے تھلی پرستوں اور بدعت پرستوں کے مختلف فرقوں نے عالمی پیمانے پر پوری دنیا میں اس نجدی تحریک کے خلاف زہریلے مواد پھیلا دیئے تھے جس کے باعث

ابتدائے امر میں پوری دنیا کی طرح ہندوستان کے بہت سارے اہل حدیث عوام و خواص اور علمائے وغیر علماء اس نجدی تحریک اصلاح کی بابت غلط فہمی میں مبتلا رہے اور اس غلط فہمی کے باعث وہ بھی شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ان کی تحریک اصلاح کے خلاف ہی رہے پھر غلط فہمی دور ہونے پر کبھی اہل حدیث اس کے موافق ہو گئے جیسا کہ اس سلسلے کی کتابوں اور تحریروں سے ظاہر ہے۔

جس طرح بارہویں تیرہویں صدی کے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی تہذیبی مذہب جنبلی کی طرف منسوب ہیں اسی طرح پانچویں چھٹی صدی کے شیخ عبد القادر جیلانی بھی جنبلی مذہب کی طرف منسوب ہیں اور جس طرح معنوی و حقیقی طور پر شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب مذہب اہل حدیث سے قریب تر ہیں جس کے باعث ہندوستانی و غیر ہندوستانی اہل حدیث شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی تحریک اصلاح و تجدید کی حمایت و موافقت کرتے ہیں اسی طرح شیخ عبد القادر جیلانی کی بھی کرتے ہیں فرق یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ اور اس جیسے دوسرے فرقے شیخ جیلانی سے عقیدت و محبت ظاہر کرتے اور انہیں بڑے پیر و پیران میر و غوث و اعظم کہتے ہیں اس کے برعکس شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب اور ان کی موافقت پر نفوی کفر لگائے ہوئے ہیں اور ان پر سخت رد و قدح کرتے ہیں ان تہذیب پرستوں کی یہ دورخی اور دوغلی پالیسی بھی ایک عجوبہ ہے حالانکہ شیخ جیلانی کی تحریریں حنفی المذہب تہذیب پرستوں اور بدعت پرستوں کے اسی طرح خلاف بلکہ زیادہ ہیں جس طرح شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی۔ یہاں بطور مثال ہم شیخ جیلانی کی بعض باتوں کا ذکر مقلدین اثناف کی بابت کریں گے۔

فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ پر شیخ جیلانی کا فتویٰ

شیخ جیلانی نے فرمایا :-

وَسَيَلُّ الْإِمَامُ أَحْمَدُ عَنِ الْإِيمَانِ مَخْلُوقٌ هُوَ أَمْ غَيْرُ مَخْلُوقٍ فَقَالَ مَنْ قَالَ إِنَّ الْإِيمَانَ مَخْلُوقٌ فَقَدْ كَفَرَ" الخ یعنی امام اہل سنت احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق تو موصوف امام احمد نے فرمایا کہ جو ایمان کو مخلوق کہے وہ کافر ہے (غیبیہ الطالبین مترجم مع فتوح الغیب مطبوع لاہور ۱۳۴۸ھ ۵۷۴۴)

شیخ جیلانی کی اس صراحت کے بالکل خلاف اس حنفی مذہب کی صراحت ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں جس کی تقلید کافر فریق بریلویہ اور فرقہ دیوبندیہ مدعی ہے۔ عقائد کی مشہور کتاب مسامرہ میں مرقوم ہے کہ :-

"وَلَوْ أَنَّ كَلَامَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْوَصِيَّةِ صُرِّحَ فِي خُلُقِ الْإِيمَانِ" یعنی اپنی وصیت میں امام ابو حنیفہ نے تصریح کر رکھی ہے کہ ایمان مخلوق ہے۔ (ملاحظہ ہو مسامرہ مع شرح مسامرہ مطبوع مصر ص ۳۷۸)

یہ معلوم ہے کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ اپنے کو حنفی المذہب کہتے ہیں اور یہ دونوں فرقے اپنے جملہ اماموں اور ہم مذہب مقلدوں سمیت شیخ جیلانی کے مذکورہ بالا فتویٰ کے مطابق کافر قرار پاتے ہیں۔ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ پر شیخ جیلانی اس صریح فتویٰ کفر کے باوصف شیخ جیلانی کا ہم مذہب ہونے کے باوجود شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اس طرح کا کوئی فتویٰ تحریری طور پر حنفی مذہب کے خلاف نہیں دیا پھر بھی شیخ جیلانی فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے ممدوح و محبوب و بڑے پیر ہیں مگر شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب دونوں فرقوں کے یہاں سخت مبعوض و ناپسند ہیں۔

شیخ جیلانی کی تعریف اہل سنت

شیخ جیلانی نے تحریک طور پر مذہب اہل سنت و جماعت کی جو تعریف و توصیف کی ہے اس تعریف و توصیف کے مطابق فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ اہل سنت و جماعت کے بجائے خالص بدعت پرست گمراہ مرتجی فرقہ قرار پاتا ہے جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے یہاں شیخ جیلانی کی ایک بات ہم نقل کرتے ہیں شیخ جیلانی نے فرمایا :-

"فَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِتْبَاعُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَالسُّنَّةُ مَا سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْجَمَاعَةُ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي خِلَافَةِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْتَدِينَ" الخ یعنی مومنوں پر اتباع سنت و جماعت لازم ہے سنت وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے سنت قرار دیا ہو اور جماعت سے مراد چاروں خلفائے راشدین کے زمانہ میں صحابہ کرام کی متفق علیہ باتیں ہیں۔

(غیثیہ الطاہرین ص ۱۹۵)

اس میں شک نہیں کہ عہد نبوی و عہد خلفائے راشدین میں تمام صحابہ ترک تہلیل والے مذہب اہل حدیث کے اتباع پر متفق تھے نیز اللہ کے علاوہ کسی اور کو حتیٰ کہ خاتم النبیین محمد ﷺ کو عالم الغیب کہنے والوں کو بہت بڑا کذاب و افتراء پرداز قرار دینے پر بھی صحابہ متفق تھے جیسا کہ ہماری اسی کتاب میں تفصیل موجود ہے ناظرین کرام شیخ جیلانی کی ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے آگے پڑھیں۔

تنبیہ

بدعت شکن اور تہلیل شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ اگرچہ تمام تہلیل پرستوں کے مذہب تہلیل پرستی کی قباح و شاعت ظاہر کرنے کے لئے لکھی گئی ہے خاص طور سے ہندوستان میں غالب اکثریت کے طور پر موجودہ دور میں پائے جانے والے تمام حنفی المذہب فرقوں کو راہ اعتدال کی طرف متوجہ کرنے کے لئے لکھی گئی مگر معلوم نہیں کیا بات ہے کہ از روئے حقیقت حنفی نہ ہونے کے باوجود فرقہ بریلویہ نے اس بدعت شکن سلفی کتاب کو صرف اپنے خلاف سمجھ کر اس کے رد و جواب کی طرف حیرت انگیز قسم کی توجہ کیوں دی ہے جس سے خود اس بریلوی فرقہ کی مٹی پلید ہوتی ہے۔

دین کی بنیادی چیزوں میں سے طہارت بھی ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا طہارت کو شریعت نے شطر الایمان (نصف ایمان) کہا ہے مگر فرقہ بریلویہ کے حنفی مذہب میں شریعت کی یہ بنیادی بات ناقابل قبول ہے۔ اسی طرح طہارت کے بنیادی مسائل میں بھی بریلوی مذہب کا حال ہے جس کا اندازہ گذشتہ صفحات سے ناظرین کرام کو ہو گیا ہوگا۔

بریلوی و دیوبندی مذہب میں بسم اللہ اور نیت کے بغیر وضو

صحیح ہو جاتا ہے

بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ میں کتب احناف کے بہت سارے عجوبہ روزگار قسم کے مسائل کا ذکر کرنے سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف بعض کا ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ کتب الطہارات سے متعلق ایک اہم مسئلہ حنفی مذہب کا یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھے بغیر کیا ہوا

وضو اور غسل و تیمم صحیح ہو جاتا ہے اور بسم اللہ کے بغیر کئے ہوئے وضو و غسل و تیمم سے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ مذہب حنفی کا یہ فتویٰ مسئلہ معروف و مشہور اور تمام کتب حنفیہ میں مذکور ہے فرقہ بریلویہ حنفی مذہب کا مقلد ہونے کا دعویٰ رکھنے کی بناء پر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بسم اللہ کے بغیر کیا ہوا وضو و غسل و تیمم صحیح ہوتا ہے فرقہ بریلویہ کی بنیادی کتابوں فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت میں اس کی صراحت ہے کہ وضو و غسل و تیمم کے لئے بسم اللہ کرنا صرف سنت ہے حالانکہ فرقہ بریلویہ کے حیران حیدر شیخ جیلانی نے وضو و غسل و تیمم میں بسم اللہ پڑھنے کو فرض قرار دیا ہے، جس کے بغیر وضو و غسل و تیمم صحیح نہیں ہو سکتا (ملاحظہ ہو غیۃ الطالبین ص ۶۵ و ۶۷) اور حسن سند یعنی معتبر سند کے ساتھ یہ فرمان نبوی مروی ہے کہ بسم اللہ کے بغیر کیا ہوا وضو وضو ہی نہیں ہوتا (صلوة الرسول مع تخریج عبد الرؤف عبد الحنان مدنی ص ۱۰۶-۱۰۷) اس حدیث کا ذکر بریلوی مفتی جلال الدین کے حیدر مرشد اور بریلویہ کے امام مولوی امجد علی نے بھی اپنی کتاب بہار شریعت کے ابواب الوضوء حصہ دوم ص ۸ میں کیا، حتیٰ کہ مفتی جاہل الدین نے اپنی کتاب انوار الہدیٰ کتاب الطہارۃ میں بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور فرمان نبوی میں بیضا امر "تَوَضَّؤْا بِسْمِ اللّٰہِ" (سنن نسائی ج ۱ ص ۶۱ و صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۳۴ و سنن دار قطنی و بیہقی و عمل الیوم واللیلہ لابن السننی) صحیح سند کے ساتھ مروی ہے (المجموع للنووی ج ۱ ص ۳۹۳) اور امر وجوب کے لئے اصلاً ہوتا ہے جب تک کہ قرینہ صارفہ نہ ہو اور یہاں صاف طور پر ارشاد نبوی ہے کہ بسم اللہ کے بغیر کیا ہوا وضو وضو ہی نہیں ہوتا ہے۔ اس حدیث نبویہ کے خلاف نماز کی کلید و کنجی کے معاملہ میں راہ عمل اختیار کرنے کے باوجود فرقہ بریلویہ اپنے کو اہل سنت و جماعت کہتا پھرتا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ کے حیران حیدر کی نظر میں فرقہ بریلویہ کی کوئی نماز صحیح نہیں ہوتی، کیونکہ وضو کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی اور بسم اللہ کے بغیر وضو صحیح نہیں ہوتا پھر تو فرقہ بریلویہ کی ساری نمازیں اس کے حیران حیدر کی حسب تصریح رائیگاں اور بیکار ہیں۔ اگر کسی بریلوی نے فرض سمجھے بغیر اپنے عقیدہ کے مطابق مستحب و مسنون سمجھ کر بوقت وضو بسم اللہ کہہ بھی لیا تو چونکہ اس نے حکم شرعی کے مطابق فرض سمجھ کر بسم اللہ نہیں کیا، اس لئے اس کے بسم اللہ والا وضو بھی معرض خطر میں ہے اور یہی حال اس طرح کے جملہ مسائل کا ہے۔

بدعت عنکن سنی کتاب حقیقتہ الفقہ کی کتاب الطہارات باب الوضوء میں حنفی مذہب کا سب سے پہلا جو مسئلہ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ ”طہارت میں نیت شرط نہیں“ اور دوسرا مسئلہ یہ مذکور ہے کہ بلا نیت وضو سے نماز ادا ہو جائے گی (حقیقتہ الفقہ مسئلہ نمبر ۵۲-۵۴ ص ۱۴۳-۱۴۴ بحوالہ درمکار و منیۃ المصلی)

فرقہ بریلویہ کے اس فتویٰ کے خلاف قرآن مجید میں یہ صراحت ہے کہ :-

”وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ“ (پ ۳۰ سورۃ البینہ : ۵)

اس قرآنی فرمان کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خالص نیت کے ساتھ ہر عبادت ادا کرنے کا حکم اپنے بندوں کو دیا ہے، نیز فرمان نبوی ہے کہ ”انما الاعمال بالنیات“ (صحیح بخاری و عام کتب حدیث) قرآنی فرمان اور نبوی فرمان کا حاصل یہ ہے کہ وضو سمیت تمام عبادت والے کاموں کو نیت کے ساتھ انجام دینا ضروری ہے فرقہ بریلویہ کے پیران پیر شیخ جیلانی نے بھی وضو اور غسل و تیمم کے صحیح ہونے کے لئے حکم شریعت کی پابندی کرتے ہوئے نیت کو فرض قرار دیا ہے (فتاویٰ الطالین ص ۵) اس کا حاصل یہ ہوا کہ نص شرعی اور فرقہ بریلویہ کے پیران پیر کے مطابق فرقہ بریلویہ کا وضو و غسل و تیمم سب کچھ صحیح نہیں ہوتا، لہذا نمازیں بھی صحیح نہیں ہوتیں، اس کے باوجود فرقہ بریلویہ دعویدار ہے کہ وہ مسلک سنیہ و جماعت پر چلنے والا ہے۔

بریلوی مفتی جلال الدین حقیقتہ الفقہ کی مذکورہ بالا حقیقت پرانی کے خلاف

کشتا کی جرأت نہ کر سکے، نیز فرقہ بریلویہ تا قیامت ایسی جرأت نہیں کر سکے گا۔

غیر مقلدین علمائے دیوبند کی نظر میں

مذکورہ بالا عنوان کے تحت مفتی بریلوی نے کہا :- ”دیوبندی کے عقیدے وہی ہیں جو

غیر مقلدوں کے ہیں۔ اس کے باوجود دیوبندی علماء کی نظر میں غیر مقلدین کیا ہیں، اسے

جاننے کے لئے مندرجہ ذیل عہدہ پر ہمیں ”انج (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۶)

ہم کہتے ہیں کہ اس کی مکمل تحقیق آگے آرہی ہے، ابھی تاثرین کرام تھوڑا توقف

کریں۔

سلفی عالم مولینا محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں کہ جاہل آدمی کا مجتہد مطلق بن جانا خطرناک ہے

اپنے مذکورہ بالا بیان میں فرقہ بریلویہ نے مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی کی ایک بات کو حسب عادت توڑ مروڑ کر دیوبندی لاموں سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۴) اسی بات کو فرقہ دیوبندیہ کی زیر نظر نوزائیدہ کتاب میں اس طرح نقل کیا گیا :-

”بچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق بن جاتے اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کہہ بیٹھتے ہیں، ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لاندہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں ہوتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج اس آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے“ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۳۳-۳۴ بحوالہ اشاعت السنہ ج ۲ ص ۵۳ بحوالہ فتویٰ محمدیہ ج ۱ ص ۳۸۶ ۳۸۷)

ہم کہتے ہیں کہ سلفی عالم مولانا محمد حسین بٹالوی نے یہ بات بالکل سچ اور صحیح کسی ہے اس میں شک نہیں کہ بے علمی کے ساتھ کسی جاہل مطلق کا مجتہد بن جانا اور ترک تقلید کا شیوہ اختیار کرنا بہت بڑی بے راہ روی ہے، یہ بات تو نصوص کتاب و سنت اور تصریحات اسلاف سے ثابت ہے اور نبوی پیش گوئی ہے کہ علم ختم ہونے پر جہل کا تسلط ہوگا تو جاہل لوگوں ہی کو دینی قیادت سونپ دی جائے گی، ”فضلواواضلوا“ (صحیح بخاری و عام کتب حدیث) مولانا محمد حسین بٹالوی سے صدیوں پہلے نصوص کتاب و تصریحات سلف امت میں اس طرح کی باتیں واضح کر دی گئی ہیں۔ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ مذہب اہل حدیث میں کسی جاہل و بے علم کو نصوص شرعیہ سے بے خبر رہنے کے باوجود مجتہد مطلق بن بیٹھنے کی اجازت ہے۔ اس طرح کا شیوہ و شعار تو تقلید پرست لوگوں کا وصف خاص ہے، امام بخاری اور ان کے پہلے والے لوگوں نے اپنی کتابوں میں وضاحت کر دی ہے کہ نصوص سے بے خبر لوگوں کا مذہبی قائد بن بیٹھنا بہت خطرناک بات ہے۔ کسی جاہل اور ان پڑھ اہل حدیث عالمی کا کسی سلفی عالم سے پیش آمدہ مسئلہ میں نصوص کتاب و سنت و سلف امت کا موقف معلوم کر کے اس پر عمل کرنا اجتہاد ہے؟

اور نصوص کے موجود ہونے کے باوجود محض قیاس ورائے کے زور پر مسائل کا اختراع کرنا کیا واقعہ؟ بھی اجتہاد کمانے کا مستحق ہے؟

خليفة راشد عمر فاروق کا ارشاد ہے کہ اہل الراي اعداء السنن ہوتے ہیں ، وہ نصوص کو نہ یاد رکھنے کی صلاحیت و استطاعت رکھتے ہیں ، نہ انہیں بیان کرنے کی لیاقت رکھتے ہیں ، اس لئے قیاس ورائے سے کام لیکر اپنے ایجاد کردہ اختراعی مسائل پر خود عمل کرتے اور دوسروں کو اس کی دعوت دیتے ہیں بنا بریں خود گمراہ ہوتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں (اللمحات ج ۱ ص ۱۹۶ بحوالہ اسانید صحیحہ ج ۱ ص ۱۶۶ و ۱۸۰) اس فرمان فاروقی سے کسی صحابی یا تابعی کا کوئی اختلاف نہیں منقول ہے ، کیا فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ اور مقلدین کا متحدہ محاذ دیانت داری کے ساتھ یہ بتلا سکتا ہے اس فرمان فاروقی میں جس فرقہ اہل الراي کی بابت یہ بات کہی گئی ہے اور سارے صحابہ اس فرمان فاروقی سے متفق بھی ہیں ، اس فرقہ اہل الراي سے کون سا فرقہ مراد ہے ؟ کیا سارے صحابہ کا فرقہ اہل الراي قرار دیا ہوا فرقہ ہی وہ فرقہ اہل سنت و جماعت ہے جس کا تعارف دونوں فرقوں کے پیران پیر شیخ جیلانی اور امام احمد بن حنبل اور دوسرے اسلاف نے کرایا ہے ؟

تنبیہ

یہاں پہنچ کر فرقہ بریلویہ نے فرقہ دیوبندیہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ہندوستانی سلفیوں کو انگریز استعمار کا پیدا کردہ کہا ہے دونوں فرقوں کی اس متحدہ بہتان بازی کا تحقیقی جائزہ آگے چل کر اسی کتاب میں لیا گیا ہے یہاں دونوں کے ایک دوسرے معاملہ سے ہم پہلے نیٹ لینا چاہتے ہیں۔

غیر مقلدوں کے چند اہم اصول (پہلا اصول)

بریلوی مفتی جلال الدین امجدی نے مذکورہ بالا عنوان کے تحت کہا :-

”غیر مقلدین کچھ ایسے اہم اصول بنائے ہوئے ہیں جن پر وہ سختی سے عمل کر کے اپنا نیا مذہب پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں ان کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ اگلے بزرگوں کی کوئی

بات ہرگز نہ سنی جائے چاہے وہ ساری دنیا کے مانے ہوئے بزرگ ہوں مثلاً شیخ جیلانی نے فرمایا کہ بعض کتاب الہیہ میں ہے کہ اے ابن آدم تو میرا فرمانبردار ہو جا تو میں تجھے ایسا کر دوں گا کہ توجو کے گا وہی ہوگا لہذا جو مسلمان شیخ جیلانی کی یہ بات مانے گا وہ کبھی غیر مقلد نہیں ہو سکتا جن کا یہ مذہب ہے کہ حضور ﷺ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کے مرتبہ اختیار و تصرف پر پہنچنے کا سوال ہی نہیں اس لئے ان کے اصولوں میں سب سے اہم اصول یہی ہے کہ پہلے بزرگوں کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۸-۳۹ کا حاصل و خلاصہ)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ ہی کا یہ اصول ہے کہ جب سے اس کی تولید ہوئی تب سے وہ اپنی ولادت سے پہلے والے بزرگوں میں سے کسی کی کوئی ایک بات نہیں مانتا جیسا کہ ہم شیخ جیلانی ہی کی ہمت ساری ہاتھیں اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں لکھ آئے ہیں شیخ جیلانی کی ان باتوں میں سے کوئی بات فرقہ بریلویہ نہیں مانتا نیز ہم فرقہ بریلویہ کے اولیاء اللہ قرار دیئے ہوئے لوگوں کی یہ تصریح نقل کر آئے ہیں کہ کہ تھلید پرستی بدعت ہے مگر فرقہ بریلویہ ان اولیاء اللہ کی یہ بات بالکل نہیں مانتا بلکہ وہ تھلید پرستی کو اپنا دین و ایمان قرار دینے کا مدعی ہمیشہ سے ہے اور آج بھی ہے۔

نیز ہم سارے بزرگوں میں سب سے زیادہ بزرگ صحابہ کرام کا یہ اجماعی عقیدہ نقل کر آئے ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ کو عالم الغیب کہنے والے ہمت بڑے کذاب و افتراء پرداز ہیں مگر اس اجماع صحابہ سے منحرف ہو کر خانہ ساز عقیدہ پر یہ بریلوی فرقہ کاربند ہے اور اللہ و رسول نے متفقہ طور پر اس عقیدہ باطلہ کا ابطال کیا ہے مگر یہ فرقہ بریلویہ اللہ و رسول میں سے کسی ایک کی بات بھی نہیں مانتا مثال کے لئے بس اتنی ہی باتوں کا ذکر بطور اشارہ کافی ہے۔

بعض کتاب الہیہ کے حوالہ سے شیخ جیلانی کی نقل کردہ بات کا لازمی مطلب ہے کہ اللہ کی اطاعت کرنے والا ہر مومن و مصف مذکور سے متصف ہو جاتا ہے جس کا لازمی مطلب فرقہ بریلویہ کی تقریر دل پذیر کے مطابق یہ ہوا کہ ہر مومن کو کائنات عالم میں تصرف کا اختیار اپنی دنیوی زندگی ہی میں ہوتا ہے، فرقہ بریلویہ اگرچہ نصوص کتاب و سنت اور تصریحات جیلانی کے خلاف ہر بریلوی آدمی کو مومن کامل مانتا ہے مگر کوئی بھی بریلوی آدمی اس دنیوی زندگی میں

کائنات میں تصرف کا اختیار رکھنے کا دعویدار نہیں ہے اگر کوئی بریلوی خواہ وہ فرقہ بریلویہ کے یہاں کتنا ہی بڑا ولی ہو اس کا دعویدار ہے تو وہ سورج کو معمول کے خلاف پتھم سے نکال کر یا دن کو رات سے بدل کر یا چاند کو عام ستارہ بنا کر یا کسی مرے ہوئے کو زندہ کر کے دکھلا دے بریلوی عقیدہ کے مطابق بریلوی ولی اللہ مرنے کے بعد برزخی زندگی میں اپنی قبر کے اندر دنیاوی زندگی سے کہیں زیادہ اختیار و تصرف والا ہو جاتا ہے تو فرقہ بریلویہ اپنے بانی و موجد اعلیٰ حضرت سے ہی کائنات میں اس طرح کے تصرفات میں سے کوئی ایک تصرف کر کے دکھلا دے حدیث نبوی میں تصریح ہے کہ دجال اعظم کو بت ساری کائناتی چیز میں تصرف کا اختیار ہوگا مگر وہ بھی شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے قبیلہ کے ایک مومن آدمی کے بالمقابل لاجواب ہو کر رہے گا فرقہ بریلویہ معلوم نہیں اپنے دجل و فریب کے بالمقابل نصوص شرعیہ و تصریحات اسلاف کے بالمقابل کیوں چپ نہیں ہوتا؟ کیا اس فرقہ نے اپنے دلی نعمت انگریز سے اتنا زیادہ اوصار کھا لیا ہے کہ ہندوستان سے انگریز کو گئے نصف صدی کے قریب گذر گئی پھر بھی وہ نصوص و تصریحات کے بالمقابل کسی معاملہ میں چپ رہتا انگریز کی نمک حرامی تصور کرتا ہے۔

اس سلسلے میں پہلے کچھ ہم عرض کر آئے ہیں کائنات میں تصرفات کا اختیار سلفی لوگ اسلاف امت کی طرح اتباع نصوص میں اللہ رب العالمین کے ساتھ خاص مانتے ہیں البتہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور اولیاء کی کبریات پر سلفی لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

دوسرا اصول

بریلوی مفتی جلال الدین نے کہا :-

”غیر مقلدوں کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھنے والے بڑے بڑے مفسرین اور قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے والے بڑے بڑے مجتہدین میں سے کسی کی کوئی تفسیر اور کسی مجتہد کی کوئی بات ہرگز نہ مانی جائے اس لئے کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۹-۴۰)

ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلدوں کی طرف فرقہ بریلویہ کا منسوب کردہ یہ اصول فرقہ بریلویہ کا اپنا اہم اصول ہے یہی وجہ ہے کہ سورۃ النجم کی تفسیر میں حضرت عائشہ ام المومنین نے

جو یہ تفسیر قرآنی آیات بیان کی ہے کہ رسولؐ کو عالم الغیب کہنے والے لوگ بہت بڑے افتراء پرداز اور جھوٹے ہیں اور اس تفسیر عائشہ پر سارے صحابہ کا اجماع ہے، مگر اس تفسیر صحابہ کے بالکل خلاف فرقہ بریلویہ خانہ ساز عقیدہ کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوئے ہے حالانکہ صحابہ کی یہ اجماعی تفسیر بقول عائشہ صدیقہ نبوی تفسیر بھی ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ دوسرے تمام مفسرین کی بات جانے دیجئے فرقہ بریلویہ اللہ کے مقرر کردہ مفسر قرآن یعنی جناب محمد رسولؐ ہی کی تفسیر کو نہیں مانتا بلکہ تفسیر نبوی و تفسیر اجماع صحابہ کے خلاف خانہ ساز بات کو دین و ایمان بنائے ہوئے ہے۔

اس طرح کی ہزاروں نبوی و صحابہ و تابعین و اتباع تابعین والی تفسیروں میں سے ہر ایک کو رد کر کے فرقہ بریلویہ خود ساختہ تفسیروں کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوئے ہے مگر ہم زیادہ مثالوں کے بجائے صرف مذکورہ بالا مثال پر اکتفاء کرتے ہیں اجماع صحابہ سے بہت بڑا کذاب و افتراء پرداز قرار پائے ہوئے فرقہ بریلویہ نے امام فخر الدین رازی کی تفسیر سے نقل کیا کہ بندہ تمام چیزوں میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۰ کا ماہصل بحوالہ تفسیر کبیر رازی سورہ کف ج ۵ ص ۳۸۰ و صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۳)

ہم اس بریلوی فتنہ خیزی پر صرف دو باتیں کہنا کافی اور وانی سمجھتے ہیں جو اس کے پہلے اصول کے بارے میں کہ آئے ہیں اگر فرقہ بریلویہ رازی یا کسی بھی تفسیر کا مطلب فی الواقع یہی سمجھتا ہے تو وہ اپنے ہر بریلوی آدمی سے کہے کہ وہ ہر بریلوی کے سر میں دو۔ دو سینگ برآمد کرے اور ہر سینگ ہاتھی دانت کی طرح رہے۔ اور دنیا کے ہر پہاڑ کو مانند ریگ زار بنا دے۔ آخر ہر بریلوی آدمی بندہ خدا ہونے اور اطاعات الہیہ پر مواظبت کا مدعی ہے یہی وجہ ہے کہ میلاد شریف و گیارہویں شریف اور اس طرح کی باتوں میں بہت سرگرم عمل رہا کرتا ہے یہ بہت واضح بات ہے کہ جس تفسیر رازی کی عبارت کا مطلب مذکور نکال کر فرقہ بریلویہ نے یہ شر انگیزی کر رکھی ہے اس تفسیر رازی کی ہزاروں تصریحات نیز دوسری کتب تفسیر کی ہزاروں تصریحات کے خلاف خود ساختہ بریلوی موقف اختیار کر لیا ہے تفسیر رازی کے بالکل ابتدا میں بسم اللہ کو سورۃ فاتحہ کی ایک آیت قرار دیا ہے بتائیں جبری نماز میں اسے بالجہر پڑھنے کا حکم دیا ہے مگر فرقہ بریلویہ تفسیر رازی والی یہ بات نیز ہزاروں باتیں نہیں مانتا۔ بریلوی مفتی نے اپنا سلسلہ کلام

جاری رکھتے ہوئے اس امام ابو حنیفہ کی طرف مکذوب طور منسوب مندرجہ ذیل شعر بطور حجت نقل کیا جن کی تقلید کا دعویٰ ہے۔

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ مِنْ زَلَّةٍ فَازَ وَهُوَ أَبَاكَ

یعنی آپ ہی وہ ہیں جنہیں وسیلہ بنانے کی بدولت حضرت آدم کامیاب ہوئے (غیر مقلدوں کے فریب مں ۳۰ - ۳۱ بحوالہ قصیدہ نعمانیہ) ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ اگر اپنے دعویٰ مذکورہ میں فی الواقع اپنے کو سچا سمجھتا ہے جبکہ وہ باجماع صحابہ کذاب ہے تو وہ اس طریق پر امام ابو حنیفہ کی طرف قصیدہ نعمانیہ کے انتساب کا صحیح و معتبر ہونا ثابت کرے جو طریق المل علم کے بیان رائج ہے ورنہ یہود اپنی خانہ ساز کتابوں میں لکھے ہوئے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہودی ہیں اور نصرانی لکھے ہوئے تھے کہ موصوف نصرانی ہیں اور مشرکین کہ مدعی تھے کہ موصوف مشرک ہیں اور تمام صحابہ کی موجودگی میں خلیفہ راشد عمر فاروق نے کہا کہ حیات نبوی میں ہم آپ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے تھے مگر آپ کی وفات کے بعد آپ کے چچا کو وسیلہ بنا رہے ہیں (عام کتب حدیث) یہ معلوم ہے کہ تمام کے تمام صحابہ اس فرمان فاروقی پر متفق تھے اور سب نے اسی پر عمل کیا کسی نے نہیں کہا کہ فوت ہو جانے والے رسول ہی کو وسیلہ بنا لیا جائے اس فرمان خلیفہ راشد اور اجماع صحابہ کے خلاف فرقہ بریلویہ نے امام ابو حنیفہ کی طرف جو خود ساختہ بات منسوب کی ہے وہ اسے تا قیامت معتبر سند کے ساتھ ثابت نہیں کر سکتا۔

وسیلہ بریلویہ

بریلوی مفتی نے علامہ ابن حجر کی شافعی (یہ حافظ ابن حجر شارح بخاری کے علاوہ ہیں) کی

کتاب صواعق محرقة کے حوالہ سے امام شافعی کی طرف یہ شعر منسوب کیا۔

أَلِ النَّبِيِّ ذُرِّيَّتِي وَهَمَّ إِلَيْهِ وَسِيلَتِي
أَزْجُوهُمْ أَعْطَى عَدَايَ بَيْدِ الْبَيْنِ صَحِيحَتِي

یعنی آل نبی میرے ذریعہ نجات اور وسیلہ ہیں مجھے امید ہے کہ ان کی بدولت مجھے بروز

قیامت داپنے ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کو بھی فرقہ بریلویہ تا قیامت معتبر سند سے ثابت نہیں کر سکتا

بفرض صحت زندہ آل نبی کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔

سلف مذہب شرعی قیود و حدود توڑ کر مطلق العنان آزادی

کا مخالف ہے

بریلوی مفتی نے اپنی اس بات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا :-

”نواب وحید الزماں جو خود بھی غیر مقلد ہیں لکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین و صحابہ و تابعین کی قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کرتے ہیں، حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۱ بحوالہ حیات وحید الزماں ص ۱۰۲ بحوالہ شیشے کے گھر ص ۱۹)

ہم کہتے ہیں کہ حوالہ در حوالہ سے فرقہ بریلویہ کی کئی ہوئی بات کا حاصل یہ ہے کہ سلفی عالم نواب وحید الزماں نے اپنے ہم مذہب اہل حدیث لوگوں کی مذکورہ بے راہ روی پر تکبیر کی ہے اور اہل حدیث کا اصول ہی یہ ہے کہ اس طرح کی بے راہ روی اختیار کرنے والے خواہ اہل حدیث مذہب کی طرف منسوب ہوں خواہ کسی بھی مذہب کی طرف ان پر تکبیر کی جائے اور انہیں راہ راست پر آنے کی دعوت دی جائے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی طرح نہیں کہ اپنے اپنے فرقہ کے کسی فرد یا افراد کی بیجا حمایت کی جائے۔ نواب وحید الزماں کی مراد صرف وہ بعض بے راہ رو لوگ ہیں جو مذہب اہل حدیث کی طرف منسوب ہونے کے باوصف مذکورہ قسم کی بے راہ روی اختیار کئے ہوں۔ مذہب اسلام کی طرف منسوب جو فرقے اور افراد عمد صحابہ سے لیکر آج تک اصول اسلام اور نصوص کتاب و سنت و اجماع امت و طریق سلف کے خلاف بے راہ روی والا راستہ اختیار کئے ہوئے ہیں جس پر روز ازل سے اہل علم تکبیر کرتے آئے ہیں۔ ان بے راہ رو فرقوں اور افراد کی بے راہ روی کو اسلام اور اصول اسلام کے اوپر ذریعہ طعن بنا لینا فرقہ بریلویہ ہی کا شیوہ و شعار ہے۔ کیا فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے بہت سارے افراد بریلوی و دیوبندی نقطہ نظر سے متعرف ہو کر بریلوی و دیوبندی فرقوں کی نظر میں مطعون نہیں ہیں کیا اس باعث بریلوی و دیوبندی مذہب بریلوی و دیوبندی فرقوں کی نظر میں باطل ہیں؟ اسی سوال کے جواب میں اس

بریلوی دویوبندی جارحیت کا ردِ بلیغ ہو جائے گا۔

کیا اہل حدیث تفسیر سلف کی پرواہ نہیں کرتے ؟

بریلوی مفتی نے آگے بڑھتے ہوئے نواب وحید الزماں کی مذکورہ بالا بات پر تفریح کرتے ہوئے لمبی بات کسی جس کا حاصل یہ ہے کہ تفسیر سلف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مناظر ثناء اللہ امرتسری کی من مانی تفسیر پر خود غیر مقلدوں نے سخت نکیر کی اور اس کے خلاف دوسرے غیر مقلد مولوی عبد اللہ غزنوی نے تنقیدی باتیں لکھیں۔ (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۱-۴۲ بحوالہ اربعین ص ۳ بحوالہ شیشے کے گھر ص ۱۲۲)

ہم کہتے ہیں کہ سارے تقلید پرست فرقوں میں باہم ایک دوسرے کے خلاف اپنے اپنے مختلف نقطہ ہائے نظر سے کتابیں لکھنے کا ناخوشگوار سلسلہ جاری ہے جس سے بریلوی دویوبندی فرقہ کے مفتی و مشائخ واقف ہیں کیا اس سے لازم آتا ہے کہ بریلوی دویوبندی فرقوں کی نظر میں خود ان کے اور غیروں کے تقلیدی مذاہب باطل ہیں ؟ کسی اہل حدیث صاحب قلم کی کچھ باتوں پر اگر کسی دوسرے اہل حدیث صاحب قلم نے اپنے نقطہ نظر کے پیش نظر تنقیدیں کیں تو اسے مذہب اہل حدیث پر ذریعہ طعن بنا لینا اصل بے راہ روی ہے امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں اہل حدیث کے ایک بھاری گروہ کے اختیار کردہ موقف پر سخت نکیر کی ہے جیسا کہ معلوم و معروف ہے تو کیا اس بنا پر تمام ہی محدثین کرام کے مسلک کو مطعون کرنا ٹھیک ہے ؟ فرقہ بریلویہ ہمارے اس سوال کا جواب دے ورنہ اس امام مسلم سے مختلف موقف اختیار کرنے والے تمام محدثین کی لکھی ہوئی کتابوں کو دلیل و حجت بنا کر ترک کرے۔

تیسرا اصول

عنوان بالا کے تحت بریلوی مفتی جلال الدین نے کہا :-

”غیر مقلدین کا تیسرا اہم اصول یہ ہے کہ ہر مسئلہ میں آسان صورت اختیار کی جائے اور اس کے خلاف کوئی حدیث پیش کرے تو اس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے۔ انسان آسانی پسند ہے اس لئے غیر مقلدین نے یہ اصول اختیار کیا تاکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب اپنے پرانے مذاہب چھوڑ کر غیر مقلدوں کا نیا مذاہب اختیار کر لیں“ (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۲)

ہم کہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ نے خود ہی صراحت کر دی ہے کہ ”الدین یر“ اللہ

تعالیٰ نے بھی صراحت کر دی ہے کہ ہم بندگانِ خدا کے ساتھ سولت و آسانی پیدا کرتے ہیں۔ شدت و سختی نہیں پسند کرتے بلکہ شدت پسندی کو شریعت نے منع کیا ہے شریعت کا جو مسئلہ نصوص شریعت سے ثابت ہو اسے اگر بریلوی اور دیوبندی شریعت سہل اور آسانی قرار دے کر اسلامی شریعت کو مطعون کرنے کے درپہ اس وجہ سے ہے کہ نصوص سے ثابت ہونے والا وہ شرعی مسئلہ خانہ ساز بریلوی و دیوبندی شریعت کے خلاف ہے تو بریلوی اور دیوبندی پارٹی کی اس بے راہ روی پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے مثلاً ایک وقت کی طلاق ثلاثہ کا ایک رجعی طلاق ہونا نصوص شریعت سے ثابت ہے جو دیوبندی و بریلوی شریعت کے اختیار کردہ موقف کے بالمقابل آسان بلکہ بہت زیادہ آسان و سہل ہے۔ اسی وجہ سے بہت سارے دیوبندی و بریلوی عوام و خواص دیوبندی موقف چھوڑ کر اور حلالہ طلعونہ جیسے بریلوی و دیوبندی فتیح موقف نیز بہت ساری مضرت سے بچنے کے لئے سلفی موقف پر عمل پیرا ہیں اس کے باوصف بریلوی و دیوبندی پارٹی اپنے عوام و خواص میں سے ان لوگوں کو بریلوی و دیوبندی پارٹی سے الگ نہیں کرتی کیا یہ بریلوی و دیوبندی پارٹی کی بے راہ روی نہیں ہے؟

اسی طرح مفقود الخیر شوہر والے مسئلہ میں خلفائے راشدین کا مسلک بریلوی و دیوبندی شریعت والے موقف کے بالمقابل کہیں آسان و سہل ہے اور اسی پر عام بریلوی و دیوبندی عوام و خواص کا عام طور پر عمل ہے کیا بریلوی و دیوبندی پارٹی خلفائے راشدین کے مسلک کو یہ کہہ کر مطعون کرنے کو پسند کرتی ہے کہ خلفائے راشدین نعوذ باللہ سولت پسند ہیں۔ اس طرح کی سیکڑوں مثالیں ہیں۔ مگر اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

تراویح

اپنے بتلائے ہوئے اصول کے تحت بریلوی مفتی جلال الدین نے "تراویح" کا ذیلی عنوان قائم کر کے کہا :-

"غیر مقلدوں کی آٹھ رکعت تراویح کا مسئلہ بھی اسی اصل کے تحت ہے اسی لئے ان غیر مقلدوں نے بیس رکعت تراویح کے بجائے آٹھ رکعت کر دی کہ مسلمان ہارہ رکعت کی چھوٹ پا کر غیر مقلد ہو جائیں" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۲ نیز فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کی عام کتابیں)

ہم کہتے ہیں کہ اپنی اسی کتاب میں ہم واضح کئے ہوئے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ جس سنت نبویہ کے اتباع کا مدعی ہے اس سنت نبویہ سے نیز سنت خلفائے راشدین سے موقف اہل حدیث ہی والی بات صحیح ثابت ہوتی ہے۔ لیکن دیوبندی و بریلوی شریعت کی نظر میں یہ سنت نبویہ اگر مبغوض ہے تو انسوسناک معاملہ ہے ہم کہہ آئے ہیں کہ امام احمد فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی ولادت سے ہزار سال پہلے گیارہ رکعت تراویح کی مشروعیت کے قائل تھے کیا وہ بھی مقلدین کو غیر مقلد بنانے کے لئے آسانی و سہولت پسندی والا یہ مذہب اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور یہی مذہب امام احمد کے اساتذہ کے استاذ امام مالک کا بھی تھا جو ابو حنیفہ کے اساتذہ کے بھی استاذ ہیں جیسا کہ تحقیقی تفصیل اللہمعات میں ہے ظاہر ہے کہ یہ بریلوی و دیوبندی فتویٰ امام ابو حنیفہ کے استاذ الاساتذہ امام مالک نیز امام احمد اور دیگر ائمہ دین پر منطبق ہوتا ہے نعوذ باللہ۔

ہم کہہ آئے ہیں کہ اتباع سنت نبویہ کے پیش نظر خلیفہ راشد عمر فاروق نے مسجد نبوی میں تراویح باجماعت قائم کرنے کا جو حکم جاری کیا اس میں صراحت کردی کہ آٹھ رکعت ہی تراویح پڑھی پڑھائی جائے اور صحابہ میں سے کسی خلیفہ راشد یا غیر خلیفہ راشد نے اس حکم فاروقی کی تغلیط نہیں کی مگر دیوبندی و بریلوی پارٹی اس سنت نبویہ و حکم خلفائے راشدین کی صرف تغلیط کرنے پر اکتفاء نہ کر کے اسے سہل و آسان قرار دے کر مطعون کر رہی ہے۔

سنت نبویہ اور حکم خلفائے راشدین کی تغلیط کئے بغیر بلکہ اس کے خلاف زبان کھولے بغیر بذریعہ عمل و سکوت اس کی تصویب کرتے ہوئے عمدہ فاروقی و عمدہ عثمانی اور بعد والے ادوار میں بعض لوگ سنت نبویہ والی آٹھ رکعت تراویح سے زیادہ محض نقلی طور پر دس، بارہ، سولہ۔ اشارہ و بیس چوبیس تیس، چالیس اور اس سے بھی زیادہ رکعات پڑھتے رہے ہیں ظاہر ہے کہ سنت نبویہ و حکم خلفائے راشدین سے زیادہ رکعات اگر بعض لوگوں نے پڑھی تو ان بعض لوگوں کے طرز عمل کو سنت نبویہ و حکم خلفائے راشدین پر طعن و تشنیع کا ذریعہ وہی بنائے گا جو مسسوخ الفطرۃ و بد تمیز و گستاخ ہو۔

اس بریلوی دعویٰ کی تردید کہ صحابہ کرام بیس رکعت تراویح

پڑھتے تھے

بریلوی مفتی نے کہا :-

(۲۶۸)

”حضرت سائب بن یزید نے فرمایا کہ ہم صحابہ عمد فاروقی میں ہیں رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ (معرفہ البیہقی) مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۷۵ میں منقول ہے کہ امام نووی نے اس کی سند کو صحیح کہا۔ (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۲-۴۳)

خلیفہ راشد عمرؓ فاروق نے آٹھ رکعت تراویح پڑھنے کا حکم دیا
(پہلی روایت)

ہم کہتے ہیں کہ سائب بن یزید صحابی سے مذکورہ بالا بات بریلوی مفتی اور عام بریلویہ و دیوبندیہ نے نقل کی ہے انہیں سائب بن یزید صحابی سے اپنی صحیح سند کے ساتھ امام سعید بن منصور اپنی سنن میں نقل ہیں کہ :-

” حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْنَا نَفُوْمَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِأَحَدِي عَشْرَ رَكْعَةٍ ” یعنی سائب بن یزید نے کہا کہ ہم عمد فاروقی میں وتر سمیت کل گیارہ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے (سنن سعید بن منصور بحوالہ کتاب المصاحح للسيوطی)

دوسری روایت

اس سے بھی زیادہ واضح حدیث امام ابن ابی شیبہ نے یہ نقل کی :-
” حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى ابْنِ أَبِي بَكْرٍ وَبَيْتِ الدَّارِسِيِّ فَكَانَا بِصَلِيَانِ إِحْدَى عَشْرَ رَكْعَةً ” یعنی سائب بن یزید نے کہا کہ عمر فاروق نے لوگوں کو ابی بن کعب و بیت الدارسیٰ فکانا بصلیان ایک عشر رکعت یعنی جماعت پڑھنے کا حکم دیا تو یہ دونوں حضرات وتر سمیت کل گیارہ رکعت تراویح لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۲) اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے اور اس بات کی دلیل صریح ہے کہ تمام صحابہ اجماعی طور پر حکم فاروقی کے مطابق آٹھ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اسی بنا پر شاہ ولی اللہ کے خاندان کے رکن رکیں شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں ” اگر کسی اکتفاء پیادہ

رکعت کند باید کہ تہرک سنت نباشد" یعنی اگر کوئی آدمی گیارہ رکعت مع الوتر تراویح پڑھنے پر اکتفاء کرے تو تہرک سنت نہ ہوگا (فتاویٰ عزیزی ص ۹-۱۰) معلوم ہوا کہ خاندان ولی اللہی آٹھ رکعت تراویح کو بھی سنت کہتا تھا۔

تیسری روایت

امام محمد بن نصر مروزی نے کہا :-
"قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ جَدِّهِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نَقُومُ

فِي زَمَنِ عُمَرَ ثَلَاثَ عَشْرَ رُكْعَاتٍ"

یعنی سائب بن یزید نے کہا کہ ہم عبد فاروقی میں وتر کے ساتھ تیرہ رکعت تراویح باجماعت پڑھا کرتے تھے (قیام اللیل للمروزی بحوالہ کتاب الصالح للسیوطی)

اس روایت کی سند بھی صحیح ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھار حکم فاروقی سے آٹھ رکعت تراویح پڑھانے والے ائمہ کرام تین رکعت وتر کے بجائے پانچ رکعت وتر پڑھا دیا کرتے تھے یا شروع میں دو رکعت افتتاحیہ پڑھتے تھے جس سے مجموعی رکعات تراویح تیرہ ہو جاتی تھیں جیسا کہ فرمان نبوی ہے کہ "مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْتِرْ بِثَمَسِ رُكْعَةٍ" جس کا جی چاہے وہ پانچ رکعت وتر پڑھ لیا کرے اسی فرمانی نبوی پر عمل کرتے ہوئے تراویح کے لئے حضرت عمر فاروق کے مقرر کردہ ائمہ کرام کبھی کبھی پانچ رکعت وتر کے ساتھ آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر مجموعی رکعات تیرہ تک پہنچا دیتے تھے ان روایات صحیحہ اور ان کی ہم معنی دوسری روایات سے صاف ظاہر ہے کہ حکم فاروقی کے مطابق صحابہ کرام صرف آٹھ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

اس کے برخلاف بریلوی مفتی نے جو روایت میں پڑھنے والی نقل کی ہے وہ حکم فاروقی کے بالکل خلاف ہے جسے کچھ لوگ بطور تراویح نہیں بلکہ بطور نفل پڑھتے تھے بشرطیکہ یہ فرض کر لیا جائے کہ بریلوی مفتی ولی متدل روایت فی الواقع صحیح ہے۔

ناظرین کرام بیہقی کے حوالہ سے بریلوی مفتی کی نقل کردہ روایت کی سند ملاحظہ کریں۔

فرقہ بریلویہ کی متدل روایت پر نظر

امام بیہقی نے کہا :-
"أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَجَوَّهَ الدِّينُورِيُّ بِالْأَمْعَانِ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

اسحاق السنی ثنا عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوی ثنا علی بن الجعد ثنا ابن ابی ذئب عن
 یزید بن خصیفہ عن السائب بن یزید قال كانوا یقولون علی عهد عمر فی شہر رمضان عشرین
 رکعة الخدیث (کتاب الخلافات للبیہقی ومعرفة السنن للبیہقی وسنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

امام فنجویہ کا ترجمہ

اس روایت کو امام بیہقی نے اپنے جس شیخ الحدیث ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن الحسن
 فنجویہ الدیوری متوفی ۴۱۳ھ سے نقل کیا ہے ان کی بابت حنفی علماء برازور صرف کرتے
 رہے کہ انہیں ثقہ راوی قرار دیں اور ان کے بالمقابل سلفی علماء اس بات پر برازور صرف کرتے
 رہے کہ موصوف کی توثیق ثابت نہیں اس لئے موصوف فنجویہ مجہول ہیں بنا بریں یہ روایت
 ساقط الاعتبار ہے ہم نے بھی اپنی بعض تحریروں میں فنجویہ کو غیر موثق مجہول کہا ہے اس
 وقت تک جو کتب رجال لوگوں کے سامنے تھیں ان سے فنجویہ کی تعدیل و تخریج سے متعلق
 دونوں فریقوں میں سے کوئی فریق موصوف کا ثقہ یا غیر ثقہ ہونا نہیں ثابت کر پارہا تھا بنا بریں یہ
 مانے بغیر چارہ کار نہیں تھا کہ موصوف مجہول و غیر موثق ہیں لہذا موصوف کی روایت ساقط
 الاعتبار ہے لیکن حافظ ذہبی کی کتاب یر اعلام النبلاء مطبوع ہو کر متداول و مروج ہو چکی ہے
 اس کے طبع سادس ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء بیروت ج ۱ ص ۲۸۲ - ۲۸۳ ترجمہ ۲۳۳ میں
 صراحت ہے کہ :-

" قَالَ شَيْخُ رِوَايَةِ نَارِيَتْهِ كَانَ ثِقَّةً صَدُوقًا كَثِيرَ الرِّوَايَةِ لِلْمَنَكِرِ "

" یعنی موصوف فنجویہ ثقہ و صدوق اور مناکیر کے کثیر الروایہ ہیں "

اور یہ معلوم ہے کہ جو ثقہ و صدوق راوی کثرت مناکیر کا روایت کنندہ ہو اس کی روایت
 کردہ ہر وہ حدیث ساقط الاعتبار و مردود ہے جس کا کوئی معتبر متابع نہ ہو اور اس کی روایت کا
 فنجویہ کی مناکیر کثیرہ میں سے ہونا قطعی اور یقینی بات ہے کیونکہ یہ ہمت مستبعد بات ہے کہ
 خلیفہ راشد کا حکم و فرمان یہ ہو کہ آٹھ رکعت تراویح پڑھی پڑھائی جائے اور خلیفہ راشد کے حکم
 کی تعمیل کا حکم قرآن و سنت میں دیا گیا ہے بشرطیکہ وہ خلاف نصوص نہ ہو مگر صحابہ کرام خلیفہ
 راشد کے حکم کے خلاف آٹھ رکعت کے بجائے من مانی طور پر بیس رکعت تراویح پڑھیں صرف
 اتنی ہی بات سے روایت مذکورہ کا فنجویہ کی مناکیر کثیرہ سے ہونا واضح ہے اور یہ بھی واضح ہے
 کہ صحابہ کرام حکم فاروقی کی تعمیل میں آٹھ رکعت پڑھتے تھے صحابہ کی طرف حکم فاروقی کی
 خلاف ورزی کر کے آٹھ کے بجائے بیس رکعت پڑھنے والی بات غلط طور پر منسوب کر دی گئی ہے
 اور غلط طور پر صحابہ کرام کی طرف منسوب کردہ اس بات کو جو حکم فاروقی و سنت نبویہ کے بالکل
 خلاف ہے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ نے اپنا مذہب بنا لیا ہے ۔

ترجمہ یزید بن عبد اللہ بن خصیفہ

یزہم کہتے ہیں کہ سائب بن یزید سے روایت مذکورہ کے ناقل یزید بن خصیفہ یعنی یزید بن عبد اللہ خصیفہ اگرچہ ثقہ راوی ہیں مگر بقول امام احمد بن حنبل مکر الحدیث بھی ہیں جیسا کہ موصوف کے ترجمہ میں میزان میں حافظ ذہبی اور تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے صراحت کی ہے اور مقدمہ فتح الباری میں بھی حافظ ابن حجر نے یہ بات نقل کی ہے اور اس میں شک نہیں کہ موصوف یزید بن خصیفہ کی نقل کردہ روایت مذکورہ احادیث عامہ کے خلاف ہونے کے سبب "مکر" ہے کیونکہ یہ بہت مستبعد ہے کہ بلا وجہ و سبب صحابہ کرام سنت نبویہ اور حکم خلیفہ راشد کی خلاف ورزی کریں اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ ودیوبندیہ کی جس مستدل روایت کو امام نووی نے صحیح الاسناد کہا ہے وہ دراصل مکر روایت ہے اور سنت نبویہ حکم خلیفہ راشد و تعامل صحابہ کے خلاف بھی۔

روایت یزید بن رومان

بریلوی مفتی نے سائب بن یزید کی طرف منسوب اپنی مستدل مکر روایت کے بعد اسی معنی کی ایک اور روایت یزید بن رومان سے نقل کی۔ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۱۳) مگر یہ روایت بھی سنت نبویہ و حکم خلفائے راشدین و تعامل صحابہ کے خلاف ہونے کے ساتھ منقطع السند ہے اور مکر بھی کما قدمنا۔

خلفائے راشدین کی طرف بریلوی مفتی کا غلط انتساب

بریلوی مفتی نے یزید بن رومان والی منقطع و مکر اور خلاف سنت نبویہ و خلاف حکم خلفائے راشدین و خلاف تعامل صحابہ روایت نقل کرنے کے بعد امام ترمذی کے حوالہ سے نقل کیا کہ اکثر اہل علم کا عمل اسی میں رکعت تلویح پر اس لئے ہے کہ حضرت علی و عمر فاروقی وغیرہ صحابہ سے ایسا ہی مروی ہے۔ امام سفیان ثوری و ابن المبارک کا یہی قول ہے امام شافعی نے کہا ہے کہ میں نے اپنے شرمکہ معظمہ میں اسی میں رکعت تلویح پر لوگوں کا عمل پایا نیز عمدة القاری شرح بخاری للعینی میں ابن عبد البر سے منقول ہے کہ میں رکعت تلویح والی ہا۔

اور علمائے کوفہ و اکثر فقہاء کا قول ہے اور یہی صحیح ہے حضرت ابی بن کعب سے منقول یہی ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۳-۲۴)

کلام ترمذی کی نقل میں بریلوی خیانت

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی مفتی جلال الدین نے فرقہ بریلویہ کی عادت کے مطابق امام ترمذی اور حافظ ابن عبد البر کی بات نقل کرنے میں بریلوی تلبیس کاری و خیانت سے کام لیا ہے کیونکہ امام ترمذی کی پوری بات اس طرح ہے :-

"وَ اِخْتَلَفَ اَهْلُ الْعَمَلِ قِيَامَ رَمَضَانَ فَرَأَى بَعْضُهُمْ اَنْ يَّصَلِيَ اِحْدَى وَاَرْبَعِينَ رَكْعَةً مَعَ الْوَتْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْعَمَلِ عَلَيَّ هَذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِينَةِ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيَّ مَا رَوَى عَنْ عُمَرَ وَاَبِي وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَبِي الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَهْكَذَا اَدْرَكْتُ بِلَدْنَا يَصَلُونَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَقَالَ اَحْمَدُ رَوَى فَوَيْ هَذَا الْوَتْرُ وَاَلَمْ يَمُضْ شَيْءٌ بَشِيئًا وَقَالَ اسْحَاقُ بَلْ اخْتَارَ اِحْدَى وَاَرْبَعِينَ رَكْعَةً عَلَيَّ مَا رَوَى عَنْ اَبِي بَنِي كَعْبٍ " الخ

یعنی امام ترمذی نے کہا کہ تراویح کی رکعات میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض اہل علم کا موقف ہے کہ وتر کے ساتھ اکتالیس رکعت تراویح ہے اور یہی اہل مدینہ کا قول ہے اور اسی پر اہل مدینہ کا عمل ہے اور اکثر اہل علم حضرت عمر فاروق و علی مرتضیٰ وغیرہ صحابہ سے مروی شدہ اس بات پر عمل پیرا ہیں کہ تراویح میں رکعت ہے امام سفیان ثوری و ابن المبارک و شافعی کا یہی قول ہے امام شافعی نے کہا کہ میں نے اسی میں رکعت تراویح پر اپنے شرمکہ معظمہ کے لوگوں کو عامل پایا مگر امام احمد بن حنبل نے کہا کہ رکعات تراویح کے سلسلے میں مختلف روایات ہیں موصوف امام احمد نے تعیین رکعات تراویح میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی اور امام اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب سے مروی روایت کے مطابق ہم اکتالیس رکعات تراویح مع الوتر والا مدہب اختیار کئے ہوئے ہیں (جامع ترمذی مع شرح علامہ احمد شاکر کتاب الصوم باب ما جاء فی قیام شہر رمضان زیر حدیث نمبر ۸۰۶ ج ۳ ص ۱۷۰)

تاظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ امام ترمذی کی بات نقل کرنے میں بریلوی مفتی نے حسب عادت بریلوی کتر بیونت اور خیانت و تلبیس سے کام لیا ہے امام ترمذی کے کلام میں

صراحت ہے کہ علی الاطلاق اہل مدینہ وتر کے ساتھ تراویح اکتالیس رکعت پڑھتے ہیں اور اسی کو امام اسحاق بن راہویہ نے بھی اس بنیاد پر اختیار کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب صحابی سے ایسا ہی مروی ہے مگر بریلوی مفتی نے حسب عادت اشارہ بھی امام ترمذی کی یہ صریح بات نہیں ظاہر ہونے دی کیونکہ اکتالیس رکعت مع الوتر بریلوی مذہب والے ہیں رکعت تراویح کے بالمقابل کہیں زیادہ پر مشقت ہے اور اس کے بالمقابل بریلوی مذہب کا موقف کہیں زیادہ سہل و آسان ہے امام ترمذی والی یہ تصریح بریلوی مفتی نے محض اس لئے نہیں ظاہر ہونے دی کہ موصوف نے آٹھ رکعت تراویح اختیار کرنے پر "غیر مقلدوں" پر جو سہولت پسندی و تن آسانی کا الزام و اہتمام و بہتان لگایا ہے کہ غیر مقلدوں نے یہ موقف محض اس لئے اختیار کیا کہ تمام لوگوں کو اپنے نئے خود ساختہ مذہب کو قبول کرنے کی دعوت صرف اس بنا پر دے سکیں کہ ان کے یہاں سہولت و آسانی ہے وہی بریلوی الزام خود فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ پر لوٹ آئے گا کہ ان دونوں تہلیل پرست فرقوں نے اکتالیس رکعت کے بالمقابل اپنا سہولت پسندی و تن آسانی والا موقف دوسروں کو اپنے جیسا بریلوی یا دیوبندی مقلد بنانے کے لئے اختیار کیا ہے اس تفصیل سے فرقہ بریلویہ کا دجل و فریب واضح ہونے کے ساتھ اہل حدیث پر لگائے گئے بریلوی و دیوبندی اہتمام کی تکذیب و تردید بیخ بھی ہوتی ہے بریلوی و دیوبندی اصول سے بہر حال لازم آتا ہے کہ بریلوی و دیوبندی فرقہ اہل مدینہ کے بالمقابل بہت سہل و آسان موقف دوسروں کو اپنے تہلیل مذہب کے دام تزویر اور جال فریب میں پھنسانے کے لئے اختیار کئے ہوئے ہے۔

بعض اسلاف چالیس رکعت تراویح پڑھتے تھے

ناظرین کرام فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ سے پوچھیں کہ اکتالیس رکعت تراویح مع الوتر کو اپنا مذہب کیوں نہیں قرار دیتے جبکہ یہ بات بھی صحابہ و تابعین سے مروی ہے۔ (ملاحظہ ہو تفصیل کے لئے قیام اللیل للسرور ص ۱۶۰-۱۶۱) فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ ان باتوں کو اپنا دین و مذہب کیوں نہیں بناتا؟ امام شافعی والی جو بات بحوالہ ترمذی بریلوی مفتی نے نقل کی ہے اسے امام شافعی کے شاگرد امام زعفرانی نے امام شافعی سے اس طرح نقل کیا ہے :-

"رَأَيْتُ النَّاسَ يَغْتَمُونَ بِالْمَذْبُحَةِ نِسْعًا وَتَلْبِيزٍ رُكْعَةً وَاحِدَةً إِلَى عَشْرُونَ وَكَذَلِكَ يَغْتَمُونَ

بمكة وليس في شيء من هذا ضيق ولا حد ينهى اليه لانه نافله " یعنی امام شافعی نے کہا کہ میں نے مدینہ منورہ والوں کو انتالیس رکعت تراویح مع الوتر پڑھتے دیکھا مگر مکہ مکرمہ میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں اور یہی بیس مجھے پسند ہے رکعات تراویح کی کوئی مقررہ حد میرے نزدیک اس لئے نہیں کہ وہ نافلہ نماز ہے (قیام اللیل للمروزی ص ۱۵۹) جب بقول شافعی اہل مدینہ زمانہ شافعی میں انتالیس رکعت تراویح مع الوتر پڑھتے تھے اور اہل مکہ بیس رکعت نیز بقول شافعی رکعات تراویح کی کوئی متعین حد نہیں کیونکہ وہ نقلی نماز ہے تو اولاً امام شافعی کی نقلی نماز قرار دی ہوئی نماز تراویح کو فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ سنت مسوکہ کیوں کہتا ہے ثانیا فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ نے عبد شافعی والے تعامل اہل مدینہ کو چھوڑ کر محض سہولت پسندی و تن آسانی کی خاطر محض لوگوں کو اپنے تھلیدی مذہب کے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے اہل مکہ کا تعامل کیوں اختیار کیا جاٹا کلام ترمذی میں ترمیض والے صیغہ "روی" کے ساتھ کہا گیا ہے کہ بیس رکعت تراویح والی بات حضرت عمر و علی وغیرہا سے مروی ہے اور صیغہ ترمیض اس بات پر دل ہے کہ حضرت عمر و علی وغیرہا سے مروی بیس رکعت والی روایت ضعیف و غیر معتبر ہے جو محض ان سے مروی ہے مگر ثابت نہیں پھر امام ترمذی کی ضعیف و غیر معتبر قرار دی ہوئی روایت کو فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ نے معتبر و حجت کیوں قرار دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل کا موقف

اور امام احمد نے بھی تراویح کی کوئی حد اپنے استاذ شافعی کی طرح نہیں مقرر کی اور بتصریح امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی امام احمد نے اختیار دیا ہے کہ جو چاہے گیارہ رکعت تراویح مع الوتر پر بھی اکتفا کرے (مصنفی شرح موطا از شاہ ولی اللہ ص ۱۷۷) امام ابن تیمیہ کو فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ مذہب حنبلی کا مقلد کہتا ہے اور امام ابن تیمیہ بالصرحت فرماتے ہیں :- نبی ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں رات والی نماز گیارہ رکعت یا تیرہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے "۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۱۳۸)

شیخ عبدالحق کی صراحت

فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے ولی اللہ قرار دیئے ہوئے شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا کہ :-

"كان بعض السلف في عهد عمر بن عبد العزيز يصلون احدى عشرة ركعة للشعبة برسول الله ﷺ" یعنی کچھ اسلاف خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں سنت نبویہ کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے گیارہ رکعت تراویح مع الوتر پڑھا کرتے تھے۔ (ماثبت بالسنن از شیخ عبدالحق ص ۲۱۸)

خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز کا زمانہ گورنری مدینہ منورہ میں ۹۰ھ سے پہلے کا ہے جب متعدد صحابہ زندہ تھے مگر یہ بات متحقق ہے کہ عمد نبوی میں صحابہ کرام معیت نبوی میں نیز وفات نبوی کے بعد حکم فاروقی کی متابعت میں عمد فاروقی و عثمانی اور بعد تک گیارہ رکعت تراویح مع الوتر ہی پڑھتے تھے جیسا کہ بعض روایات صحیحہ ہم نقل کر چکے ہیں دریں صورت سنت نبویہ و سنت خلفائے راشدین و سنت عام صحابہ کو چھوڑ کر فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا میں رکعت تراویح کو اپنا مذہب بنا لیتا کیونکہ درست ہے گیارہ رکعت مع الوتر سے زیادہ رکعت تراویح والی جتنی روایات بھی ذات نبوی و خلفائے راشدین کی طرف منسوب ہیں ساقط الاعتبار ہیں۔

حافظ ابن عبد البر کی عبارت نقل کرنے میں بھی بریلوی مفتی نے خیانت و بددیانتی سے حسب عادت کام لیا ہے مگر حقیقت فہمی کے لئے ہماری مذکورہ بالا بات کافی ہے اس لئے بنظر اختصار ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اس بحث میں بریلوی مفتی نے شیخ فرنگی محلی عبدالحق سے نقل کیا کہ عمد عمر و عثمان و علی میں اور ان کے بعد بھی صحابہ کرام کا میں رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے۔ (غیر مقلدون کے فریب ص ۴۴ بحوالہ عمدۃ الزعایہ حاشیہ شرح وقایہ ج ۱ ص ۱۷۵)

ہم کہتے ہیں کہ شیخ فرنگی محلی بھی تہلیل پرست تھے اور موصوف نیز ان جیسے جملہ تہلیل پرستوں کا دعویٰ مذکورہ امر واقع کے بالکل خلاف ہے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اتباع سنت نبویہ میں حکم خلیفہ راشد کے مطابق صحابہ کرام گیارہ رکعت تراویح مع الوتر پڑھتے تھے۔

ان حقائق کے باوصف بریلوی مفتی نے اپنی طویل لغو طرازی میں یہ بھی کہا کہ جن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ماننے کا غیر مقلد لوگ دم بھرتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۸ پر لکھا کہ "عددہ عشرون رکعة" تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے اگر غیر "ین شاہ ولی اللہ کی تحقیق مان لیں تو بیس رکعت پڑھنے میں ان کے نفس کو تالیف ہوگی اور

سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مقلدین کو غیر مقلد وہابی بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ سے جاتا رہے
کا اٹخ (غیر مقلدوں کے فریب مں ۳۳-۳۵)

ہم کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ کے صاحب زادے شاہ عبد العزیز کا یہ صریح بیان ہم نقل
کر آئے ہیں کہ آٹھ رکعت تراویح سنت ہے۔ نیز ہم کہتے ہیں کہ شاہ صاحب موصوف اسی حجۃ
اللہ الباقیہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ سنت نبویہ گیارہ رکعت مع الوتر ہی ہے جس پر لوگوں نے
اضافہ کر کے بیس رکعت بنا دیا نیز اپنی شرح موطا مصفیٰ و موسوی میں شاہ صاحب نے اس روایت
صحیحہ سے کوئی تعرض نہیں کیا جس میں صراحت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے گیارہ رکعت
مع الوتر کا حکم صادر کیا شاہ صاحب کی سنت نبویہ و سنت فاروقیہ قرار دی ہوئی آٹھ رکعت مع
الوتر والی تراویح کو چھوڑ کر اہل حدیث کسی کی ذاتی رائے والی بیس رکعت تراویح کو کیوں مسنون
کہیں؟ اپنے اس بیان میں بریلوی مفتی نے پھر اپنی یہ بات دہرائی کہ غیر مقلدین نے رکعات
تراویح والا موقف مذکور تن آسانی و سولت پسندی اور مقلدین کو غیر مقلد وہابی بنانے کے لئے
اختیار کیا مگر ہم بتلا آئے ہیں کہ یہ بات خود فرقہ بریلویہ پر منطبق ہوتی ہے اور غیر مقلدین پر
اس لئے نہیں منطبق ہو سکتی کہ وہ سنت نبویہ و سنت صحابہ پر عمل کرتے ہوئے یہ موقف رکھتے
ہیں آخر بریلوی لوگ آتالیس یا اتالیس اور بیس سے زیادہ چوبیس، اٹھائیس و تیس رکعت تراویح
پڑھنے کا التزام کیوں نہیں کرتے جبکہ یہ رکعات بھی بعض خلفائے راشدین اور بعض دیگر صحابہ
سے مروی ہیں؟ نیز یہ لوگ اپنی عورتوں کو بھی مسجدوں میں لے جا کر مردوں کے ساتھ تراویح
کیوں نہیں پڑھاتے جبکہ صحابہ ایسا کرتے تھے حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ بھی اپنی ماں کو مسجد لے جاتے
تھے؟

مال تجارت میں زکوٰۃ

اسی سانس میں بریلوی مفتی نے یہ بھی ہانک مارا کہ :-

”اسی بنیاد پر (تن آسانی و مقلدین کو غیر مقلد بنانے کے لئے) غیر مقلدوں کا یہ مسئلہ
بھی ہے کہ مال تجارت اور سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ نہیں“ (غیر مقلدوں کے فریب
مں ۳۵ بحوالہ بدور الاحولہ از نواب سید صدیق حسن مں ۱۰۱-۱۰۲)

(۲۷۷)

ہم کہتے ہیں کہ جن چیزوں میں زکوٰۃ کا واجب ہونا کسی اختلاف کے بغیر امت میں متفق علیہ ہے اس غیر اختلافی وجوب زکوٰۃ والے حکم کو ساقط کرنے کے حیلے اور گرفتہ بریلویہ کے اس حنفی مذہب میں بہت بتلائے گئے ہیں اور ان پر حنفی عوام و خواص کا عمل بھی رہا ہے جس حنفی مذہب کا مقلد اپنے گرفتہ بریلویہ ظاہر کرتا ہے جو گرفتہ شریعت کے متفق علیہ فریضہ زکوٰۃ کو ساقط کرنے کے حیلے اور فن جاتا ہو اور عمل بھی کرتا ہو۔ اس کا مسئلہ مذکورہ کے ذریعہ اہل حدیث پر ظمن عجوبہ ہے جبکہ مسئلہ مذکورہ اہل حدیث علماء کے یہاں متفق علیہ نہیں ہے۔ اکثر علمائے اہل حدیث سونے چاندی کے زیورات میں صحیح الاستاد حدیث نبوی کی بناء پر وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں اور جو لوگ قائل نہیں انہیں وجوب زکوٰۃ کا اثبات کرنے والی احادیث کا صحیح ہونا تسلیم نہیں اور گرفتہ بریلویہ کے علاوہ تمام اہل علم کو معلوم ہے کہ بعض احادیث کی تصحیح و تضعیف میں محدثین کا اختلاف ہے۔ جس کی بناء پر ان کے فتویٰ بھی مختلف ہو گئے ہیں اسے موجب ظمن بنانے والے طبع سلیم سے محروم اور مسسوخ الفطرۃ ہیں مگر اسقاط زکوٰۃ کے حیلے بنانے والے اور ان جیلوں پر عمل کرنے والوں کی بابت گرفتہ بریلویہ کا کیا فتویٰ ہے؟

عبارت ترمذی میں خیانت بریلوی

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس امام ترمذی کی عبارت میں کانت چھانٹ لورڈیہ۔ و بددیانتی کر کے اسی عنوان کے تحت گرفتہ بریلویہ نے اہل حدیث کے خلاف اتنی بھاری جارحیت اختیار کر رکھی ہے انہیں امام ترمذی نے صراحت کر رکھی ہے کہ سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہ ہونے والا مذہب امام مالک و شافعی و احمد و اسحاق بن راہویہ کا ہے اور یہی مذہب امام مالک وغیرہ کی ولادت سے بہت پہلے فوت ہو جانے والے متعدد صحابہ ابن عمر و عائشہ صدیقہ و جابر بن عبد اللہ اور بعض فقہائے تابعین کا ہے (جامع ترمذی مع شرح علامہ شاکر کتاب الزکوٰۃ باب ما جاء فی زکوٰۃ الحلی زیر حدیث نمبر ۶۳۵-۶۳۶ ج ۳ ص ۱۹۲۹ المغنی لابن قدامہ ج ۳ ص ۱۱-۱۲ و عام کتب فقہ و حدیث و تفسیر)

ناظرین کرام بریلوی گرفتہ سے پوچھیں کہ اتنے سارے صحابہ و تابعین و ائمہ کرام کیا محض تن آسانی و سہولت پسندی و مقلدین کو غیر مقلد بنانے کی غرض سے گرفتہ بریلویہ دہریہ بنیے

کی ولادت سے ہزار سال سے بھی پہلے نعوذ باللہ مسئلہ مذکورہ ایجاد کئے ہوئے تھے ؟

زکوٰۃ اموال تجارت میں سلفی موقف

اموال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کا مسئلہ بھی فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی ولادت سے صدیوں پہلے والے اہل علم کے درمیان اختلافی مسئلہ رہا ہے عام سلفی علماء مال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں جن شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی "کو بریلویہ و دیوبندیہ متفقہ طور پر غیر مقلدوں کا نام کہتے ہیں انہوں نے ربیع الثانی ۱۲۹۸ھ میں لکھے گئے اپنے ایک فتویٰ میں بت مدلل طور پر مال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کی صراحت کی ہے (فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۹۲ تا ۹۶) اسی طرح شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری نے بھی تصریح کی ہے (مرعاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ ج ۶ ص ۱۷۲-۱۷۵) نیز عام سلفی علماء بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں صرف بعض سلفی علماء بشمول نواب صدیق حسن بھوپالی قنوی "مال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کے قائل نہیں پھر مال تجارت میں عدم وجوب زکوٰۃ والے موقف کو فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا علی الاطلاق غیر مقلدوں کا مسلک بتانا خالص انترام و اتمام اور سفید جھوٹ ہو اسی قسم کے اکاذیب سے یہ دونوں تقلید پرست فرتے اپنے تقلیدی مذہب کی حمایت میں سرگرم عمل ہیں۔

علامہ نواب صدیق حسن بھوپالی "اور اس مسئلہ میں ان کے ہم خیال لوگوں کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کے اموال کو شریعت نے پورا پورا تحفظ دیا ہے کہ شرعی استحقاق کے بغیر ان میں دست اندازی نہ کی جائے اس لئے مسلمانوں کے جن اموال میں وجوب زکوٰۃ نص شرعی سے ثابت ہو انہیں میں زکوٰۃ کو واجب مان کر زکوٰۃ وصول کرنے کا حق اسلامی حکومت یا اس کے قائم مقام کو ہے اور انہیں اموال کی زکوٰۃ دینے کے مسلمان مکلف بھی ہیں لیکن نواب صاحب اور ان کے ہم خیال علماء کو اموال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کے لئے کوئی صریح نص شرعی اطمینان بخش طور پر ان کی اپنی نظر میں نہیں مل سکا ان کا کہنا ہے کہ اگر ہر مال میں وجوب زکوٰۃ علی الاطلاق مان لیا جائے تو مال کی تمام اقسام میں مقررہ نصاب کی قید کے بغیر وجوب زکوٰۃ ماننا لازم آئے گا مثلاً کسی کے پاس پانچ لاکھ سے کم ہوں تو بھی زکوٰۃ لازم آئے گی اور دو سو درہم سے کم چاندی ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ماننی ہوگی اس لئے کسی بھی مال میں وجوب زکوٰۃ کے لئے نص شرعی کا ہونا

ضروری ہے آخر جو اہرات اور ان جیسی متعدد چیزوں میں کوئی وجوب زکوٰۃ کا قائل نہیں جبکہ جو اہرات کی مالیت بہت زیادہ ہوتی ہے پھر نفس شرعی کے بغیر اموال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کیوں مانا جائے فریق ثانی کی طرف سے اموال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کی جو دلیلیں دی جاتی ہیں وہ ان کی اپنی نظر میں قابل تسلیم نہیں ہیں جو بعض احادیث نبویہ یا اقوال صحابہ اس سلسلے میں فریق ثانی کی طرف سے نقل کئے جاتے ہیں انہیں وہ باعتبار سند ناقابل قبول بتلاتے نیز ان کے معنی و مطلب یہ بتلاتے ہیں کہ ان سے وجوب زکوٰۃ والی بات مستفاد نہیں ہوتی یہ بحث نواب صدیق حسنا اور ان جیسے ہندوستانی سلفی علماء کی ولادت سے صدیوں پہلے اہل اسلام کے متعدد ائمہ کرام بہت تفصیل سے کر چکے ہیں (ملاحظہ ہو المحلی لابن حزم ج ۵ ص ۳۳۷ تا ۳۹۷) مگر اموال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کی نفی کرنے والے ان اماموں کی پیش کردہ دلیلوں اور اثبات کرنے والی دلیلوں کے ناقابل تسلیم ہونے پر دی ہوئی دلیلوں کو عام سلفی علماء نے رد کر دیا ہے دوسری صورت اموال تجارت میں وجوب زکوٰۃ کی نفی کرنے والے اماموں کی بات کو صرف خطائے اجتہادی قرار دیا جاسکتا ہے جس پر انہیں بہر حال ایک اجر ضرور ہی ملے گا جبکہ خطائے اجتہادی سے محفوظ اماموں کو دہرا اجر ملے گا دوسری صورت فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کا اولاً موقف مذکور کا علی الاطلاق مذہب اہل حدیث قرار دینا جھوٹ در جھوٹ ہے ثانیاً وجوب زکوٰۃ کی حمایت کرنے والے عام سلفی علماء کی اس سلسلے میں نہایت منقح و محقق و مدلل و مفصل بحثوں کا اشارہ بھی ذکر نہ کرنا ان دونوں تہلید پرست فرقوں کی فتنج مجرمانہ حرکت ہے چنانچہ صرف بعض سلفی علماء کے اس موقف کو غیر مقلدوں کا موقف قرار دے کر یہ تعلیل و توجیہ کہ تن آسانی و سہولت پسندی والے اپنے نئے دین و مذہب کی طرف لوگوں کو مائل کرنے کی خاطر ایسا کیا گیا ہے نہایت مذموم و مقبوح مقلدانہ تبلیغ کاری ہے اسی مختصر سی بات کو ہم کافی سمجھتے ہیں ورنہ بہت ساری بات کہی جاسکتی ہے۔

قربانی (ایام قربانی چار ہیں)

مذہب اہل حدیث کے خلاف حسب عادت طوفان بے تمیزی پھیلانے میں آگے بڑھتے ہوئے فرقہ بریلویہ نے کہا :- ”غیر مقلدوں کے نزدیک چار دن قربانی جائز ہے جس کی

بنیاد بھی غیر مقلدوں کے اسی تیسرے اصول پر ہے کہ سہولت و آسانی اور چوتھے دن بھی گوشت کی فراوانی دیکھ کر لوگ غیر مقلدوں والا نیا مذہب اختیار کر لیں حالانکہ حضرت عمر فاروقؓ، علیؓ، ابن عباسؓ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قربانی کے دن تین ہیں ان میں افضل پہلا دن ہے (ہدایہ ج ۲ ص ۳۳۱) اور نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے مسلمانوں نے ان حدیثوں کو قبول کیا اور ان پر عمل کیا مگر شریف میں بھی تین ہی دن قربانی ہوتی ہے لیکن غیر مقلدوں کے یہاں یہ ساری حدیثیں غلط ساری دنیا کے مسلمانوں کا تین ہی دن قربانی جائز سمجھنا غلط بلکہ مکہ شریف والوں کا تین ہی دن قربانی کرنا غلط ہے الخ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۶)

ہم کہتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ اور پورے ایام تشریق یعنی چاروں دن تک قربانی کی مشروعیت کے موضوع پر ہماری کتاب "غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق" مشتمل بر پچانوے صفحات فرقہ بریلویہ کی اس نو مولود کتاب سے کئی سال پہلے بمبئی اور ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ بنارس سے شائع ہو چکی ہے اس کتاب میں متعدد صحابہ سے منقول یہ حدیث نبوی نقل کی گئی ہے کہ "ایام تشریق کھاذیح" یعنی یوم عید الاضحیٰ سمیت تشریق والے چاروں دنوں میں قربانی مشروع ہے یہ حدیث صحیح ہے اور اسی پر عام صحابہ و تابعین کا عمل ہے۔ سنت نبویہ و سنت صحابہ پر چلنے کے دعویدار بن کر سنت نبویہ و سنت صحابہ کے خلاف مسلک اختیار کرنے والے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا اپنے کو اہل سنت و جماعت سے موسوم کر لینا عجوبہ ہے۔

ہماری محولہ کتاب میں "چار دن قربانی کی مشروعیت پر دلالت کرنے والی چھٹی حدیث" کے عنوان کے تحت جو معتبر حدیث نقل کی گئی ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ نبی ﷺ نے تمام لوگوں میں اس کا اعلان کر دیا تھا کہ قربانی کی مشروعیت کے چار دن مقرر ہیں (ملاحظہ ہو غایۃ التحقیق ص ۳۸۳ - ۸۹) یہ ناممکن ہے کہ عام صحابہ اس اعلان نبوی سے واقف نہ ہو سکے ہوں ہاں کسی کسی پر اس اعلان نبوی کا مخفی رہ جانا مستبعد بھی نہیں مگر عام صحابہ پر یہ اعلان نبوی ہرگز مخفی نہیں رہ سکتا تھا۔

بریلوی مفتی نے اپنی فقہی کتاب ہدایہ سے جو یہ نقل کر رکھا ہے کہ حضرت عمرؓ و علیؓ و ابن عباسؓ نے فرمایا کہ امام قربانی تین دن ہیں تو بدادہ کی اس بات کا رد کرتے ہوئے خود حنفی

عالم ذیلعلی نے کہا کہ :-

" قلت غریب جدا وتقدم غوه فی الحجج " (نصب الرایہ ج ۳ ص ۲۱۳ ونصب الرایہ کتاب الحج ج ۳ ص ۸۳ نمبر ۶) یہ کتنی دھاندلی بازی ہے کہ فرقہ بریلوی نے اپنے ہی ہم مذہب امام ذیلعلی کی مردود قرار دی ہوئی روایت کو جو تینوں صحابہ کی طرف غلط طور پر منسوب ہو گئی ہے اپنے بریلوی موقف پر اہل حدیث کے خلاف حجت بنانے میں کوئی شرم اور جھجک نہیں محسوس کی حالانکہ ان تینوں حضرات میں سے حضرت ابن عباس سے بسند صحیح مروی ہے کہ " الايام المعلومات يوم النحر وثلاثة ايام بعده "

یعنی قرآن مجید کی سورہ حج آیت نمبر ۲۸ میں قربانی کے جن ایام معلومات کا ذکر ہے اس سے مراد قربانی کے چار دن ہیں۔ (المحلی لابن حزم ج ۸ ص ۴۳-۴۵ نیز سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۶) اور حضرت علی مرتضیٰ والی روایت امام مالک نے "بلغه" کہہ کر بلا سند موطا میں ذکر کی ہے اور اس کی سند المحلی لابن حزم ج ۸ ص ۴۳ اور متعدد کتابوں میں اس طرح منقول ہے کہ :-

"عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُمْهَالِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ ذَرِّعَةَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ"

اور یہ معلوم ہے کہ ابن ابی لیلی متروک وساقط الاعتبار راوی ہیں جیسا کہ عام کتب رجال میں صراحت ہے اور اس متروک راوی نے جس منہال بن عمرو سے اسے روایت کیا ہے ان پر بھی خاصہ کلام ہے اس کے برعکس حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ قربانی چار دنوں تک شروع ہے۔ (زوال الحجاج ۲ ص ۲۳۶ باب ہدیہ ﷺ فی الہدایا والضحایا والمغنی لابن قدامہ ج ۳ ص ۴۳۳-۴۳۵)

حضرت علی مرتضیٰ کی جو روایت سنت نبوی و فرمان نبوی کے مطابق ہے اسے چھوڑ کر فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا موصوف علی مرتضیٰ سے ساقط الاعتبار سند کے ساتھ مروی روایت کہ اپنا دین و ایمان بنا لینا اسی طرح حضرت ابن عباس کے معاملہ میں بھی کرنا ان دونوں تقلیدی فرقوں کی انتہائی بے راہ روی کی واضح دلیل ہے۔

حضرت عمر فاروق کی طرف بھی بریلوی مفتی کی منسوب کردہ روایت بتصریح امام ابن حزم ساقط الاعتبار ہے۔ (ملاحظہ ہو المحلی ج ۱ ص ۴۳-۴۴)

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے جن استاذ عطاء بن ابی رباح سے افضل وصاحب علم کوئی نہیں دیکھا..... وہ بھی قربانی کے پیام چار روز ہی بتلاتے ہیں نیز امام ابو حنیفہ کے اساتذہ کے اساتذہ امام حسن بصری و لوزامی و ذہری اور خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز بھی چار دن قربانی کے بتلاتے تھے (غایہ التفتیح ص ۹۰ بحوالہ شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۱۵۳ والمجموع للنووی ج ۸ ص ۲۸۹ وئیل الادارج ۳ ص ۳۵۹ و زوال الصلاح ج ۲ ص ۲۳۶-۲۳۷ و ۲۳۷ و المحلی لابن حجر ج ۸ ص ۲۵-۳۶ و سنن بیہقی ج ۹ ص ۲۹۶-۲۹۷)

نیز الانصاف فی معرفہ الریح من الخلاف میں بحوالہ ایضاح و تذکرہ و اختیارات و نہایہ کہا گیا ہے کہ امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب و مسلک تھا کہ پیام قربانی چار دن ہیں نیز امام شافعی کا بھی یہی موقف تھا (کتاب الامام الشافعی ج ۸ ص ۲۹۲-۲۹۳)

ناظرین کرام! ان دونوں تہلیل پرست بے لگام و مطلق اللسان، بد زبان و بے راہ رو فرقوں سے پوچھیں کہ کیا خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز سمیت یہ سارے صحابہ و تابعین و اتباع تابعین جو دونوں تہلیدی فرقوں کی تولید و تخلیق سے صدیوں پہلے فوت ہوئے سب کے سب اپنے نئے مذہب کی طرف تن آسانی و سولت پسندی کی خاطر دعوت دیتے تھے؟

سنت نبویہ و سنت خلفائے راشدین و عام صحابہ کے خلاف اگر ابن عمر نے پیام قربانی تین دن بتلائے جیسا کہ بریلوی مفتی نے بحوالہ موطا مالک نقل کیا ہے تو یہ بالکل واضح بات ہے کہ نصوص و تعامل خلفائے راشدین کے خلاف کسی ایک کی بات کو دین و ایمان قرار دے لینا درست نہیں ہے۔ اس سے بریلوی مفتی کی اس سلسلے میں تقریباً تین صفحات ص ۳۵ تا ۳۷ میں پھیلی ہوئی ساری لغو طرازی کی قباحت واضح ہو گئی۔

گھر بھر کی طرف سے ایک بکری کی قربانی

جہلِ مرکب کے دکھ بریلوی مفتی نے کہہ رکھا ہے کہ غیر مقلدوں کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ ایک بکری کی قربانی پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اگرچہ سو آدمی ہوں (حدود الاحلہ ص ۳۳۱) تاکہ لوگ سولت و آسانی دیکھ کر غیر مقلد ہو جائیں (ماحصل تو غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۷)

حضرت عبد اللہ بن ہشام صحابی کا موقف

ہم کہتے ہیں کہ صحیح البخاری میں معتول ہے کہ مشہور و معروف صحابیہ زینب بنت حمید خدمت نبویہ میں اپنے چھوٹے سے بچے عبد اللہ بن ہشام بن زہرہ تیمی کو بیعت کرانے اور دعائے برکت کے لئے لائیں آپ نے انہیں بیعت کی اور ان کے لئے دعائے برکت بھی کی انہیں موصوف عبد اللہ بن ہشام صحابی کی بابت صراحت ہے کہ :-

"كَانَ بَضْعَى الشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهَا" یعنی موصوف عبد اللہ بن ہشام صحابی اپنے پورے گھر والوں کی طرف سے صرف ایک بکری قربانی کرتے تھے۔ (صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب بیعہ الصغیر ج ۲ ص ۱۰۷۰ و تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۸ ترجمہ عبد اللہ بن ہشام)

ناظرین کرام فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ سے پوچھیں کہ کیا ان جلیل القدر صحابی پر بھی تمہاری مذکورہ بالا بابت منطبق ہوتی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا یہ سارے صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین غیر مقلد وہابی تھے؟ اور لوگوں کو اپنے نئے دین کی طرف سولت والی باتیں بتلا کر مائل کرتے تھے؟

میرزا بن رسولؒ حضرت ابو یوب انصاری فرماتے ہیں کہ :-

"كَانَ الرَّحْلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَمَا كَلُونِ وَيُطْعَمُونَ حَتَّى نَبَاهَى النَّاسَ فَصَارُوا كَمَا تَرَى" یعنی عبد نبویؐ میں لوگ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتے تھے اور خود بھی کھاتے دوسروں کو کھلاتے تھے یہاں تک کہ لوگ اب مہابت کرنے لگے اور معاملہ ایسا ہوا جو تم دیکھ رہے ہو یعنی کہ ایک آدمی کئی کئی بکریاں قربانی کرتا ہے۔ (موطائا مالک ج ۲ ص ۳۸۲ و موطائا مصلف ص ۱۸۰ و جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۸۳ و سنن ابن ماجہ و سنن بیہقی ج ۹ ص ۳۹۶ و متعدد کتب حدیث و سنن صحیح ، و درواء الغلیل ج ۲ ص ۳۵۵-۳۵۶ نمبر ۱۱۳۲ و زاد المعاد ج ۲ ص ۲۳۷ و مشکوٰۃ) خود ہمارے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک گھر کے لئے صرف ایک بکری کی قربانی کافی ہے (جامع ترمذی و عام کتب حدیث بسند صحیح) کسی بھی صحابی سے اس سنت نبویہ و سنت صحابہ کی خلاف ورزی کا

ثبوت نہیں گویا اس پر اجماع سکتی ہے اجماع کے خلاف فرقہ بریلویہ کی یہ جادھیت کیا معنی رکھتی ہے؟ جو احادیث ہم نے دیوبندی و بریلوی مزعمات کی تکذیب کے لئے نقل کی ہیں نیز ان کی ہم معنی بہت ساری روایات جن کو ہم نے بنظر اختصار نہیں نقل کیا وہ سب بریلوی دیوبندی مدارس میں پڑھائی بھی جاتی ہیں قرآن مجید اور سنت نبویہ نے یہود و نصاریٰ کی اس اعتبار سے بھی بڑی مذمت کی ہے کہ وہ کتاب الہی کو پڑھنے پڑھانے کے باوجود بھی انہیں پس پشت ڈالے ہوئے ہیں۔

بریلوی مفتی نے کہا :-

” ایک نیا مذہب اور ابھر رہا ہے جو غیر مقلدوں سے سیکھ کر عوام کو پھانسنے کے لئے قربانی کے مسئلہ میں اور سہولت و آسانی پیش کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ مرغی مرغا کی قربانی بھی جائز ہے اسی طرح بکری مرغی و مرغا کی قربانی بھی سات آدی کی طرف سے جائز ہے اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب میں ۳۷ بحوالہ فتویٰ فیض الرسول جلد دوم ص ۴۵۱)

ہم کہتے ہیں کہ یہ نیا مذہب بریلوی فرقہ ہی کی طرح پیدا ہو رہا ہوگا اس طرح کی بے راہ روی بریلوی ہی لوگوں میں ہے قرآن مجید میں بھیہ الامعام (چھاپیہ جانوروں) کی قربانی کا ذکر ہے اس سے عدول کسی دلیل شرعی کے بغیر جائز نہیں اور مرغا مرغی وغیرہ کی قربانی جائز قرار دینے والے بہت پرانے زمانے سے موجود ہیں مگر اس کی تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے یہاں پر بریلوی مفتی نے یہ حدیث نبوی ذکر کی کہ آخری زمانہ میں دجالوں اور کذابوں کا تصور ہوگا وہ نئی نئی باتیں کہہ کر لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (ماحصل از غیر مقلدوں کے فریب ص ۴۷ بحوالہ صحیح مسلم)

ہم کہتے ہیں کہ مخبر صادق ﷺ کی اس حدیث کے مصداق لوگوں میں فرقہ بریلویہ بھی ہے جو دجل و جھوٹ کے بہت سارے پھکنڈے ترویج اکاذیب اور لات سنت کے لئے استعمال کرنے میں سرگرم عمل ہے۔

طلاق (ایک مجلس کی تین طلاقیں)

اس عنوان کے تحت بریلوی مفتی نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کے ایک رجعی طلاق

قرار پانے والے سلفی موقف کو بہت مطعون کیا اور اسے خلاف اجماع بتلایا اور اپنے ہی جیسے عقیدے پرست احمد صاوی سے طویل بیان اس سلفی موقف خصوصاً امام ابن تیمیہ پر طعن کے لئے نقل کیا پھر مزید طویل بیان سے کام لیا۔ (غیر مقلدوں کے فریب میں ۵۹۳) مگر ہم کہتے ہیں کہ ابن اکاذیب بریلویہ کی حقیقت ہماری کتاب ثور اللافق میں ظاہر کر دی گئی ہے اس لئے اختصار کے پیش نظر ہم اسی حوالہ پر اکتفاء کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مختصر سی بات ہم پہلے بھی کہ آئے ہیں۔

ابن بطوطہ کذاب کی تقلید میں امام ابن تیمیہ کے خلاف

بریلوی جارحیت

بریلوی مفتی امام ابن تیمیہ کے خلاف احمد صاوی کی باتیں نقل کر کے سیر نہیں ہوئے تو ابن بطوطہ کے حوالہ سے امام ابن تیمیہ کی شان میں حسب ذیل نفوٹرازی کرنے بیٹھ گئے :-

” آٹھویں صدی ہجری کے عظیم اندلسی مورخ ابو عبد اللہ بن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں ابن تیمیہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ : ”حکایہ الفقیہ ذی اللوہ ایک جنوبی عالم کا بیان“ پھر لکھتے ہیں کہ گو ابن تیمیہ کو بہت سے فنون میں قدرت تکلم تھی مگر دماغ میں کسی قدر فتور آ گیا تھا (رحلہ ابن بطوطہ مطبوع بیروت ص ۹۵ و مطبوع خیرہ ص ۶۸ و ترجمہ اردو رحلہ ابن بطوطہ از رئیس احمد جعفری ندوی ص ۱۲۶) دماغ میں خرابی و فتور ہی کی وجہ سے ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں جماع امت کی مخالفت کی یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق و علی رضی اللہ عنہما کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا ڈالا۔ اہل سنت حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی علماء نے اس کا رد کیا اور اسے گمراہ و گمراہ قرار دیا مگر غیر مقلدین نے دماغی خلل رکھنے والے ابن تیمیہ کی پیروی کر لی اور اسے اپنا امام و پیشوا بنا ڈالا الخ“ (غیر مقلدوں کے فریب میں ص ۵۸-۵۹)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی مفتی نے اپنی طرح کے کذاب ابن بطوطہ کی بات نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے جیسا کہ موصوف اور موصوف کی پوری قوم کا حال ہے۔ ابن بطوطہ نے یہ بات جس تفصیل کے ساتھ لکھی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ :-

”میں رمضان ۷۲۷ھ بروز جمعرات دمشق پہنچا جہاں ایک عظیم فقیہ ابن تیمیہ تھے

وہ تمام علوم پر کلام کرتے اہل دمشق ان کی بیحد تعظیم و تکریم کرتے میں دمشق پہنچنے کے بعد جمعہ کو جامع دمشق پہنچا جہاں ابن تیمیہ خطبہ دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر اسی طرح نزول کرتا ہے جیسے میں منبر سے نزول کرتا ہوں۔ موصوف ابن تیمیہ کے دماغ میں فتور تھا" (ماحصل از رحلہ ابن بطوطہ ص ۹۵-۹۶)

ہم کہتے ہیں کہ ابن بطوطہ بقلم خود جس ۹ / رمضان ۷۲۷ھ کو دمشق پہنچا اور اس کے بعد جمعہ کو امام ابن تیمیہ کا خطبہ مذکورہ سننے کا دعویٰ کیا اس کے ایک مہینہ سے بھی زیادہ پہلے امام ابن تیمیہ ۶ / شعبان ۷۲۷ھ کو ہیٹھ کے لئے جیل خانہ میں بند کر دیئے گئے جس کے دو سال تین مہینوں اور چھ دنوں بعد فوت ہو گئے (العقود الدرریہ للامام ابن عبد البر ص ۳۶۱-۳۶۲) ۳۶۹۳ء دام کتب سیرت ابن تیمیہ)

اس سے ابن بطوطہ کا کذاب ہونا ثابت ہوتا ہے اور کذاب کی بات کو دلیل و حجت بنانا وہ بھی اتنے بڑے امام کے خلاف کذاب ہی آدمی کا شیوہ و شعار ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ بریلوی مفتی نے اپنی عادت تلبیس کجاری سے کام لیتے ہوئے پوری تفصیل نہیں بتلائی اگر امام ابن تیمیہ کے خلاف ابن بطوطہ اور اس جیسے دیگر حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی مذہب کی طرف منسوب بدعت پرستوں نے جموئے الزمات لگائے تو تمام معلمین کے ساتھ حتیٰ کہ انبیاء کرام عظیم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایسا ہوتا آیا ہے ابن بطوطہ اور اس جیسے نے اگر امام ابن تیمیہ کے دماغ میں ظلم بتلایا تو مخالفین انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کو بھی پاگل و مجنون و ساحر و کاہن وغیرہ کہا کرتے تھے (کمالا یحفی)

داخ رہے کہ وجوب قربانی کے لئے دیوبندی و بریلوی مذہب نے آدمی کا مالک نصاب زکوٰۃ ہونا ضروری قرار دیا ہے حالانکہ شرط مذکورہ پر کوئی شریعی دلیل نہیں ہے۔ شریعت کے خلاف اس بریلوی دیوبندی سرگرمی کو کس نام سے موسوم کیا جائے؟

غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ راز

اپنی مذکورہ بالا بریلوی تلبیسات کے بعد بریلوی مفتی جلال الدین امجدی نے مندرجہ بالا عنوان قائم کیا اور اس پر یہ حاشیہ آرائی کی کہ :-

"اس باب کے سارے مضامین و حوالے دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی مدنی حسن شاہ جہاں پوری کی تصنیف "قطع الوثین" سے بعینہ نقل کئے گئے ہیں (غیر مقلدوں کے فریب

اپنے اس بریلویانہ عنوان کے تحت بریلوی مفتی نے بتصریح خویش اپنے ہی جیسے تقلید پرست نو مولود فرقہ دیوبندیہ کے صدر مفتی کی تصنیف قطع الوتین سے مستعد لیکر غیر مقلدوں کے سینتالیس مسائل کا ذکر کر کے بزم خویش غیر مقلدوں کے پوشیدہ راز ظاہر کئے یہ بحث اس بریلوی کتاب کے ص ۶۳۳۵۹ پر پھیلی ہے۔

یہ معلوم ہے کہ سلفیت کے خلاف عملاً آرائی میں فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ منصوبہ بند طور پر متفق ہیں تقلید پرستی نے دونوں فرقوں کے اذہان کو اس حدیث نبوی کا معنی و مفہوم سمجھنے سے محروم کر رکھا ہے جس کا ذکر ہم نے سلفیت کے خلاف فرقہ دیوبندیہ کی منصوبہ بند سازش کے تحت لکھی جا رہی کتاب انوار الباری کے اکاذیب و تلبیسات کے ایضاح کے سلسلے میں اپنی تصنیف اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات کی ابتدائی بحث ہی میں کر دیا ہے کہ :-

”لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهِمُ أَمْرٌ مِنْ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ“ (بخاری و مسلم واللمحات ج ۱ ص ۳۳) اس سلسلے میں ہم نے یہ فارسی شعر بھی نقل کر دیا ہے کہ :-

چراغے راکہ ایزد بر فرزند ہر آں کہ توف زندریش بسوزد

اللہ تعالیٰ کے روشن کردہ چراغ کو اپنی پھونک سے جو لوگ بجھانے کے لئے کوشاں ہوں گے وہ اپنی اس حماقت سے خود اپنی داڑھیاں نذر آتش کر لیں گے۔ (اللمحات ج ۱ ص ۳۵)

فرقہ دیوبندیہ کا قطع الوتین

فرقہ بریلویہ کے مفتی مذکور کی نادانیت کا یہ حال ہے کہ اگرچہ فرقہ دیوبندیہ کی طرف سے لکھی گئی کتاب ”قطع الوتین“ از دیوبندی مفتی ہمدی حسن کی نہایت مدلل و مکمل تکذیب و تردید و تغلیط مشہور سنی عالم مولانا محمد یوسف شمس محمدی ”لکھ کر ۱۳۴۳ھ میں طبع کر چکے ہیں اور ان کی یہ کتاب فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے یہاں خوب پھجائی گئی یعنی کہ فرقہ مقلدین کی طرف سے سلفیت کے خلاف لکھی گئی اس کتاب پر سنی روایح شایع ہوئے ستر سالوں سے زیادہ طویل زمانہ گذر گیا مگر فرقہ مقلدین آج تک اس کے جواب سے ہمیشہ کی طرح عاجز و ساکت رہا اور تا قیامت رہے گا پھر بھی بریلوی مفتی نے اپنی اس کتاب میں فرقہ مقلدین کی اس کفروہ

وردود کتاب قطع الوتین کے مندرجات اہل حدیث کے خلاف نقل کر دیئے اس سلفی کتاب کا نام ”مقلدوں کا قطع الوتین“ ہے نیز انہیں سلفی عالم یوسف شمس کی دوسری کتاب اکاذیب لہامیہ بھی قطع الوتین جیسی کتابوں کا رد ہے جس کے جواب سے فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ آج تک عاجز و ساکت ہے پھر بھی اپنے مردود دعاوی کو دہرائے جا رہا ہے۔

بناظرین کرام! ان دونوں سلفی کتابوں کا مطالعہ کر کے مقلدین کی حقیقت معلوم کر سکتے ہیں ہم بھی یہاں مختصر اچھٹا عرض کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ مصنف قطع الوتین نے اہل حدیث کے آئینہ مسائل کو پوشیدہ راز قرار دیا تھا مگر بریلوی مفتی نے ان کی تعداد بڑھایا حذف گھٹا کر صرف سینتالیس رہنے دی۔ ظاہر ہے کہ اس بریلوی کاسٹلٹی میں وہی مقلدانہ و مبتدعانہ تلبیس کاری کار فرما ہے جو ان دونوں تقلید پرست فرقوں کا آزمودہ پرانا ہتھیار ہے۔ اپنے تحریر کردہ آئینہ مسائل میں سے ایک مسئلہ فرقہ دیوبندیہ نے اپنے قطع الوتین میں یہ لکھا تھا کہ غیر مقلدین غیر اللہ سے مدد و فریادرسی و استغاثہ کے قائل ہیں حالانکہ یہ اہل حدیث پر فرقہ دیوبندیہ کا افتراء خالص ہے مگر چونکہ غیر اللہ سے مدد و فریادرسی و استغاثہ فرقہ بریلویہ کا شعار ہے بلکہ دیوبندیہ کا بھی جیسا کہ حسب ضرورت بیان کیا جائے گا اس لئے بریلوی مفتی نے اس فرست سے اس مسئلہ کو حذف کر دیا اور دیوبندی مفتی نے اپنا عقیدہ اہل حدیث کے سرمدہ دیا حالانکہ جس سلفی کتاب ہدیت الہدی کے حوالہ سے یہ دیوبندی کاروائی کی گئی ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ :-

” قال الشوکانی من اصحابنا لا خلاف فی حواجز الاستغاثۃ بالمخلوق فیما یقدر علیہ واما لا یقدر علیہ الا اللہ فلا یستغاث ولا یتستعان فیہ الا بہ وهو المراد فی قوله ایاک نعبد و ایاک نستعین الی ان قال وصرح شیخنا ابن تیمیہ بان طلب الامور الی کانت تطلب من الاحیاء بعد موتہم منہم غیر جائز بل بدعہ و مکروہہ لانہ لم یبق من السلف المصالح الخ “ یعنی ہمارے اہل حدیث اصحاب میں سے امام شوکانی نے کہا کہ زندہ مخلوق جن کاموں پر قادر ہو ان کاموں کے لئے زندہ مخلوق سے مدد کی طلب و فریاد جائز ہے مگر جن امور پر مخلوق قادر نہیں ان میں کسی بھی زندہ و مردہ مخلوق سے طلب مدد و فریاد جائز نہیں۔ ہمارے شیخ ابن تیمیہ نے صراحت کی ہے کہ مردہ مخلوق سے ان امور میں بھی طلب فریاد و مدد جائز نہیں بلکہ حرام ہے جن پر مخلوق مرنے

سے پہلے زندگی میں قادر ہوتی ہے اور جن پر قادر نہیں ان میں تو طلب امداد شرک و کفر ہے کیونکہ اس طرح کی طلب مدد سلف سے منقول نہیں ” (ہدیۃ السدی ص ۱۸-۱۹)

مندرجہ بالا سلفی بیان میں ناظرین کرام نہایت واضح طور پر ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ جس سلفی کتاب ہدیۃ السدی کے حوالہ سے دیوبندی مفتی نے اہل حدیث پر افتراء پردازی کی ہے اور اہل حدیث پر اس دیوبندی افتراء پردازی جیسی افتراء پردازیاں دیوبندیوں کی تہلیل میں فرقہ بریلویہ بھی کرتا رہتا ہے اس میں افتراء بریلویہ و دیوبندیہ کے خلاف صراحت ہے۔ اس سے ناظرین کرام بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ دونوں تہلیل پرست فرقتے کس طرح کی مہم چلائے ہوئے ہیں؟ تہلیل ممکن سلفی کتاب ”مقلدین کا قطع الوتین“ میں وضاحت ہے کہ چونکہ اہل حدیث کا مذہب کتاب و سنت ہے اور جو بات بھی خلاف نصوص کتاب و سنت ہو وہ مذہب اہل حدیث نہیں اس لئے ذاتی طور پر تحقیق سے کسی اہل حدیث عالم کی لکھی ہوئی کوئی بات نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہو تو اسے علی الاطلاق مذہب اہل حدیث نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ ایک آدمی کی ذاتی رائے کی بنا پر مذہب اہل حدیث اور تمام اہل حدیث عوام و خواص کو مطعون کیا جاسکتا ہے کیونکہ کسی اہل حدیث عالم کا اپنی ذاتی تحقیق سے بیان کردہ کوئی مسئلہ اگر خلاف نصوص صادر ہو گیا تو اجتہادی غلطی ہونے کی بنا پر اسے ایک اجر ملے گا اور غلطی معاف ہوگی۔

بریلوی مفتی نے فرقہ دیوبندیہ کے قطع الوتین سے مستعار لئے ہوئے مسائل پر جو عنوان قائم کیا ہے اسے بھی موصوف بریلوی مفتی نے فرقہ دیوبندیہ سے ہی مستعار لیا ہے۔ اب ناظرین کرام دونوں کے قطع الوتین میں مندرج باتوں پر ہمارا تبصرہ ملاحظہ کریں۔

غیر مقلدوں کے یہاں رام پچھمن وغیرہ نبی ہیں (پہلا مسئلہ)

بریلوی مفتی نے اپنے تہلیل پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ کی تہلیل میں کہا:-

”غیر مقلدین کے نزدیک رام چندر نور پچھمن اور کرشن نبی ہیں جو ہندوؤں میں مشہور ہیں اسی طرح فارسیوں میں زرتشت، چین و جاپان والوں میں فنیسوس (صحیح کنفیوشس ہے) اور بدھ و ستراط و فیشا غورس یونانیوں میں مولوی وحید الزماں غیر مقلد کہتے ہیں کہ ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے یہ انبیاء و صلحاء تھے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۵۹ بحوالہ ہدیۃ

المہدی ص ۸۵)

ہم کہتے ہیں کہ پہلے ناظرین کرام سنی عالم مولانا وحید الزہا کی تحریر کردہ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ نواب صاحب موصوف نے کہا :-

"وَلَمَّا لَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَمُحَّدَ نَبُوَةَ الْأَخْرَبِينَ الَّذِينَ لَمْ يَذْكُرْهُمْ اللَّهُ سُبْحَانَهُ فِي كِتَابِهِ وَعَرَفَ بِالْقُرْآنِ بَيْنَ قَوْمٍ وَلَوْ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا أَنْبِيَاءَ وَصَلَحَاءَ كَرَامٍ چندر ولچھمن وکرشن حی

بین المنود و زرتشت بین الفرس و کتھیوسس و بلما بین اهل الصین و جابان و سقراط و فیثاغورس بین اهل یونان بل یجب علینا ان نقول انا جمیع انبیاء و رسله لا نفوق بین احد منهم و نحن له مسلمون و نبرئهم عما ینسب الیهم اهل الکفر من الشریک و الکفر و الطغیان و كذلك لا یبغی لنا ان ننکر نبوة الناس الذین اختلف فی نبوتهم محض و لقمان و ذی القرنین اذ ان قال و الاحوط السکوت و عدم الانکار و الایمان جمیع الانبیاء و جمیع کتبہم الخ " یعنی اللہ تعالیٰ

نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بت سارے نبیوں کے ناموں کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اجمالی طور پر ان کا ذکر اپنے اس فرمان میں کر دیا ہے "ومنہم لم نقصصہم علیک" لہذا جن رسولوں اور نبیوں کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں نہیں کیا ہے ان رسولوں اور نبیوں کی نبوت کا انکار کرنا ہمارے لئے مناسب نہیں جب کہ ان کے نبی و رسول ہونے والی بات کسی قوم میں خواہ وہ قوم کفار ہی ہو تو ان کے ساتھ منقول ہو کہ وہ نبی و رسول و صالحین تھے ان کے نبی ہونے کا انکار ہم کو نہیں کر دینا چاہئے مثلاً رام و پچمن و کرشن ہندوستان میں اور زرتشت فارسیوں میں اور کتھیوسس و بدہ چینیوں اور جاپانیوں میں اور سقراط و فیثاغورس یونانیوں میں بلکہ ہم کو اجمالی طور پر یہ کہنا واجب ہے کہ ہم اللہ کے تمام نبیوں و رسولوں پر بلا تفریق ایمان رکھتے اور اللہ کے تابع فرمان ہیں نیز ہمیں ان حضرات کی طرف کفار و مشرکین کی منسوب کردہ باتوں سے انہیں بری قرار دینا چاہئے نیز ہمیں ان لوگوں کی نبوت سے بھی انکار نہیں کرنا چاہئے جن کی نبوت میں اختلاف ہے مثلاً خضر، لقمان و ذی القرنین زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ ہم سکوت اختیار کریں۔ اور ان کی نبوت و صالحیت سے انکار نہ کریں اور اجمالی طور پر نبیوں و رسولوں اور اللہ کی کتابوں پر ایمان رکھیں۔ (ملاحظہ ہو ہدیۃ الہدی ص ۸۵ تا ۸۸)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ سنی عالم نواب وحید الزہا حیدر آبادی کی اس عبارت

میں یہ نہیں کہا ہے کہ مذکورہ لوگوں کو اہل حدیث نبی و رسول و صالح تطہیت کے ساتھ مان کر ان کی نبوت و رسالت و صالحیت پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ اس سلفی عالم نے صرف یہ لکھا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اجمالی طور پر بتلا دیا ہے کہ ہر قوم و ملک میں نبی و رسول ہم نے بھیجے ہیں مگر ہم نے قرآن مجید میں سب کے نام اور سب کے احوال نہیں بتلائے اس لئے جن ممالک و اقوام میں لوگوں کے درمیان توازن کے ساتھ جن کا نبی و صالح ہونا منقول ہو نیز ان کی ان مذہبی کتابوں میں بھی ان کا نبی و صالح ہونا منقول ہو جن کو وہ منزل من اللہ سمجھتے ہوں ان لوگوں کے نبی و صالح ہونے سے انکار کرنا ہمارے لئے مناسب نہیں کیونکہ تمام ممالک و اقوام میں اللہ کی طرف سے کتابیں نازل کی گئی ہیں اور رسول نبی بھیجے گئے ہیں اس لئے اجمالی طور پر ہمیں تمام رسولوں، نبیوں اور صالحین اور کتابوں پر ایمان رکھنا چاہئے اور انکار نہیں کرنا چاہئے۔

ناظرین کرام غور سے سلفی عالم مولانا وحید الزماں کی مذکورہ تحریر پڑھیں اور دیکھیں کہ فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ نے موصوف مولانا وحید الزماں کی طرف جو بات منسوب کی ہے وہ اس سے بہر حال مختلف ہے جو مولانا وحید الزماں نے لکھی ہے یعنی کہ مولانا نے صرف یہ لکھا ہے کہ ہمارے لئے ان حضرات کی نبوت و رسالت و صالحیت کا انکار کرنے کے بجائے سکوت اختیار کرنا زیادہ احتیاط ہے جن کی رسالت و نبوت و صالحیت کا چرچا توازن کے ساتھ ان کی قوموں، ملکوں اور کتابوں میں پایا جاتا ہے اور اجمالی طور پر ناموں کی تصریح کے بغیر ہم کو تمام نبیوں و رسولوں اور کتابوں پر ایمان رکھنا چاہئے صاف ظاہر ہے کہ سلفی عالم کی تحریر میں اور ان کی طرف فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی منسوب کردہ بات میں بہت فرق ہے اور سلفی عالم کی یہ تحریر نصوص کتاب و سنت کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہے پھر ہمیں غیر مسلم اقوام کے ممدوح و مکرم لوگوں کی تکریم ہی کرنی چاہئے بشرطیکہ ان کی تکریم کے خلاف نصوص شرعیہ موجود نہ ہوں ہم کو غیر مسلم اقوام کو اچھے سے قریب کرنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ خنجر و متوحش بنانا چاہئے۔ بہر حال جو بات سلفی عالم نے لکھی ہے وہ نصوص کے خلاف نہیں بلکہ موافق ہے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بعض اہل حدیث علماء کی بعض باتوں کو پوری جماعت اہل حدیث کا مذہب و مسلک قرار دینا اور پھر ان باتوں کو غیر مقلدوں کے پوشیدہ راز بتلانا بھی مجہوب ہے جن سلفی کتابوں کے حوالے سے یہ باتیں مقلدین نے لکھی ہیں وہ علی الاعلان ڈکے کی چوٹ پر طبع کرا کے غیر منقسم ہندوستان، بڑھاپور آس پاس والے ممالک میں بلکہ پوری دنیا میں بڑبان عربی و فارسی و اردو شائع و ذائع کی گئیں پھر انہیں غیر مقلدین کے پوشیدہ راز سے موسوم کرنے میں

یہ دونوں تقلید پرست فرتے کہاں تک سچے ہیں؟ نیز کسی اہل حدیث عالم کی انفرولی بات کو پوری جماعت اہل حدیث کا مسلک قرار دینے میں یہ تقلید پرست فرتے کہاں تک حق بجانب ہیں؟

قرآن مجید نے تمام اہل اسلام کو حکم دیا کہ :-

"وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْبُوا اللَّهَ عَدُوًّا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زِينَةٌ لِكُلِّ أُمَّةٍ

عَمَلُهُمْ" (آیة ۱۰۸) یعنی "اے ایمان والو! تم مشرکوں کے ان دیوتاؤں اور معبودوں کو گالی نہ دو نہ برا بھلا کہو جنہیں یہ مشرکین پوجتے ہیں ورنہ یہ جاہل لوگ بے جا نے بوجھے اللہ کو گالیاں دینے لگیں گے ہم نے ہر امت کے لئے اس کے عمل کو مزین کر دیا ہے"

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ قرآن مجید نے مشرکین و کفار کے معبودان باطلہ تک کو برا بھلا کہنے اور گالی دینے سے منع کیا ہے پھر کفار و مشرکین جن اشخاص کو اپنا نبی و رسول کہتے ہوں ان کے نبی و رسول ہونے کا انکار کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی شرعی دلیل چاہئے لیکن قطعیت کے ساتھ ہمیں ان کے نبی و رسول و صالح ہونے پر ایمان بھی نہیں رکھنا چاہئے بلکہ احتیاطاً اجنبی طور پر تمام نبی و رسول کے نبی و رسول ہونے پر ایمان چاہئے۔ نواب وحید الزماں نے محولہ مقام پر یہی کہا ہے کہ مذکورہ لوگوں کی نبوت یا رسالت پر جب اقوام مذکورہ کا اتفاق و اجماع ہو تو خواہ یہ اقوام ان کی طرف کتنی ہی غلط بات منسوب کریں ہم کو ان حضرات کی نبوت کا انکار مناسب نہیں کیونکہ نصوص کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ کفار نے بت سارے رسولوں اور نبیوں کی طرف خود ساختہ باتیں منسوب کر دی ہیں۔ نیز ہم کہتے ہیں کہ یہ مشاہدہ میں بھی ہے کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے متحدہ محاذ نے نبی معصوم خاتم الانبیاء ﷺ اور آپ کے اصحاب و اعموان کی طرف نیز اپنے موافقین و مخالفین کی طرف بت سارے اکاذیب منسوب کر دیئے ہیں پھر بھی معلوم ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان میں قرآنی فرمان "وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا" (پ ۱۳ سورۃ النحل ۳۶) "وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" (پ ۱۳ سورۃ الرعد ۷) "وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ" (پ ۱۱ سورۃ یونس ۴۷) سے ظاہر ہے کہ ہمارے ملک سمیت تمام ممالک میں نبی و رسول مبعوث ہوئے اور ہم نقل کر آئے ہیں کہ اجماع امت سے ثابت ہے کہ روئے زمین میں نبوت ہو کر آنے والے سب سے پہلے رسول نبی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ظاہر ہے کہ ان کی اولاد میں جاری ہونے والا سلسلہ نبوت کا اصل موطن ہندوستان ہی رہا اور یہ بھی

معلوم ہے کہ مختلف زبانوں اور ملکوں میں ایک ہی شخص کو مختلف ناموں سے اپنی زبان کے مطابق موسوم کر لینے کا رواج ہے یہ بعید نہیں کہ ہم لوگ جسے آدم کہتے ہوں انہیں دوسری قومیں دوسرے ناموں سے موسوم کرتی ہوں مگر ان کا نبی و رسول ہونا متحقق ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک لڑکے نبی و رسول تھے جن کا نام شیث ہے ان کی بابت مشہور ہے اور سلفی عالم سید صدیق حسن خاں نے ابجد العلوم میں لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ان کی قبر اودھ میں ہے اور یہ بعید بھی نہیں روایات میں ہے کہ حضرت آدم ہندوستان میں واقع نودہائی پہاڑ کے پاس رہا کرتے تھے اور نودہ اودھ کے تلفظ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے شیث نام کے ایک دیوتا کو ہندوستانی لوگ مجبوس مان کر پوجتے ہیں جنہیں اپنے تلفظ و زبان میں ہندو لوگ शिथ کہتے ہیں دریں صورت سلفی عالم مولوی نواب وحید الزماں نے جو یہ کہا کہ جن لوگوں کو ان کی قوم و ملک والے نبی و رسول مانتے ہوں ان کی نبوت و رسالت سے ہم کو انکار کرنا مناسب نہیں تو فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کو کیا پریشانی ہے انہوں نے کون سی غلط بات کہہ دی؟ یہ معروف بات ہے کہ ایک روایت کی بنیاد پر فرقہ دیوبندیہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ سات زمینوں میں سے ہر زمین میں ہمارے رسول خاتم النبیین محمد ﷺ جیسے رسول و نبی ہیں نیز یہ کہ بدعوی فرقہ بریلویہ فرقہ دیوبندیہ ختم نبوت پر عقیدہ نہیں رکھتا بنا بریں کافر ہے یہاں تک کہ بریلوی فرقہ کا دعویٰ ہے کہ فرقہ دیوبندیہ ہی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے دعویٰ نبوت کی راہ ہموار کی بلکہ بعض اکابر دیوبندیہ اپنے لئے یہ راہ ہموار کر رہے تھے کہ دعویٰ نبوت میں مرزا قادیانی نے پہل کر دی یہ بات عام بریلوی کتابوں میں منقول ہے (نیز تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "علمائے دیوبند کا ماضی" از حکیم محمود صاحب ص ۴۲ تا ۷۴) نبوت کا سلسلہ قرآنی بیان کے مطابق ختم ہو چکنے کے بعد جن فرقوں پر اس قسم کے الزامات پائے جاتے ہوں ان کا جماعت اہل حدیث کی مذکورہ بالا بات پر حسب عادت شور و غل مچانا عجیب ہے جن لوگوں کی نبوت کا دعویٰ خاتم النبیین ﷺ کے پہلے پایا جاتا ہو اور ان کی نئی قرآنی نص سے نہ ہوتی ہو ان کی نبوت سے انکار پر فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے پاس کیا دلیل شرعی ہے؟ ہندوستان کے کفار کا ایک فرقہ آریہ سماج مدعی ہے کہ ہماری مستند و معتبر مذہبی کتابوں یعنی وید وغیرہ میں صرف توحید پرستی کا حکم دیا گیا ہے اور بت پرستی و شرک کو رد نہیں رکھا گیا ہے اور ہمارے قدیم مذہبی پیشوا رام پھمن و رام کرشن وغیرہ

خود توحید پرست تھے اور دوسروں کو اسی کی دعوت دیتے تھے نیز یہ کہ کفار ہند کے بعض فرقے اس طرح کے افرو کی نبوت و رسالت کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں اگرچہ عام کفار ہند کے یہاں عقیدہ نبوت و رسالت کا کوئی تصور نہیں اور بعض علماء اسلام جو کفار ہند کی مذہبی کتابوں پر عبور رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کفار ہند کی مذہبی کتابوں ویدوں وغیرہ میں نبی آخر الزماں محمد ﷺ سے متعلق بشارتیں موجود ہیں نیز ان کے بہت سارے مضامین قرآن دست کے موافق ہیں نیز یہ کہ کتب ہنود میں وارد شدہ لفظ اوتار کے معنی رسول و نبی ہیں دریں صورت یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کتب ہنود رام و کرشن وغیرہ کو نبی و رسول قرار دینے پر متفق ہیں۔

غیر مقلدوں کے یہاں کافر کا ذبیحہ حلال ہے (دوسرا مسئلہ)

بریلوی مفتی نے فرقہ دیوبندیہ کے حوالہ سے کہا :-

”غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اس کا کھانا جائز ہے (غیر مقلدوں کے فریب مں ۵۹ بحوالہ دلیل الطالب مں ۴۱۳ مولفہ نواب صدیق حسن و عرف الجہادی مں ۲۴ مولفہ نور الحسن خاں غیر مقلد)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی تولید و تخلیق سے بہت پہلے ان دونوں تہلیدی فرقوں کی معتبر فقہی کتابوں میں خصوصاً ہدایہ میں لکھا ہے کہ :-

”ذَبِيْحَةُ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ حَلَالٌ“ یعنی مسلمان اور کافر کی (یسودی و نصرانی عیسائی) کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے (ہدایہ مع شرح اردو عین الہدایہ کتاب الذبائح مطبوع لاہور ۱۹۹۲ء ج ۳ مں ۱۴۴ اور مختصر شرح غایۃ الاوطار ج ۴ مں ۱۷۰ ادعام کتب احناف)

فرقہ بریلویہ اور دیوبندیہ یہ بتلائیں کہ ان دونوں تہلید پرست فرقوں کی تمام معتبر فقہی کتابوں میں لکھی ہوئی مذکورہ بالا بات کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب بہت واضح ہے کہ جس طرح مسلمان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اسی طرح یسودی و نصرانی عیسائی کا ذبح کردہ جانور بھی حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے اور یہ معلوم ہے کہ یسودی و نصرانی عیسائی کافر ہوتے ہیں۔ کسی بھی دیوبندی و بریلوی مقلد کو اس بات سے اختلاف نہیں کہ یسودی و نصرانی کافر ہیں اور ان کافروں کا ذبیحہ حلال قرار دینے پر بریلوی و دیوبندی فرقوں کی ولادت سے صدیوں پہلے لکھی جانے والی حنفی کتابیں متفق ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کافر کا ذبیحہ حلال و جائز قرار دینے پر دونوں تہلیدی فرقے بھی متفق ہیں۔

قرآن مجید میں یہ صراحت موجود ہے کہ :-
 "فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ وَمَالِكُمْ لَا تَأْكُلُوا إِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ"
 (پ ۸ سورة الانعام ۱۱۸ - ۱۱۹) یعنی اے مومنو! تم ان حلال جانوروں کا گوشت کھاؤ جنہیں بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہے اور آخر تمہیں بسم اللہ پڑھ کر ذبح کردہ حلال جانوروں کا گوشت کھانے سے کون سی چیز مانع ہے؟

ان دونوں آیتوں میں بسم اللہ پڑھ کر ذبح کئے ہوئے حلال جانوروں کا گوشت کھانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دے رکھا ہے اور اس کی کوئی قید نہیں لگائی ہے کہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے والا مسلمان ہی ہو اسی لئے خود فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ بھی بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا ضروری نہیں مانتے بلکہ یہودی و نصرانی جیسے کفار کا ذبیحہ حلال کہتے ہیں بشرطیکہ وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کریں پھر کس شرعی دلیل کی بنیاد پر ذبح کرنے والے کا مسلم و یہودی و نصرانی ہی ہونے کی قید و شرط ان تقلیدی مذاہب نے لگا رکھی ہے جبکہ قرآن مجید کے کسی بھی حکم عام کو عقیدہ قرار دینے کے لئے ان تقلیدی مذاہب نے بہت ساری شرطیں لگا رکھی ہیں؟ کیا ان تقلیدی مذاہب کے پاس شرائط مذکورہ موجود ہیں؟ اگر ہیں تو پیش کریں۔ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی معتبر ترین کتاب ہدایہ میں مشہور و معروف عربی قبیلہ بنو تغلب کے ذبیحہ کو حلال و مباح و جائز کہا گیا ہے (ہدایہ ج ۳ ص ۳۱۸) اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب لغت "مغرب" ج ۲ ص ۷۵ مطبوع حیدرآباد میں صراحت ہے کہ :-

"بنو تغلب من مشرکي العرب یعنی قبیلہ بنو تغلب مشرکین عرب میں سے ہیں" خلیفہ راشد علی مرتضیٰ نے کہا کہ :-

"بنو تغلب ليسوا على النصرانية" یعنی بنو تغلب نصرانی عیسائی نہیں بلکہ مشرک ہیں
 (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۱۲۸ و تفسیر کشاف ج ۱ ص ۷۳۷ و تفسیر احمدی ص ۳۳) ہدایہ کی شرح بتا رہی ہے کہ صحابی کافر کا ذبیحہ حلال ہے (بتایہ شرح ہدایہ ج ۳ ص ۱۲۸) اور صحابی کافر ہیں (مصباح مطبوع مصر ص ۱۶۰ و تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۲۳۳ و تفسیر احمدی مطبوع بمبئی ص ۳۴۰) سید التاہمین حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مجوسی کافر کا ذبیحہ حلال ہے (تفسیر احمدی ص ۳۴۰)

یہ ساری باتیں فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی تکذیب کے لئے بہت کافی ہیں۔ یہاں ایک مسئلہ قابل غور ہے وہ یہ کہ حلال جانور کو چرا کر کسی مسلمان آدمی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا تو

حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ ایسا کرنے والا مسلمان کافر ہو جاتا ہے اور اس کا ذبح کردہ یہ حلال چوری والا جانور حرام ہو جاتا ہے لیکن غصب کے ہوئے حلال جانور یعنی ظلماً و جوراً زبردستی چھینے ہوئے جانور کی قربانی حنفی مذہب میں جائز ہے حنفی مذہب کے یہ متضاد فتویٰ باطنین کرام طوطا رکھیں اور اس بات پر غور کریں کہ شریعت کے حلال کردہ جانور کو چوری کر کے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے پر بھی وہ چوری والا حلال جانور حنفی مذہب میں حلال نہیں ہوتا بلکہ حرام رہتا ہے لیکن جن جانوروں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جیسے کتا اور درندے جانور انہیں بسم اللہ کہہ کر ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں ان کے چمڑے اور گوشت سے انتفاع حلال ہے صرف کھانا حلال نہیں (عام کتب احناف)

نیز حنفی مذہب کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ امیر و حاکم اور اس طرح کے سرکاری و غیر سرکاری لوگوں کی آمد کے اعزاز میں بسم اللہ کہہ کر ذبح کئے جانے والے جانوروں کا گوشت قطعی طور پر حرام و نجس ہے (در مختار مع تالیہ الاوطار ج ۳ ص ۱۷۹ عام کتب احناف) حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے مواقع پر فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے لوگ ضرور مختلف قسم کے جانور خصوصاً مرغے ذبح کرتے اور دعوتیں کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ تقلید شکن اور بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ حصہ اول ص ۱۷۳ نمبر ۵۶۷ میں فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کی معتبر کتاب عالم گیری ج ۳ ص ۲۱۲ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مسلمان نے مجوسی (آتش پرست) کی بکری آتش کدہ کے واسطے ذبح کی یا کافر کی بکری ان معبودوں کے واسطے ذبح کی تو کھانا حلال ہے نیز حنفی مذہب میں آگ کے ذریعہ اگر جانور کا گلا جلا دیا جائے تو وہ حلال ہے (حقیقتہ الفقہ نمبر ۵۵۵ ص ۱۷۲ بحوالہ در مختار ج ۳ ص ۱۷۰) نیز حنفی مذہب میں ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر یعنی بسم اللہ اور اللہ اکبر کے درمیان ولو کما تا جائز و مکروہ ہے (حقیقتہ الفقہ مسئلہ نمبر ۵۵۸ بحوالہ در مختار ج ۳ ص ۱۷۳) حالانکہ حدیث نبوی میں ذبح کا طریقہ ہی یہ بتلایا گیا ہے کہ بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے (صحیح مسلم وغیرہ) لطف کی بات یہ کہ بسم اللہ واللہ اکبر کے بجائے لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ عظیم وغیرہ نیز فارسی روئی زبان میں اللہ کا نام لیکر ذبح کرنا صحیح ہے (حقیقتہ الفقہ نمبر ۵۵۵ و ۵۷۰)

باطنین کرام غور فرمائیں کہ غیر اللہ کے لئے ذبح کئے جانے والے جس جانور کو نصوص قاطعہ میں حرام کہا گیا ہے اسے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ نے حلال کہا ہے۔

غیر مقلدین کے یہاں جتنی عورتوں سے چاہے نکاح کر سکتا ہے

(تیسرا مسئلہ)

بریلوی مفتی نے بحوالہ فرقہ دیوبندیہ کہا :-

”غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے نکاح کر سکتا ہے اس کی حد نہیں کہ چار ہی ہو۔ (غیر مقلدوں کے فریب میں بحوالہ الظفر اللامنی ص ۱۳۱-۱۳۲ نواب صاحب غیر مقلد کی کتاب و عرف الجادی ص ۱۱۵)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے متحدہ محاذ نے یہ اتہام بیجا اہل حدیث پر لگایا ہے حضرت الامام العلام نواب صدیق حسن خاں نے صاف طور پر صراحت کی ہے کہ :-

”فَالأَوَّلِيُّ أَنْ يُسْتَدَلَّ عَلَى تَحْرِيمِ الزَّيَادَةِ عَلَى الأَرْبَعِ بِالسُّنَنِ لِأَلْقُرْآنِ إِلَى أَنْ قَالَ وَعَنْ الْحَكَمِ قَالَ أجمع أصحاب رسول الله ﷺ عَلَى أَنَّ المَمْلُوكَ لَا يجمع مِنَ النِّسَاءِ فَوْقَ اثْنَيْنِ الخ“

یعنی ”قرآنی آیت سے چار عورتوں سے زیادہ ایک آدمی کے نکاح میں جمع کرنے پر استدلال اگرچہ صحیح نہیں مگر سنت نبویہ سے صحیح ہے کیونکہ احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ ایک آدمی چار سے زیادہ عورتوں کو ایک وقت میں بذریعہ نکاح جمع نہیں کر سکتا اور حکم سے مروی ہے کہ صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ غلام بیک وقت دو عورتوں سے زیادہ بذریعہ نکاح جمع نہیں کر سکتا یہ بھی دلیل ہے اس بات پر کہ آزاد آدمی چار عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا“ (طغس از فتح البیان فی مقاصد القرآن سورہ نساء جلد ۲ ص ۱۱۳)

نواب صاحب کی اس صراحت سے معلوم ہوا کہ اس کے علاوہ موصوف کی جن بعض کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تحدید مذکور کے قائل نہیں تھے وہ ان کا مسلک نہیں کیونکہ خلاف نصوص سرزد ہو جانے والے اپنے کسی بھی قول و فعل سے موصوف نواب صاحب نے اپنی برأت ظاہر کی ہے اور رجوع کرنے کا اعلان کیا ہے فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کی محولہ کتابوں ہی میں نواب صاحب کی صراحت ہے کہ جو صاحب علم بھی کتاب و سنت سے تحدید کو ثابت کر دے وہی ہمارا مسلک ہوگا کیونکہ اہل حق کا یہی شعار ہے اور ہم حق پرستی چاہتے ہیں۔ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ نے نواب صاحب کی اس درخواست پر عمل کرتے ہوئے نصوص کی وضاحت تو نہیں

کی البتہ اہل حدیث کے خلاف تلبیسات کا طویل و عریض سلسلہ جاری کر دیا گیا اہل علم کا یہی شہد ہوا کرتا ہے؟

نواب صاحب موصوف اسی ظفر اللامنی میں یہ صراحت کئے ہوئے ہیں جس کے حوالہ سے دونوں تھلیدی فرقوں نے یہ بات کہہ دی ہے کہ :-

"وَمِنْ صَّحَحَ لَنَا هَذَا الْحَدِيثَ عَلَى وَجْهِ تَقْوَمُ بِوَالْحِجَّةِ أَوْ حِجَاهٍ بِدَلِيلٍ فِي مَعْنَاهُ فَحِزَاهُ اللَّهُ"

یعنی جو شخص بھی حدیث نہ کور کویا اس کی ہم معنی کوئی دلیل بطریق مستحکم ثابت و صحیح کر دکھائے تو اللہ اسے جزائے خیر دے ہم اسے ماننے پر مستعد ہیں۔ (ملاحظہ ہو ظفر اللامنی ص ۱۳۲ و عام کتب نواب صاحب)

خشکی کے جن جانوروں میں خون نہیں کیا وہ حلال ہیں؟

(چوتھا مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تھلیدی بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-

"غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۰ بحوالہ بدور الاحلہ) محولہ سلتی کتاب کے محولہ صفحہ پر ہم کو دونوں فرقوں کی منسوب کردہ بات نہیں ملی دونوں فرقے اصل عبارت مع صحیح صلوٰۃ لکھیں تو بات بنے البتہ ہم دیکھتے ہیں کہ بدور الاحلہ کے صفحہ مذکورہ پر مرقوم ہے کہ :-

"و اما آنچه از بری خون ندارد پس شناختہ کہ قرآن وال است بر اصلیت حل و خارج نمی شود از اہل مکر ہاں کہ دلیل صحیح دال باشد بر تحریم آں مرغ" یعنی جن بری (خشکی والے) حیوانات میں خون نہیں ہوتا ان کی بابت تم جان چکے کہ قرآن مجید اصولی طور پر ان کے حلال ہونے پر دلالت کرتا ہے اس اصول سے وہی بری یعنی خشکی والے بے خون حیوانات مستثنیٰ ہیں جن کی حرمت پر دلیل صحیح موجود ہو" (بدور الاحلہ ص ۳۴۸)

دونوں تھلیدی فرقوں نے محولہ سلتی کتاب کی طرف جو بات منسوب کی ہے اس کے خلاف اس کتاب میں تصریح مذکورہ بالا عبارت میں موجود ہے یعنی کہ خشکی کے بے خون والے جن حیوانات کی حرمت پر دلیل معتبر ہے انہیں حرام ماننا لازم ہے چنانچہ مصنف بدور الاحلہ نے

اپنی دوسری کتاب عرف الجہادی میں لکھا ہے کہ :-

”و ظاہر تحریم اکل نمل است ایماجا“ یعنی چوٹی کے کمانے کا حرام ہونا دلیل ظاہر

سے ثابت ہے ایماجا طور پر (عرف الجہادی ص ۲۴۳)

اگر دونوں تھلیدی فرقوں کے دعویٰ کے مطابق مصنف بدور الاحلہ نے علی الاطلاق بے خون والے بری حیوانات کو حلال کہا ہوتا تو خود بدور الاحلہ کی عبارت وہ نہ ہوتی جو ہم نے نقل کی ہے اور نہ عرف الجہادی میں وہ تصریح ہوتی جو ہم نے اوپر نقل کی ہے۔ معلوم ہوا کہ دونوں تھلیدی فرقوں نے حسب عادت یہ اختراعی بات بھی مکذوب طور پر اہل حدیث کی طرف منسوب کر دی ہے۔ اللہ ان دونوں فرقوں کی اصلاح کر کے راہ راست پر لے آئے، آمین۔

غیر مقلدین کے یہاں مردہ جانور ناپاک نہیں

(پانچواں مسئلہ)

بریلوی مفتی نے بحوالہ فرزد دیوبندیہ کہا :-

”غیر مقلدین کے یہاں جو جانور مر گیا اور متیبہ ہے وہ ناپاک نہیں“ غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۰ بحوالہ دلیل الطالب ص ۲۴۴) ہم کہتے ہیں کہ دونوں تھلید پرست فرقوں نے جن نواب صدیق حسن بھوپالی کی کتاب دلیل الطالب کے حوالہ سے لکھی ہوئی اپنی بات کو پوری جماعت اہل حدیث کا مذہب بتلایا ہے انہوں نے اپنی کتاب بدور الاحلہ میں صراحت کی ہے کہ ”دریں احادیث صحیحہ مقوی نجاست مطلقہ متیبہ است زیرا کہ حدیث“ ایماحاب دلیغ فقد طہر“ مفید آن است کہ احاب مذکور نجس است الی فن قال و جب نجاست مجموع متیبہ ہدلیل مستقر شدہ پس تخصیص بعض متیبہ بحکم طہارت صحیح دلیغ است یعنی ہلدی ذکر کردہ احادیث صحیحہ متیبہ (مردار جانور) کے مطلقاً نجس ہونے پر دلالت کرنے والے موقف کو تقویت دیتی ہیں کیونکہ ”ایماحاب دلیغ فقد طہر“ والی حدیث نبوی غیر مدلول کمال کی نجاست پر دلالت کرتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پورے کا پورا متیبہ یعنی مردار جانور مکمل طور پر نجس ہے لہذا مردار کے کسی جزو کو ظاہر قرار دینے کے لئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے“

نواب صاحب ”کی اس صراحت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے مردار جانور کو

نجس قرار دیا ہے پھر موصوف کی کسی غیر واضح و غیر فیصلہ کن بات کو جو ان کی انفرادی تحریر ہو پوری صحاحت اہل حدیث کا مذہب قرار دینا دونوں تقلید پرست فرقوں کی خالص افتراء پر دازی و بتان تراشی ہے کیونکہ ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ نواب صاحب صراحتہ اپنی مذکورہ بالا عبارت میں مردار جانور کو مطلقاً نجس قرار دے گئے ہیں۔

خزیر کی نجاست (چھٹا مسئلہ)

فرقہ بریلویہ کے مفتی مذکور نے فرقہ دیوبندیہ کے حوالہ سے نقل کیا:-

”نواب صاحب“ غیر مقلد فرماتے ہیں کہ سور کے ناپاک ہونے پر آیت سے استدلال کرنا صحیح اور قابل اعتبار نہیں بلکہ اس کے پاک ہونے پر دال ہے” (بدر الاصلہ ص ۱۵-۱۶، غیر مقلدوں کے فریب ص ۹۰)

ہم کہتے ہیں کہ دونوں تقلیدی فرقوں کی تلبیس کاری کی حقیقت نواب صاحب کے حسب ذیل بیان صریح سے ظاہر ہوتی ہے۔ ”از قولہ تعالیٰ: اولم خزیر فانه رجس“ مستفاد نمی شود کہ میتہ غیر خزیر نجس باشد ان قال وازیں جادریافت شد کہ دلیلہ بر نجاست میتہ غیر خزیر موجود نیست کائنتہ ماکانت“ یعنی قول السہی ”اولم خزیر فانه رجس“ سے خزیر کے علاوہ مردار وغیرہ کا نجس ہونا مستفاد نہیں ہوتا ہے (پھر طویل بحث کے بعد فرمایا) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ میں خزیر کا نجس ہونا بیان کیا گیا ہے اس کے علاوہ مردہ جانور وغیرہ کا نجس ہونا بیان نہیں کیا گیا (دلیل الطالب ص ۲۲۴ متعدد کتب نواب صاحب) نواب صاحب کی اس عبارت میں ناظرین کرام یہ صراحت دیکھ رہے ہیں کہ اس قرآنی آیت میں خزیر (سور) کو نجس کہا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نص قرآنی سے خزیر نجس و ناپاک ہے مگر اس نص قرآنی سے نواب صاحب کے خیال میں خزیر کے علاوہ مردار جانور وغیرہ کا نجس ہونا ثابت نہیں ہوتا لیکن نواب صاحب کی اس بات سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر اس نص قرآنی سے خزیر کے علاوہ مردار جانور وغیرہ کا نجس ہونا لازم نہیں آتا تو نواب صاحب کے نزدیک کسی دوسری شری دلیل بلکہ کسی دوسرے نص قرآنی سے مردار وغیرہ کا نجس ہونا لازم نہیں آتا ہے چنانچہ نواب صاحب کی یہ صراحت اس کے پہلے والے نمبر پانچ میں گذری کہ مردار جانور کے مطلقاً نجس

ہونے پر احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں بنا بریں مردار جانور اپنے تمام اجزاء کے ساتھ نجس و ناپاک ہیں۔

ناظرین کرام اس تفصیل سے اس نتیجہ پر باسانی پہنچ سکتے ہیں کہ دونوں فرقوں نے نواب صاحب پر بہتان تراشی و اتمام بازی پر اتفاق و سازش کر رکھا ہے پھر دونوں نے نواب صاحب کی تصریحات کے خلاف نواب صاحب کی طرف خانہ ساز باتوں کو منسوب کر کے پوری جماعت اہل حدیث ہی کو اپنی تقلید پرستی کا نشانہ بنایا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ گذشتہ صفحات میں آئی ہوئی تفصیل کے مطابق حنفی دیوبندی و بریلوی مذہب میں خنزیر نجس عین نجس بلکہ بقول امام بخاری اس سے بھی کہیں بڑی بات حنفی دیوبندی و بریلوی مذہب میں خنزیر کی بات کسی گئی ہے بنا بریں دونوں فرقے مذہب اہل حدیث کے خلاف اس طرح کی مہم چلائے ہوئے ہیں۔

خون حیض و نفاس کی نجاست کا مسئلہ (ساتواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-

”غیر مقلدین کے نزدیک سوائے حیض و نفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۰ بحوالہ دلیل الطالب ص ۲۳۰ و بدور الاصلہ ص ۱۸ و عرف الجادی ص ۱۰) ہم کہتے ہیں کہ دونوں تقلید پرست فرقوں نے کتب مذکورہ کا حوالہ دینے میں تلبیس کاری کے ساتھ بعض سلفی علماء کے ذاتی اقوال کو مذہب اہل حدیث علی الاطلاق قرار دینے میں اپنی تقلیدی مکاری و فریب کاری سے کام لیا ہے۔ چنانچہ ان دونوں فرقوں کی محولہ کتابوں میں سے پہلی کتاب میں یوں صراحت کی ہے کہ :-

”وایں حکم طہارت خون غیر حیض و نفاس دور غیر ماخرج من السبیلین است و بایں رفتہ اندامہ اہل بیت منہم زید بن علی و الامام محمد باقر و الحسین بن علی الخ“

یعنی خون کے پاک ہونے والی جو بات ہم نے کہی ہے وہ حیض و نفاس اور سبیلین (پیشاب و پاخانہ کے مقامات) سے خارج ہونے والے خون کو شامل نہیں ہے یعنی کہ چاروں قسم کے یہ خون نجس ہیں۔ یہی مذہب اہل بیت بشمول امام زید بن علی و محمد باقر و حسین بن علی زین

العابدین کا ہے (دلیل الطالب ص ۲۳۰)

بظہرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ دلیل الطالب کے جس صفحہ کے حوالہ سے دونوں فرقوں نے یہ بات کہی ہے اسی صفحہ دلیل الطالب میں دونوں تقلید پرستوں کے افتراء و دعویٰ مکذوب کی تکذیب موجود ہے نیز یہ بات گذر چکی ہے کہ دلیل الطالب کے مصنف نے خنزیر کے تمام اجزاء کو جن میں خون بھی شامل ہے نجس کہا ہے اسی طرح موصوف نے مردار جانور کو بھی نجس کہا ہے اور کافر و مشرک کی مردہ لاش کو بھی نجس کہا ہے اور یہ معلوم ہے کہ مردہ جانور و انسان میں بھی خون ہوتا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ دونوں فرقوں نے مصنف دلیل الطالب یعنی نواب سید صدیق حسنؒ پر افتراء پر دازی کی مہم چلا رکھی ہے اور اپنی اس افتراء پر دازی کو پوری جماعت اہل حدیث کا مذہب قرار دے کر مزید در مزید مقلدانہ شرارت و بے راہ روی اختیار کی جہاد و غزوات میں شہید ہونے والے شہید کو جسم اور کپڑوں پر لگے ہوئے خون کو دھوئے بغیر بلکہ انہیں غسل دیئے بغیر جنازہ پڑھ کر یا بلا جنازہ پڑھے دفن کیا جاتا ہے اس مسئلہ میں دونوں تقلیدی فرقوں کا بھی اختلاف نہیں اگر شہدائے کرام کا خون نجس ہے تو اسے دھوئے بغیر انہیں فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ بھی دفن کرنے سے کیوں متفق ہیں؟ صرف اسی ایک بات سے ہی دونوں تقلید پرست فرقوں کی تکذیب ہو جاتی ہے نیز دلیل الطالب کے مصنف نے اپنی اس کتاب میں اور دوسری کتابوں میں بھی صراحت کی ہے کہ غزوات نبویہ میں نبی ﷺ کے ساتھ لڑنے والے صحابہ عام طور سے زخم خوردہ ہو جاتے جس سے خون نکل کر ان کے جسم ولبوسات ملوث ہو جاتے بلکہ بھیگ جاتے مگر کسی بھی معتبر روایت میں حکم نبوی نہیں وارد ہوا کہ انہیں دھویا جائے۔ فوارہ مار کر خون نکلنے کی حالت میں حیات نبوی میں اور وفات نبوی کے بعد صحابہ نماز پڑھتے رہے ظاہر ہے کہ اس خون سے ان کے بدن لور کپڑے ضرور ملوث ہوتے مگر ان پر نہ تکبیر نبوی منقول ہے نہ تکبیر صحابہ -- ظاہر ہے کہ اگر خون پاپاک ہوتا تو شریعت اسے دھونے کا حکم ضرور دیتی۔ انہی ستائیسویں مسئلہ میں اس پر مزید کچھ بات آئے گی جس کا حاصل یہ ہے کہ حنفی مذہب میں خون کا کھانا پینا اور خون سے قرآن مجید کا لکھنا جائز ہے۔

غیر مقلدوں کے یہاں مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں

(آٹھواں مسئلہ)

بریلوی مفتی نے فرقہ دیوبندیہ سے نقل کیا :-

” غیر مقلدین کے نزدیک مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں (غیر مقلدوں کے فریب ص ۱۰ بحوالہ کتب مختلفہ) ہم کہتے ہیں کہ دونوں تقلید پرست فرقوں کی اس تلبیس کاری کی حقیقت ہم گذشتہ صفحات میں واضح کر آئے ہیں۔

غیر مقلدوں کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام چیزوں میں سود جائز ہے (نواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلیدی بھائی دیوبندیہ سے نقل ہے کہ :-
” غیر مقلدین کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا جائز ہے (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۰ بحوالہ بدور الاحولہ ص ۱۰۲ مسک الختام شرح بلوغ المرام و شرح رسالہ شوکانی)

ہم کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ عمد صحابہ سے آج تک اہل علم کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے۔ اپنی صوابدید کے مطابق جس پہلو کو جو صاحب علم اپنی غلصانہ تحقیق کے مطابق صحیح سمجھے اسے اختیار کرنے میں کسی بھی صاحب تحقیق کو نشانہ طعن و تشنیع بنانا بے راہ لوگوں کا طریقہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ دونوں تقلید پرست فرقے جس امام ابو حنیفہ کی تقلید کے مدعی ہیں وہ ان چھ منصوص چیزوں میں سے ایک اہم چیز کجور کی تجارت اور خرید و فروخت میں کمی بیشی یعنی سود لینے کو جائز قرار دیئے ہوئے ہیں جیسا کہ بیع التمر بارطب والے حنفی مذہب کے موقف سے ظاہر ہے اور کجور کے علاوہ باقی پانچ چیزوں میں بھی جزوی طور پر بعض چیزوں کے درمیان تقاضل و کمی بیشی کے جواز کے قائل ہیں (عام کتاب احتکاف) اس کے باوجود بھی مسئلہ مذکورہ میں بعض اہل حدیث علماء کے موقف مذکور کو تمام اہل حدیثوں کا مذہب قرار دے کر مطعون کرنا مجوبہ ہے۔

ٹاپاک آدمی کا قرآن مجید چھوٹا، اٹھانا، رکھنا (دسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ رضویہ نے اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے نقل کیا کہ :-
” غیر مقلدین کے نزدیک ٹاپاک آدمی کو بغیر غسل کے قرآن شریف کا چھوٹا، اٹھانا،

رکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے" (غیر مقلدوں کے فریب میں ۶۱ بحوالہ دلیل الطالب ص ۲۵۲
و عرف الجادی و بینان المرصوص)

ہم کہتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ صحابہ کرام کے زمانہ سے امت اسلامیہ کے درمیان اختلافی بنا ہوا ہے اور اس معاملہ میں ہماری تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ کسی ایک موقف پر ایسی واضح و قطعی دلیل شرعی نہیں جسے فیصلہ کن قرار دیا جاسکے اس لئے کسی موقف کو قطعیت کے ساتھ غلط نہیں کہا جاسکتا البتہ جنابت والے ناپاک آدمی کا غسل کر کے پاک ہوئے بغیر قرآن مجید کا چھوٹا، اٹھانا، رکھنا اور ہاتھ لگانا غیر محتاط فعل و عمل ہے لیکن اس کے باوجود اسے مباح قرار دیئے والوں کی تغلیط ہم قطعیت کے ساتھ اس لئے نہیں کر سکتے کہ ہماری نظر میں اس پر کوئی واضح دلیل ایسی نہیں جو معارضہ سے خالی ہو اور فریق ثانی کو کلام نہ ہو۔ البتہ یہ معاملہ ملحوظ رہے کہ موقف مذکور کو تمام ہی اہل حدیثوں کا موقف قرار دے کر ان دونوں تقلید پرست فرقوں کا تمام ہی اہل حدیثوں کو مطعون کرنا اور اپنے دامن کو نہ دیکھنا ایک حیرت انگیز عجبہ ہے ایک طرف خون کو نجس و ناپاک قرار دینے والا حنفی مذہب کہتا ہے کہ بیمار و مریض آدمی کا خون چینا اور کھانا بالکل حلال و جائز و مباح ہے۔ (ملاحظہ ہو غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درمختار مطبوع نول کشور لکھنؤ ج ۳ ص ۳۲۳) نیز حنفی مذہب میں قرآن مجید کو خون سے آدمی کی پیشانی دناک پر لکھنا جائز قرار دیا گیا ہے (رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۰ و فتاویٰ سراچیہ ج ۳ ص ۳۱ و فتاویٰ قاضی خاں ج ۱ ص ۳۶۵ و عالمگیری ج ۳ ص ۱۳۷ و غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۱۰۷) نیز یہ گذرا کہ حنفی مذہب میں زندہ و مردہ جانور و کم عمر لڑکی اور مردہ عورت سے وحلی کرنے والے مرد کا نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے یعنی کہ حنفی مذہب ایسے ناپاک آدمی کے لئے نہ صرف یہ کہ قرآن مجید چھونے اٹھانے کو جائز قرار دیتا ہے بلکہ مسجد میں آنے جانے اور نماز پڑھنے پڑھانے کو بھی جائز کہتا ہے جس حنفی مذہب کا یہ حال ہو اس کی تقلید کے دعویٰ دار فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی مذکورہ بالا ہرزہ سرائی عجبہ ہے۔ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ حضرت ابن مسعود صحابی کو اپنے مذہب کا مورث اعلیٰ کہتا ہے اور موصوف ابن مسعود مذہب بوج اونت کے خون اور لید و گوبر میں ملوث ہو کر نماز پڑھتے رہے (مجمع الزوائد مطبوع دہلی ج ۱ ص ۱۶۵ و شرح السنینہ) خود ہمارے رسول ﷺ نے اسی حال میں نماز جاری رکھی (صحیح بخاری کے متعدد ابواب و عام کتب حدیث) کیا اس حال میں نماز پڑھنے

(۳۰۵)

کے بالمقابل نسخہ قرآن کا چھوٹا اٹھانا غیر معمولی چیز ہے؟ زندہ یا مردہ جانور اور کم عمر زندہ لڑکی اور مردہ عورت سے دعویٰ جس مذہب میں ناقص وضو نہ ہو نہ موجب غسل ہو نیز جو مذہب اس طرح کے آدمی کے لئے نماز پڑھنے، قرآن چھوٹنے کی اجازت دیتا ہو اس کی تہلیل کے دعویدار لوگوں کا مذکورہ حال عجوبہ ہے۔

سونے چاندی کے زیوروں میں زکوٰۃ (گیارہواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-

”غیر مقلدوں کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں“ (غیر

مقلدوں کے فریب میں ۶۰ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۱۰۱)

ہم کہتے ہیں کہ سونے چاندی کے زیوروں میں وجوب زکوٰۃ کا مسئلہ عمد صحابہ سے اختلافی چلا آ رہا ہے بتقریح امام ترمذی حضرت عبد اللہ بن عمر، ام المومنین عائشہ صدیقہ، جابر بن عبد اللہ انصاری اور انس بن مالک وغیرہ جیسے صحابہ سونے چاندی کے زیوروں میں وجوب زکوٰۃ نہ ہونے کا موقف رکھتے تھے۔ بعض نصوص سے بدور الاحلہ کے مصنف اور ان کے موافق سے اپنے اختیار کردہ موقف پر استدلال کرنے میں اجتہادی غلطی ہوئی جس کا انہیں ایک اجر ملنے اور غلطی معاف ہونے کی توقع ہے عمد صحابہ سے لے کر آج تک مسئلہ مذکورہ کے قائل اسلاف پر فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا طعن و تشنیع کیا معنی رکھتا ہے؟ اس سلسلے میں پہلے بھی کسی قدر بحث ہو چکی ہے۔

شراب کی نجاست (بارہواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ نے اپنے تہلیل پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے نقل کیا۔

”غیر مقلدین کے نزدیک شراب ناپاک و نجس نہیں بلکہ ناپاک ہے“ (غیر مقلدوں کے

فریب میں ۶۱ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۱۵ و دلیل الطالب ص ۴۴ و عرف الہادی ص ۲۴۵)

ہم کہتے ہیں کہ دونوں تہلیل پرست فرقوں کی لکھی ہوئی مذکورہ بالا بات جن تین سلفی کتابوں کے حوالہ سے تحریر کی گئی ہے ان تینوں سلفی کتابوں کے مصنف صرف ایک سلفی عالم صاحب قلم نواب سید صدیق حسن بھوپالی ہیں جن کی ذاتی اجتہادی تحقیق کو ان دونوں تہلیل

پرست فرقوں نے پوری جماعت اہل حدیث کا مسلک قرار دے لیا ہے مگر اپنے تھلیدی مذہب کی تصریحات کی طرف دونوں فرقوں نے کوئی توجہ نہیں کی۔

دونوں فرقوں کی بنیادی کتاب ہدایہ میں ہے کہ :-

"يَتَّخِذُ مِنَ الْخِنْطَقَةِ وَالشَّعْبِيرِ وَالْعَسَلِ وَالذَّرِّ فِي حَلَالٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا يَجِدُ شَارِبَهُ وَإِنْ سَكَّرَ مِنْهُ وَلَا يَقَعُ طَلَاقُ السُّكَّرِ إِنَّ مِنْهُ" یعنی گیسوں، جو، شہد اور جوار کی شراب کا کھانا پینا اور استعمال کرنا اور ان تمام شرابوں کی تجارت، خرید و فروخت، بیع و شراء حلال ہے اور ان شرابوں کو پینے والے پر شراب خوری کی حد بھی جاری نہیں ہوگی اگرچہ انہیں پینے والا نشہ سے بدست ہو نیز ایسے بدست آدمی کی دی ہوئی طلاق بھی واقع نہ ہوگی" (ہدایہ مع عین الہدایہ شرح اردو ہدایہ کتاب الاشریہ مطبوع لاہور ج ۳ ص ۳۳۵ و عام کتب حنفیہ)

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ جو حنفی مذہب شراب کو حلال و جائز و مباح کہتا ہے اور اس کی تجارت و خرید و فروخت کو بھی جائز کہتا ہے اس کی تقلید کرنے والے فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ ایک سلفی عالم کی ذاتی اجتہادی تحقیق کے بارے میں کیا فرمائے ہوئے ہیں؟ تقلید شکن سلفی اور بدعت شکن سلفی کتاب حقیقتہ الفقہ حصہ اول مسئلہ نمبر ۵۹۷ میں دونوں تقلیدی فرقوں کی معتبر کتاب در معیار یعنی اس کے اردو ترجمہ غایۃ الاوطار ج ۳ ص ۲۶۰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ :-

"امام ابو یوسف نے انگوری شراب کی ایک قسم خلیفہ ہارون رشید کے لئے تیار کی تھی (حقیقتہ الفقہ ص ۱۷۵)

"صحیح الخمر" یعنی انگور کے علاوہ ہر قسم کی شراب کی تجارت جائز و مباح ہے۔ (در معیار مع غایۃ الاوطار ج ۳ ص ۲۶۵) نیز کتب احناف میں ہے کہ :-

"مسلمان نے ذی کو شراب و سوز خرید و فروخت کے لئے وکیل بنایا جائز ہے (حقیقتہ الفقہ نمبر ۵۲۷ بحوالہ در معیار ج ۳ ص ۸۵ و ۳۲۶ و عالمگیری ج ۳ ص ۱۸۰ و کنز الدقائق ص ۲۳۹) کتاب اور گدھا ذبح کر کے نیز درندے جانوروں کو بھی ذبح کر کے ان کا گوشت فروخت کرنا جائز ہے (حقیقتہ الفقہ نمبر ۵۳۶ و ۵۳۷ بحوالہ عالمگیری ص ۱۸۰-۱۸۱)

یہ ہم نے صرف بطور نمونہ بعض مسائل حنفیہ لکھے ہیں ورنہ اس طرح کے مسائل بہت

ہیں حنفی مذہب میں غیر انگوری شراب کو حلال و طاهر و پاک کہا گیا ہے بلکہ اسے خمر (شراب) ہی نہیں تسلیم کیا گیا ہے حالانکہ جس وقت حرمت شراب والا حکم نازل ہوا اس وقت مدینہ منورہ میں غیر انگوری ہی شراب موجود تھی جنہیں بکرم نبوی صحابہ نے پیچک دیا اگر وہ حلال ہوتی تو اسے پھینکنے کا ہرگز حکم نہ ہوتا یا کم از کم یہ اعلان کر دیا جاتا کہ صرف انگوری شراب ہی حرام ہے اسی کو پھینکو اور ضائع کرو سلفی عالم علامہ سید صدیق حسن "اور ان کے موافقین نے ہر قسم کی شراب کے حرام قطعی ہونے کی صراحت کی ہے حتیٰ کہ وہ کسی بھی طرح کی شراب کو سرکہ بنانے کے روادار نہیں بلکہ شراب کو سرکہ بنانے کی بات حرام کہتے ہیں اسے خارجی یا داخلی طور پر کسی طور پر کسی طرح بھی دواء استعمال کو بھی حرام ہی کہتے ہیں مگر عام سلفی علماء اسے نجس و ناپاک بھی کہتے ہیں انگور کے علاوہ سبھی شرابوں کو حلال و طاهر و پاک قرار دینے والی قوم اگر بعض سلفی علماء کے موقف طہارت شراب کو علی الاطلاق اہل حدیث مذہب قرار دے اور اسی بناء پر سلفی مذہب اور سلفی لوگوں کو مطہون کرے تو عجوبہ در عجوبہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ غیر انگوری شراب کی تمام اقسام کو دونوں تقلید پرست فرقوں کا تقلیدی مذہب صرف طاہر و پاک ہی نہیں کہتا بلکہ اس کا کھانا پینا حلال قرار دیتا ہے۔

اتنی نہ بڑھاپا کئی دلائل کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ڈرا بند قبادیکہ

مسئلہ مذکورہ میں بعض سلفی علماء کے زیر نظر موقف کو تمام اہل حدیثوں کا مذہب قرار دینے والے موقف مذکور پر طعن کر رہے ہیں اور انگوری شراب کے علاوہ سبھی شرابوں کو بلکہ بعض صورتوں میں انگوری شراب کو حنفی مذہب حلال و طاهر کہتا ہے (ملاحظہ ہو حقیقتہ الفقہ حصہ اول مسئلہ نمبر ۵۹۷ بحوالہ درمختار ج ۳ ص ۲۶۰)

یہ بھی واضح رہے کہ تمام شرابوں کو ہاستثنائے انگوری شراب حلال و پاک قرار دینے والے حنفی مذہب نے جس انگوری شراب کو حرام و نجس مانا ہے اسے بھی پاک و حلال بنانے کے حیرت انگیز حیلے سکھائے ہیں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حقیقتہ الفقہ حصہ اول باب شراب کے متعلق مسائل نمبر ۲۳۸۴ تا ۲۳۸۶ بحوالہ مستخرج حنفیہ) حدیث نبوی میں انگوری شراب سمیت سبھی شرابوں کو سرکہ بنانے سے منع کیا گیا ہے اور اس کا استعمال حرام بتلایا گیا ہے حنفی مذہب ایک طرف انگوری شراب کے علاوہ سبھی شرابوں کو حلال و طاهر کہتا ہے اسے جائز و حلال و طاهر

ہانے کے لئے سرکہ میں بدلنے کی ضرورت ہی حنفی مذہب میں نہیں مگر انگریز شراب کو بھی سرکہ بنا کر نیز مختلف جیلوں نے حنفی مذہب میں حلال و طاهر قرار دے لیا گیا ہے (عام کتب احناف)

سونے چاندی کے برتن بیچنے میں کمی بیشی (تیر ہواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے :-

”غیر مقلدین کے نزدیک سونے چاندی کے زیور میں سود نہیں جس طرح بیچے خریدے کی زیادتی ہر طرح جائز ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۱ بحوالہ دلیل الطالب ص ۵۷۵)

ہم کہتے ہیں کہ جس سلفی کتاب کے حوالہ سے دونوں تقلید پرست فرقوں نے مذہب اہل حدیث پر افتراء پردازی و بہتان تراشی اپنی عادت کے مطابق کی ہے اس سلفی کتاب یعنی دلیل الطالب للعلما البھویالی القنوجی میں اس موضوع پر طویل بحث میں بطور فیصلہ کہا گیا ہے کہ :-

”و باقی نیست مگر این قول کہ بیعش بے جنس و با جنس جائز نیست“ یعنی سونے چاندی کو کسی بھی شکل میں تقاض اور کمی بیشی کے ساتھ بیچنا خریدنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ مصنف دلیل الطالب نے سونے چاندی کے بنے ہوئے برتنوں کی مطلقاً تجارت و بیع و شرا نیز خرید و فروخت کو ناجائز قرار دیا ہے (دلیل الطالب ص ۵۷۵-۵۷۶)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ دونوں فرقوں کی محولہ سلفی کتاب میں اس کے خلاف بات لکھی ہوئی ہے جو ان دونوں نے اس سلفی کتاب کے حوالہ سے پوری جماعت اہل حدیث کی طرف اپنے تقلیدی مزاج اور مقلدانہ مقاصد کے تحت منسوب کی ہے کیوں نہ ہو امام ابو حنیفہ کا ارشاد ہے کہ میرے تلامذہ میری نہ کھی ہوئی باتیں میری طرف منسوب کردہ کتابوں میں بکثرت لکھ دیا کرتے ہیں۔ جس قوم کا تقلیدی مذہب امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کندوبہ باتوں پر قائم ہو اس سے بعید نہیں کہ وہ کیا کیا جھوٹے الزامات اہل حدیث پر لگائے۔ استغفر اللہ و اعوذ باللہ۔

غیر مقلدین کے یہاں منی پاک ہے (چودھواں مسئلہ)

بریلوی مفتی اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہیں کہ :-

”غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے“ (غیر مقلدوں کے قریب منی ۶۱ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۱۵ وکتب بالا)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ اور فرقہ دیوبندیہ کے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا :-
 ”وهو (ای المنی) ظاهر فی أشهر الروایتین“ یعنی ہمارے مذہب میں مشہور ترین روایت کے مطابق منی پاک ہے۔ (غیۃ الطالبین مترجم ص ۷۰)

اور حنبلی مذہب کی کتاب الانصاف فی معرفۃ الرائج من الخلاف میں صراحت ہے کہ
 ”وَمِنِ الْأَكْمَرِ طَاهِرٌ هَذَا الْمَذْهَبُ مُطْلَقًا وَعَلَيْهِ جَمَاهِرُ الْأَصْحَابِ الخ“ یعنی حنبلی مذہب میں سطلقاً آدمی کی منی ظاہر ہے اور جمہور اصحاب کا یہی مذہب ہے (الانصاف فی معرفۃ الرائج من الخلاف ج ۱ ص ۳۴۰-۳۴۱)
 امام نووی نے کہا :-

”وذهب كثير الى ان المنى ظاهر روى ذلك عن علي بن ابي طالب وسعد بن ابي وقاص وابن عمر وعائشة وداود واحمد في اصح الروایتین وهو منذهب الشافعی واصحاب الحدیث“
 یعنی بہت سارے اہل علم منی کو ظاہر کہتے ہیں حضرت علی مرتضیٰ وسعد بن ابی وقاص وابن عمر وعائشہ جیسے صحابہ سے یہی مروی ہے اور امام داؤد ظاہری کا یہی مسلک ہے امام احمد کی صحیح ترین روایت یہی ہے کہ منی پاک ہے امام شافعی واہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ منی پاک ہے (شرح مسلم للنووی باب حکم المنی ج ۱ ص ۱۴۰ والمجموع للنووی ابواب الطہارۃ)

بعض علمائے اہل حدیث طہارت منی کے قائل ہیں اور ان کے اختیار کردہ موقف کی موافقت خلیفہ راشد علی مرتضیٰ اور متعدد صحابہ و تابعین وائمہ دین کئے ہوئے ہیں انہوں نے اپنی ذاتی تحقیق سے اسی موقف کو صحیح سمجھا ہے لیکن امام شوکانی ونواب صدیق حسن اور متعدد محقق سلفی علماء نجاست منی ہی کے قائل ہیں (نیل الاوطار ج ۱ ص ۶۷ و تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ۱ ص ۱۱۳-۱۱۵ ومرعۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الطہارہ ج ۲ ص ۱۹۶ وغایۃ المقصود ج ۱) دریں صورت فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا علی الاطلاق اسے غیر مقلدوں کا مذہب قرار دینا محض تہلیل پرستی والی تلبیس کاری و کذب بیانی ہے پھر جو مسئلہ صحابہ سے لیکر فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کی ولادت سے پہلے اہل علم کے یہاں مختلف فیہ رہا اس میں اپنی تحقیق کے مطابق اسلاف کے کسی

(۳۱۰)

بھی منوقت کو اختیار کرنے والوں کو نئے مذہب کی طرف دعوت دینے والا قرار دینا جبکہ اسے
مذہب کی دعوت قرار دینے والے بذات خود چودھویں صدی میں پیدا ہوئے کون سا ریت ہے ؟
ہم بھی اس مسئلہ میں امام شوکانی و عام محقق سنی علماء سے متفق ہیں کہ منی ناپاک و نجس ہے۔

زوال سے پہلے نماز جمعہ (پندرہواں مسئلہ)

نمبر ۱۵ کے تحت بریلوی مفتی نے بحوالہ فرقہ دیوبندیہ کہا :-

"غیر مقلدین کے نزدیک زوال ہونے سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے" (غیر

مقلدین کے فریب میں ۶۱ بحوالہ بدور الاصلہ ص ۷۱)

ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں تقلید پرست فرقوں کے پیران عیر شیخ جیلانی نے یہ صراحت

کر رکھی ہے کہ :-

"وَدَوَّقْتُهَا قَبْلَ الزَّوَالِ فِي الْوَقْتِ الَّذِي تَقَامُ فِيهِ صَلَاةُ الْعِيدِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي السَّاعَةِ

الْخَامِسَةِ"

یعنی نماز جمعہ کا وقت وہی ہے جو نماز عید کا وقت ہے یعنی زوال سے بہت پہلے سورج

طلوع ہو کر روشن ہونے کے وقت یعنی گرمی میں چھ بجے سے لے کر سوا بارہ بجے تک اور ہلکے

بعض اصحاب نے کہا کہ نماز جمعہ کا وقت ساعت خامسہ ہے یعنی دس گیارہ بجے دن (فتیۃ

الطالین مترجم مطبوع رفیق عام لاہور ۱۳۴۸ھ فصل ولما صلوة الجمعة ص ۸۸۷) شیخ جیلانی نے

نماز جمعہ کا وقت وہی بتلایا ہے جو نماز عید کا ہے اور نماز عید کا وقت یہ بتلایا ہے :-

"وَأَوَّلُ وَقْتِهَا إِذَا رَفَعَتِ الشَّمْسُ وَأَخْرَجَهَا إِذَا زَالَتْ" یعنی نماز عید کا اول وقت آفتاب

روشن ہونے کے وقت سے لے کر زوال تک ہے (فتیۃ الطالین فصل ولما صلوة العیدین

ص ۸۸۸)

ناظرین کرام سلف کے خلاف محاذ آرائی پر متفق ان دونوں تقلید پرست فرقوں سے

پوچھیں کہ تمہارے پیران عیر شیخ جیلانی تہمدی ولادت سے کئی صدی پہلے یہ کیا فرما چکے ہیں ؟

صرف یہی نہیں بلکہ حنبلی مذہب کی معروف و مشہور کتاب الاضاف میں صراحت ہے کہ :-

"أَوَّلُ وَقْتِ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ الْعِيدِ هَذَا الْمَنْعَبُ وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ الْأَصْحَابِ قَالَ الْحَرْمِيُّ يَجُوزُ

قَبْلَهَا فِي السَّاعَةِ السَّادِسَةِ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ وَأَحْتَارَ ابْنُ أَبِي مُوسَى فَعَلَهَا فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ
وَذَكَرَ ابْنُ عُيَيْنٍ عَنْ قَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِنَا يُجَوِّزُ فَعَلَهَا بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَقَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ
أَبِي مُوسَى بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ "بِعَيْنِ إِمَامِ أَهْلِ كَاذِبٍ يَدْعُو بِهَذَا قَوْلِهِ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ
نَمَازُ عِيدٍ كَاوَقْتِ هِيَ لَوْرُ عَرَقِي نَعْنِي كَمَا كَرَأْتِ كَاوَقْتِ عِيدِهِ بَعْدَ هَذَا شُرُوعِ هُوَ جَاتَا هِي لَوْرُ
حَنَبَلِي الْمَذْهَبِ لَوُكُورِي كِي إِيكِي جَمَاعَتِ كَا كَمَا هِي كَرَأْتِ كَاوَقْتِ صَادِقِ طُلُوعِ هُونَعِي كَرَأْتِ
لَوْرُ سَوْرَجِ نَعْنِي سَعِي پَئِلَعِي دَرَمِيَانِي وَوَقْتِ مِي هِي لَوْرُ إِبْنِ أَبِي مُوسَى نَعْنِي كَمَا كَرَأْتِ نَمَازِ فَجْرِ پَرَاهِ كَرَأْتِ
نَمَازِ جَمْعِ پَرَاهِي جَاتِي (مَطْلَعُ الْإِنصَافِ فِي مَعْرِفَةِ الرَّاغِبِ ج ۲ ص ۳۷۵-۳۷۶)

تاخرين كرام اسے غور سے پڑھیں جس میں صراحت ہے کہ فرقہ بریلویہ دو بوندیہ کے
عالم وجود میں آنے سے صدیوں پہلے بت سارے لوگوں کا یہ موقف تھا کہ طلع فجر کے بعد
سورج نکلنے سے پہلے ہی نماز جمعہ پڑھنے کا وقت شروع ہو جاتا ہے چہ جائیکہ زوال سے پہلے کیا یہ
ساری باتیں غیر مقلدوں کے پوشیدہ راز ہیں جبکہ دونوں تقلیدی فرقوں کی تولید سے پہلے لکھی
گئی نہایت مروج و متداول مشہور و معروف و معتبر کتابوں میں مرقوم و مشتمل ہیں اور یہ کتابیں
زمانہ دراز سے پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ؟

معتقد اللہ محمد شین ناقل ہیں کہ :-

"حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ نَائِبِ بْنِ الْحِجَّاحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَيِّدَانَ السُّلَمِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ أَبِي بَكْرٍ مَعَ عُمَرَ فَكَانَتْ قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ الْحَدِيثِ "بِعَيْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَيِّدَانَ السُّلَمِيِّ صَحَابِي نَعْنِي
كَمَا كَرَأْتِ مِي نَعْنِي خَلِيفَةُ رَاشِدِ أَبُو بَكْرٍ صَدِيقِ وَوَمَرُ فَارُوقِ كَرَأْتِ سَاوَهُ دَوَّهَرِ هُونَعِي سَعِي پَئِلَعِي نَمَازِ جَمْعِ
پَرَاهِ كَرَأْتِ كَرَأْتِ حَاصِلِ كَرَأْتِ - (الْبَحْثُ الرِّبَاطِيُّ ج ۱ ص ۳۰-۳۱، وَمَنْعُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ج ۲ ص ۱۰۷
وَسُنَنِ دَارِ قُطْنِي ج ۱ ص ۱۶۹ وَوَهَارِي كِتَابِ إِسْلَامِ مِي نَمَازِ جَمْعِ كَامِ ص ۳۷۳ ۳۷۴) ذَكَوَرَهُ بِأَلَا
حَدِيثِ سَعِي وَاشْرَحَ طَوْرَ پَرَأْتِ هُوَ تَا هِي كَرَأْتِ دَوْنُو خَلْفَائِ رَاشِدِيْنِ أَبُو بَكْرٍ صَدِيقِ وَوَمَرُ فَارُوقِ
زَوَالِ سَعِي پَئِلَعِي بَلَكَه دَوَّهَرِ سَعِي پَئِلَعِي نَمَازِ جَمْعِ پَرَاهِ كَرَأْتِ هُوَ جَاوَا كَرَأْتِ تَحِي -

یہ بات بت واضح ہے کہ خلفائے راشدین ایسا محض سنت نبویہ کی متابعت میں کرتے
تھے نیز خلفائے راشدین کے اہل علم کا علم نصوص کتاب و سنت میں بکثرت دیا گیا ہے اور خلفائے
راشدین کا تعامل اجداد صحابہ کا ہم معنی ہے کیونکہ اس تعامل خلفائے راشدین پر کسی صحابی کی

کتیر نہیں بلکہ تائید و تصویب ثابت ہے دونوں خلفائے راشدین بلکہ تیسرے خلیفہ راشد عثمان بن عفان کے ساتھ بھی زوال سے پہلے نماز جمعہ پڑھنے والے عبد اللہ بن سیدان سلمی بذات خود صحابی ہیں۔ حافظ ابن شاپین و ابن سعد نے کہا: " ذکر و انہ راى النبی ﷺ " یعنی اہل علم کا کہنا ہے کہ موصوف عبد اللہ بن سیدان نے آپ کو دیکھا ہے نیز یہ کہ امام ابن حبان کی کتاب المنتقات کے طبقہ صحابہ میں موصوف عبد اللہ بن سیدان کا ذکر موجود ہے۔ (اصابہ ج ۱ ص ۳۲۳ نیز ملاحظہ ہو ہماری کتاب اسلام میں نماز جمعہ کا حکم ص ۴۳-۴۴) یہ معلوم ہے کہ صحابی کی شہادت بحث و نظر سے بالاتر ہے ہر صحابی اللہ ہے اس لئے موصوف عبد اللہ بن سیدان پر اگر کسی نے کسی قسم کی تخریج کی ہے تو وہ کالعدم ہے اور درحقیقت کسی نے ان پر تخریج کی بھی نہیں بعض نے موصوف کو مجہول کہا اور توثیق کے بالمقابل مجہول کہنا بے معنی ہے۔

اور عبد اللہ بن سیدان تک کی سند بالکل صحیح ہے۔

چوتھے خلیفہ راشد علی مرتضیٰ اور حنفی مذہب کے فقہی مورث کے جانے والے حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور امیر معاویہ زوال کے پہلے چاشت کے وقت نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے جس کی تفصیل ہماری کتاب کتاب الجمعہ میں ہے۔

یہ مختصر سی تحقیق فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے مزعومات کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔ متعدد احادیث صحیحہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ خود ہمارے نبی ﷺ سے پہلے نماز جمعہ بسا اوقات پڑھ لیا کرتے تھے۔ (اسلام میں نماز جمعہ کا حکم ص ۴۰-۴۱ ص ۴۶)

جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا

(سولہواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلیدی بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-

"غیر مقلدین کے نزدیک جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے"

(غیر مقلدین کے فریب میں ۶۱ بحوالہ بدور الاحمد ص ۲۵۶ و دلیل الطالب ص ۲۲۲-۲۲۵)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ و فرقہ دیوبندیہ مل کر یہ بتلائے کہ انگوٹھی و انگشتری زیور ہے یا نہیں؟ دونوں تقلید پرست فرقوں کو یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ انگوٹھی و انگشتری بلا شک

زیور ہے اور یہ معلوم ہے کہ دونوں تقلید پرست فرقوں کے تقلیدی مذہب میں چاندی کی انگوٹھی پہننے کو مردوں اور لڑکوں کے لئے جائز و مباح و حلال کہا گیا ہے جیسا کہ تمام کتب فقہ حنفیہ میں صراحت ہے ، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دونوں تقلید فرتے بذات خود مردوں اور لڑکوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی و انگشتری والا زیور پہننے کے جواز کا فتویٰ دیئے ہوئے ہیں ، اس کے باوجود بھی ان دونوں فرقوں کا اہل حدیث کے موقف مذکور پر رد و قدح ایک عجوبہ ہے اب یہ دونوں تقلیدی فرتے یہ بتلائیں کہ انگوٹھی و انگشتری کی طرح کے بعض دوسرے چھوٹے چھوٹے چاندی والے جو زیور عورتوں کے مخصوص شعار والے زیور نہ ہوں ان کا مردوں اور لڑکوں کے لئے پہننا کس دلیل شرعی کی بنا پر جائز نہیں ہے جبکہ ارشاد نبوی ہے کہ "ولکن الفضة فالعبرابہا" اے لوگو! تم سونے کے زیور ہرگز نہ پہنو کیونکہ وہ تم پر حرام ہیں لیکن چاہو تو چاندی کے زیور پہن کر ان سے اپنے دل بسلاؤ ، یہ حدیث متعدد قوی و معتبر سندوں سے مروی ہے جس پر ہم نے اپنی کتاب "الختام" میں بحث کی ہے (نیز ملاحظہ ہو فتاویٰ نذیریہ کتاب الزینہ) صحیح بخاری میں منقول ہے کہ :-

"وكان سيف الزبير على بفضة وكان سيف عروة على بفضة" "یعنی عشرہ مبشرہ میں سے مشہور صحابی حضرت زبیر بن عوام اور ان کے صاحب زادے عروہ کی تلواریں چاندی کے زیور سے آراستہ تھیں" (صحیح البخاری کتاب المغازی مع فتح الباری حدیث نمبر ۷۳۹۷ ج ۷ ص ۲۹۹) فرقہ بریلویہ اور فرقہ دیوبندیہ مذکورہ بالا حدیث اور اس کی ہم معنی احادیث کی بابت کیا کہتا ہے ؟

قصدا چھوڑی ہوئی نماز کی قضا (ستر ہواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
 "غیر مقلدین کے نزدیک اگر کرئی قصدا نماز چھوڑ دے پھر اس کی قضا کرے تو قضا سے کچھ فائدہ نہیں وہ نماز اس کی مقبول نہیں اور نہ اس کی قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے وہ ہمیشہ گنہ گار رہے گا" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۰ بحوالہ دلیل الطالب ص ۳۵۰)
 ہم کہتے ہیں کہ حافظ ابن حزم نے اس موضوع پر المحلی میں طویل تحقیقی بحث کر

کے بتلایا ہے کہ متعدد صحابہ و تابعین بشمول خلیفہ راشد عمر بن خطاب و ابن مسعود عمرا چھوڑی ہوئی نماز کی قضا کرنے کے قائل نہیں تھے نیز یہ کہ ان صحابہ کے اس موقف کے خلاف کسی صحابی کا کوئی قول نہیں اور نہ کوئی نص ہے پھر بعض خلفائے راشدین و صحابہ کے ایسے موقف سے انحراف کیونکر جائز ہوا جس سے کسی صحابی کا اختلاف ثابت نہیں اور فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا یہ کہنا کہ ایسا آدمی ہمیشہ گنہگار رہے گا کذب محض ہے کیونکہ ان دونوں فرقوں کی محولہ سلفی کتاب و دلیل الطالبا نیز دوسری متعدد کتابوں خصوصاً المحلی لابن حزم میں ہے کہ ایسے آدمی کو صدق دل سے توبہ و استغفار اور نیکیاں کرنا چاہیے تاکہ اس گناہ کا کفارہ ہو۔ یہ مسئلہ بھی علمائے اہل حدیث کے یہاں اختلافی ہے کسی ایک موقف کو علی الاطلاق تمام اہل حدیثوں کا موقف قرار دینا غلط ہے۔

جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا نجس (اٹھارہواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ کے مفتی مذکور اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہیں :-
 ”غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب پاک ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب
 ص ۶۱ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۱۳)

ہم کہتے ہیں کہ اس کی تفصیل گذری کہ حنفی مذہب میں ایک قول کے مطابق بہت سے حرام جانوروں کے پیشاب و پائخانہ پاک ہیں اور حلال جانوروں کے پیشاب پاک تو خیر ہیں ہی ان کا پینا کھانا بھی حلال ہے۔ اہل حدیث علماء میں سے اکثر صرف حلال جانوروں کا پیشاب پاک مانتے ہیں اور حرام جانوروں کا ناپاک۔ صرف بعض اہل حدیث علماء بعض حرام جانوروں کا پیشاب بھی اسی طرح پاک مانتے ہیں جیسا کہ بعض حنفی علماء و ائمہ و دریں صورت تمام اہل حدیثوں کا یہ موقف قرار دینا اور انہیں مطعون کرنا اور اپنے حنفی مذہب کو مطعون نہ کرنا بریلویہ و دیوبندیہ کا عجوبہ ہے۔

دریائی جانور حلال ہیں (انیسواں مسئلہ)

بریلوی مفتی اپنے تقلیدی بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہیں کہ :-
 ”غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال ہیں مگر طائی“

(غیر مقلدوں کے فریب میں ۶۱ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۳۳۳ و عرف الہادی ص ۲۴۷)
ہم کہتے ہیں کہ اہل حدیث مذہب میں مردہ جانور مطلقاً حلال ہے جس پر دریائی و آبی
جانور ہونے کی تعریف صحیح معنوں میں صادق آئے اور وہ طبعی طور پر انسان کے لئے معزز نہ ہو
نہ زہریلا ہو وہ جانور خواہ طائی ہو یا غیر طائی ----- طائی اس جانور کو
کہتے ہیں جو سر کر پانی میں لوپر تیر رہا ہو۔ دونوں تقلیدی فرقوں نے طائی کو مستثنیٰ کرنے والی
جو بات اہل حدیث مذہب کی طرف منسوب کی ہے وہ محض جھوٹ ہے کیونکہ جن سلفی کتابوں
کے حوالہ سے ان دونوں فرقوں نے مذکورہ بات کہی ہے ان میں وضاحت کے ساتھ صراحت ہے
کہ جن جانوروں کا بحری و دریائی ہونا متحقق ہو وہ طائی سمیت سب حلال ہیں۔ بس اسی اختصار پر
ہم اکتفاء کرتے ہیں تفصیل مطولات میں ہے۔

سونے چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنے کا مسئلہ

(بیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
"غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کا برتن استعمال کرنا جائز ہے" (غیر مقلدوں
کے فریب میں ۶۱ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۲۵۴)

ہم کہتے ہیں کہ دونوں تقلید پرست فرقے مذہب اہل حدیث پر افتراء پردازی و بہتان
تراشی پر متفق ہو گئے ہیں، ورنہ جس سلفی کتاب بدور الاحلہ کی طرف دونوں فرقوں نے یہ بات
منسوب کی ہے اس میں صراحت ہے کہ :-

"وَأَمَّا اسْتِعْمَالُ آيَةِ النَّهْبِ وَالْفِضَّةِ فَهِيَ تَوَالِدُ دَانِتٍ كَمَا أَنَّ حُلَّ اسْتِجَابَةِ كَرِيمِهِ
هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا" وَقَوْلُهُ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ مِنَ الطَّيِّبَاتِ
مِنَ الرِّزْقِ "افادہ آں می کند پس منقول نہ شود، ازیں اصل مدلول علیہ بعموم کتاب اللہ العزیز
مگر ہاں چیز کہ دلیل صحیحہش خاص کند و دلیل دریں جا خاص نہ کردہ مگر اکل و شرب در
آوندہائے زر و سیم و وحلی ذهب را بر رجال الخ"

یعنی سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال دونوں قرآنی آیتوں کے مطابق اصلاً حلال

ہونا چاہئے کیونکہ دونوں آیات کے عموم سے یہی مستفاد ہوتا ہے اور اس اصل سے وہی چیز مستثنیٰ اور مخصوص مانی جاسکتی ہے جس کا مخصوص دستثنیٰ ہونا صحیح دلیل سے ثابت ہو اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کو دوسری شرعی دلیل نے حرام کیا ہے نیز مردوں پر سونے کے زیور کا استعمال بھی لہذا سونے و چاندی کے برتنوں کا کھانے پینے کے لئے استعمال کرنا مطلقاً حرام ہے حتیٰ کہ جن غیر سونے و چاندی کے برتنوں پر سونے و چاندی کا پانی چڑھا ہو ان کا استعمال کرنا بھی حرام و ممنوع ہے " (بدور الاحلہ ص ۳۵۳ و ۳۵۴ و متعدد کتب نواب صاحب) ناظرین کرام دیکھ رہیں کہ جس سلفی کتاب کے حوالہ سے دونوں تقلید پرست فرقوں نے مذہب اہل حدیث پر افتراء پردازی کی ہے اس کی اسی عبارت میں دونوں فرقوں کی تکذیب و پردہ دری موجود ہے جسے دونوں فرقوں نے اپنے مقلدانہ مقصد کے لئے ناجائز طور پر استعمال کیا ہے۔

بدور الاحلہ کے مصنف نے تو یہاں تک صراحت کی ہے کہ سونے چاندی کے برتنوں کی تجارت اور خرید و فروخت بھی مطلقاً حرام ہے جیسا کہ مسئلہ نمبر ۱۳ میں گذرا، مگر ان دونوں تقلید پرست فرقوں کے ولی نعمت انگریزوں نے انہیں اہل حدیث کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کرنے کے لئے کچھ زیادہ ہی ادھار کھلا دیا ہے جس کے سبب یہ دونوں فرقے روز اول سے اسی کاروبار میں مصروف ہیں۔

جس عورت سے آدمی نے زنا کیا ہو وہ اسی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں (اکیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
 "غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اسی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۱ بحوالہ عرف الجاوی ص ۱۱۳)

ہم کہتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے تقلیدی بھائی فرقہ شافعیہ کا مسلک ہے اور یہ معلوم ہے کہ فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ چاروں تقلیدی مذاہب میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو فرض قرار دیئے ہوئے ہیں اور ہر ایک کو حق بھی کہتے ہیں اس لئے اس بریلوی اور

دیوبندی اصول سے دونوں مدعیان تقلیدی فرقوں کے ذکر کردہ مسئلہ مذکورہ کا حق و صحیح ہونا لازم آیا اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ اپنے حق و صحیح قرار دیئے ہوئے مسئلہ پر ان دونوں تقلید پرست فرقوں نے رد و قدح کر رکھی ہے یعنی کہ دونوں نے خود اپنے اوپر رد و قدح کر رکھی ہے۔۔۔ اس سے قطع نظر حنفی مذہب میں کسی آدمی کی وہی لڑکی اپنی زنا سے پیدا ہونے والی لڑکی قرار پاتی ہے جس کی کنواراں ماں سے آدمی کنوارا پن و بکارت کی حالت میں زنا کرے حتیٰ کہ وہ عورت اپنے ساتھ زنا کرنے والے مرد کے نطفہ سے حاملہ ہو جائے وہ آدمی اپنے سے حاملہ ہونے والی اس عورت کو اس وقت تک اپنے پاس روکے رکھے اور اسے کہیں آنے جانے نہ دے جب تک کہ اسے بچہ پیدا نہ ہو جائے اور پیدا ہونے والا یہ بچہ لڑکی ہو بس یہی لڑکی اس کی اپنی لڑکی اپنے زنا سے پیدا ہونے والی حنفی مذہب کے نزدیک ہے چنانچہ فقہ حنفی میں صراحت ہے کہ :-

"بِأَنَّ زَنِي فَاَمْسَكَهَا حَتَّىٰ وَلَدَتْ اِذْ هِيَ بِنْتُهُ لَفَةً وَلَا يَتَّصِرُ كَوْنُهَا بِنْتُهُ مِنَ الزَّوْنِ اِلَّا بِذَلِكَ" (فتح القدیر شرح ہدایہ وحاشیہ کنز الدقائق مجتہبائی ص ۸۹ بحوالہ رد الاکاذیب لمالیہ ص ۱۸۳) مذکورہ بالا وصف کے بغیر کسی لڑکی کا حنفی مذہب کی تصریح کے مطابق زانی کے زنا والی لڑکی ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان امور سے قطع نظر ہم کہتے ہیں کہ پہلے ناظرین کرام تقلید شکن اور بدعت شکن سلفی کتاب حقیقۃ الفقہ کی یہ حقیقت بیانی ملاحظہ کریں کہ :-

"حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ جس بیوی سے مرد کم عمری میں صحبت کر چکا ہو پھر اسے طلاق دے دے تو اس کی بیٹی سے اس مرد کا نکاح درست ہے" (حقیقۃ الفقہ حصہ اول مسئلہ نمبر ۷۳۳ ص ۱۶۶ بحوالہ در مختار ج ۲ ص ۱۴)

اس بدعت شکن سلفی کتاب میں اگرچہ یہ بات صرف ایک حنفی کتاب در مختار کے حوالہ سے کسی جگہ ہے مگر یہ بات عام حنفی کتابوں میں مرقوم ہے اور حنفی مذہب میں یہ صراحت بھی ہے کہ :-

"مَنْ مَسَّ امْرَأَةً بِشَهْوَةٍ حَرَمَتْ عَلَيْهِ اَسْمَاءُ وَابْنَتُهَا" یعنی جس مرد کو جو عورت شہوت سے چھو دے اس عورت کی ماں اور بیٹی کے ساتھ اس مرد کا نکاح حرام ہے۔ (بہلیہ مع فتح القدیر کتاب النکاح مطبوع نول کشور لکھنؤ ج ۲ ص ۲۳ دعام کتب احناف)

یہاں سوال یہ ہے کہ شوہر نے اپنی جس منکوحہ بیوی سے کم عمری یا زیادہ عمری میں صحبت کیا اس منکوحہ بیوی اور عورت کا اس کے اپنے شوہر سے شہوت کے ساتھ مساس یعنی

چھونے والا معاملہ ضرور بالضرور ہو اور میں صورت اس مرد کے ساتھ اس عورت کی بیٹی کا نکاح حنفی اصول سے نیز شرعی اصول سے بھی حرام و ناجائز ہوا اس کے باوجود اس مرد اور اس کی منکوحہ و موطوہ (دہلی کردہ عورت) کی بیٹی کے ساتھ فرقہ بریلویہ دو دیوبندیہ کے تقلیدی مذہب کا نکاح حلال قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ یعنی کہ حنفی مذہب آدمی کو اپنی سوتیلی بیٹی کے ساتھ جو شریعت کی نظر میں حقیقی سوتیلی بیٹی ہے نکاح کرنے کی اجازت دینے ہوئے ہے حالانکہ یہ نکاح حنفی اصول سے بھی حرام ہے۔

اب ذرا حنفی مذہب کا یہ فتویٰ بھی ملاحظہ ہو :-

”عورت کے ساتھ اغلام (بچھے و دہلی کرنے) سے حرمت نہیں آتی“ حقیقۃ الفقہ

مسئلہ نمبر ۳۳۶ حصہ اول ص ۱۶۶ بحوالہ درمختار ج ۲ ص ۱۳۱ دعوام گیری ج ۲ ص ۱۶

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حنفی مذہب کا فتویٰ یہ ہے کہ آدمی نے جس عورت کے ساتھ لواطت و اغلام بازی کی ہے اس کی بیٹی اور پوتی و نواسی اور ماں دلداری سب سے نکاح کر سکتا ہے یہاں سوال یہ ہے کہ جن مرد و عورت کے درمیان اغلام بازی ہوئی ان میں شہوت کے ساتھ ایک دوسرے کو چھونا لازمی طور پر پایا گیا پھر بھی حنفی مذہب فتویٰ دیتا ہے کہ مرد اپنی لواطت والی عورت کی بیٹی، پوتی، نواسی اور ماں سے نکاح کر سکتا ہے، نیز وہ عورت بھی اپنے ساتھ اغلام بازی کرنے والے مرد کے بیٹے، پوتے اور باپ دادا سے نکاح کر سکتی ہے۔

فرقہ دو دیوبندیہ کے تقلیدی مذہب کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ :-

علیٰ هذا الخلاف مسہ امرأۃ بشہوۃ ونظر الی فرجہا ونظرہا الی ذکرہ عن شہوۃ ” یعنی

جس مرد نے شہوت کے ساتھ کسی عورت کو چھو دیا یا محض اس عورت کی شرم گاہ کو شہوت کے ساتھ دیکھ لیا تو اس عورت کی بیٹی اور ماں کے ساتھ اس مرد کا نکاح حرام ہے۔ (ہدایہ مع فتح

القدیر ج ۲ ص ۱۶ دعوام کتب احکام)

اب ناظرین کرام بدعت شکیں سلفی کتاب حقیقۃ الفقہ کی یہ حقیقت بیانی ملاحظہ کریں :-

”حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ زوج کو بوقت صحبت شوہر نے شیبہ (جس کا کنوارا پن باقی نہ

رہ گیا ہو) پایا، شوہر کے دریافت کرنے پر عورت نے کہا کہ تیرے ہاپ نے ازالہ کیا ہے یعنی کہ تیرے ہاپ نے میرے ساتھ زنا کر کے میرا کنوارا پن زائل کیا ہے تو اگر مرد تصدیق نہ کرے

تو نکاح قائم ہے۔“ (حقیقتہ الفقہ حصہ اول مسئلہ نمبر ۴۳۱ ص ۱۶۵ بحوالہ درمختار ج ۲ ص ۱۳) اس بدعت دشمن سلفی کتاب کو شائع ہوئے پچھتر سال گذر گئے مگر فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کا متحدہ محاذ اس سلفی کتاب کی اس حقیقت بیانی پر دم بخود ہے۔ اسے دم مارنے اور جواب دینے کا حوصلہ نہیں۔ حقیقتہ الفقہ میں اگرچہ یہ حنفی فتویٰ صرف ایک کتاب درمختار کے حوالہ سے منقول ہے مگر درحقیقت یہ حنفی فتویٰ عام کتب احناف میں موجود ہے جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی زنا کردہ عورت کو اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ اس حنفی فتویٰ سے معلوم ہوا کہ اگر مذکورہ عورت کا شوہر عورت کے اس دعویٰ کو تسلیم نہ کرے کہ اس کا کنوارا پن اس کے باپ نے زائل کیا ہے تو حنفی فتویٰ دعویٰ مذکورہ کو تسلیم کرنے کی صورت میں مختلف ہو جائے گا مگر حنفی مذہب نے خلیفہ وقت ہارون رشید کو یہ فتویٰ بھی دیا تھا کہ لوٹری یہ دعویٰ کرے کہ فلاں آدمی کے باپ نے میرے ساتھ وطی کی ہے تو وہ آدمی اس لوٹری کی بات صحیح ہی تسلیم نہ کرے پھر اس لوٹری کے ساتھ وطی و جماع سب کچھ کرنا دونوں کے درمیان حلال ہے اس مسئلہ کی تحقیقی تفصیل ہماری کتاب اللمحات میں موجود ہے۔ دو عورتوں مردوں کے درمیان شہوت سے چھونے والا معاملہ واقع ہونے پر بلکہ صرف شرم گاہ دیکھ لینے پر حتیٰ کہ براہ راست نہیں صرف آئینہ میں دیکھ لینے کی بنا پر حرمت حنفی مذہب میں قائم ہو جاتی ہے تو ناظرین کرام یہ حنفی فتویٰ بھی ملاحظہ کرتے چلیں :-

”حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ جس عورت سے آدمی نے وطی کی اس وطی کے نتیجے میں عورت کی شرمگاہ چھٹ کر مقعد سے مل گئی تو اس عورت کی ماں اس مرد پر حرام نہیں ہوتی (حقیقتہ الفقہ حصہ اول مسئلہ نمبر ۴۳۲ بحوالہ عالمگیری ج ۲ ص ۱۳) مردہ عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے اس کی ماں حرام نہیں ہوتی (حقیقتہ الفقہ حصہ اول مسئلہ نمبر ۴۴۳ ص ۱۶۵ بحوالہ عالمگیری ج ۲ ص ۱۶) نیز سات آٹھ سال کی لڑکی سے مرد نے جماع کیا تو اس لڑکی کی ماں مرد پر حرام نہ ہوگی (حقیقتہ الفقہ حصہ اول نمبر ۴۳۸ ص ۱۶۶ بحوالہ عالمگیری ج ۲ ص ۱۵) اس طرح کے بہت سارے فتویٰ فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے تقلیدی مذہب میں ہیں ہم بنظر اختصار اسی پر اکتفاء کرتے ہیں ناظرین کرام دیکھیں کہ کیا مذکورہ تمام صورتوں میں اور ان کے علاوہ بہت ساری غیر مذکورہ صورتوں میں شہوت کے ساتھ چھونا پایا جانے کے باوجود حنفی

مذہب حرمت واقع ہونے کا قائل نہیں خواہ بحالت نکاح ایسا ہوا ہو یا بلا نکاح پھر دونوں تقلیدی فرقوں نے جس سلفی فتویٰ کے خلاف یہ محاذ آرائی کر رکھی ہے وہ فتویٰ ان دونوں فرقوں کے تسلیم کردہ مذہب شافعی وغیرہ کا بھی فتویٰ ہے جس کو خود حنفی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ حنفی مذہب میں قرآن مجید کا مقام رکھنے والی فقہی کتاب ہدایہ میں ہے کہ :-

"مَنْ زَانَا بِامْرَأَةٍ حُرِّمَتْ عَلَيْهُِ امَهَا وَبَنَاتُهَا وَقَالَ الشَّافِعِيُّ الرَّزَّازُ لَا يُوْجِبُ حُرْمَةَ الْمَصَاهِرَةِ رِاحٌ"

"یعنی جس آدمی نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا اس کے لئے اس عورت کی ماں اور بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح اس عورت کے لئے اس مرد کے لڑکے اور باپ سے نکاح کرنا حرام ہے مگر ہمارے اس حنفی موقف سے امام شافعی نے اختلاف کیا ہے وہ زنا سے حرمت مصاہرت واقع نہیں مانتے (ہدایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۲۱-۲۲ وعام کتب احناف)

اس نکاح کی حرمت پر کوئی شرعی دلیل حنفی مذہب کے پاس نہیں بلکہ دلائل اس کے خلاف ہیں جس کی تحقیق وتفصیل کا یہ موقع نہیں ہے تو حنفی مذہب نے دلیل وجہت و مذہب ودین بنا لیا ہے پھر اپنے ہی اختیار کردہ موقف کی بہت ساری جگہوں پر مخالفت کی اور حرام کو حلال سے بدل دیا مگر جس نکاح کی حرمت منصوص ہے اسے اس تقلیدی مذہب نے حلال قرار دے لیا حتیٰ کہ کسی چال باز زنا کار فاسق عورت یا اسی طرح کے فاسق و فاجر مرد نے جھوٹا جعلی مقدمہ قائم کر کے دعویٰ کر دیا کہ فلاں عورت یا مرد سے میرا نکاح ہوا ہے تو دونوں کا بخوشی باہم میاں پیوی کی طرح رہنا بہت حلال و مباح ہے (حقیقتہ الفقہ حصہ اول نمبر ۲۵۱ و ۲۵۲ بحوالہ کتب احناف و صحیح البخاری کتاب النکاح و کتاب الجلیل) اسلامی معاشرہ میں فساد پیدا کرنے والے ان تقلیدی فتویٰ و مسائل کے حامل لوگ اپنے ان فتویٰ و مسائل پر نصوص شرعیہ کو پیش نظر رکھ کر شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں غور کریں۔

جن مروجہ نکاح حلالہ کو فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ حلال و مباح و صحیح کہتے ہیں اسے شریعت اسلامیہ ملعون و حرام کہتی ہے اور خلفائے راشدین اس ملعون و مردود نکاح کو باطل قرار دے کر قابل تعزیر جرم کہتے ہیں اور یہی دیوبندی و بریلوی فرقے ایک وقت کی تین طلاقیوں کو شریعت کے ایک رجعی طلاق قرار دیئے ہوئے حکم کے خلاف عدت کے اندر رجوع اور عدت گزرنے پر تجدید نکاح کی اجازت نہ دے کر لوگوں کو اس ملعون و مردود و باطل نکاح حلالہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں کیا یہ عجوبہ نہیں ہے ؟

غیر شادی شدہ آدمی کے لئے مشیت زنی وغیرہ کے ذریعہ

منی خارج کرنے کا جواز (بائیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
 ”غیر مقلدوں کے نزدیک مشیت زنی کرنی یا اور کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص
 کے لئے مباح ہے جس کے بیوی نہ ہو اور اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو واجب و مستحب
 ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۲ بحوالہ عرف الجادی ص ۲۱۳)

ہم کہتے ہیں کہ یہ حنفی مذہب کا فتویٰ ہے جس کی تقلید فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ نے اپنے اوپر
 فرض کر رکھا ہے۔ چنانچہ دونوں تقلید پرست فرقوں کی معتبر کتاب رد مختار میں صراحت ہے کہ :-
 ”وَيَجِبُ (الِاسْتِمْنَاءُ بِالْيَدِ) لَوْ خَافَ الزَّانِي أَنْ قَالَ وَقَدَّمْنَا عَنِ الْمَعْرَاجِ فِي بَابِ
 مُفْسِدَاتِ الصُّومِ يُجُوزُ أَنْ يَسْتَمْنِيَ بِيَدِهِ زَوْجَتَهُ أَوْ خَادِمَتَهُ وَانظُرْ مَا كَتَبْنَا هُنَا“ یعنی خوف زنا کی
 صورت میں مشیت زنی و جلق کر کے منی خارج کر دینا واجب ہے اور ہم حنفی کتاب معراج کے
 حوالہ سے باب مفسدات الصوم میں بیان کر آئے ہیں کہ اپنی بیوی اور خادمہ کے ہاتھوں سے
 مشیت زنی و جلق کر کے منی خارج کرنا جائز ہے۔ (ملاحظہ ہو رد مختار کتاب الی و مطلب فی حکم
 اللواطتہ ج ۳ ص ۱۵۶)

معلوم ہوا کہ فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ نے اپنے فتویٰ و مسلک کو اہل حدیث پر تھوپ دیا
 ہے اور ان کے حنفی فتویٰ کو انفرادی طور پر مصنف عرف الجادی نے جو نقل کر دیا تو اسے پوری
 جماعت اہل حدیث کا فتویٰ بتلا دیا۔

اہل حدیث کا مسلک اس معاملہ میں اس آیت قرآنیہ کے مطابق ہے کہ :-

”فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ“ (پ ۱۸ سورۃ المؤمنون : ۷) یعنی جو

لوگ اپنی بیویوں اور لوٹھی کے ساتھ وطنی و جماع کے علاوہ کسی اور طریق سے قضائے شہوت
 کریں وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

اس آیت سے نیز متعدد آیات سے اور احادیث نبویہ سے بذریعہ مشیت زنی وغیرہ
 اخراج منی کا ممنوع و حرام ہونا ثابت ہوتا ہے جسے شریعت کے بتلائے ہوئے طریق کے مطابق

بیوی ولوغی حاصل نہ ہو وہ جنسی معاملہ میں غلط روی سے بچاؤ کے لئے صرف وہی تدابیر اختیار کرنے کا مجاز ہے جو شریعت نے بتلائی ہوں مثلاً روزہ رکھنا یہاں تک کہ سکون حاصل ہو نیز اپنے اندر تقویٰ و خوف خدا اس حد تک بیدار رکھنا جو غلط روی سے باز رکھے۔

ایک گھر کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کافی ہے

(تیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلیدی بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ:-

"غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی بکری کی قربانی بہت سے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں" (غیر مقلدین کے فریب میں ۶۲ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۳۴۱)

ہم کہتے ہیں کہ مصنف بدور الاحلہ نے مذکورہ سلفی موقف پر مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:- "قَالَ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ كَانَ الرَّجُلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يَضْحِكُ الشَّاةَ عَنْهُ وَعَنِ أَهْلِ بَيْتِهِ فَمَا كَلُونُ وَيَطْعَمُونَ حَتَّى تَبَاهَى النَّاسُ الْحَدِيثُ" یعنی میزبان رسول اللہ ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری نے کہا کہ عہد نبوی میں ایک آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں سب کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتا تھا۔ پھر بعد والوں میں اس طریق نبوی سے انحراف آگیا اور فخر و مباہات کے طور پر کچھ لوگ عہد نبوی والے طریق کے خلاف من مانی زیادہ قربانی کرنے لگے " (مالاحظہ ہو بدور الاحلہ ص ۳۴۱ بحوالہ جامع ترمذی وغیرہ۔ نیز موطا مالک مع مصنف ج ۲ ص ۱۸۰ و موطا مالک طبع بیروت ج ۴ حدیث نمبر ۱۱۴ ص ۳۵۵-۳۵۶)

خلاف نبوی والے طریق کے خلاف لوگوں میں انحراف ظاہر ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری متوفی ۵۰ھ کے اواخر عمر میں خلافت راشدہ کا زمانہ ختم ہونے کے بعد آیا اس سلسلے میں تفصیل گزر چکی ہے۔

قبر نبوی کے لئے سفر زیارت (چوبیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ:-

"غیر مقلدین کے نزدیک زیارت قبر نبوی کے لئے سفر کرنا ناجائز ہے" (غیر مقلدوں

کے فریب میں ۶۳ بحوالہ عرف الجلاوی ص ۲۵۷)

ہم کہتے ہیں کہ جس خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت و عقیدت و متابعت و پیروی اور آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ دونوں تقلید پرست فرقوں کا متحدہ حوالہ رکھتا ہے ان سے یہ متواتر المعنی فرمان مروی ہے کہ :-

"لَا تَشْهَدُوا الرَّحَالَ إِلَّا إِلَىٰ نِلاَئِفِ مَسَاجِدِ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَىٰ وَمَسْجِدِي هَذَا" یعنی تین مسجدوں مسجد حرام، مسجد نبوی و مسجد بیت الاقدس کے علاوہ کسی جگہ کی زیارت کے لئے سفر مت کرو۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم و جامع ترمذی و ابن ماجہ و عام کتب حدیث)

مذکورہ بالا حدیث نبوی کے خلاف نیز اس طرح کی متعدد احادیث نبویہ کے خلاف بہت سارے موقف دنا بہ رکھنے والے یہ دونوں تقلید پرست فرقے اپنے کو کس منہ سے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں۔ اس موضوع پر سلفی علماء کی بہت ساری کتابوں میں اکاذیب دیوبندیہ و بریلویہ کی پیغیہ دردی کر دی گئی ہے ناظرین کرام ان کی طرف رجوع کریں۔

مذکورہ بالا نص شرعی پر عمل کرنے کے باعث اہل حدیث کے خلاف جارحیت والا بمتدعانہ موقف اختیار کرنے والے دونوں تقلید پرست فرقے عورتوں کو اپنے محلّہ و قریہ بلکہ کسی بھی مسجد میں نیز عید گاہ میں جا کر جماعت کے ساتھ بیچ گانہ فرض نمازیں اور نماز عیدین باجماعت پڑھنے سے بڑی شدت سے منع کرتے اور اسے ناجائز بتلاتے ہیں (مالاحظہ ہو بریلوی کتاب بہار شریعت حصہ سوم ص ۹۷-۹۸ و بہشتی زیور و عام کتب دیوبندیہ و بریلویہ) حالانکہ عہد نبوی و عہد خلفائے راشدین نیز قرون اولیٰ میں عورتوں کے لئے کسی روک ٹوک کے بغیر شریعت کی طرف سے نماز جمعہ و نماز پنجگانہ و نماز عیدین کے لئے مسجدوں میں جا کر مردوں کے پیچھے صف لگا کر جماعت نماز پڑھنے کی نہ صرف اجازت تھی بلکہ ایسا کرنے سے عورتوں پر بندش لگانے سے شریعت نے پوری تاکید کے ساتھ ممانعت کی تھی (عام کتب حدیث میں متواتر المعنی احادیث نبویہ اس سلسلے میں موجود ہیں) اس کے باوجود حکم نبوی و فرمان شرعی سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے محلّے و قریہ کی مسجدوں کی زیارت مذکورہ سے دونوں تقلیدی فرقوں نے عورتوں پر بندش لگا رکھی ہے نیز مسجد نبوی میں عہد نبوی و عہد صحابہ میں مردوں کے ساتھ

عورتوں کا نماز جنازہ پڑھنا متواتر المعنی حدیثوں سے ثابت ہے (صحیح مسلم ص ۱ شرح نووی طبع ہندی ج ۱ ص ۳۱۲ - ۳۱۳ و عام کتب حدیث) اس کے باوجود دونوں تقلیدی فرقے مسجد نبوی اور غیر مسجد نبوی میں نہ مردوں کو اگر نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز بتلاتے ہیں بلکہ منع کرتے ہیں نہ عورتوں ہی کو اس کی اجازت دیتے ہیں ظاہر ہے کہ مردوں کو جب اس کی اجازت دونوں تقلیدی مذہب میں نہیں تو عورتوں کو کیونکر ہو سکتی ہے؟ عورتوں کو اپنے قریہ و محلہ کی زیارت کر کے نماز پڑھنے سے نیز مردوں اور عورتوں سبھی کو قریہ و محلہ کی عام مسجدوں کی زیارت کر کے ان میں نماز جنازہ پڑھنے اور عید گاہ کی زیارت کر کے نماز عید سے عورتوں کو منع کرنے والے دونوں تقلیدی فرقوں کا مذکورہ سلفی موقف پر طعن اور رد و قدح کرنا جب کہ حدیث: ی ہی کی متابعت میں یہ سلفی موقف اختیار کیا گیا ہے ایک عجوبہ ہے۔

نصوص شرعیہ کے خلاف یہ تقلیدی موقف رکھنے والے دونوں تقلیدی فرقے عورتوں کو اپنے محلہ و قریہ کی قبروں کی زیارت سے منع کرتے ہیں قبر پرست قبوری شریعت والے فرقہ بریلویہ کا فتویٰ ہے کہ :-

”کسی بھی قبر کی زیارت سے عورتوں کو مطلقاً منع کیا جائے کہ اپنی قبر کی زیارت میں توجز و فزع باعث ممانعت ہے اور صالحین کی قبور پر تعظیم میں حد سے گز جائیں گی یا بے ادبی کریں گی (ماحصل از بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۳۲ بحوالہ فتاویٰ رضویہ)

عورتوں کو اپنے محلہ و قریہ کی قبروں کی زیارت نیز کہیں بھی صالحین کی قبر کی زیارت کے لئے جانے سے منع کرنے اور اسے ناجائز بتلانے والے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ سے ناظرین کرام پوچھیں کہ تم نے زیارت قبور سے ممانعت والا اپنا یہ موقف کیوں اختیار کیا؟ اگر تمہارا اختیار کردہ یہ موقف تمہاری نظر میں درست و صحیح ہے تو تینوں مسجدوں کے علاوہ دیگر جگہوں مثلاً قبروں کی زیارت کے لئے عبادت کے طور پر رخت سبز باندھنے سے شرعی ممانعت والے حکم شریعت پر سلفی مذہب کا عمل و فتویٰ تمہاری نظر میں کیوں نشان طعن و تفتیح بنا ہوا ہے؟

مذکورہ بالا فتویٰ بریلوی اعلیٰ حضرت کے باوجود ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ بریلی میں واقع بریلوی اعلیٰ حضرت کی قبر نیز بہت ساری دوسری قبروں کی زیارت کے لئے آنے والی عورتوں کا زبردست ہجوم ہوتا اور مردوں کے ساتھ ان کا اختلاط ہوتا ہے حتیٰ کہ عام قبروں کی زیارت کے

لئے بھی بریلوی و دیوبندی عورتیں بکثرت آتی ہیں خصوصاً شب برات میں۔
 نجاست گرنے سے پانی نجس ہونے کا مسئلہ (چھبیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلیدی بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
 ”غیر مقلدین کے نزدیک نجاست گرنے سے کوئی پانی ناپاک نہیں ہوتا پانی تھوڑا ہو یا
 بہت نجاست پانچخانہ و پیشاب ہو یا اور کوئی۔ ہاں رنگ و بو و مزہ ظاہر ہو تو ناپاک ہو جاتا ہے“
 (غیر مقلدوں کے فریب میں ۶۲ بحوالہ عرف الجاوی ص ۹)

ہم کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان لیا م قدیم سے مختلف فیہ معرکتہ الآراء چلا
 آ رہا ہے اور اپنی تحقیق کے مطابق مختلف اہل علم نے مختلف موقف اختیار کیا ہے۔ مذکورہ بالا
 موقف بعض سلفی علماء نے اختیار کیا ہے مثلاً مصنف عرف الجاوی اور ان سے پہلے والے بہت
 سارے اسلاف نے بھی ایسا ہی کیا ہے لیکن اسے دونوں تقلیدی فرقوں کا علی الاطلاق اہل
 حدیثوں کا موقف قرار دینا بددیانتی ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح ترین موقف یہ ہے کہ دو قلم
 (مشکہ) پانی کو آب کثیر قرار دیا جائے جس سے کم میں تھوڑی نجاست پڑے تو پانی نجس ہو جائے
 گا حدیث نبوی میں اسی کی صراحت ہے البتہ دو قلم یا اس سے زیادہ پانی میں نجاست کا رنگ و بو یا
 مزہ ظاہر ہونے پر پانی نجس ہوگا مگر حنفی موقف دلیل شرعی سے بالکل خالی ہے جس کی تفصیل
 المحلی لابن حزم و البکار المنن و مرعاة الفاتیح وغیرہ میں ہے۔ ہم تطویل سے بچنے کے لئے
 اسی اشارہ پر اکتفا کر رہے ہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک ناپاک بدن کے ساتھ پڑھی ہوئی
 نماز باطل نہیں ہوتی (چھبیسواں مسئلہ)

بریلوی مفتی اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہیں کہ :-
 ”غیر مقلدین کے نزدیک اگر نمازی ناپاک بدن سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل
 نہیں ہوتی اور وہ گنہ گار ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب میں ۶۲ بحوالہ بدور الاحاطہ ص ۳۸)
 ہم کہتے ہیں کہ حنفی مذہب کا یہ فتویٰ اسی کتاب میں گذر چکا ہے کہ عدہ یا مردہ جانور اور

کم عمر لڑکی کے ساتھ جماع اور وہی کرنے سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل جنابت لازم آتا ہے نیز یہ کہ باکرہ لڑکی کے ساتھ جماع کرنے پر اگر پردہ بکارت زائل نہ ہو تو نہ وضو ٹوٹے نہ غسل لازم آئے یعنی کہ اس طرح کے جماع دوہلی کے بعد بھی بلا وضو غسل آدمی کا نماز پڑھنا حنفی مذہب میں جائز ہے اور اس کی نماز صحیح ہوتی ہے باطل نہیں ہوتی نیز اس طرح کے بہت سارے دوسرے فتاویٰ بھی حنفی مذہب میں موجود ہیں حالانکہ از روئے تحقیق اس طرح کی باتوں سے آدمی جنبی یعنی بالکل ناپاک ہو جاتا ہے باقاعدہ غسل کے بغیر پاک نہیں ہو سکتا اس کا وضو برقرار رہتا بہت دور کی بات ہے جس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ حالت جنابت میں اور بلا وضو حنفی مذہب میں نماز پڑھنی جائز ہے کیونکہ یہ صورتیں دراصل آدمی کو جنبی بنا دیتی ہیں۔ نیز یہ بھی گذرا کہ حنفی مذہب میں خنزیر (سور) نجس العین نہیں اور اس کی مدبوغ کھال میں بلوس ہو کر حنفی مذہب میں پڑھی ہوئی نماز جائز ہے حالانکہ خنزیر کی کھال از روئے تحقیق مدبوغ ہو یا غیر مدبوغ نجس اور ناپاک ہے مگر اس ناپاک چیز میں بلوس ہو کر آدمی سرپا نجس و ناپاک ہو جائے اسی طرح مدبوغ کتے کی مدبوغ کھال نیز غیر مدبوغ کتے کی کھال میں بلوس ہو کر بھی ناپاک ہو جائے تو حنفی مذہب اس ناپاک آدمی کی پڑھی ہوئی نماز کو جائز و صحیح مانتا ہے اور ایسا کرنے والوں کو گنہ گار بھی نہیں کہتا نیز ساڑھے تین ماہ سے لیکر ساڑھے چار ماہ تک آدمی و حرام جانوروں کا پیساب و پانخانہ و خون و شراب و غیرہ میں لوث دلت پتہ ہو کر پڑھی ہوئی نماز بھی حنفی مذہب میں صحیح و جائز ہے۔ (عام کتب احناف)

اس کے برعکس دونوں تقلید پرست فرقوں نے اپنے مصطلح غیر مقلدین پر مذکورہ بالا جو اتمام ایک سلفی کتب بدور الاحلہ کے حوالہ سے لکھا ہے اس کے محولہ صفحہ یعنی صفحہ ۳۸ پر جو صراحت موجود ہے اس سے ان دونوں تقلید پرست فرقوں کے اکاذیب و تلبیسات کا بھید واضح طور پر دکھتا ہے۔ ناظرین کرام بدور الاحلہ ص ۳۸ کی مندرجہ ذیل صراحت ملاحظہ فرمائیں :-

”ہم چونکہ وضو شرط نماز است و عدش تاثیرے در عدم نماز دارد پس نماز جزو بوضو صحیح نگرود الی ان قال پس طہارت بدن از حدشین شرط صحت نماز است تا بوجود دلیل مفید شرط است ولما طہارتش از نجاست پس اگر دلیلنے دلالت کند بران کہ برید نفس نجاست است نمازش نیست یا نماز نجس المہدن مقبول نمی شود یا نجس نجس المہدن از قربت یافتہ شود و این نجس دال

بر تمام مرادف بطلان بود استدلال بر شرطت صحیح باشد والا فلا دریں جا دلیلے بر مدعا موجود نیست " یعنی جو چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں ان کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوگی بلکہ باطل ہوگی مثلاً جنابت اور ٹوٹے ہوئے وضو والے نپاک آدمی کی پڑھی ہوئی نماز صحیح نہیں ہوگی البتہ بدن پر پیشاب و پانچخانہ جیسی نجاست والی چیز کے لگے ہونے کی صورت میں پڑھی ہوئی نماز کے غیر صحیح و باطل ہونے پر اگر کوئی دلیل شرعی موجود ہو تو اس دلیل شرعی کی بنیاد پر ایسے آدمی کی پڑھی ہوئی نماز بھی صحیح نہیں ہوگی مگر اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اٹخ۔

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ دونوں تقلیدی فرقوں نے بدور الاحلہ نامی سلفی کتاب کی طرف جو بات منسوب کی ہے اس کے خلاف اس کتاب میں صراحت موجود ہے اور بتلایا گیا ہے کہ بے وضو اور جنابت سے بے غسل ہونے کی بنا پر نجس ہو جانے والے بدن کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز صحیح نہیں ہوگی بلکہ باطل ہوگی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان دونوں تقلید پرست فرقوں نے کسی استنباط کے بغیر علی الاطلاق تمام غیر مقلدین کا جو مذہب اپنی زیر نظر عبارت میں بتلایا ہے وہ افتراء اور کذب خالص و سفید جموٹ ہے البتہ یہ دونوں فرقے ضرور آدمی کے نجس ہونے کی بہت ساری صورتوں میں نماز کو صحیح مانتے ہیں اور بدور الاحلہ میں وضو و غسل کے علاوہ بدن پر لگی ہوئی جس نجاست کو مشروط طور پر صحت نماز میں غیر مانع کہا گیا ہے اسے خود حقیقی مذہب بھی معنوی طور پر کسی نہ کسی حد تک تسلیم کئے ہوئے ہے جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے البتہ بدور الاحلہ والی اس بات کو علی الاطلاق تمام اہل حدیثوں کا مذہب قرار دینے میں دونوں تقلیدی فرقوں نے تلبیس و کذب بیانی سے کام لیا ہے کیونکہ یہ مصنف بدور الاحلہ اور ان جیسے بعض لوگوں کی انفرادی رائے ہے جس سے بھی اہل حدیث متفق نہیں۔

لیکن حقیقی مذہب کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو کہ آدمی کی پیشاب گاہ (ذکر) روبر پر زیادہ نجاست بھی لگی ہو تو نماز جائز ہے (حقیقۃ الفقہ نمبر ۳۲۶ ص ۱۵۹ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۵۹) نمازی جنہی آدمی یا منہ بندھا کتا لیکر نماز پڑھے تو جائز ہے۔ (حقیقۃ الفقہ نمبر ۳۲۷ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۱۸۷) نمازی کی پیٹھ پر کتا بیٹھ جائے ^{عالمی} ^{عالمی} سے لعاب نہ لگے تو جائز ہے (حقیقۃ الفقہ نمبر ۳۲۸ ص ۱۵۹ بحوالہ بہشتی زیور ص ۳۳) اس طرح کے سیکڑوں حقیقی فتویٰ ہیں۔

غیر مقلدوں کے یہاں خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(ستائیسواں مسئلہ)

بریلوی مفتی نے فرقہ دیوبندیہ کے حوالہ سے لکھا :-

” غیر مقلدین کے نزدیک بدن سے کتنا ہی خون نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا “ (غیر

مقلدوں کے فریب ص ۶۴ بحوالہ دستور المتقی)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ اور فرقہ دیوبندیہ کی تولید و تخلیق اور دونوں کے ظہور پذیر ہونے سے سیکڑوں سال پہلے حنفی مذہب کے ترجمان اور امام علامہ بدر الدین عینی ناقل ہیں کہ :-

” عن حابر بن عبد الله ان النبي ﷺ كان في غزوة ذات الرقاع فرمى رجل بسهم فترفه

الدم فرقع وسجد ومضى في صلوته فبلغ ذلك رسول الله ﷺ فدعا لهما ولم يامرهما بالوضوء ولا

بإعادة الصلاة “ یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری صحابی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ غزوة

ذات الرقاع میں تھے کہ نماز پڑھ رہے ایک صحابی کو ایک تیر لگا جس سے بہت زیادہ خون فوارہ

بار کر نکلنے لگا پھر بھی صحابی مذکور نے اپنی نماز جاری رکھی انہوں نے رکوع و سجود کر کے اپنی نماز

پوری کی اس کی خبر آپ کو ہوئی تو آپ نے صحابی موصوف اور ان کے ساتھی کے لئے دعائے

خیر کی اور انہیں نہ پھر سے وضو کرنے کا آپ نے حکم دیا نہ نماز دہرانے کا۔ (ہنایہ شرح ہدایہ ج ۱

ص ۱۳۲ بحوالہ سنن ابی داؤد صحیح ابن حبان و سنن دارقطنی و بیہقی)

فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی ولادت سے کئی صدی پہلے حنفی امام کی نقل کردہ اس حدیث

سے واضح ہے کہ بہت زیادہ خون نکلنے کو بھی ہمارے رسول ﷺ نے ناقص وضو نہیں قرار دیا

جب نبوی اور پیروی سنت نبویہ کے دو عیدار ان دونوں تقلید پرست فرقوں کی چہرہ دستی

و جارحیت سنت نبویہ و فرمان نبویہ کے خلاف اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ اپنے ہی امام عینی کی

نقل کردہ حدیث نبوی سے مستفاد مسئلہ اختیار کرنے پر دونوں فرقے اہل حدیث کے خلاف

طوفان بد تمیزی کھڑا کئے ہوئے ہیں۔

تنبیہ

مذکورہ بالا اجمل حدیث میں اس کی صراحت نہیں کہ آپ کو صحابی مذکور کی یہ بات

معلوم ہوئی تو آپ نے وضو و نماز دہرانے کا حکم دیا مگر اس سے کوئی فرق نہیں رہتا کیونکہ اس حدیث میں اس کی صراحت ہے کہ آپ کو صحابی مذکور کی یہ بات معلوم ہوئی آپ نے ان کے لئے دعاء خیر کی مگر اس کی صراحت نہیں کہ آپ نے انہیں وضو و نماز دہرانے کا بھی حکم دیا اور اس موقع پر وضو و نماز دہرانے کا حکم آپ کی طرف سے نہ دیا جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ زیادہ خون نکلے یا کم وضو نہیں لوثا خصوصاً حنفی مذہب کے امام عینی کے نقل کردہ الفاظ تو اس موقف کی صریح دلیل ہیں۔

خلیفہ راشد عمر فاروق نے اس حال میں نماز پڑھی کہ ان کے جسم سے خون فوارہ مار کر نکل رہا تھا۔ (موطامام مالک باب العمل فیمن علیہ الدم من جرح او رعاف ج ۴، ۶۲)

فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ بتلائے کہ کیا خلیفہ راشد عمر فاروق بھی ان غیر مقلدوں میں سے تھے جو اپنے لئے مذہب کی طرف دعوت دینے کے لئے ایسا کرتے تھے؟

امام بخاری حسن بصری تابعی سے ناقل ہیں کہ مسلمان زخموں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے (صحیح بخاری باب من لم یبال وضوء الامن المخرجمین) اس سے لازم آتا ہے کہ بعض کے زخم سے خون بھی نکلتا ہوگا۔ اسی بناء پر امام بخاری نے اسے نقل بھی کیا اور ظاہر ہے کہ ایسا کرنے والے صحابہ و تابعین تھے اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بحالت جہاد نکلا ہوا خون ناپاک نہیں۔

غیر مقلدین کے یہاں سر منڈانا خلاف سنت اور علامت

خوارج ہے (اٹھائیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-

”غیر مقلدین کے نزدیک سر منڈانا خلاف سنت اور خارجیوں کی علامت ہے۔ (غیر

مقلدوں کے فریب ص ۶۲ بحوالہ البیان الرصوص ص ۱۶۹)

ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں تقلید پرست فرقوں کے پیران میر شیخ جیلانی فرماتے ہیں کہ :-

”سلف الراس فی عبء الحج والعمرة فمکروه فی احدی الروایتین عن الامام احمد الخ

یعنی حج و عمرہ و صرورت کے علاوہ دوسرے عام مواقع پر سر منڈانا ہمارے امام احمد سے منقول

دو اقوال میں سے ایک کے مطابق مکروہ ہے کیونکہ متعدد احادیث نبویہ و آثار صحابہ میں اس کی

ممانعت و مذمت آئی ہوئی ہے (غیۃ الطالبین ص ۴۳)

یہ معلوم ہے کہ حج و عمرہ کے علاوہ کسی اور موقع پر ہمارے رسول ﷺ کا سر منڈانا ثابت نہیں اس اعتبار سے سر منڈانا آپ کی فعلی و عملی سنت کے خلاف ہے البتہ اس سے لازم نہیں آتا کہ آپ کی اس عملی سنت کے خلاف غیر حج و عمرہ و ضرورت کے موقع پر سر منڈانا جائز و مباح بھی نہیں جن روایات میں آپ اور آپ کے صحابہ سے علی الاطلاق سر منڈانے کی ممانعت و مذمت منقول ہے انہیں عام اہل حدیث علماء نے صحیح و معتبر نہیں تسلیم کیا ہے اور صراحت کی ہے کہ غیر حج و عمرہ و ضرورت کے مواقع پر سر منڈانے سے ممانعت والی کوئی بھی شرعی دلیل نہیں ہے اس سلسلے میں وارد شدہ روایات غیر معتبر ہیں۔ (ما۔ ہ۔ ہو فتاویٰ نذیریہ و فتاویٰ ثنائیہ و عام کتب سلفیہ)

اس میں شک نہیں کہ بعض مواقع پر حج و عمرہ کے علاوہ آپ نے بعض لوگوں کا سر خود مونڈ دیا ہے مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ ضرورت کے بغیر ہی آپ نے ان کے سر مونڈے تھے پھر بھی علمائے اہل حدیث سر مونڈنے کے جواز کے قائل ہیں خواہ حج و عمرہ و ضرورت کے علاوہ دوسرے ہی مواقع کیوں نہ ہوں خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰؓ "سر منڈانے کا اہتمام کرتے تھے کیوں کہ ان کے بالوں کی ساخت کچھ ایسی تھی کہ منڈانے بغیر غسل میں بعض بالوں کی جڑوں تک پانی نہ پہنچ سکنے کا خطرہ و خوف تھا یعنی کہ علت مذکورہ کے باعث حضرت علی مرتضیٰؓ سر منڈایا کرتے تھے۔ سر منڈانے کو خوارج کی علامت احادیث متواترہ میں بیان کی گئی ہے کیا ان احادیث متواترہ سے فرقہ بریلویہ دیوبندیہ کو انکار ہے؟ خوارج کے سلسلے میں احادیث نبویہ کو اپنی تقلیدی فطرت سے مجبور ہو کر نہایت غلط طور پر دونوں تقلیدی فرقے اہل حدیث پر چسپاں کرنے کے عادی ہیں کیا جماعت اہل حدیث کے تمام افراد کا یہی شعہ ہے کہ وہ جماعتی پیمانے پر سب کے سب لوگ سر منڈاتے ہیں؟ علمائے اہل حدیث نے صراحت کر رکھی ہے کہ سر منڈانا علامات خوارج میں سے ہوتا اس بات کی ہرگز دلیل نہیں کہ جو آدمی بھی سر منڈانے ضرورۃً یا بلا ضرورت وہ ضرور خارجی ہے عام کتب سلفیہ میں یہ تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

لفظ اللہ کے ساتھ ذکر (اتمیسوال مسأ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے تامل ہے کہ :-

"غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۲ بحوالہ البنیان المرصوص ص ۱۷۳) ہم کہتے ہیں کہ دونوں تقلیدی فرقوں کی محولہ کتاب البنیان المرصوص کی اصل عبارت ملاحظہ ہو :-

"ذکر لفظ مفرد جلالہ چنانچہ بعض فقراء کی کنند سنت صحیحہ بر آں وارد نگشته بلکہ نقل و عقل وال است بر خلاف آں بنا بر عدم افادہ کلام و ذکر الہی بروجہے باند کہ جناب نبوت تعلیمش باید فرمودہ و بیضہ شائد کہ نشائش ازو۔ و آں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ است و آمدہ کہ این کلام افضل است بعد از قرآن پس سنت گذشتن و دست ببدعت زدن یعنی چہ و چون اللہ گفتن ماثور نیست ہو حق و نحو آں سرودن چہ قسم جائزی تواند شد ذکر بدون جملہ مفیدہ سهل باشد" یعنی بعض فقراء "اللہ" کے لفظ مفرد کے ساتھ اللہ اللہ کا ورد ذکر کرتے رہتے ہیں اس کا کوئی ثبوت سنت صحیحہ میں نہیں ہے بلکہ نقل و عقل اس طرح کے ورد و وظیفہ اور ذکر کے خلاف دلالت کر رہی ہے کیونکہ اس لفظ کا کوئی معنی و مفہوم نہیں نکلتا۔ اللہ کا ذکر اس طریق پر ہونا چاہئے جس کی تعلیم بارگاہ نبوت سے دی گئی ہو اور ایسے لفظ کے ساتھ ذکر الہی ہونا چاہئے جس کا پتہ و نشان آپ سے ثابت ہو۔ آپ سے ثابت ہونے والا افضل ترین ذکر کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" کا ورد ہے نیز حدیث نبوی میں وارد ہے کہ قرآن کے بعد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ افضل ترین کلام ہے دریں صورت سنت نبویہ والے اس ذکر کو چھوڑ کر جس کا ثبوت شریعت سے ہو اللہ اللہ کی رٹ لگا کر بدعت کا مرتکب ہوتا چہ معنی وارد اللہ والا وظیفہ نیز "ہو ہو" اور حق حق والا سنت سے ثابت نہیں پھر اس طرح کا وظیفہ، وظیفہ کی جائز قسموں میں سے کون سی قسم ہے کہ با معنی کلام کے بجائے غیر مفید المعنی لفظ کو بار بار رٹا اور پکھرا جائے۔ (البنیان المرصوص ص ۱۷۳)

اس کا حاصل یہ ہے کہ جس کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا افضل الذکر ہونا ثابت ہے یا جو ذکر الہی سنت صحیحہ سے ثابت ہے اسے چھوڑ کر غیر مفید المعنی لفظ والا وظیفہ پڑھنا جس کا کوئی ثبوت سنت سے نہیں ہے بدعت ہے مثلاً اللہ اللہ اور ہو ہو اور حق حق اور اس طرح کے الفاظ کا بار بار رٹنا۔ اس بدعت شکن سلفی عبارت میں جو بات کہی گئی ہے اس پر دونوں تقلید پرست فرقوں کا طعن و تشنیع کرنا اگر دونوں فرقتے فی الواقع فیصل درست مانتے ہیں تو وہ اگر دم رکھتے ہیں

تو اپنی پوری طاقت خرچ کر کے ثابت کر دکھائیں کہ کلمہ طیبہ " لا الہ الا اللہ " اور اس طرح کے دوسرے ثابت شدہ درد و وظیفہ کے برخلاف محض لفظ " اللہ " اور " هو " اور " حق " جیسے غیر مفید المعنی ذکر کا کرنا بدعت نہیں بلکہ ایسا کرنا نصوص کتاب و سنت و اجماع امت خیر القرون سے ثابت ہے ہمارا چیلنج ہے کہ دونوں تقلیدی فرقے تا قیامت اس کا ثبوت نصوص و اجماع خیر القرون سے نہ دے سکیں گے پھر ان پر اس سلفی کتاب کا یہ بہترین مشورہ بیوں گراں ہے کہ ثابت شدہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ اور اس جیسا وظیفہ ہی اختیار کرنا بہتر ہے اور غیر ثابت شدہ غیر مفید المعنی لفظ کا وظیفہ نامناسب ہے کیونکہ یہ بدعت ہے یعنی کہ نصوص اور خیر القرون سے ثابت نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ ان دونوں تقلیدی فرقہ والے سنت نبویہ سے ثابت ذکر و وظیفہ کو ترک کر کے غیر مفید المعنی و غیر ثابت وظیفہ کو مواظبت کے ساتھ اپنا شیوہ و شعار بنائے ہوئے ہیں کیا یہ بدعت پرستی نہیں ہے ؟

غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز تمام ستر چھپائے بغیر صحیح ہے (تیسواں مسئلہ)

بریلوی مفتی نے اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے نقل کیا ہے کہ :-
 "غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز بغیر تمام ستر چھپائے ہوئے صحیح ہے تھا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر کو چھپالے" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۲ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۳۹)

ہم کہتے ہیں کہ دونوں تقلید پرست فرقوں کی تکذیب کے لئے یہ "تا دینا کافی ہے کہ نہایت مشہور و معروف و متداول و درج سلفی کتاب مرعاة المفاتیح شرح لؤلؤ المصاحح میں صراحت ہے کہ :-

"وَأَعْلَمُ أَنَّ سِتْرَ الْعَوْرَةِ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الصَّلَاةِ وَإِنْ كَانَ فِي مَكَانٍ خَالٍ وَفِي غَيْرِ حَالَةٍ الصَّلَاةِ يَجِبُ سِتْرُهَا عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ مَنْ يَحْرُمُ نَظْرُهَا" یعنی یہ بات جانے رکھو کہ صحت نماز کے لئے ستر کا چھپا ہوا ہونا شرط ہے اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوگی اگرچہ تنہائی میں نماز پڑھے اور غیر

نماز کی حالت میں ستر کا چھپائے رکھنا ایسے لوگوں کی نظر سے واجب ہے جن کا دیکھنا حرام ہے۔
(ملاحظہ ہو مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب المستتر طبع رابع نشاط پریس ٹاڈرہ فیض
آباد ۱۹۹۲ ج ۲ ص ۶۹)

اسی قسم کی تصریحات عام سلفی کتابوں میں ہیں جن کا لازمی مطلب ہے کہ نمازی خواہ
مرد ہو خواہ عورت سب کو ستر چھپا کر نماز پڑھنا لازم ہے اور ستر چھپائے بغیر پڑھی ہوئی نماز صحیح
نہیں ہوگی بلکہ باطل و فاسد ہوگی۔ اس کلیہ سے ظاہر ہے کہ صرف معذور اور معذور کے ہم
معنی لوگ ہی مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ اس سلفی تصریح سے واضح طور پر دونوں تقلید پرست
فرتوں کا اہل حدیث پر لگایا ہوا اتہام کذب محض ثابت ہوا۔ البتہ اس شرط کی نفی کرنے والے
اس متواتر المعنی حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں مذکور ہے کہ قبیلہ جرہم کے امام عمرو بن
سلمہؓ برہنہ سرین نماز پڑھائی اور اسے دہرایا نہیں گیا (صحیح بخاری و متعدد کتب حدیث)
عورتوں کی بابت خاص طور سے عورتوں کے ستر سے متعلق حدیث ام سلمہؓ کی شرح

میں مرعاة میں کہا :-

" وَالرَّاجِحُ عِنْدِي مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْحَنَابِلَةُ مِنْ أَنَّ الْحُرَّةَ الْبَالِغَةَ كَلَّهَا عَوْرَةٌ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى
ظَلَمَهَا وَشَعَرَهَا إِلَّا وَجْهَهَا " یعنی میرے نزدیک حنابلہ کا مذہب راجح ہے کہ بالغہ آزاد خاتون کا
پورا جسم حتیٰ کہ ناخن و بال باشتاء چہرہ نماز کی حالت میں ستر ہے۔ (ملاحظہ ہو مرعاة المفاتیح
شرح مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر ۶۹ ج ۲ ص ۷۹ عام کتب سلفیہ) مذکورہ بالا سلفی
تصریحات کو اپنے اصطلاحی غیر مقلدین یعنی اہل حدیثوں کا مسئلہ و فتویٰ قرار دینے کے بجائے
بدور الاحولہ کے مصنف کی ذاتی اجتہادی رائے کو تمام اہل حدیثوں کا علی الاطلاق مذہب قرار دینا
فرقہ دیوبندیہ اور بریلویہ کی کون سی دیانت داری ہے؟ بعض حنفی اماموں کی بعض انفرادی ذاتی
رائے اور بات کو اگر علی الاطلاق تمام احناف کا مسلک قرار دیا جائے تو یہ دونوں تقلید پرست
فرقے آسمان سر پر اٹھالیں۔

نمازی کے کپڑوں کا پاک ہونا غیر مقلدوں کے نزدیک شرط

نہیں (اکتیواں مسئلہ)

بریلوی مفتی اپنے تھیدی بھائی سے ناقل ہیں کہ :-

”غیر مقلدوں کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کے واسطے پاک ہونا شرط نہیں اگر کسی نے ناپاک کپڑوں میں بغیر کسی عذر کے قصداً نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے“ (غیر مقلدین کے فریب ص ۶۳ بحوالہ دلیل الطالب ص ۲۶۴ و عرف الجادی ص ۳۲ و بدور الاحلہ ص ۳۹)

ہم کہتے ہیں کہ دونوں تقلید پرست فرقوں نے مذکورہ بالا بات تین سلفی کتابوں دلیل الطالب و عرف الجادی و بدور الاحلہ کے حوالہ سے لکھی ہے ان دونوں تقلید پرست فرقوں کی کذب بھائی و تلبیس کاری کا اندازہ کرنے کے لئے ہم بدور الاحلہ کی عبارت یہاں نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو :-

”ہر کہ جزو جامہ ناپاک نمی یابد نمازش دراں جامہ منتجنس بنا بر ضرورت عفو و اہون از عریاں گذار دن است و کیف کہ اکل میتہ نزد عدم وجود ساد رمق جائز است و بناء شریعت بر رعایت مصالح و دفع مفاسد و معادلہ میان شرور بودہ اگر چارہ از وقوع در یکے از امور بناشد ارجح یعنی جو آدمی ناپاک و نجس کپڑوں کے علاوہ دوسرے پاک کپڑے نہ پاسکتا ہو اس کے لئے برہنہ و ننگا ہو کر نماز پڑھنے کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کی بنیاد پر ناپاک و نجس کپڑوں ہی میں نماز پڑھ لینی چاہئے جس طرح بقدر ضرورت حلال و پاکیزہ غذا نہ ہونے کی صورت میں مردار کا کھا لینا جائز ہے شریعت کی بنیاد مصالح کی رعایت اور مفاسد کا خاتمہ اور شرور میں پڑے بغیر اگر چارہ کار نہ ہو تو معتدل ترین صورت اختیار کرنے پر ہے“ (ملاحظہ ہو بدور الاحلہ ص ۳۹)

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ دونوں تقلید پرست فرقوں نے اس سلفی کتابوں کی طرف جو بات منسوب کی ہے ان میں سے بدور الاحلہ کی عبارت واضح طور پر دونوں تقلید پرست فرقوں کی بھرپور تکذیب کرتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نمازی کے لئے دوران نماز کپڑوں کا پاک و طاہر ہونا ویسا ہی ضروری ہے جس طرح آدمی کے لئے طاہر و حلال غذا کھانے کا التزام ضروری ہے لیکن اگر نمازی کو کوئی ایسی مجبوری و معذوری پیش آگئی کہ اس کے پاس ناپاک و نجس کپڑوں کے علاوہ دوسرے پاک کپڑے ہیں ہی نہیں تو جس طرح مجبور وہے بس آدمی کے لئے مجبور کا کھانا جائز ہے اسی طرح ضرورت و مصلحتاً برہنہ ہو کر نماز پڑھنے کے بالمقابل ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنی جائز ہے۔ نیز مصنف بدور الاحلہ کی بعض دوسری عبارتوں سے دونوں

(۳۳۵)

تقلید پرست فرقوں نے اپنے مطلب کی باتیں نکال لی ہیں ان عبارتوں کا بہر حال وہ مطلب نہیں جو ان دونوں فرقوں نے اپنی عادت تلبیس کاری کے تحت نکالا ہے جس کا اندازہ ہر شخص بڑی آسانی کے ساتھ مذکورہ بالا تفصیل سے لگا سکتا ہے اگر کسی سلفی عالم نے خلاف نص کوئی بات کہی ہے تو وہ اس کی اپنی ذاتی رائے ہو سکتی ہے جماعت اہل حدیث کا مسلک نصوص کتاب و سنت ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ چھبیسویں مسئلہ کے تحت ہم بتلا آئے ہیں کہ فرقہ بریلویہ اور دیوبندیہ اپنے کو جس حنفی مذہب کا مقلد قرار دیتے ہیں اس کا فتویٰ ہے کہ خنزیر کی مدبوغ کھال میں ملبوس ہو کر اسی کے بنے ہوئے ڈول اور لوٹے میں رکھے ہوئے پانی سے وضو کر کے نیز مذبح کتے کی کھال میں بھی ملبوس ہو کر اور اس کی جائے نماز پر نماز پڑھنی جائز ہے اور کتے کو اپنے اوپر سوار کر کے نیز درندے جانوروں کی مدبوغ کھال میں بھی ملبوس ہو کر پڑھی ہوئی نماز حنفی مذہب میں جائز و صحیح ہے نیز غلیظ و خفیف نجاستوں کی خاصی مقدار میں جسم اور کپڑوں کو ملوث کر کے نماز پڑھنی بھی حنفی مذہب میں جائز و صحیح ہے اس طرح کی بت ساری باتیں حنفی مذہب میں موجود ہیں انہیں دونوں فرقوں کی جزوی موافقت کسی مسئلہ میں اپنی ذاتی و انفرادی رائے سے دلیل الطالب و عرف الجبادی و بدور الاحلہ کے مصنف نے کردی تو اسے دونوں فرقوں نے دھاندلی بازی کرتے ہوئے پوری جماعت اہل حدیث کا مذہب قرار دے لیا ہے مگر ان کی تکذیب کے لئے ہماری تحریر کافی ہے اور بنظر اختصار ہم تفصیل سے اعراض کر رہے ہیں۔

پانچجامہ و لنگی کا دوران نماز ٹخنہ سے نیچے آجانا ناقض وضو ہے (بتیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ فرقہ دیوبندیہ سے نازل ہے :-

”غیر مقلدین کے نزدیک ٹخنوں سے نیچا پانچجامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے“ (غیر

مقلدوں کے فریب ص ۶۳ بحوالہ دستور المتقی ۲۹)

ہم کہتے ہیں کہ جس سلفی کتاب دستور المتقی کے حوالہ سے دونوں فرقوں نے یہ بات

کہی ہے اس میں اور دوسری عام کتب سلفیہ میں یہ حدیث نبوی منقول ہے کہ :-

"بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّيُ مُسْبِلًا إِزَارَهُ إِذْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اذْهَبْ فَتَهُ شَأْنًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ أَمْرُهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَ عَنْهُ فَقَالَ اللَّهُ كَمَا كَانَ يُسَلِّيُ مُسْبِلًا إِزَارَهُ وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ" یعنی ایک آدمی اپنی لنگی ٹخنہ سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اسے رسول اللہ ﷺ نے دوران نماز ہی جبکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا یہ واضح حکم دیا کہ ہا کر پھر وضو کرو اور نماز پڑھو اسی طرح اس آدمی کے ساتھ تین مرتبہ ہوا آخری بار ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اسے بار بار وضو کرنے کا حکم دوران نماز کیوں دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص دوران نماز لنگی ٹخنہ سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اسی لئے میں نے اسے نماز چھوڑ کر وضو کرنے کا حکم دیا کہ ایسا کرنے والے کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والے کی نماز قبول نہیں کرتا۔ (سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۳۳ باب الاسہال فی الصلوٰۃ و کتاب اللباس و سنن نسائی کتاب الزینتہ و مجمع الزوائد بحوالہ مسند احمد و قال رجالہ رجال الصحیح ج ۵ ص ۱۲۵ و قال النووی فی ریاض الصالحین اسنادہ صحیح ، مشکوٰۃ مع مرعاۃ کتاب الصلوٰۃ باب الستر ج ۲ ص ۴۶۶ - ۴۷۷ و عام کتب شروح حدیث)

بظہرین کرام دیکھ رہے کہ حدیث نبوی میں نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ نماز کے دوران لنگی و پانچامہ ٹخنے کے نیچے لٹکنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر اس حدیث نبوی پر عمل کرنے کے جرم میں فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ اہل حدیث کی مذمت و تفتیح و تقبیح پر متفق ہیں کیا یہ احادیث نبویہ کے خلاف مقلدانہ محاذ آرائی نہیں ہے؟

نماز میں تقمہ لٹکنے سے وضو ٹوٹنے کا موقف کسی معتبر شرعی دلیل سے بغیر رکھنے والے دونوں تقلید پرست فرقے اگر مذکورہ اہل حدیث موقف کے خلاف تحریک چلانے میں سرگرم ہیں تو یہ عجوبہ ہے۔

رمضان میں بحالت روزہ قصدا کھانے پینے سے کفارہ کا مسئلہ

(تینتیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
 "رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی نے قصدا کھاپی لیا تو غیر مقلدوں کے نزدیک اس کے ذمہ کفارہ نہیں" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۳ بحوالہ دستور المنتقی ص ۱۰۳)

ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں تقلید پرست فرقوں یعنی دیوبندیوں اور بریلویوں کے مذہب میں یہ صراحت موجود ہے کہ :-

"عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ لَا يَجِبُ الْكُفَّارَةَ بِالْجَمَاعِ فِي الْمَوْضِعِ الْمَكْرُوهِ" یعنی امام ابو حنیفہ کا یہ فتویٰ اور مذہب ہے کہ روزہ دار آدمی اگر کسی مرد یا عورت کے ساتھ اغلام بازی کرے یعنی اس کے پیچھے والے مقام میں جماع اور وطی کرے تو اگرچہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، اس ٹوٹے ہوئے روزے کی اسے قضا کرنی لازم ہوگی مگر اس پر کفارہ نہیں لازم ہوگا۔ (ہدایہ مع شرح اردو عین الہدایہ مطبوع نول کشور کھنڈ ۱۸۹۶ء ج ۱ ص ۹۰۳ و مطبوع لاہور ۱۹۹۲ء ج ۱ ص ۱۱۳۵)

حنفی مذہب کی اس واضح تصریح سے معلوم ہوا کہ لواطت و اغلام بازی کرنے سے یعنی پانڈخانہ کے مقام میں جماع اور وطی کرنے سے اگرچہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی مگر کفارہ نہیں واجب ہوگا اور معلوم ہے کہ اغلام و لواطت معنوی طور پر وطی و جماع ہی کے ہم معنی حنفی مذہب میں بھی ہے اسی وجہ سے اغلام و لواطت کرنے والے پر غسل جنابت فرض ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو جیسا کہ تمام کتب حنیفہ میں صراحت ہے لیکن مذہب اپنے اصول و ضابطہ سے انحراف کر کے اغلام بازی و لواطت کرنے والے روزہ دار پر کفارہ لازم نہیں مانتا ناظرین کرام دیکھ رہے کہ جماع اور وطی سے بھی حنفی مذہب کفارہ روزہ کا قائل نہیں ہے مگر اسی حنفی مذہب کی تقلید کے دو عیار فرقہ بریلوی و دیوبندیہ اہل حدیث کے اس موقف و مسلک پر طنز و تخریب کر رہے ہیں کہ روزہ دار نے قصدا کھاپی کر روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ نہیں۔

نیز دونوں تقلیدی فرقوں کی کتب معتبرہ میں یہ صراحت ہے کہ :-

"وَلَوْ أَنْزَلَ بِقُبُلَةٍ أَوْ لَيْسَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ دُونَ الْكُفَّارَةِ" یعنی اگرچہ روزہ دار نے بوسہ لیکر یا چھو کر اور لس کر کے اپنا روزہ توڑ دیا تو اس روزہ دار کی قضا واجب ہوگی مگر ۲۱ پر کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہوگا (ملاحظہ ہو ہدایہ مع شرح عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱۵)

ناظرین کرام مذکورہ بالا حنفی فتویٰ و مسئلہ کا حال بھی دیکھ رہے ہیں دوامی جماع کے ذریعہ عملاً روزہ توڑنے والے پر بریلوی و دیوبندی مذہب کفارہ نہیں عائد کرتا صرف روزہ کی قضا واجب قرار دیتا ہے جن تقلید پرست فرقوں کا دین و ایمان اس طرح کا ہو وہ اگر زیر نظر سلفی موقف پر معترض ہوں اور طنز و استہزاء کریں تو بہت حیرت کی بات ہے۔

دونوں تقلیدی پرست فرقوں کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ :-

”باندی و غلام کا بوسہ لینے میں بھی یہی حکم ہے یعنی روزہ ٹوٹ جائے گا مگر کفارہ واجب نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر جانور کو شہوت کے ساتھ بوسہ لیا خصوصاً اس کی شرم گاہ کا بوسہ لیا تو جس نے بھی ایسا کیا مرد ہو یا عورت اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا جس کی قضا کرنی ہوگی مگر کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ مرد و عورت باہم ننگے ہو کر ایک دوسرے سے اپنی شرم گاہیں ملائیں یا دو مرد باہم ایسا کریں یا دو عورتیں ایسا کریں تو انزال ہونے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی مگر کفارہ نہیں واجب ہوگا۔ (ماحصل از ہدایہ مع عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۶-۷-۱۱: وعام کتب حنفیہ) صرف یہی نہیں بلکہ دونوں تقلیدی فرقوں کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ اگر روزہ دار نے عمداً و قصداً مکھی (مگس) کھالی اور حقہ و تمباکو اور بیڑی و سگریٹ پیا تو اگرچہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی مگر کفارہ نہیں لازم آئے گا (ماحصل از ہدایہ مع عین الہدایہ کتاب الصوم ج ۱ ص ۱۱۷-۱۱۸ وعام کتب احناف)

حتیٰ کہ دونوں تقلیدی فرقوں کا فتویٰ ہے کہ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ آدمی اگر خون کھا پی لے تو اس کا روزہ اگرچہ ٹوٹ جائے گا مگر کفارہ نہیں واجب ہوگا (ہدایہ مع عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۸ وعام کتب احناف) لیکن اگر آدمی نے اپنے محبوب کا تھوک نگل لیا تو روزہ دار کا روزہ ٹوٹ گیا اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے (عین الہدایہ بحوالہ محیط و فتح القدر شرح ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۸) حنفی مذہب میں خون ناپاک و نجس بھی ہے اور حرام و ممنوع بھی مگر اس ناپاک و نجس اور حرام و ممنوع چیز کو اگر روزہ دار کھاپی لے تو حنفی مذہب میں اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم و ضروری ہوگی مگر کفارہ لازم نہ ہوگا اس طرح کا فتویٰ دینے والے مذہب کے پیرو و مقلد اگر زیر نظر مسئلہ میں سلفی موقف پر رو و قدح کریں تو حیرت در حیرت ہے۔

دونوں تقلیدی فرقوں کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ روزہ دار نے اگر عمداً و قصداً تے کر کے روزہ توڑ دیا تو اس پر صرف توڑے ہوئے اس روزہ کی قضا واجب ہے مگر اس پر کفارہ لازم نہیں۔ (ہدایہ مع عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۲۱-۱۱۲۲ وعام کتب احناف)

دونوں تقلیدی فرقوں کا یہ بھی فتویٰ ہے کہ کوئی عورت اگر کسی سے اظلام و لواطت کرائے تو اس کا روزہ اگرچہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی مگر اس پر کفارہ نہیں لازم ہوگا ایسی صورت میں اگرچہ بعض معتزلی حنفیوں اور فقیہوں نے کفارہ بھی واجب بتلایا ہے مگر حنفی

(۳۳۹)

اصول کے مطابق صحیح بات یہ ہے کہ کفارہ لازم نہیں ، صرف روزہ کی قضا لازم ہوگی ۔ (ہدایہ مع عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ و عام کتب احناف)

ناظرین کرام ان دونوں تقلیدی فرقوں کا یہ سارا حال دیکھیں پھر سلفی مذہب کے خلاف ان کی جادھیت اور چہرہ دستی ورد و قدح کا طور و طریق ملاحظہ کریں ۔ نیز مندرجہ ذیل حنفی فتویٰ بھی ملاحظہ کریں :-

جلق یعنی مشت زنی کے ذریعہ روزہ دار نے اپنی منی خارج کی خواہ خود اپنے ہاتھ سے جلق (مشت زنی) کیا ہو یا کسی دوسرے سے مثلاً بیوی سے کرایا ہو تو ایک قول کے مطابق روزہ کا کفارہ نہیں بلکہ بقول حنفی امام ابو بکر اسکاف ایسا کرنا کار ثواب اور حنفی امام انزاری نے اسی قول اسکاف کو صحیح قرار دیا ہے (عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱۲)

دونوں تقلید پرست فرقوں کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ :-

"لَوْ جَامَعَ مُنْتَهً اَوْ بَهَيْمَةً فَلَا كَفَّارَةَ اَنْزَلَ اَوْ لَمْ يَنْزِلْ" یعنی اگر کسی مردہ عورت اور چوپایہ جانور کے ساتھ کسی نے جماع اور وطی کی تو اس پر کفارہ لازم نہیں انزال ہو یا نہ ہو (ہدایہ مع عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۲۵ و عام کتب احناف)

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ فرقہ بریلویہ نے کس قسم کے فتاویٰ و مسائل بیان کر رکھے ہیں ۔

جس بریلوی مذہب میں زندہ و مردہ جانور اور ہارکہ کم سن عورت نیز مردہ عورت کے ساتھ جماع کرنے پر نہ وضو واجب ہوتا ہے نہ غسل وہ اگر مذکورہ بالا قسم کے فتاویٰ دیتا ہے تو اپنے اصول و ضوابط کی عین پابندی میں ایسا کرتا ہے لیکن اس طرح کے فتاویٰ و مسائل والے لوگ اگر ایک طرف یہ ظاہر کریں کہ تصدق و عدا کھا پی کر روزہ توڑنے والے پر روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے تو نہایت حیرت انگیز بات ہے ۔

حنفی مذہب کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ انگور کا دانہ اگر چپائے بغیر یوں ہی صحیح و سالم نکل کر کھا گیا تو صحیح یہ ہے کہ نہ روزہ ٹوٹتا ہے نہ کفارہ لازم آتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ جب روزہ ہی نہیں ٹوٹے گا تو کفارہ لازم آنا بہت بعید سے بھی بعید تر ہے (عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۲۹ بحوالہ فتاویٰ الظہیر یہ) اگر انگور کے بڑے پتے اور ورق آدی کھا جائے تو اس کا روزہ وٹ جائے گا مگر کفارہ نہیں واجب ہے بلکہ تمام ہی درختوں کے پتوں کے کھانے کا یہی مسئلہ ہے (عین الہدایہ بحوالہ

بحر الرائق والتبيين ج ۱ ص ۱۱۲۹)

اگر فرج یا پیچھے والے مقام کے علاوہ عورت کے کسی بھی عضو میں جماع کیا اور انزال ہو گیا تو حنفی مذہب میں روزہ ٹوٹ جائے گا قضا واجب ہوگی مگر کفارہ نہیں واجب ہے (ہدایہ مع عین الہدایہ ج ۱ ص ۱۱۳۱)

معلوم نہیں حنفی مذہب اپنی اصطلاح کے مطابق کس قسم کے کھانے پینے اور جماع و وطی کرنے سے روزہ توڑنے پر کفارہ کو لازم مانتا ہے اور جماع کے علاوہ کھانے پینے پر کفارہ نہ لازم ہونے والے موقف اہل حدیث پر حنفی مذہب کی تقلید کے مدعی فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ جمہور اہل علم سمیت اہل حدیث پر معترض ہے؟ بہر حال معلوم نہیں کس معنی میں کھانے پینے کے ذریعہ روزہ توڑنے پر بھی کفارہ کو واجب و فرض قرار دینے والے دیوبندی و بریلوی فرقوں کا موقف اہل حدیث پر طعن و تشنیع بے راہ روی کے علاوہ کون سا طریق عمل ہے؟ فرقہ دیوبندیہ اور بریلویہ اور اس معاملہ میں ان کے موافقین اہل حدیث کے خلاف اپنے اختیار کردہ موقف پر سعی بسیار کے باوجود نہ اب تک کوئی شرعی دلیل پیش کر سکے ہیں اور نہ تاقیامت پیش کر سکیں گے کسی بھی غلط کام پر کفارہ کا وجوب اسی وقت مانا جا سکتا ہے کہ اس پر شرعی دلیل ہو حدیث نبوی ہے کہ :-

"وَمَنْ اسْتَفَاءَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ" یعنی جس نے عداقت کر کے روزہ رمضان توڑ دیا وہ توڑے ہوئے اپنے اس روزہ کی قضا کرے" (رواہ احمد و ابو داؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و دارقطنی و حاکم بسند صحیح)

اس حدیث صحیح میں قصداً توڑنے کے روزہ رمضان توڑ دینے والے پر کفارہ کو واجب قرار دیئے بغیر رسول اللہ ﷺ نے صرف اس روزہ کو قضاء کرنے کا حکم دیا۔ اس پر کوئی آدمی اگر اپنی طرف سے کفارہ واجب ہونے کا اضافہ کرے تو یہ اس کی شریعت سازی و اختراع ہے۔ اسی پر دیگر طریق پر قصداً روزہ رمضان توڑنے پر کفارہ نہ واجب ہونے کا قیاس کیا جائے گا البتہ بذریعہ جماع قصداً روزہ رمضان توڑنے والے پر کفارہ شریعت نے واجب کیا ہے لہذا بذریعہ جماع قصداً روزہ رمضان توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا مگر دوسرے ذرائع سے قصداً روزہ رمضان توڑنے پر وجوب کفارہ سے عداقت کے ذریعہ روزہ رمضان توڑنے پر صرف قضا لازم ہونے والی حدیث مانع ہے۔

اصول شریعت سے لازم آنے والی اور حدیث نبوی سے مستفاد ہونے والی بات پر کاربند ہونے کے سبب اہل حدیث کو ان دونوں تقلید پرست فرقوں کا طعن و تشنیع کرنا عجوبہ ہے خصوصاً اس لئے کہ یہ تقلید پرست مدعی ہیں کہ چاروں تقلیدی مذہب برحق ہیں اور چاروں میں سے امام شافعی و احمد کے مذہب میں جماع کے علاوہ دوسرے ذریعہ سے قصداً روزہ رمضان توڑنے پر کفارہ واجب نہیں ہے اپنے برحق تسلیم کردہ مذہب شافعی و احمد پر دونوں تقلیدی فرقوں کا طعن و طنز کیا معنی رکھتا ہے؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نقلی روزہ کھانی کر قصداً توڑنے پر دونوں تقلیدی فرقے بھی کفارہ کو لازم نہیں مانتے آخر یہ لوگ اصول - دائرہ میں

رہتے ہوئے اس تفریق کی وجہ کیوں نہیں بتلاتے؟

متواتر المعنی حدیث سے ثابت ہے کہ غزوہ فح کے موقعہ پر روزہ رمضان کو ہمارے رسول ﷺ نے توڑ دیا تھا اور آپ کے حکم سے عام صحابہ نے بھی تو کیا آپ نے اور عام صحابہ نے اس کا کفارہ ادا کیا تھا؟ اس روزہ کشائی پر کفارہ کا کوئی ذکر نہیں دریں صورت فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کیا کہتے ہیں؟

کیا پردہ والی آیت خاص ازواج مطہرات کے لئے نازل ہوئی ہے؟

(چوتھیں سوال مسئلہ)

بریلوی مفتی اپنے تقلیدی بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہیں کہ :-

”غیر مقلدین کے نزدیک پردہ کی آیت خاص ازواج مطہرات کے بارے میں وارد ہوئی امت کی عورتوں کے واسطے نہیں“

ہم کہتے ہیں کہ جو بات دونوں تقلید پرست فرقوں نے ہجو و مذمت کے طور پر سلفی کتاب البینان المرصوص ص ۱۶۸ کے حوالہ سے لکھی ہے وہی بات ان دونوں تقلیدی فرقوں کی تولید و تحقیق سے پہلے دونوں کے ممدوح و مقتدا شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۰ھ نے بھی اپنی تفسیر موضح القرآن میں لکھی ہے۔ ہر شخص قرآن مجید کے پارہ و من یقتت ۲۲ کی سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۳-۵۴ کے تحت شاہ صاحب موصوف کے یہ الفاظ دیکھ سکتا ہے کہ :-

(۳۴۲)

”مطلب یہ ہے کہ حضرت کی ازواج کسی کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم واجب نہیں“ (ملاحظہ ہو تفسیر سورہ مومن القرآن مذکورہ آیت) دریں صورت دونوں تہلیل پرست فرتے کیا فرماتے ہیں؟

سہاہی و خارپشت و قنفذ کی حلت (پینتیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-

”غیر مقلدین کے نزدیک سہاہی (خارپشت و قنفذ) کھانا جائز ہے حرمت کی حدیث ثابت نہیں ہے“ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۳ بحوالہ بدور الاحلہ ص ۳۵۱ و عرف الجہادی ص ۲۴۳)

ہم کہتے ہیں کہ دونوں تہلیل فرقوں نے یہ بات سلفی کتاب بدور الاحلہ و عرف الجہادی سے نقل کی ہے مگر دونوں کتابیں ایک ہی سلفی عالم نواب صدیق حسن کی تالیف ہیں اور ان دونوں نیز موصوف کی دوسری کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف سہاہی یعنی قنفذ و خارپشت کی حلت کے معاملہ میں مختلف اوقات میں مختلف موقف کے حامل رہے موصوف نواب صاحب کی کتاب عرف الجہادی میں یہ صراحت ہے کہ :-

”و شامہ ارج حبت لوست و ہر خبیث حرام است لقولہ عزوجل یحرم علیہم الخبائث یعنی شامہ سہاہی (قنفذ و خارپشت) کا خبیث ہونا زیادہ راجح ہے اور قرآنی آیت ”یحرم علیہم الخبائث“ سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر خبیث چیز حرام ہے لہذا سہاہی کا حرام ہونا زیادہ راجح ہے (عرف الجہادی ص ۲۴۳)

عرف الجہادی کی اس صراحت سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں فرقوں نے اس کی طرف خلاف امر واقع بات منسوب کی ہے اور اس کے حوالہ سے وہ بات کہی ہے جو اس میں نہیں ہے اور یہ ان دونوں فرقوں کی عادت ثانیہ ہے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ میرے تلامذہ میری طرف منسوب کردہ کتابوں میں وہ باتیں میرے حوالہ سے لکھ دیا کرتے ہیں جو میری کہی ہوئی نہیں ہوتی ہیں۔ (اللمعات میں اس کی تفصیل ہے) بدور الاحلہ میں نواب صاحب کی کہی ہوئی بات نیز بعض دیگر کتابوں میں بھی موصوف کی بات کا حاصل یہ ہے کہ قنفذ یعنی سہاہی حشرات الارض میں سے ہے اور یہ ان حیوانات میں سے ہے جن کی حلت و حرمت کے سلسلے میں کوئی نص شرعی ثابت نہیں ہے اور اس طرح کی چیزوں میں اصل شرعی قانون حلال مباح ہونے کا ہے

اس لئے اسے حلال و مباح ہونا چاہئے مگر شریعت کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ جن حیوانات کے حلال یا حرام ہونے کی صراحت شریعت میں نہیں ان میں سے جن حیوانات کو عام لوگ یا اکثر لوگ خبیث سمجھتے ہوں وہ حرام ہیں اور جسے عام لوگ یا اکثر لوگ خبیث کے جائے پسندیدہ و طیب سمجھتے ہوں وہ حلال ہے اور جسے خبیث و طیب سمجھنے والوں میں سے کسی کا پلڑا بھاری یا ہلکا نہ ہو وہ اپنے اصل پر ہوگا یعنی مباح و حلال ہے۔

نواب صاحب نے اپنے اس اصول پر مندرجہ ذیل حدیث صحیح سے استدلال کیا ہے :-

"عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرَكُونَ أَشْيَاءَ تَقَدَّرَ فَبِعَثَ اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا قُلْ لَا أَحَدٌ فِيمَا أُرْسِي إِلَىٰ مُحَرَّمًا عَلَيَّ طَعِمَ يُطْعِمُهُ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ" یعنی حضرت ابن عباس نے کہا کہ جاہلی لوگ کچھ چیزیں کھاتے اور کچھ چیزیں کھن کی وجہ سے نہیں کھاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا اور اپنی کتاب نازل کی اور اپنی حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار دیا اور حلال کو حلال اور جن کے حلال و حرام ہونے کی صراحت نہیں کی ان کا استعمال قابل عفو ہے یعنی مباح ہے پھر موصوف ابن عباس نے آیت مذکورہ تلاوت کی (سنن ابی داؤد وغیرہ بسند صحیح)

دریں صورت جن کے خبیث و حرام ہونے کی صراحت شریعت میں نہ ہو اس میں لوگوں کے طرز عمل کو دیکھا جائے گا جس کا پلڑا بھاری ہوگا اسی کے موافق فیصلہ ہوگا عرف الجادی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب ساری کے خبیث و حرام ہونے کا پلڑا بھاری سمجھتے تھے مگر بعض عبارتوں سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسے اصل کے مطابق مباح مانتے تھے اور تلب نامی جس صاحب سے مروی ہے کہ میں صحبت نبوی میں را مگر آپ سے حشرات الارض کو حرام قرار دیتے نہیں سنا (سنن ابی داؤد مع عون المعبود کتاب الطعمہ ج ۳ ص ۲۱۶ و سنن بیہقی وغیرہ) ان سے مروی یہ حدیث ساقط الاعتبار و غیر معتبر ہونے کے ساتھ حشرات الارض کے مطلقاً حرام ہونے کی دلیل نہیں نیز یہ ضروری نہیں کہ جو بات تلب نے نہ سنی ہو اسے کسی دوسرے نے نہ سنی ہو نواب صاحب نے اس بحث کے دوران نمیلہ فراری کی روایت کردہ یہ حدیث بھی نقل کی :-

"كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عَنِ أَكْلِ الْقَنْفَرِ فَلَا قُلْ لَا أَحَدٌ فِيمَا أُرْسِي إِلَىٰ مُحَرَّمًا عَلَىٰ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَقَالَ خَبِيثٌ مِنَ الْخَبَائِثِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ" قال شيخ عنده جمعت ابا هريرة يقول ذكر عند رسول الله ﷺ فقال خبيث من الخبائث فقال ابن

عُمَرُ بْنُ كَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا فَهُوَ كَمَا قَالَ" میں (مراد نمیبہ فزاری) ابن عمر کے پاس تھا کہ ان سے قنفذ (سہا) کی بابت مسئلہ پوچھا گیا تو موصوف ابن عمر نے آیت مذکورہ کی تلاوت کر کے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ سہا حلال ہے اتنے میں وہاں بیٹھے ہوئے ایک شیخ نے کہا کہ ابو ہریرہ سے سنا کہ وہ یہ قول نبوی بیان کر رہے تھے کہ سہا خبیث حیوان ہے یہ سن کر ابن عمر نے کہا اگر یہ قول نبوی ہے تو مسئلہ ویسا ہی ہے جیسا آپ نے فرمایا یعنی کہ سہا خبیث ہونے کے باعث حرام ہے" (رواہ احمد و ابو داؤد مع عون المعبود ج ۳ ص ۷۷۱ و بیہقی وغیرہ)

مگر یہ حدیث بھی ساقط الاعتبار اور غیر معتبر ہے ورنہ فیصلہ کن ہوتی (بدور الاحلہ ص ۳۵۰-۳۵۱) ہم سمجھتے ہیں کہ نواب صاحب کا اپنا راجح ترین خیال یہ ہو گیا کہ سہا خبیث ہونے کے باعث حرام ہے لیکن اسے علی الاطلاق مذہب اہل حدیث نہیں کہا جاسکتا۔ اہل حدیث کے بت بڑے امام مالک بن انس و ابن ابی لیلیٰ اسے حلال مانتے تھے۔ ایک حدیث نبوی میں یہ صراحت ہے کہ حلال و حرام چیزیں واضح طور پر شریعت میں بیان کر دی گئی ہیں اور جن کے حلال و حرام ہونے کی وضاحت نہیں کی گئی ہے وہ مشابہات ہیں ان سے دور رہنے اور اجتناب کرنے ہی میں عافیت ہے (عام کتب حدیث بسند صحیح) اس لئے اصل اشیاء میں اباحت و حلت والی بات اس قید کے ساتھ مانتی چاہئے کہ جن کی حلت و حرمت کی صراحت شریعت میں نہیں ملتی ان سے احتیاطاً اجتناب کرنا چاہئے لہذا سہا کی حرمت کا قطعی فیصلہ کر کے بجائے ہم یہ راجح مانتے ہیں کہ احتیاطاً و تورعاً اس سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہئے جو لوگ اس سے گھن کھاتے ہوں اور اسے خبیث و غیر طیب سمجھتے ہوں انہیں اپنے موقف پر قائم رہنا چاہئے جو اسے خبیث و غیر طیب سمجھیں وہ اسے غیر حلال سمجھتے رہیں کیونکہ اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کن نص شرعی ہم کو نظر نہیں آتا۔

سہا کو امام مالک و ابو حنیفہ مکرہ اور امام شافعی و لیث بن سعد و ابو ثور حلال اور امام اہل حدیث احمد بن حنبل حرام کہتے ہیں (المغنی لابن قدامہ ج ۸ ص ۵۸۶ و عام کتب فقہ) اس تفصیل سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں امام مالک کے دو مختلف قول ہیں ایک حلال مع الکراہہ دوسرا حلال بلا کراہت۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سہا کے معاملہ میں معتبر نص نہ ہونے کے باعث مختلف مذاہب ہیں اپنے اجتہاد کے مطابق جو موقف جو بھی اختیار کرے حق بجانب ہے اس لئے اس معاملہ میں اہل حدیث کے اختیار کردہ کسی بھی موقف پر دبو بند نہ و بریلویہ کا طعن بے محل ہے۔

ذبح کرتے وقت جس جانور پر بسم اللہ نہیں پڑھا تو کھاتے وقت اس پر بسم اللہ پڑھنے کا مسئلہ (چھتیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ نے اپنے تقلیدی بھائی فرقہ دیوبندیہ سے نقل کیا :-
”غیر مقلدین کے نزدیک جانوروں کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے
وقت پڑھ لے اس کا کھانا جائز ہے (غیر مقلدین کے فریب ص ۶۳ بحوالہ عرف الجاوی ص ۲۳۹)
ہم کہتے ہیں کہ اس مسئلہ پر کسی قدر تفصیل مسئلہ نمبر ۲ کی بحث میں آچکی ہے سلفی
کتاب عرف الجاوی کی طرف یہ بات منسوب کرنے میں دونوں تقلیدی فریقوں نے مغالطہ
وتلبیس کاری کی ہے عرف الجاوی کی اصل عبارت یہ ہے
”وحق آل است کہ تسمیہ نزد اکل کافی است اگر نزد ذبح معلوم نباشد“ یعنی حق بات یہ
ہے کہ اگر یہ نہ معلوم ہو کہ بوقت ذبح جانور پر بسم اللہ پڑھا گیا تھا تو یہ بات نہ معلوم ہونے کی
صورت میں اسے کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہوگا (عرف الجاوی ص ۲۳۹)
اس عبارت عرف الجاوی میں اس حدیث صحیح کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر مسئلہ نمبر ۱
میں آچکا ہے کہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ نو مسلم لوگوں کے ذبح کردہ جانوروں کا گوشت
مسلمان لوگ ہمارے یہاں فروخت کرنے لاتے ہیں اور ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ذبح کرتے وقت
انہوں نے بسم اللہ کیا یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ نو مسلموں کا بوقت ذبح بسم اللہ کرنا معلوم نہ ہو
تو تم اسے بسم اللہ کر کے کھا لو ظاہر ہے کہ ہمارا حسن ظن یہی ہونا چاہئے کہ ذبح کرنے والا
مسلمان حکم شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھ کر ہی جانور ذبح کرتا ہوگا البتہ بھول وچوک
کی بات دیگر ہے بھول چوک کی صورت میں حنفی مذہب بھی کھانا جائز کہتا ہے محض شک و شبہ کی
باع پر اس ذبیحہ پر غیر حلال ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا البتہ ابتدائے کتاب عرف الجاوی میں
یہ صراحت ہے کہ یہ مسئلہ اس صورت میں ہے کہ یہ ذبیحہ غیر اللہ کے لئے نہ کیا گیا ہو اگر غیر
اللہ کے لئے ذبح کیا گیا تو حرام ہوگا (عرف الجاوی ص ۴۱) ہم بتلا آئے ہیں کہ دونوں فرقوں
نے عرف الجاوی کی طرف اپنی بات منسوب کرنے میں تلبیس کاری ہے نیز یہ کہ کسی سلفی عالم کی
ذاتی رائے کو پوری جماعت کا موقف قرار دینا تلبیس محض ہے۔ امام شافعی کا کہنا ہے کہ

مسلمان نے اگر عمار بھی بسم اللہ پڑھے بغیر جالور ذبح کیا تو حلال و جائز ہے دونوں تقلید پرست فرقے مذہب شافعی کو بھی حق کہتے ہیں دریں صورت ان دونوں فرقوں کا امام شافعی پر کیا فتویٰ ہے ؟

تابالغ لڑکا اگر بالغین کی امامت کرے تو صحیح ہے

(سینتیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے ہی جیسے تقلید پرست فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
"تابالغ لڑکا اگر بالغین کی امامت کرے تو اس کی امامت صحیح ہے" (غیر مقلدین کے

فریب م ۶۳ بحوالہ عرف الہادی م ۳۸)

ہم کہتے ہیں کہ دونوں فرقوں کی محولہ سنی کتاب عرف الہادی ہی نہیں بلکہ عام کتب سلفیہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے اور یہ مسئلہ فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کی طرح خانہ سازہ اہل میں سے نہیں بلکہ متواتر المعنی حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ حکم نبوی کے مطابق آپ کے صحابہ کی اچھی خاصی جماعت نے ایک چھ سات سالہ نابالغ بیچ حضرت عمرو بن سلمہ جری کو اپنی بیچ گانہ فرض نمازیں پڑھانے کے لئے امام بنایا اور وہ ہمیشہ انہیں نماز پڑھاتے رہے (صحیح البخاری و ابو دلود و بیہقی والمحللی لابن حزم ج ۴ ص ۲۱۸-۲۱۹ وغیرہ)

عہد نبوی میں تکبیر نبوی کے بغیر جاری رہنے والے تعامل صحابہ کے خلاف عملاً آرائی کرنے والے ان دونوں تقلید پرست فرقوں کا اہل حدیث پر مسئلہ مذکورہ کے باعث طعن و تشنیع کرنا اور اقوال و افعال صحابہ کو حجت نہ ماننے کا الزام اہل حدیث پر لگا کر موقف اہل حدیث پر ظہر دہرزہ سرائی کرنا اس کے باوجود اپنی تقلید پرستی کے باوصف اپنے اہل سنت و جماعت ہونے کا دعویٰ کرنا یقیناً حیرت انگیز معاملہ ہے۔

صحیح الاسناد قولی حدیث نبوی میں یہ فرمان نبوی ماقول ہے کہ "يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُكُمْ وَإِنْ كَانَ أَصْغَرُكُمْ" تمہارا امام نماز وہ ہو جو زیادہ قرآن پڑھا ہو خواہ وہ عمر میں سب سے کم ہو (المحللی لابن حزم ابواب الامامہ) اس فرمان نبوی سے صریح طور پر تابالغ لڑکے کی امامت میں فرض وغیر فرض نمازوں کے پڑھنے کا صحیح ہونا لازم آتا ہے اس صریح حکم نبوی کے خلاف دونوں تقلیدی فرقوں کی زور آزمائی عجوبہ در عجوبہ ہے۔

شادی یا خوشی کی رسموں میں باجے بجانے کا حکم

(اڑ تیسواں مسئلہ)

قرنہ بریلویہ فرقہ دیوبندیہ سے نقل ہے کہ :-

" مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں کہ جو شخص نکاح یا خوشی کی رسموں میں باجے بجوائے اس کو فاسق کہنا شرارت اور تعصب ہے " (غیر مقلدوں کے فریب میں ۶۳ بحوالہ اسرار اللغہ پارہ ہشتم ص ۶۱) ہم کہتے ہیں کہ متواتر المعنی حدیث میں منقول ہے کہ ایک دلہن کی شب زفاف گزرنے پر صبح کے وقت اس دلہن کے گھر دف بجاکر پچیاں گانا گارہی تھیں اور اس مجلس کی تمام باتیں بلا تکلیف آپ توجہ سے دیکھ سن رہے تھے البتہ کسی نے اس مجلس میں یہ مصرع پڑھ دیا کہ -

"وَدِينَا نَبِيٌّ مَعْلَمٌ مَا فَسَىٰ عَيْدٌ"

یعنی کہ ہماری اس مجلس لو ولعب و شعر خوانی میں رونق افروز ہمارے نبی ﷺ غیب داں بھی ہیں " تو آپ نے اس پر تکلیف کی اور سنن ابن ماجہ کی روایت کے مطابق آپ نے صراحت فرمائی کہ میں غیب داں نہیں اس لئے یہ مصرع نہ پڑھو باقی دوسرے اشعار پڑھو یہ حدیث صحیح بخاری کے متعدد ابواب و مقامات میں نیز دوسری کتب حدیث میں تواتر معنوی کے ساتھ منقول ہے اس حدیث نبوی اور اس معنی کی بہت ساری قرآنی آیات و احادیث کے خلاف رسول کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ اختیار کرنے کے باعث باجماع صحابہ و بتصریح مذہب حنفی قرنہ بریلویہ بہت بڑا کذاب و افتراء پرداز قرار پاتا ہے جیسا کہ گذرا -

شادی پر اور دیگر خوشی کے مواقع پر مباح قسم کے باجے اور شعر خوانی یعنی گانے کو لوگ حدیث نبوی کی متابعت میں مباح کہیں انہیں فاسق کہنا اگر ظلم و شرارت و تعصب نہیں تو کیا ہے ؟

صحیح بخاری اور متعدد کتب حدیث میں صراحت ہے کہ تصریح نبوی ہے کہ شادی کے موقع پر آپ نے فرمایا کہ " مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ مَعَهُمْ اللَّهُ " جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ نے شادی کے موقع پر لو یعنی باجے اور گانے کی اجازت ہی نہیں بلکہ حکم دیا (صحیح بخاری مع فتح الباری کتاب النکاح حدیث نمبر ۵۱۶۲ ج ۹ ص ۲۲۵-۲۲۶ نیز صحیح بخاری کے

متعدد مقامات اور عام کتب حدیث)

اس طرح کی احادیث نبویہ پر عمل کے سبب اہل حدیث کو نشانہ طعن و تشنیع بنانے والے دونوں تقلیدی فرقوں کا اپنے کو اہل سنت و جماعت کہتے پھرنا کیا معنی رکھتا ہے ؟

متواتر المعنی حدیث نبوی سے عیدین کی خوشی کے موقع پر بھی باجہ و گمانے کی اجازت صریح طور پر ثابت ہے۔ صحیح البخاری اور عام کتب حدیث میں یہ حدیث ابواب العیدین میں منقول ہے۔ خانہ ساز دین داری کے نام پر ہندوستان میں قائم انگریزی حکومت کے آلہ کار و پڑوہ نعمت فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا اپنے دلی نعمت کی نمک حلائی کے لئے سلفیت کے خلاف بھی ایک اقدامات اور اتہامات اس لئے لگائے کہ انگریزی حکومت کے خلاف سلفی بنام وہابی تحریک کو عوام و خواص میں بدنام کر کے لوگوں کو بھڑکایا جائے اور اہل حدیث کے خلاف عناصر کے لئے مواد و ہتھیار فراہم کیا جائے کون سا طریق ہے ؟

واضح رہے کہ جس قسم کے باجے اور گمانے کا ثبوت دلیل شرعی سے جس قسم کے مواقع پر ہے ان کے علاوہ قرآنی حکم "وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ" (پ ۲۱ سورہ لقمان : ۶) اور قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التَّجَارَفِ (پ ۲۸ سورۃ الجمعہ : ۱۱) کے مطابق عام لوگوں کی ممانعت برقرار رہے گی نیز یہ معلوم ہے کہ ہمارے رسول ﷺ اپنے زمانے کے شعراء سے مسجد وغیر مسجد میں فرمائش کر کے اشعار بنا کرتے تھے اور اشعار کہنے کی حوصلہ افزائی کرتے تھے اسی قسم کے اشعار کا سماع ہندوستانی صوفی شیخ نظام الدین اولیاء بھی جائز و مباح قرار دیتے اور عملاً اس پر کار بند تھے مگر اس زمانے کے تقلید پرست ہندوستانی حنفی مولویوں نے ان کے خلاف محاذ بنایا اور ان سے مناظرے کرنے لگے وہ اپنے موقف پر احادیث نبویہ پیش کرتے لیکن تقلید پرست مولوی ان سے قول ابی حنیفہ کا مطالبہ کرتے اور کہتے کہ یہاں حدیث کی کیا ضرورت آپ قول ابی حنیفہ لائیے اس پر شیخ نظام الدین ان تقلید پرستوں پرست خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ احادیث نبویہ کے بالمقابل تم قول ابی حنیفہ کا جو مطالبہ کرتے ہو یہ بہت افسوس ناک معاملہ ہے آخر شیخ نظام الدین نے سخت بددعا کی جس کا بھی ایک نتیجہ بھی سامنے آیا تفصیل تاریخ برنی میں ملاحظہ ہو اور تاریخ فرشتہ میں بھی جس حنفی مذہب کی تقلید کا دعویٰ یہ دونوں فرتے کرتے ہیں اس کی صراحت ہے کہ شادی اور جنگ و جہاد وغرہہ کے موقع

(۳۴۹)

پروف بجانا اور گیت گانا مباح ہے (ہدایہ مطبوعہ مصطفائی ج ۳ ص ۳۷۲ اور مختار ج ۳ ص ۳۹۹) حتیٰ کہ کتب حنفیہ میں مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ بذات خود ایک شراب خور فاسق و فاجر اور اجنب آدمی کے گیت گانے شادی بیاہ اور کسی مناسبت کے بغیر روزانہ دلچسپی وغور سے سنا کرتے تھے (ملاحظہ ہو مدارج النبوة للشیخ عبدالحق دہلوی مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ج ۱ ص ۵۱۷) یہی حال حنفی امام ابو یوسف کا بھی تھا (مدارج النبوة ج ۱ ص ۵۱۷)

اگر کوئی آدمی امام ابو حنیفہ و ابو یوسف کو فاسق کہے تو فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ بتلائیں کہ یہ ظلم و شرارت اور تعصب ہے یا نہیں ہے؟

غیر مقلدین کے یہاں حالت حیض میں طلاق نہیں پڑتی (افتالیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ نے اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے نقل کیا کہ :-
"غیر مقلدین کے نزدیک حالت حیض میں عورت پر طلاق نہیں پڑتی" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۳ بحوالہ روضتہ الندیہ ص ۲۱۱)

ہم کہتے ہیں کہ نصوص کتاب و سنت سے یہی ثابت ہے کہ بحالت حیض عورت کو دی ہوئی طلاق نہیں پڑتی اسی کو عام اہل حدیث اہل علم کی طرح روضہ ندیہ کے مصنف نے بھی اختیار کیا ہے اس کی مفصل تحقیقی بحث ہماری مبسوط کتاب تنویر الآفاق میں ہے اس کا مطالعہ کر کے ناظرین کرام تشفی حاصل کریں۔

کیا امام ابن تیمیہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت علیؑ نے تین سو سے زیادہ مسکلوں میں غلطی کی (چالیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے نقل ہے کہ :-
"شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے تین سو سے زیادہ مسکلوں میں غلطی کی ہے" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۳ بحوالہ فتاویٰ حدیثیہ ص ۸۷)

ہم کہتے ہیں کہ پہلے یہ دونوں تقلید پرست فرتے یہ بتلائیں کہ ان دونوں نے فتویٰ حدیثیہ نامی جس کتاب کے حوالہ سے مذکورہ بالا بات مذہب اہل حدیث پر طعن و تشنیع کے لئے لکھی ہے وہ کتاب کس سلفی و اہل حدیث عالم کی کتاب ہے؟ بریلوی مفتی نے تو اس کتاب کے حوالہ سے اپنی زیر نظر کتاب غیر مقلدوں کے فریب میں از ص ۵۵ تا ۵۸ امام ابن تیمیہ کے خلاف نہایت بد زبانی و بد تمیزی و جہالت والی باتیں لکھی ہیں اور اس کتاب یعنی فتویٰ حدیثیہ کا مصنف بریلوی مفتی نے "خاتم الفقہاء والمحدثین حضرت علامہ شہاب الدین بن حجر مکی شافعی" بتلایا ہے جو دسویں صدی ہجری کے تقلید پرست آدمی تھے اپنی تصانیف کو موصوف ابن حجر مکی کا ذبیح و موضوعات سے بھرنے ہوئے ہیں ان کا حال ہم اپنی کتاب اللہجات کی چھٹی یا ساتویں جلد میں پیش کرنے والے ہیں جو اپنے زمانہ کی مروج بدعات میں سے متعدد بدعتوں کے حامی تھے مگر ہم کو یہاں یہ کہنا ہے کہ یہ دونوں تقلید پرست فرتے یعنی بریلویہ و دیوبندیہ یہ لکھنے اور کہنے اور پروپیگنڈہ کرنے پر متفق ہیں کہ جو لوگ اپنے کو اہل حدیث و سلفی کہتے ہیں وہ تیرہویں صدی ہجری میں انگریزوں کے آلہ کار کے طور پر پیدا ہوئے پھر تیرہویں صدی میں پیدا ہونے والے غیر مقلدین کی مذمت دسویں صدی کے ابن حجر مکی کیوں کر بیٹھے؟ اس سے دونوں فرقوں کے مذبذبہ دعویٰ کی بھرپور تکذیب ہوتی ہے۔

یہ معلوم ہے کہ امام ابن تیمیہ ساتویں آٹھویں صدی کے امام تھے ان کی بات کو دونوں تقلیدی فرقوں کا حقیقہ طور پر غیر مقلدوں کی بات کہنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ دونوں فرتے بقلم خود اپنے اس دعویٰ کی تکذیب و تردید اور تغلیط کرنے پر متفق ہیں کہ اپنے آپ کو سلفی و اہل حدیث کہنے والے غیر مقلدین تیرہویں صدی میں انگریزوں کے ذریعہ پیدا کئے گئے ان دونوں تقلید پرست فرقوں یعنی بریلویہ و دیوبندیہ کی بے عقلی کا یہ حال ہے کہ ساتویں آٹھویں صدی کے امام ابن تیمیہ کی بات کو تیرہویں صدی میں پیدا ہونے والی جماعت اہل حدیث کا مذہب قرار دیتے ہیں یہ معلوم ہے کہ امام ابن تیمیہ روافض کے حالات پر اسی طرح خصوصی واقفیت رکھتے تھے جس طرح بہت سارے فرق باطلہ پر۔ اگر موصوف امام ابن تیمیہ نے روافض پر اپنے لکھے ہوئے ردِ بلغ میں اپنی تحقیق کے ذریعہ اتنے مسائل میں حضرت علی مرتضیٰ سے اجتہادی غلطیوں کا صدور ثابت کر کے رافضیوں کے نظریہ

و عقیدہ عصمت ائمہ اہل بیت کی تکذیب کی تو اس سے حضرت علی مرتضیٰ کی عظمت پشان میں ہرگز کوئی کمی نہیں ہوئی۔ ان کا خلیفہ راشد ہونا متحقق ہے لویہ چیز بذات خود ان کی بت بڑی فضیلت ہے امام ابن تیمیہ اور ان کے تلامذہ نے تکریم علی مرتضیٰ اور دفاع عن علی المرتضیٰ میں جو کارنامے انجام دیئے اس کا وہم و خیال بھی بریلویہ دیوبندیہ کے اندر نہیں پیدا ہو سکتا تفصیل کا موقع دوسرا ہے ہم صرف اتنی ہی بات پر یہاں اکتفا کر رہے ہیں۔

نماز فجر کے واسطے تکبیر (اقامت) کے علاوہ دو اذان (اکتالیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے :-
 ”غیر مقلدین کے نزدیک فجر کی نماز کے واسطے علاوہ تکبیر کے دو اذان دینی چاہئے“
 (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۴ بحوالہ اسرار اللغۃ پارہ دہم ص ۱۱۹)
 ہم کہتے ہیں کہ متواتر المعنی حدیث سے ثابت ہے کہ فجر کی نماز والی اقامت (تکبیر) سے پہلے دو مرتبہ دو اذانیں یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے حکم نبوی کے مطابق حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم دیا کرتے تھے ان دونوں اذانوں میں سے ایک نماز تہجد و سحری کی لڑان ہوتی تھی اور دوسری ختم وقت سحر اور ابتدائے وقت نماز فجر کے لئے ہوتی تھی یہی بات دونوں تقلیدی فرقوں کی محمولہ سنی کتاب میں لکھی ہوئی ہے جسے غلط طریق پر ان دونوں فرقوں نے اسی طرح پیش کیا ہے جس طرح عام امور میں ان کی عادت و مطرت ہے۔
 کیا متواتر المعنی احادیث نبویہ پر طعن و نظر اور رد و قدح کرنا کسی مدعی اسلام تقلید پرست فرقہ کے لئے مناسب ہے؟ یہ متواتر المعنی احادیث نبویہ ان کتب حدیث میں مروی و معتول ہیں جنہیں خدمت دین کے نام پر یہ دونوں فرقے پڑھاتے اور پڑھتے ہیں۔

زنا کاری سے رنڈی کا کمایا ہوا مال (بیالیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
 ”غیر مقلد کا مذہب ہے کہ اگر رنڈی نے زنا سے مال کمایا اور اس کے بعد اس نے توبہ

کر لی تو وہ مال اس کے اور تمام مسلمانوں کے لئے حلال اور پاک ہو جاتا ہے" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۴ بحوالہ فتویٰ مولوی عبداللہ غازی پوری مورخہ ۲۳ / ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ)

ہم کہتے ہیں کہ یہ حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ توبہ کرے یا نہ کرے رٹھی کی کمانی جائز ہے (محیط سرخسی وحاشہ شرح وقایہ چلبلی ص ۲۹۳ و فتاویٰ شامی رد المستدرج ۵ ص ۲۸) نیز ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ جن شیخ سید نذیر حسین دہلوی بہاری کو مذہب اہل حدیث کا موحد وہابی کہتے ہیں ان کی خدمت میں یہ سوال کیا گیا کہ :-

"زید نے ایک عورت کو بلا نکاح ایک مدت تک اپنے پاس رکھا اور کسی قدر روپیہ بھی اسے دیتا رہا اب بعد چند برسوں کے زید اور عورت مذکورہ کو ہدایت توبہ ہوئی اور دونوں کے درمیان عقد موافق شرع ہوا اب جو مال زید نے اس عورت کو حالت غیر نکاح میں دیا وہ اس عورت کے لئے حلال ہے یا نہیں اور اگر حلال نہیں تو اس کو کس جگہ خرچ کرنا چاہئے" (فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۱۸۲)

اس استفتاء و سوال کا جواب شیخ النکل مولانا سید نذیر حسین نے یہ دیا :-

"وہ روپیہ اس عورت کو حلال نہیں اس واسطے کہ یہ روپیہ اس عورت کو بمقابلہ زنا ملا ہے اور

ایسا مال خبیث ہوتا ہے وہ روپیہ عورت زید کو واپس کر دے" (فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۱۸۳)

نیز سلفی فتاویٰ ثنائیہ میں یہ سوال و جواب مرقوم ہے کہ :-

س کمانی وہ مال زانیہ و چور و سود خور تائب ہونے کے بعد کیا حکم رکھتی ہے؟

ج حاصل جواب یہ ہے کہ ایسا مال توبہ کے بعد بھی حلال نہیں بلکہ حرام ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲

ص ۱۸۸ ۱۹۱۵ و فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۳۲)

نیز اسی طرح کا فتویٰ فتاویٰ ثنائیہ میں دوسری جگہ ج ۲ ص ۲۱۹ کتاب البیوع میں بھی منقول ہے۔ دریں صورت فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا اپنی تحریر کردہ بات کو مذہب اہل حدیث بتلاتا کہاں تک صحیح ہے؟ کسی اہل حدیث عالم کی انفرادی رائے کو جو خلاف نصوص ہو پوری جماعت اہل حدیث کا مذہب قرار دینے والے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی دیانت داری قابل ملاحظہ ہے کہ اس انفرادی بات کے خلاف اساطین اہل حدیث کی تصریحات بریلوی و دیوبندی لوگ نہ دیکھیں اور انفرادی بات کو مذہب اہل حدیث بتلائیں اور خود ان کا وہ حنفی مذہب جس کی تہلیل کا

دم دونوں فرقتے بھرتے ہیں اسی طرح کے فتاویٰ کتابوں میں لکھے ہوئے ہو۔

خطبہ میں ذکر خلفاء کا بدعت ہونا (تینتالیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-
"غیر مقلدین کے نزدیک خطبہ میں خلفاء کا ذکر کرنا بدعت ہے" (غیر مقلدوں کے

فریب ص ۶۴ بحوالہ ہدیۃ الہدی ص ۱۱۰)

ہم کہتے ہیں کہ ہدیۃ الہدی (جس کے حوالہ سے دونوں فرقوں نے یہ بات لکھی ہے)

میں اس طرح مرقوم ہے کہ :- "ولا يلتزمون ذكر الخلفاء ولا ذكر سلطان الوقت لكونه بدعة
عند مانورة عن النبي ﷺ واصحابه" یعنی اہل حدیث حضرات خطبہ میں خلفاء اور سلطان وقت
کے ذکر کا اس لئے التزام نہیں کرتے کہ یہ بات نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ سے ثابت نہ ہونے
کے باعث بدعت ہے (ہدیۃ الہدی ص ۱۱۰)

اب ہم پوچھتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ اپنی متحدہ طاقت لگا کر بتلائے کہ جس بنیاد
پر اس سلفی کتاب میں خطبہ میں ذکر خلفاء و سلاطین کے التزام کو بدعت کہا گیا ہے وہ بنیاد غلط
ہے کیا دونوں تقلید پرست فرقوں کا متحدہ محاذ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اپنی دس سالہ مدنی زندگی
میں ہمارے رسول ﷺ نے ہزاروں خطبے دیئے مگر ان میں آپ ذکر خلفاء و سلاطین کا التزام
کرتے تھے؟ یا آپ کے بعد خلفائے راشدین کا زمانہ تیس سال رہا مگر ان لوگوں کے دیئے ہوئے
ہزاروں خطبات میں ذکر خلفاء و سلاطین کا التزام ہوتا تھا؟ یا خلفائے راشدین کے بعد والے
زمانہ صحابہ میں جو ستر سال کے طویل عرصہ پر مشتمل ہے خطبات میں ذکر خلفاء و سلاطین کا
التزام ہوتا تھا۔ ہم کو یقین ہے کہ یہ دونوں تقلید پرست فرقے تا قیامت عمد نبوی و عمد
خلفائے راشدین اور بعد کے زمانہ صحابہ میں خطبہ میں التزام ذکر خلفاء و سلاطین ہرگز ہرگز
نہیں ثابت کر سکیں گے خواہ اپنی ساری مقلدانہ طاقت خرچ کر کے فنا ہو جائیں بلکہ یہ دونوں
فرقے یہ بھی نہیں ثابت کر سکتے کہ جن امام ابو حنیفہ کی تقلید کا یہ دم بھرتے ہیں ان سے بطریق
معتبر ثابت ہے کہ خطبہ میں ذکر خلفاء و ذکر سلاطین کا التزام ہونا چاہئے۔ یہی نہیں یہ دونوں
تقلیدی فرقے امام ابو حنیفہ کے کسی حنفی المذہب شاگرد سے بھی بطریق معتبر یہ بات نہیں

ثابت کر سکتے یہاں تک کہ عمدہ بنی حنیفہ میں خطبہ میں التزام ذکر خلفاء و سلاطین کا بھی ثبوت یہ تقلیدی فرتے نہیں دے سکتے۔

البتہ اتنی بات ثابت ہے کہ خطبہ سے خارج عام حالت میں ایک شخص نے خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز کے سامنے "امیر المومنین یزید بن معاویہ" کہہ دیا تو اسے خلیفہ راشد نے بیس کوڑے لگوائے اور فرمایا کہ تم یزید کو "امیر المومنین" کہتے ہو (ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ترجمہ یزید بن معاویہ ج ۱۱ ص ۳۱۷) فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کا متحدہ لٹرا بتلائے کہ کیا یزید خلفاء و سلاطین میں سے نہیں تھا جس کا ذکر وصف امیر المومنین کے ساتھ خلیفہ راشد نے خارج خطبہ بھی گوارا نہ کیا وہ خطبہ میں اسے کیونکر گوارا کر سکتے تھے؟ جن تقلید پرست فرقوں کے مذہب میں نمازوں کے اندر ماٹورہ و مسنون سورتوں کی تلاوت کا التزام مکروہ ہے (عام کتاب فقہ حنفی) وہ مذکورہ سنی بات پر زبان طعن دراز کریں تو حیرت ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائز ہے (چوالیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ دیوبندیہ سے ناقل ہے کہ :-

"غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائز ہے" (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۴ بحوالہ

ہدیۃ الہدی ص ۱۱۸)

ہم کہتے ہیں کہ تمام سنی کتب فتویٰ و شروح حدیث و تفاسیر فقہ میں صراحت ہے کہ متعہ ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو کر حرام ہو گیا ہے مگر اس حقیقت واضحہ کے بالکل خلاف دونوں تقلید پرست فرقوں نے مذہب اہل حدیث پر خانہ ساز اتہام لگادیا کہ اس مذہب اہل حدیث میں متعہ جائز ہے جس سنی کتاب ہدیۃ الہدی ص ۱۱۸ کے حوالہ سے دونوں تقلید پرست فرقوں نے مذہب اہل حدیث پر انتراء پروا دی کی ہے اس میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ متعہ ان مسائل میں سے جن میں اہل اسلام کے یہاں اختلاف ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ دونوں تقلید پرست فرتے بتلائیں کہ کیا مسئلہ متعہ اہل اسلام کے یہاں اختلافی مسئلہ نہیں ہے؟

نکاح متعہ کا منسوخ ہو کر ہمیشہ کے لئے حرام ہونا اور اس کا اہل اسلام کے یہاں اختلافی

ہونا شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی نے تفصیل سے بیان کیا ہے جن کو فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ

مذہب اللہ حدیث کا بانی کہتے ہیں (ملاحظہ ہو فتاویٰ ہندیریہ ج ۲ ص ۳۶۰ تا ۳۶۷) مصنف ہدایۃ السدی نے صرف یہ کہا ہے کہ اس طرح کے اختلافی مسائل میں سے جو لوگ ممنوع ہونے کے باوجود اپنے نظریہ کے مطابق عمل کرتے ہوں ان پر سختی و توعید و تہدید و توقیح کے ساتھ نکیر نہیں ہونی چاہئے ورنہ نرمی و سہولت کے ساتھ ان پر بھی نکیر کرنی چاہئے یہ دونوں تقلید پرست فرقتے بتلائیں کہ دعویٰ الوہیت رکھنے والے اور انتہائی درجہ کے حرام کام کرنے والے فرعون اور اس کے اعمان و انصار کے پاس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو نکیر کرنے اور تبلیغ حق کے لئے بھیجا تو اپنے ان دونوں رسولوں کو حکم دیا کہ :-

"قَوْلَا لَهُ قَوْلًا لِّئَلَّا تُلَاحِظَهُمْ كَرَاهًا وَ يَخْشَوْا" (پ ۱۶ سورہ ط : ۴۴) "تم دونوں فرعون سے نرمی و سہولت کے ساتھ دعویٰ الوہیت ترک کرنے اور غلط کاری چھوڑ کر حق پرستی کی طرف آنے کی دعوت دینا"

اسی طرح کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں اور نبیوں نیز جملہ مسلمانوں کو دیا ہے البتہ جس میں طاقت ہو وہ اپنی طاقت و استطاعت بمرغط ہاتوں کو مٹانے اور اچھائیاں پھیلانے کی کوشش کرے۔ یہی بات ہدایۃ السدی کے مصنف نے کسی حتیٰ کہ اپنے اس بیان میں مصنف ہدایۃ السدی نے وسیلہ مروجہ و میلاد النبی، فاتحہ مروجہ جیسی مشرکانہ چیزوں کو ذریعہ معاش بنا لینے والے بدعت پرست فرقہ بریلویہ پر نکیر کے معاملہ میں بھی لکھی ہے جن کا بدعت و مشرکانہ فعل ہوا اکثر من القس ہے پھر ان دونوں تقلید پرست بدعت پرست فرقوں کو مصنف ہدایۃ السدی کی اس بات سے کیا توجیہ پہنچ رہی ہے اور کیوں؟ اپنے اس سیاق کلام میں مصنف ہدایۃ السدی نے لام احمد کا یہ کلام نقل کیا کہ :-

"لَا يَنْبَغِي لِلْفُقُهَاءِ أَنْ يَتَمَلَّكَ النَّاسَ عَلَىٰ مَنَاجِبِهِمْ وَيَسْتَعِدُّ عَلَيْهِمْ" "یعنی کسی فقیہ کے لئے مناسب نہیں کہ اختلافی مسائل میں لوگوں کو اپنے اقتدار کردہ موقف پر عملاً کرنے کے لئے مجبور کرے اور رولہ تشدد اختیار کرے" (ہدایۃ السدی ص ۱۱۸)

عورتوں سے لواطت کا مسئلہ (پہنچا لیسوا ل مسئلہ)

فرقہ بریلویہ نے فرقہ دیوبندیہ سے نقل کیا کہ :-

” غیر مقلدین کے نزدیک جو شخص عورتوں اور لوطیوں سے لواطت کرے یعنی پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے اسے منع نہ کرنا چاہئے کیونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے “ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۶۳ بحوالہ ہدیۃ الہدی ص ۱۱۸)

ہم کہتے ہیں کہ اس کا ذکر دونوں تقلید پرست فرقوں کی محولہ کتاب کے اسی سیاق کلام میں ہے جو اس کے پہلے والے مسئلہ حصہ سے متعلق ہے اس میں بھی سلفی کتاب مذکور میں کہا گیا کہ اس مسئلہ میں بھی ایسا کرنے والوں پر اس لئے نکیر نہیں کرنی چاہئے کہ یہ اختلافی مسائل میں سے ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ نکیر پر قادر کوسولت وزی سے بھی نکیر نہیں کرنی چاہئے اس مسئلہ کا اختلافی ہونا وہ بھی صحابہ و تابعین کے درمیان کتب اہل اسلام میں مذکور ہے مگر تمام علمائے اہل حدیث اسے ناجائز و حرام قرار دینے پر متفق ہیں عام سلفی کتب تفسیر و شروح حدیث و فقہ میں تفصیل موجود ہے۔

اپنی بیوی یا لوطی کے ساتھ ایسا کرنے پر ایسے لوگوں کے اوپر نکیر نہ کرنے والی مذکورہ بالا بات پر مختلف فیہ ہونے کے باعث فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ نے تو اتنا شور مچایا مگر غیر بیوی اور غیر لوطی کے ساتھ ایسا کرنے پر حنفی مذہب میں حد شرعی نہیں (حقیقتہ الفقه حصہ اول مسئلہ نمبر ۳۹۷ بحوالہ در مختار ج ۲ ص ۳۱۳ و عالمگیری ج ۲ ص ۶۷۶ و ہدایہ ج ۲ ص ۳۵۸ و شرح وقایہ ج ۲ ص ۳۳۱ و کنز الدقائق ص ۱۹۲ و قدوری ص ۲۲۶) حالانکہ ایسا کرنے پر شریعت نے حد جاری کرنے کا حکم دیا ہے صرف یہی نہیں بلکہ دونوں فرقوں کے تقلیدی مذہب میں صراحت ہے کہ جو عورتیں آدمی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں ان سے نکاح کر لینے اور ان کے ساتھ حرام کاری کرنے پر حد نہیں (حقیقتہ الفقه حصہ اول نمبر ۳۸۲ ص ۱۶۸ بحوالہ در مختار ج ۲ ص ۱۱۳) یکلاں مسائل ان تقلیدی فرقوں کے اسی طرح کے ہیں مگر یہ اپنی طرف نہیں دیکھتے۔

گانے اور مزامیر سے ممانعت کا مسئلہ (چھپالیساواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ نے دیوبندیہ سے نقل کیا :-

” غیر مقلدین کے نزدیک گانے اور مزامیر سے لوگوں کو منع نہیں کرنا چاہئے “ (غیر

مقلدوں کے فریب میں ۶۴ بحوالہ ہدیۃ الہدیٰ ص ۱۱۸)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بات بھی اس کے پہلے والے مسائل کے سیاق میں مصنف ۴ یہ
 مہدی نے لکھی ہے کہ یہ مسئلہ چونکہ اختلافی ہے اس لئے اس پر تکبیر نہیں کرنا چاہئے وہ بھی
 سختی و زجر و توقع کے ساتھ جس سے لازم نہیں آتا کہ مذکور سلفی مصنف کے یہاں یہ جائز بھی
 ہے مگر جس بدعت شکن سلفی کتاب حقیقۃ الفقہ کی تردید میں یہ بریلوی کتاب لکھی گئی ہے اس
 میں دونوں تقلید پرست فرقوں کا یہ مذہب منقول ہے کہ گانے بجانے کے آلات بربط و طبل
 و مزامیر و دف و مزد کی تجمالت جائز ہے (حقیقۃ الفقہ حصہ اول مسئلہ نمبر ۵۳۱ بحوالہ عالم
 گیری ج ۳ ص ۱۸۲) نیز حنفی مذہب میں گانے بجانے کی بھی اجازت ہے (در مختار ج ۳ ص
 ۳۹۹ و متعدد کتب حنفی)

اقوال صحابہ کا حجت ہونا (سینتالیسواں مسئلہ)

فرقہ بریلویہ نے فرقہ دیوبندیہ سے نقل کیا کہ :-

"غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اقوال صحابہ حجت نہیں" (غیر مقلدوں کے فریب میں ۶۴

بحوالہ ہدیۃ الہدیٰ ص ۲۱۱)

ہم کہتے ہیں کہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تحریری طور پر یہ سرکاری

فرمان جاری کیا تھا کہ :-

"لَا تَقْبَلُ إِلَّا حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ" "یعنی حدیث نبوی کے علاوہ کسی صحابی یا غیر صحابی کا

قول و عمل حجت نہ ہو" (صحیح البخاری مع عمدة القاری ج ۱ ص ۵۲ مع ارشاد الساری ج ۱ ص

۱۹۱ تا ۱۹۳ والاحکام لابن حزم ج ۱ ص ۱۰۹)

ہم نے اپنی مختلف تحریروں میں بتلایا ہے کہ نصوص کے خلاف ہونے کی صورت میں

اقوال صحابہ کسی کے نزدیک حجت نہیں ورنہ انہیں اپنے ذاتی قیاس کے بالمقابل حجت بنا سکتے ہیں -

یہ مسئلہ ہم نے اپنی کتاب اللمحات ج ۱ ص ۲۷۳ تا ۲۸۹ میں پوری تفصیل سے واضح کیا ہے

البتہ صحابہ کے جو اقوال و افعال خلاف نصوص نہ ہوں انہیں اپنی صوابدید سے قابل حجت سمجھ

کر حجت بنانا اہل حدیث کا مسلک ہے اور حنفی مذہب کا بھی یہی موقف ہے جس کی تقلید کا دم

فرقہ بریلویہ و فرقہ دیوبندیہ بھرتے ہیں در نہ یہ دونوں تقلید پرست فرقتے یہ ضرور متلائیں کہ انہوں نے ہزاروں اقوال و افعال صحابہ کو کیوں رد کر دیا ہے؟ ہم نے اپنی کتاب تنویر الآفاق میں بہت سارے اقوال و افعال راشدین نقل کئے ہیں جن کو حنفی مذہب نے رد کر دیا ہے فرقہ بریلویہ اور دیوبندیہ کی تولید و تخلیق سے بہت پہلے لکھی جانے والی حنفی مذہب کی اصول فقہ والی مشہور و متداول کتاب تلویح میں مرقوم ہے کہ :

"لَا يَجْعَلُ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ حُجَّةً فِي الْمُرُوعِ فَضْلًا عَنِ الْأَصُولِ" یعنی صحابی کا قول فروعی فقہی مسائل میں بھی حجت نہیں اس کا بنیادی اور اصولی مسائل میں حجت ہونا تو بہت دور کی بات ہے " (تلویح مطبوع مصر ج ۱ ص ۶۵)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ دونوں تقلیدی فرقتے اپنے کو جس حنفی مذہب کا مقلد کہنے پر متفق ہیں اس کے اصول و ضوابط میں داخل ہے کہ اقوال صحابہ حجت نہیں۔ البتہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ جو اقوال صحابہ خصوصاً آثار خلفائے راشدین خلاف نصوص نہ ہوں انہیں اپنے ذاتی قیاس و رائے کے بالمقابل حجت بنانا ہی صحیح طریق ہے۔ ہم بیان کر آئے ہیں کہ حدیث نبوی میں یہ صراحت موجود ہے کہ اے لوگو! میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر تم لوگ عمل کرو۔ ظاہر ہے کہ خلفائے راشدین میں چاروں خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی و علی مرتضیٰ بھی شامل ہیں جو صحابہ ہی تھے ان کی جو باتیں نصوص کے خلاف نہ ہوں انہیں حجت بنانے کا حکم خود شریعت نے دے رکھا ہے۔ متعدد اہل علم حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام صحابی کو بھی خلفائے راشدین میں شمار کرتے ہیں اس اعتبار سے ان کے اقوال و افعال جو خلاف نصوص نہ ہوں حجت بنائے جاسکتے ہیں اسی طرح دیگر صحابہ کے بھی بشرطیکہ ان اقوال و افعال صحابہ میں اجتہادی غلطی نہ صادر ہوئی ہو مگر اس کے خلاف دونوں تقلیدی فرقوں کے تقلیدی مذہب نے اصول سازی کر ڈالی اور اب یہ دونوں تقلیدی فرقتے اس معاملہ میں اہل حدیث کو نشانہ طعن و تفتیح بنائے ہوئے ہیں۔

تنبیہ بلغ

مذکورہ بالا مسائل میں سے بعض علمائے اہل حدیث کا اختیار کردہ موقف مرجوح ہے

اس کا مطلب یہ کہ علمائے اہل حدیث کے یہاں ان مسائل میں اختلاف ہے لیکن ہمارے بریلوی و دیوبندی حضرات اپنا گھر دیکھے بغیر ہم پر ان مسائل کی بناء پر طعن و طنز کرتے ہیں حالانکہ ائمہ احناف کے یہاں بھی بڑے بھیاںک قسم کے اختلافات ہیں حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ کے استاذ حماد نے اس زمانہ کی سنی حکومت کی عدالت میں امام صاحب کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا اور معاملہ بڑا گنبد ہو گیا یہاں تک کہ حماد نے امام صاحب کے خلاف سخت باتیں کہیں اور انہیں پیغام بھیج دیا کہ ہماری درس گاہ میں نہ آئیں نیز موصوف نے امام صاحب سے سلام کلام تک بند کر دیا اس کی تفصیل اللہجات میں ہے۔

ایضاح

دونوں تقلیدی فرقوں نے متفقہ طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کے مصطلح غیر مقلدین یعنی سنی و اہل حدیث و محمدی لوگ ہندوستان پر مسلط ہو جانے والی انگریزی حکومت کے آگے کار ہیں بلکہ انگریزی حکومت ہی نے انہیں اور ان کے مذہب کو اپنے مفاد کی خاطر ایجاد کیا ہم دونوں تقلیدی فرقوں کی اس بات کا ذکر پہلے کر آئے ہیں اور وہیں وعدہ کر آئے ہیں کہ اس پر تحقیقی بحث ہم آگے پیش کریں گے اب مناسب ہے کہ اس موضوع پر گفتگو کریں۔

کیا اہل حدیث ہندوستان کی انگریزی حکومت کے پیدا کردہ ہیں؟

یہ معلوم ہے کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت اٹھارہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئی اور اس ملک میں انگریزی حکومت قائم کرنے سے کچھ ہی پہلے سترہویں صدی عیسوی میں تاجر کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے مگر ہندوستان میں انگریزوں کے داخل ہونے سے صدیوں پہلے عمد خلفائے راشدین میں سنی حکومت قائم ہو چکی تھی جو چھٹی صدی ہجری تک کسی نہ کسی طرح برقرار رہی اگرچہ عمد صحابہ و تابعین کے بعد دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی بعض اوقات عارضی طور پر کبھی کبھار غیر سنی عناصر بھی غالب ہو جاتے تھے جن سے سنی گفتگو جاری رہتی اور غلبہ سلفیت کو حاصل ہوتا۔ جس کی تفصیل طویل اور اس کے مفصل ذکر کا محل دیکر ہے البتہ چھٹی صدی کے کچھ ہی دنوں بعد سے نہ جانے کن اسباب کے تحت ہندوستان سے سنی اقتدار کا خاتمہ ہو گیا اور ساتھ ہی ساتھ سنی مذہب اور سنی افراد کا

ذکر بھی غائب ہو گیا اس سے اگرچہ یہ لازم نہیں آتا کہ سلفی المذہب لوگ اس کے بعد ہندوستان میں تھے ہی نہیں کیونکہ ہم نقل کر آئے ہیں کہ آٹھویں صدی کے شیخ فخر الدین زرادنی عوام و خواص میں سیادت کا مقام رکھنے والے تھے اور وہ تقلید پرستی کو کھلے عام بدعت کہتے اور مروجہ تقلیدی مذاہب میں سے کسی کی تقلید کے روادار نہیں تھے۔ وفات اورنگ زیب عالم گیر ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۷۰۰ء کے بعد ہندوستان کی حنفی المذہب حکومت بھی زوال پذیر ہونے لگی اور انگریزوں کی حیثیت بڑھنے لگی۔ ادھر یہ ہوا ادھر دوسری طرف بعض سلفی المذہب عناصر ابھرتے ہوئے نظر آنے لگے۔

وفات عالم گیر کے دو سال بعد ہی پیدا ہونے والے سلفی المذہب امام محمد فاخر الہ آبادی مولود ۱۱۲۰ھ و متونی ۱۱۶۳ھ نے ہندوستان میں صدیوں سے مضحل چلی آتی رہی سلفی تحریک میں نئی روح پھونکنی شروع کی۔ موصوف امام محمد فاخر الہ آبادی کثیر الحج والعمره تھے اور اس سلسلے میں حرمین شریفین میں کثرت قیام کرتے اور جہاں بھی رہتے سلفیت کی تبلیغ کرتے کثرت زیارت حرمین کے باعث موصوف ”زاز حرم“ کے لقب سے یاد کئے جانے لگے موصوف امام فاخر شاعر بھی تھے اور ”زاز“ موصوف کا تخلص تھا اپنے منظوم کلام کے ذریعہ بھی سلفی مذہب کی اشاعت کرتے جیسا کہ ان کی منظوم اور منتشر کتابوں سے ظاہر ہے۔ شیخ فاخر صرف نظری و علمی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر اہل حدیث تھے (تفصیل ملاحظہ ہو تراجم علمائے اہل حدیث ج ۹ ص ۳۳۳ تا ۳۴۰) شیخ فاخر کے زمانہ میں سرزمین ہندوستان میں مرزا مظہر جان جاناں اور ان کے شاگرد خاص شیخ شام اللہ پانی پتی مذہب اہل حدیث کی طرف کافی میلان اور جھکاؤ رکھتے تھے جیسا کہ دونوں کی تحریروں اور احوال سے پتہ لگتا ہے یہی وہ زمانہ ہے کہ شاہ ولی اللہ خاندان سلفیت کی طرف تحریری طور بہت میلان رکھنے لگا حتیٰ کہ اس خاندان کے سربراہ کی متعدد تحریروں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کسی تقلیدی مذہب کی پابندی کے بجائے مذہب اہل حدیث سے وابستگی رکھتے تھے اور انہیں کے طریق پر ان کے چاروں جلیل القدر لڑکے بھی چلے پھر شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید مولود ۱۱۹۳ھ و متونی ۱۲۳۶ھ کھل کر علمی و عملی طور پر ایک زبردست سلفی عالم کی حیثیت سے سرزمین ہند میں نمودار ہوئے جنہوں نے غیر مسلم عناصر سے مغلوب اور مظلوم و مقہور اور روح اسلام خصوصاً سلفیت سے

ہمت کم آشنا مسلمانوں کے ماحول میں آنکھیں کھولی تھیں۔ موصوف شاہ اسماعیل شہیدؒ ہندوستان کو بیرونی و اندرونی غیر مسلم عناصر کے غلبے اور مسلمانوں پر چھائی ہوئی ناقابل گفتن کیفیت سے آزاد کرانے کے لئے تحریر و تقریر اور عمل کے ذریعہ جدوجہد کرنے لگے تاکہ ہندوستان میں عہد صحابہ و تابعین اور بعد والے زمانہ کی سلفی حکومت اور سلفی عظمت واپس لائی جا سکے شاہ اسماعیل کی اس تجدیدی حوصلہ مندی سے جہاں بیرونی اور اندرونی غیر مسلم عناصر فکر مند ہو گئے وہیں بند جہل و غفلت میں جکڑے ہوئے مسلمان بھی اس ابھرتی ہوئی تحریک کو عجیب نظر سے دیکھنے لگے ادھر شاہ صاحب موصوف کے حوصلہ و عزم میں ترقی ہوتی گئی اور ان کے اردگرد سلفی لوگ جمع ہونے لگے دریں اثنا شاہ اسماعیل شہید نے اپنے رفقاء و اساتذہ سے مل کر منظم جماد کا منصوبہ بنایا جسے بروئے کار لانے کے لئے سید احمد شہید رائے بریلوی مولود ۱۲۰۱ھ و متوفی ۱۲۳۶ھ کو امیر بنایا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

مشہور و معروف دیوبندی کتاب ”علمائے ہند کا شاندار ماضی“ ج ۲ ص ۲۹۹ تا ۳۱۱ مع الحواشی میں کہا گیا ہے کہ :-

”شاہ اسماعیل شہیدؒ مغلوں کی حنفی المذہب حکومت کے خلاف ہمہ گیر انقلاب لانے کے جذبات اور منصوبے رکھتے تھے“ (ماحصل از علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۲ ص ۲۹۹ تا ۳۱۱ مع الحواشی)

جو تقلید پرست دیوبندی جماعت حنفی المذہب ہونے کا دعویٰ رکھتی ہو اور غیر حنفی جماعتوں خصوصاً سلفی و اہل حدیث جماعت کے خلاف نہایت سخت موقف و پالیسی رکھتی ہو وہ اگر شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے سلفی امام و قائد کی بابت یہ نظریہ رکھتی ہو کہ موصوف شاہ اسماعیل حنفی المذہب مغل حکومت کے خلاف ہمہ گیر انقلاب لانا چاہتے تھے وہ تقلید پرست غالی و متعصب حنفی المذہب جماعت اور اس کے افراد شاہ اسماعیل کی غیر تقلیدی سلفی تحریک کا ساتھ کیوں کر دے سکتی تھی؟ اس تحریک جماد کے امام سید احمد شہید اور ان کے رفقاء و معاونین شاہ اسماعیل شہیدؒ وغیرہ کے زمانہ میں اگرچہ فرقہ دیوبندیہ اور فرقہ بریلویہ منظم فرقہ کی حیثیت سے نہیں ابھرے تھے بلکہ یہ دونوں فرقے شاہ صاحب اور سید احمد شہیدؒ نیز ان کے ہم سفر رفقاء کی شہادت ۱۲۳۶ھ کے ایک عرصہ بعد منظم شکل میں نمودار ہوئے مگر اس زمانے کے

(۳۶۲)

جس مواد سے یہ دونوں فرقے پیدا ہوئے وہ بہر حال تحریک شہیدین کے خلاف موقف رکھتے تھے۔ فرقہ بریلویہ نے جن عناصر کی کوکھ سے جنم لیا ان عناصر نے کھل کر تحریک شہیدین کے خلاف زور آزمائی کی اور فرقہ دیوبندیہ والے عناصر نے بھی تحریک شہیدین کا ساتھ دینے سے پہلو تھی کی جس دارالعلوم دیوبند کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے اسے فرقہ دیوبندیہ کہا جاتا ہے اس کے بانی مولانا قاسم بن اسد نانوتوی وفات شہیدین کے دو سال بعد ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور دارالعلوم دیوبند قائم کرنے والے معاونین مولانا قاسم نانوتوی کا حال یہ رہا کہ وہ وفات شہیدین کے وقت یا تو پیدا نہیں ہوئے تھے یا شیر خوار یا طفل کتب تھے دارالعلوم دیوبند وفات شہیدین کے پینتیس سالوں بعد ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء میں قائم ہوا جس کی طرف منسوب لوگوں کو فرقہ کی شکل اختیار کرنے میں بھی کچھ وقت لگے گا جیسا کہ ظاہر ہے۔ فرقہ بریلویہ کا منظم فرقہ کی حیثیت سے ظہور فرقہ دیوبندیہ سے بھی بعد کا ہے۔ بانیان دارالعلوم دیوبند ہندوستان پر مسلط ہو جانے والی انگریزی حکومت کے قائم کردہ دہلی کالج کے تربیت یافتہ تھے ان کے خصوصی مربی و معلم دہلی کالج کے استاذ مولانا ملوک علی متونی ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۰ء ہیں (تفصیل کے ملاحظہ ہو مشہور کتاب علمائے دیوبند کا ماضی از حکیم محمود) یہ معلوم ہے کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت نے دہلی کالج اور اس جیسے دوسرے کالج اور ادارے اپنی سلطنت کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے قائم کئے تھے تاکہ ان میں تربیت و تعلیم پانے والے انگریزوں کے کام آسکیں۔ اکبر الہ آبادی کا یہ شعر اس موقع پر ملحوظ رہے۔

وہ قتل سے بچوں کے نہ ہوتا کبھی بدنام افسوس کہ فرعون کو کالج کی سوچھی

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وفات شہیدین کے پینتیس سال بعد قائم ہونے والے دارالعلوم دیوبند کی طرف منسوب فارغ التحصیل علماء اگرچہ اپنے کو مسلک ولی اللہی کا بھروسہ کرتے ہیں مگر ولی اللہی خاندان کے سربراہ شاہ ولی اللہ کی تعریف سے نیز ان کی لولاد کی تصانیف سے ان کا جو مسلک مستفاد ہوتا ہے اس سے دیوبندی لوگوں کا مسلک بالکل مختلف ہے۔

تحریک شہیدین و خاندان ولی اللہی کا مذہب و مسلک

یہ معلوم ہے کہ تحریک شہیدین کے امیر و امام سید احمد شہید بھی درس گاہ ولی اللہی

(۳۶۳)

کے تربیت یافتہ تھے اور اس تحریک کے امام و امیر موصوف نے اپنی کتاب ”صراط مستقیم“ کو بذریعہ املا شاہ اسماعیل شہید و شیخ عبدالحی بڑھانوی سے مرتب کرایا اور اس پر موصوف سید احمد شہید مکرر سے کرر نظر ثانی بھی کرتے رہے اس کتاب ”صراط مستقیم“ میں اس تحریک کے امام اور امیر سید احمد شہید نے یہ لکھوایا کہ :-

”پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح غیر منسوخ یا بدلتاجیح مجتہد در ان نہ کند و اہل حدیث را مقتدائے خود شناسد و بدل محبت دار و تعظیم ایساں لازم شمرد کہ حاملان علم و تفسیر انہ ”ایضاً یعنی پیش آمدہ مسائل میں سے جس مسئلہ میں بھی غیر منسوخ صریح و صحیح حدیث نبوی آدمی کو طے تو اس حدیث نبوی کے بالمقابل کسی بھی مجتہد کا اتباع نہ کرے۔ نیز ”اہل حدیث“ کو اپنا مقتدی سمجھے اور دل سے ان اہل حدیثوں کے ساتھ محبت رکھے نیز ان کی تعظیم و تکریم کو لازم جانے کیونکہ اہل حدیث لوگ ہی علوم نبویہ پر عمل کرنے والے ہیں (ملاحظہ ہو صراط مستقیم مطبوع دہلی ص ۲۹ و صراط مستقیم مترجم مطبوع لاہور ص ۵۰-۵۱ و تاریخ اہل حدیث و سیاست ج ۱ ص ۷۶ و تراجم علمائے حدیث ج ۱ ص ۱۱۱ و غیرہ)

ناظرین کرام دیکھ رہیں کہ اس تحریک جہاد کے قائد اعظم اور امام افخیم سید احمد شہید نے جہادی مہم کے آغاز سے بہت پہلے اپنے مسلک و مذہب کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے کو غیر تقلیدی اہل حدیث مذہب اور اہل حدیث ائمہ کرام سے وابستہ بتلایا ہے اور اپنے تمام معتقدین و مریدین کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

خانوادہ سید احمد شہید کے مشہور مورخ عالم مولانا سید عبدالحی بن فخر الدین مولود ۱۲۸۶ھ و متوفی ۱۳۴۱ھ اپنی مشہور عالم تاریخ میں لکھتے ہیں کہ :-

”وَسَدِّ الْمَنَزَرِ بِنُصْرَةِ السُّنَنِ الْمُخْتَصَّةِ وَالطَّرِيقَةِ السَّلَفِيَّةِ وَاحْتِجَّ بِرَأْيِهِنَّ وَمَقَدِّمَاتِ وَأُمُورٍ لَمْ يَسْبِقْ إِلَيْهَا“ یعنی سید احمد شہید نے خالص سنت نبویہ اور طریقہ سلفیہ کی حمایت و تائید کے لئے کمر کسی تھی اور اپنے اقتدار کردہ اس طریقہ سلفیہ پر ایسے براہین و مقدمات اور امور کے ذریعہ استدلال و احتجاج کرتے تھے جس کی کوئی سابقہ مثال نہیں آئی (نزهتہ الخواطر ترجمہ سید احمد شہید ج ۷ ص ۳۴)

سید احمد شہید کے گھر کے مورخ و تراجم نگار مولانا سید عبدالحی نے سید صاحب کے

مسک و مذہب کے بارے میں جو کچھ لوپر والی عبارت میں لکھا ہے اس کا معنی و مطلب بہت واضح ہے اور یہ واضح المعنی بات اس امر کی دلیل ہے کہ سید احمد شہید طریقتہ سلفیہ اور سنت محضہ کے پیرو تھے یہ بھی واضح رہے کہ مذکورہ بالا بات کے لکھنے والے مولانا عبدالحی ہندوستانی اہل حدیثوں کے امام شیخ الکل سید نذیر حسین بہاری دہلوی " کے تلامذہ میں سے تھے جیسا کہ خود مولانا عبدالحی نے زہتہ الخواطر کے ترجمہ شیخ الکل اور دہلی ولے سفر کی اپنی خود نوشتہ روداد میں لکھا ہے۔

تحریک شہیدین کے قائدین نے تحریک مذکور سے وابستہ لوگوں کو "محمدی" سے موسوم کیا

تحریک شہیدین کے رکن رکین شاہ اسماعیل شہید اپنی کتاب "ایضاح الحق الصریح" میں فرماتے ہیں کہ : "و شاعر خود محمدیہ خالصہ و تشنن قدیم باید داشت نہ تمدہب خاص و انساک و طریقتہ مخصوصہ بلکہ مذہب و طرق را مثل دکاکین عطارین باید شرد خود را از متمسکان جند محمدی الخ" یعنی ہر مومن شخص کو اپنا شیوہ و شاعر خالص محمدی مذہب اور قدیم زمانہ والا مسلک اہل سنت کو بنانا چاہئے کسی مخصوص تقلیدی مذہب اور طریق کو اپنا مذہب و مسلک نہیں قرار دینا چاہئے بلکہ تمام تقلیدی مذہب و طریقوں کو عطاروں کی دکائیں شہد کرنا چاہئے اور اپنے آپ کو لشکر محمدی کے ساتھ مسلک رکھنا چاہئے خالص محمدی مذہب اور ظاہر سنت نبویہ کو اپنا شیوہ و شاعر اور مشغلہ زندگی بنانا چاہئے الخ (ایضاح الحق الصریح بحوالہ تراجم علمائے حدیث ج ۱ ص ۱۱۰-۱۱۱)

تحریک شہیدین کے رکن رکین نے تقلیدی مذہب میں سے ہر تقلیدی مذہب کی تقلید ترک کر کے خالص مذہب محمدی اور زمانہ قدیم والے مذہب اہل سنت کو اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم اپنی مذکورہ عبارت میں دے رکھا ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ زمانہ قدیم والے مذہب اہل سنت کا دوسرا نام الہدیث ہے یہ بات شیخ جیلانی اور دوسرے اماموں نے کسی ہے حاصل یہ کہ تحریک شہیدین کے امام و امیر اپنے کو کسی تقلیدی فقہی مذہب کی طرف منسوب کئے بغیر محمدی مذہب پر لوگوں سے بیعت کرتے تھے نیز سلسلہ صوفیہ پر بھی (ملاحظہ ہو

ہندوستان میں وہابی تحریک از ڈاکٹر قیام الدین احمد مطبوع نفیس اللہ کراچی ص ۵۰ و سیرت سید احمد شہید از مرص ۱۳۰ ج ۱) یہ معلوم ہو چکا ہے کہ صوفیا کسی تقلیدی مذہب کے پابند نہیں ہوتے تھے۔

اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تحریک شہیدین کے اماموں اور قائدین نے اس تحریک کا ایک نام جہاں اہل حدیث رکھا وہیں اس کا دوسرا نام ”محمدی“ بھی رکھا تھا۔ اس سے فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے اس دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے کہ محمدی یا اہل حدیث کے نام سے غیر مقلدوں کو اور ان کے مذہب کو انگریزی حکومت نے آلہ کار کے طور پر ایجاد کیا تھا۔ اس کے باوجود دیوبندی لوگ اپنے کو اہل حدیث اور محمدی کہلانے کے روادار نہیں اور نہ انہیں مذہب اہل حدیث و مذہب محمدی سے وابستگی ہے بلکہ انہیں اس مذہب و مسلک سے بہت زیادہ انحراف ہے (کمالا یحفظی) وہ اپنے کو تقلید پرست حنفی المذہب اور دیوبندی المشرب کہنے پر شاداں و فرحاں ہیں۔

ایضاح و تنبیہ

تحریک شہیدین کے قائدین نے تحریک مذکور سے وابستہ لوگوں کو ”محمدی“ لقب سے ملقب صدیوں پہلے والے اسلاف کرام کی پیروی میں کیا خود ساختہ طور پر اسے زمانہ تحریک شہیدین میں نہیں ایجاد کیا جیسا کہ فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ نے اپنے اپنے نام چودہویں صدی میں ایجاد و اختراع کیا چنانچہ صفحات آئندہ میں ہماری پیش کردہ تفصیل میں اس کی تحقیق آ رہی ہے۔

ائمہ دیوبندیہ کا انگریزی حکومت کی طرف سے دفاع

فرقہ دیوبندیہ کے ایک بہت بڑے امام مولانا عاشق الہی لکھتے ہیں کہ :-
 ”ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و حافظ ضامن کے ہمراہ تھے کہ بندو قچیوں سے مقابلہ ہو گیا مگر یہ سارے دیوبندی ائمہ و قائدین اپنی ولی نعمت انگریزی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے اور بچنے والے نہ تھے اس لئے پراہما کر انگریزی سرکار بر حال

(۳۶۶)

بڈی کے لئے تیار ہو گئے آخر ان دیوبندی اماموں نے انگریز سرکار کے ہانٹیوں کو شکست دے کر اور بھاگ کر ہی دم لیا (ماحصل از تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۷۴ تا ۷۶ اہل حدیث و سیاست ص ۳۰۵-۳۰۶ و علماۃ دیوبند کا ماضی از حکیم محمود ص ۱۵۲ تا ۱۵۳)

ناظرین کرام بہت آسانی سے مذکورہ بالا مستند بات کے ذریعہ سمجھ سکتے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ کے جن اماموں کے ذریعہ فرقہ دیوبندیہ وجود پذیر ہوا ہے وہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کو ہائی و برقرار رکھنے کے لئے انگریزوں کی حمایت میں صرف تقریر و تحریر ہی پر اکتفاء نہ کرتے تھے بلکہ باقاعدہ جنگ و جدال و قتال اور مسلح زور آزمائی بھی کرتے تھے یہاں پر اختصار کے پیش نظر ہم صرف سرسری بحث پر اکتفاء کریں گے انگریزی حکومت کی حمایت میں مسلح جدوجہد اور قتال کرنے والے جن ائمہ دیوبند کا ذکر اوپر ہوا انہوں نے انگریزی حکومت کی طرفداری میں یہ قتال ۱۸۵۷ء میں کیا تھا جس کے کم از کم دس سال بعد دارالعلوم دیوبند کی تاسیس ہوئی اور اسی دارالعلوم دیوبند کی بدولت فرقہ دیوبندیہ ظہور پذیر ہوا۔ یہ بعید نہیں کہ انگریز نے اپنی حکومت کے لئے مفید محسوس کرتے ہوئے انگریزی حکومت کے حامی حاجی ابدو اللہ کے احوال و انصار کو دارالعلوم دیوبند قائم کرنے کا مشورہ دیا ہو اور اس کام کے لئے اپنے قائم کردہ دہلی کالج کے تربیت یافتہ لوگوں کو اکسایا اور ابھارا ہو۔

انگریزی حکومت کے ساتھ وفاداری و تعاون کا فتویٰ دیوبند

(پہلا فتویٰ)

ایک مشہور معروف دیوبندی امام مولانا محمد میاں اپنی کتاب ”تحریک شیخ الہند“ میں فرماتے ہیں کہ :-

”سب سے گراں قدر وہ فتویٰ ہے جو ۱۸۹۸ء میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے جاری کیا جس پر عام دیوبندی علماء کے ساتھ مولانا محمود الحسن کے بھی دستخط تھے کہ مسلمان مذہبی طور پر پابند ہیں کہ حکومت برطانیہ (انگریزی حکومت) کے وفادار رہیں خواہ سلطان ترکی (خلافت عثمانیہ) سے ہی برسرِ جنگ کیوں نہ ہوں“ (ملاحظہ ہو تحریک شیخ الہند از مولانا محمد میاں ص ۳۰۸ و علماۃ دیوبند کا ماضی ص ۱۲۳)

یہ معلوم ہے کہ مولانا رشید احمد اور مولانا محمود الحسن گنگوہی دارالعلوم دیوبند کے

ہائیں اور دیوبندی فرقہ کے لاسوں میں سے ہیں ان لہان فرقہ دیوبندیہ کا فتویٰ مذکورہ اس بات کا شاہد عادل ہے کہ دیوبندی لاسوں کا مذہب اور دین ایمان ہی یہ تھا کہ حکومت برطانیہ کے وفادار رہیں اور اس کی حمایت و طرف داری کریں خواہ حکومت برطانیہ کی طرف داری اسلامی خلافت کے خلاف بھی کرتی پڑے۔

ناظرین کرام بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ ہندوستان پر انگریزی حکومت کی وفاداری جن کا دین و مذہب ہو وہ یقیناً انگریزی حکومت کے آلہ کار ہیں۔

انگریزوں کے ساتھ وفاداری و تعاون کے لئے

دوسرا فتویٰ دیوبندیہ

ہندوستان میں انگریزی حکومت کی حمایت میں فتویٰ دیوبندیہ کا ایک مجموعہ نصرت الابرار کے نام سے مشہور دیوبندی عالم مولانا عبدالقادر لدھیانوی کی اولاد کا چھپویا ہوا ہے اس مجموعہ فتویٰ دیوبندیہ میں یہ سوال و جواب مرقوم ہے کہ :-

سوال : سلطنت انگلشیہ (انگریزی حکومت) جس میں ہم کو اپنے امور دینیہ پر عمل کرنے سے روک نہیں بہتر ہے یا حکومت روس جو سخت دشمن قدیمی سلطان روم یعنی خلافت اسلامیہ عثمانیہ کی ہے ؟

جواب : سلطنت انگلشیہ بہتر ہے کیونکہ سرکار دولت مدار (انگریزی حکومت) جس روس متعصب نہیں اگر بالفرض انگریزی سرکار کی عملداری روس وغیرہ سے ترنہ سمجھی جائے جب بھی رعائے اہل اسلام کو شرعاً حرام ہے کہ انگریزی سرکار کے خلاف روس یا سلطان روم (اسلامی خلافت عثمانیہ) وغیرہ سے درپردہ رابطہ و اتحاد وغیرہ پیدا کرے بلکہ جو مسلمان سرکاری عملداری (انگریزی حکومت کے زیر فرمان ہندوستان) میں چند روز کے واسطے وارد ہو اس کو بھی مخالفت سرکار برطانیہ (انگریزی حکومت کی مخالفت) شرعاً حرام ہے (ملاحظہ ہو مجموعہ فتویٰ علما دیوبند المعروف بہ فتویٰ نصرت الابرار ص ۹ و علما دیوبند کا ماضی ص ۱۳۱)

ناظرین کرام اس دیوبندی فتویٰ پر نظر ڈالیں جس کی تصدیق پر تمام لہان دیوبندیہ دستخط کر رکھا ہے اس دیوبندی فتویٰ میں صراحت ہے کہ انگریزی حکومت کے خلاف خلافت اسلامیہ سے بھی رابطہ رکھنا اہل اسلام کے لئے شرعاً حرام ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ

دیوبندی شریعت میں انگریزی حکومت کے ساتھ تعاون و وفاداری کو مسلمانوں کا فریضہ بتلایا گیا ہے۔ ہر شخص بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ جس گروہ دیوبندیہ کا انگریزی حکومت کے ساتھ وفاداری کا یہ حال ہو وہ شہیدین کی تیار کردہ اہل حدیث محمدی جماعت کو انگریزی حکومت کا آلہ کار اور اپنے کو انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کرنے والا کہے تو دیوبندی گروہ کی یہ بات دیوبندی اصول سے سو فیصد حق بجانب ہے۔

تحریک شہیدین میں شرکت کے لئے سلفی دعوت کو

فرقہ دیوبندیہ نے ٹھکرا دیا

یہ معلوم ہے کہ بلاکوٹ میں سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید کی شہادت کے بعد ان کی تیار کردہ انگریز مخالف جماعت کی قیادت و سیادت سید احمد شہید کے خلیفہ مولانا سید ولایت علی صادق پوری کے ہاتھ آئی جو اہل حدیث سلفی عالم تھے ان کے بعد مختلف مراحل سے گذرتے ہوئے یہ قیادت مولانا فضل الہی وزیر آبادی کے ہاتھ آئی یہ بھی سلفی تھے انہوں نے یکے بعد دیگرے تین بار دیوبندی جماعت کے سربراہ مولانا محمود الحسن کی خدمت میں دُفود بھیج کر درخواست کی کہ آپ انگریزوں کے خلاف اس جہاد میں شریک ہوں اور سرحد پار تشریف لائیں ان تینوں دُفود میں سے ایک دُفود میں مشہور سلفی کتاب دیوان گلشن ہدایت کے مصنف مولانا عبد الکریم مسلم بہاری نیپالی کے لڑکے حافظ شریف احمد بھی تھے مگر مولانا محمود الحسن اس تحریک جہاد میں شریک ہونے پر آمادہ نہیں ہوئے اور حجاز مقدس کی طرف ہجرت کر گئے (علمائے دیوبندی کا ماضی از حکیم محمود ص ۱۰۴ تا ۱۱۸ بحوالہ تحریک مجاہدین کا آخری دور مرتبہ چودھری محمد شفیع سالار آل انڈیا مجلس احرار اسلام منڈی عثمان والا ص ۱۴۳ تا ۱۵۰)

دیوبندی جماعت کی اس پالیسی پر امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی افسوس ہوا ہے ملاحظہ ہو خطبہ صدارت جمعیت العلماء لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۲۱ء ص ۷۳ و علمائے دیوبندیہ کا ماضی ص ۱۱۸)

دیوبندی جماعت اور سر سید احمد خاں

مولانا عبید اللہ سندھی فرماتے ہیں کہ :-

”دیوبندی نظام اور دیوبندی سیاسی مصلحتوں کو سمجھنے کے لئے اس حقیقت کو متحضر

رکھنا چاہئے کہ شاہ محمد اسحاق (اس زمانہ میں خاندان الہی کے سربراہ) کی ہجرت حجاز کے

بعد یعنی ۱۲۵۸ھ کے بعد ولی اللہی جماعت دو حصوں میں منقسم ہو گئی ایک نے دیوبند کو اور دوسری نے علی گڑھ کو اپنا مرکز بنایا ایک نے دارالعلوم دیوبند قائم کیا دوسرے نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ان دونوں مرکزوں کو قائم کرنے والے مولانا مملوک علی متوفی ۱۲۶ھ - ۱۸۵۰ء کے شاگرد تھے مثلاً سر سید احمد خان اور مولانا قاسم نانوتوی مولانا رشید احمد گنگوہی دونوں گروپوں کے استاد مولانا مملوک علی انگریزوں کے قائم کردہ دہلی کالج کے ملازم و مدرس تھے (ماحصل از شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک مرتبہ مولانا عبید اللہ سندھی ص ۲۱۰ تا ۲۱۶)

غلام احمد قادیانی حنفی المذہب مقلد تھا

اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مولود ۱۸۳۹ء متوفی ۱۹۰۸ء ہندوستان میں انگریزی حکومت کا آلہ کار تھا اور مرزا موصوف بقرع خویش حنفی المذہب تھا حنفی المذہب مقلد مرزا قادیانی حنفیوں کے مطالبہ پر حنفیوں کی طرف سے سلفی علماء کی مخالفت میں مناظرے کیا کرتا تھا قادیانی موصوف حنفی مذہب کی تبلیغ بھی کرتا تھا (ملاحظہ ہو علمائے دیوبند کا ماضی ص ۳۸ تا ۴۲)

مولانا اشرف علی دیوبندی کا فتویٰ ہے کہ :-

”مرزا غلام احمد قادیانی اور ہم دیوبندی لوگوں کا کسی مسئلہ پر اختلاف نہیں بجز ختم نبوت کے کیونکہ اصل میں دونوں یعنی قادیانی و دیوبندی ایک ہیں اور فقہ حنفی دونوں کی مشترک و مجرب میراث ہے“ (علمائے دیوبند کا ماضی ص ۴۹ بحوالہ مولانا عبد الماجد دریا آبادی ص ۴۹)

اس کے باوجود دیوبندی و بریلوی لوگ مرزا قادیانی کو غیر مقلد سلفی کہیں تو حیرت نہیں کیونکہ دونوں جماعتوں کا یہی اصول ہے۔

مرزا قادیانی کو مسئلہ ختم نبوت کے علاوہ تمام مسائل میں مولانا تھانوی کا دیوبندی مذہب کا موافق بتلانا بھی عجوبہ ہے اور اس سے بڑا عجوبہ یہ ہے کہ بریلوی جماعت کا الزام ہے کہ دیوبندی لوگ عقیدہ ختم نبوت والے معاملہ میں اہل اسلام سے مختلف عقیدہ رکھتے ہیں (فتاویٰ رضویہ کے مختلف مقامات و متعدد کتب بریلویہ) اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ بریلوی مفتی جلال الدین نے زاہد الکوثری کے حوالہ سے جو یہ لکھا کہ قادیانی موصوف غیر مقلد سلفی تھا (غیر مقلدوں کے فریب ص ۳۷) ایک خانہ ساز دعویٰ ہے کیونکہ قادیانی موصوف بقرع خویش اور بقرع مولانا تھانوی دیوبندی حنفی المذہب مقلد تھا۔

مرزا قادیانی تو سلفی عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مباہلہ کے نتیجے میں ہلاک ہو کر داخل جہنم ہوا وہ غیر مقلد کیونکر ہو؟ (ملاحظہ ہو القادیانیۃ للعلماہ احسان الہادیہ وغیرہ)

انگریز حکومت و بریلوی جماعت

انگریزی حکومت کے سلسلے میں دیوبندی موقف نہایت مختصر طور پر ہم بیان کر چکے اور تفصیل کے لئے ضخیم جلدیں درکار ہیں اسی طرح زیادہ تفصیل میں پڑے بغیر کیونکہ اس کتاب کے صفحات تفصیل کے متحمل نہیں ہم ماہنامہ نوری کرن میں مندرج برطانوی وائس رائے برائے ہند کا یہ قول نقل کرنے پر اکتفاء کر رہے کہ برطانوی وائس رائے ہند نے اپنی برطانوی انگریزی حکومت سے کہا کہ جب تک احمد رضا خاں (بریلوی جماعت کے موجد وہابی و اعلیٰ حضرت) کا قلم اور حشمت علی (بریلوی جماعت کے سب سے بڑے امام بعد اعلیٰ حضرت) کی زبان ہمارے لئے ہے جب تک ہمیں انڈیا سے نکلنے والا کوئی نہیں (ملاحظہ ہو ماہنامہ نوری کرن شمارہ دسمبر ۱۹۷۰ء ص ۳۱)

اس تحقیق سے انگریزی حکومت کے ساتھ بریلوی و دیوبندی جماعت کی پالیسی ظاہر ہوتی ہے۔

سر سید احمد خاں بانی مسلم یونیورسٹی

مشہور دیوبندی صاحب قلم کے حوالہ سے یہ بات آچکی ہے کہ دہلوی جماعت کے دو حصوں میں سے ایک الگ ہو کر دیوبند آ گیا جس نے دارالعلوم دیوبند قائم کیا دوسرا علی گڑھ آیا جس نے مسلم یونیورسٹی قائم کیا بریلوی و دیوبندی جماعتوں نے متفقہ طور پر کہا کہ بانی مسلم یونیورسٹی سر سید احمد خاں بھی غیر مقلد اہل حدیث تھے (غیر مقلدوں کے فریب سے ۳۷ - ۳۸ وغیرہ مقلدین کی حقیقت سے ص ۷۰ - ۷۱) حالانکہ سر سید احمد خاں اور بانی دارالعلوم دیوبند انگریزوں کے قائم کردہ جس دہلی کالج کے تربیت یافتہ تھے اس کے مدرس مولانا مملوک علی ان دونوں ہی کے مربی اور استاذ تھے اور مولانا مملوک علی کے تربیت یافتہ سر سید احمد خاں اہل حدیث کو لا مذہب مذموم و مطعون بتلاتے اور اس مذہب اہل حدیث سے اپنی بے زاری اور برأت ظاہر کرتے تھے (علمائے دیوبند کا ماضی ص ۵۵ تا ۶۰) علمائے اہل حدیث تو سر سید احمد خاں کے مذہبی معاملہ میں حریف تھے ان کے خلاف سلفی علماء کو بہت سی کتابیں لکھنی پڑیں (علمائے دیوبند کا ماضی ص ۵۸)

سید احمد شہید و شاہ اسماعیل کی تحریک جہاد میں شرکت کا مظاہرہ کرنے کے لئے مشہور حنفی المذہب سربراہ مولوی محبوب علی دہلوی سرحد پار تک گئے وہ تحریک کے ذمہ داروں سے مطالبہ کرنے گئے کہ غیر مسلموں سے جہاد کے بجائے پہلے یہاں کے مسلمانوں سے جہاد کیا جائے جسے ذمہ داران تحریک نے یہ کہہ کر نامنظور کر دیا کہ جہاد مسلمانوں سے نہیں کیا جاتا اس پر خفا ہو کر مولوی محبوب علی دہلوی اپنی جماعت کے ساتھ واپس آ گئے اس سے انگریزی مفاد کو فائدہ ہوا (مخلص از تواریخ مجیبہ ص ۱۰۷-۱۰۸ و تراجم علمائے حدیث ہند ترجمہ حیدر علی رامپوری ج ۱ ص ۳۹۰-۳۹۱ والہ حدیث و سیاست ج ۱ ص ۱۱۵-۱۱۶ مع الموحاشی) مولوی محبوب علی خنی نے صرف جمادی مہ سے خفا ہو کر دہلی چلے آنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تحریک کے خلاف موصوف پروپیگنڈہ میں لگ گئے اس پروپیگنڈہ کو دفع کرنے کے لئے ذمہ داران تحریک کی طرف سے سلفی المذہب علماء خصوصاً مولانا سید حیدر علی اور ان کے بھائی محمد علی وغیرہ بھیجے گئے جنہوں نے مولوی محبوب علی اور دوسرے حنفی علماء کی حمایت تھلید و خلاف تحریک جہاد لکھی ہوئی کتابوں کا رد لکھا (تراجم علمائے حدیث ج ۱ ص ۳۹۰-۳۹۲ و متحدہ مراۃ) مولوی محبوب علی جیسے حنفی علماء کے فراہم کردہ مواد سے دیوبندی دہریلوں نے جماعت سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید کی وفات کے ایک عرصہ بعد ظہور پذیر ہوئی ان دونوں جماعتوں میں سے دیوبندی جماعت کے ہائوں کی تربیت انگریزوں کے قائم کردہ دہلی کالج میں بذریعہ مولانا مملوک علی ہوئی۔

اہل حدیث پر انگریزی حکومت کا آلہ کار ہونے اور انگریزی حکومت کی پیداوار ہونے کے دیوبندی دہریلوں کے دفاع میں نہ چاہتے ہوئے بھی ہم کو یہ مختصر سی تحقیق پیش کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں پر اصل حقائق منکشف کر دے اور انہیں قبول کرنے نیز ماننے کے لئے اشراخ صدر کر دے، آمین۔

زیر نظر بریلوی کتاب پر ہمارا تبصرہ ختم ہوا جس میں ضمنی طور پر دیوبندی کتاب غیر مقلدین کی حقیقت کی بھی کچھ حقیقت بیانوں کا مختصر ذکر آ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق حقیقی و حق پسندی و حق پرستی کی توفیق دے، آمین۔

محمد رئیس ندوی

جامعہ سلفیہ بنارس

۲۵ دسمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۳۱۶ھ

غیر مقلدین کی حقیقت

مرتبہ مولانا سعید الحق قاسمی

پرورد بلیغ

لا

محمد رئیس ندوی

جامعہ سلفیہ بنارس

حضرت شاہ ولی اللہ نے کہا :-

”اکثر مفسد در عالم از ہمیں تقلید جت ناشی می شود“ یعنی دنیا میں اکثر و بیشتر فساد و بگاڑ تقلید پرستی سے پیدا ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں (ازالۃ الخفایج ص ۲۵۷) ”فَمَنْ يَكُونُ مُقَلِّدًا رَجُلًا مِنَ الْفُقَهَاءِ بَعِيْبِهِ اِلَى اَنْ قَالَ وَذَلِكَ مَا رَوَاهُ الزَّهْرِيُّ الْحَدِيثُ“ یعنی تقلید مقلد کرنے والے پر بموجب حدیث نبوی اتخذوا احبارہم الآیضہ والی آیت منطبق ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تقلید پرستی شرک ہے (ازالۃ الخفایج وعقد الجید ص ۳۸) شاہ اسماعیل وسید احمد شہید و مولانا عبدالحی بڑھانوی نے کہا :-

”جس مسئلہ میں حدیث صحیح موجود ہو اس میں کسی بھی امام مجتہد کی تقلید نہ کرو یعنی کہ نصوص کے بالمقابل تقلید نہ کرو بلکہ اپنی گردن سے قیادہ تقلید پرستی پھینک دو۔ ائمہ اہل حدیث کو اپنا امام بناؤ اور گروہ محمدی میں شریک ہو جاؤ (صراط مستقیم ص ۶۳) شاہ عبد العزیز نے کہا :-

”تقلید پرستی شرک و حرام ہے جس پر آیت ”ارْتَضُوا احْبَارَهُمْ الخ“ منطبق ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو شاہ عبد العزیز کی تفسیر فتح العزیز مطبوعہ جنتبائی ص ۱۲۸ و فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۷۹) جو صرف آٹھ رکعات ترویج پر اکتفا کرے وہ سنت نبویہ پر ہی عامل ہے (فتاویٰ عزیزیہ ج ۲ ص

۱۰۹) فاتحہ خلف الامام ، آئین بالجہد و رفع الیدین سب کا ہونا حدیث کے مطابق ضروری ہے (قادی عزیزیہ مرتبہ از کلکتہ محفولہ اخبار اہل حدیث ۲۱ / ستمبر ۱۹۳۳ء)
 تقلید شخصی بدعت ہے (ایضاح الحق الصریح ص ۶۲ تا ۶۴ حاصل ص ۳۹-۴۰ و
 ۷۰) فرقہ دیوبندیہ کا دعویٰ ہے کہ ہمارا مذہب وہی ہے جو شاہ ولی اللہی خاندان کا مذہب ہے
 (عام کتب دیوبندیہ) خصوصاً شاہ اسماعیل شہید کا۔

ایک ضروری تمہید شیخ الکل سے متعلق

فرقہ دیوبندیہ اور بریلویہ نے اپنی کتابوں میں مذہب اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کے خلاف اپنی محملاً آرائی اور زور آزمائی میں اپنے زمانہ میں مذہب اہل حدیث و جماعت اہل حدیث کے اصل علم بردار شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی بھاری مولود ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء کے خلاف بہت زیادہ سرگرمی اور مستعدی دکھا رکھی ہے۔ اور ایک دوسرے کی تکذیب کرنے والے اپنے متضاد و متعارض و مضطرب اقوال میں ایک اہمیت پائے ہوئے قول میں شیخ الکلؒ ہی کو مذہب اہل حدیث کا ایجاد و اختراع کنندہ اور جماعت اہل حدیث کو وجود بخشنے والا قرار دیا ہے۔
 (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۹ اور عام کتب دیوبندیہ و بریلویہ)

ہم چاہتے ہیں کہ مختصر طور پر ان اکاذیب دیوبندیہ و بریلویہ پر تحقیقاً نظر ڈالیں۔

شیخ الکل سے پہلے ہندوستان میں اہل حدیث

ہم بیان کر آئے ہیں کہ شیخ الکل کی ولادت سے بہت پہلے عمد خلفائے راشدین میں ہندوستان کے خاصے حصہ پر اہل حدیث حکومت قائم تھی اور اس اہل حدیث سنی حکومت کے زیر سایہ ہندوستان میں سنی اہل حدیث عوام و خواص علماء و ائمہ و محدثین ترک تقلید والے مسلک اہل حدیث پر کاربند ہو کر دین و ملت اور ملک و قوم کی سرگرم خدمت بذریعہ جہاد و غزوات و تبلیغ و تدریس دیتے رہے یہ سلسلہ ۱۰۲ھ تک یعنی لوائل ساتویں صدی تک وفات سلطان محمد غوری تک جاری رہا بلکہ اس کے بعد عرصہ تک سرزمین ہند میں سنی مذہب کا اچھا خاصا بول بالا اور چرچا رہا۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرنے والا اور ہندوستان کی

(۳۷۳)

اسلامی حکومت کو مستحکم سے بھی زیادہ مستحکم بنانے والا سلطان شہاب الدین محمد غوری متوفی ۶۰۲ھ اور اس کے بھائی سلطان غیاث الدین محمد بن سام غوری متوفی ۵۹۵ھ کو علامہ سبکی نے اگرچہ حسب عادت الطبقات الکبریٰ للشافعیین ج ۸ ص ۶۰-۶۱ میں ذکر کر کے شافعی المذہب ظاہر کیا ہے مگر ہم اسلام میں نماز جمعہ کا حکم ص ۳۵۰ تا ۳۵۳ میں ان دونوں ہندوستانی سلاطین اور حکمرانوں کا سلفی المذہب ہونا واضح کر چکے ہیں اور یہ کہ یہ لوگ تہلیل پرست نہیں تھے۔

سلطان شہاب الدین محمد غوری کی وفات سے سولہ سال پہلے پیدا ہونے والے مشہور و معروف اہل حدیث سلفی عالم و امام سیف الدین ابو العالی سعید بن مطر بن سعید بن علی قاندی باخرزی بخاری مولود ۵۸۶ھ و متوفی ۶۵۹ھ سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے جانشین سلاطین ہند تعلقات، دروایط و مراسلت رکھتے تھے۔

حافظ ذہبی نے کہا کہ :-

"وَمِنْ رَأْسِلِهِ سُلْطَانُ الْهِنْدِ نَاصِرُ الدِّينِ أَبِيكَ وَصَاحِبُ السَّنَدِ مِلْتَانِ غِيَاثُ الدِّينِ بَلْبَانَ" یعنی سلفی امام سیف الدین ابو العالی سعید بن مطر سے ہندوستانی بادشاہ و سلطان ناصر الدین ایک و غیاث الدین بلبن مراسلت رکھتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۳۶۷ ترجمہ شیخ سعید بن مطر ابو العالی باخرزی)

یہ معلوم ہے کہ سلطان ناصر الدین ایک متوفی ۶۰۷ھ فاتح ہند سلطان محمد غوری کا جانشین تھا اور اس کا جانشین سلطان محمد بلبان تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمد غوری کے بعد بھی سلفی والی حدیثی اماموں سے ہندوستانی سلاطین کے روابط تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ "عبادت بہ تہلیل مگر اہی است" کے قائل سلفی اہل حدیث عالم شیخ سعدی مصلح الدین شیرازی متوفی ۶۹۱ھ سے سلطان غیاث الدین محمد بلبن کو اتنی گہری عقیدت تھی کہ موصوف سلطان بلبن نے شیخ سعدی کی خدمت میں بہت زیادہ مال و دولت بھیج کر درخواست کی کہ اس کی راجدھانی ملتان میں آکر قیام کریں مگر شیخ سعدی نے اپنی کبر سنی کا عذر کیا (نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۱۶۹)

ہندوستانی حکمران سلطان محمد بلبن کا شیخ سعدی سے عقیدت و محبت اور تعلق خاطر رکھنا موصوف سلطان بلبن کے سلفی المذہب ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ شیخ سعدی تہلیل پرستی

کو ضلالت و گمراہی قرار دیتے تھے۔ سلطان غیاث الدین بلبن ۶۸۳ھ میں شیخ سعدی سے سات آٹھ سال پہلے فوت ہوا اس سے واضح ہوتا ہے کہ ساتویں صدی کے اواخر تک ہندوستان کی اسلامی حکومت کی زمام کار اہل حدیث حکمرانوں کے ہاتھ میں تھی۔

سلطان بلبن کے مرکز نگاہ شیخ ابو المعالی سعید بن المطر کی بابت حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ :-
 "الإمام القدوة شيخ خراسان سيف الدين أبو المعالي سعيد بن مطهر بن سعيد بن علي القائلدي البخاري نزيل بخاري كان إماماً محدثاً ورعاً زاهداً قياً أثرباً منقطع القرين الخ" (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۲۶۳)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ساتویں صدی کے امام سعید بن مطر باخرزی اہل حدیث اثری و سلفی امام تھے۔ اس سے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے اس زعم باطل کی تکذیب ہوتی ہے کہ اہل حدیث ہندوستان کی انگریزی حکومت کی پیدا کردہ جماعت ہے اہل حدیث جماعت تو وہ جماعت ہے جس کے امام ابو المعالی سعید بن مطر کی تبلیغ و اصلاح سے تاتاریوں کا حکمراں حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ اس قسم کی تحقیقات کے لئے ایک مستقل کتاب لکھنے کا ہم ارادہ رکھتے ہیں لیکن ناظرین کرام موصوف ابو المعالی سعید بن مطر کے علمی و دینی و تبلیغی و اصلاحی کارناموں کی جانکاری کے لئے تاریخ اسلام ہند للذہبی و سیر اعلام النبلاء میں موصوف کے نیز موصوف کے معاونین و معتقدین و تلامذہ کے تراجم و حالات ملاحظہ فرمائیں ہندوستان کی اسلامی حکومت کے اولو العزم حکمراں و سلطان شہاب الدین محمد غوری اور اس کے بھائی سلطان غیاث الدین غوری کے جانشین ہندوستانی حکمراں سلطان ناصر الدین قطب الدین ایک اور سلطان غیاث الدین محمد بلبن وغیرہ موصوف سلفی امام ابو المعالی سعید بن المطر باخرزی سے مراسلت و روابط رکھتے تھے نیز یہ لوگ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی مصنف گلستان و بوستاں و کریمیا سے بھی روابط و عقیدت رکھتے تھے۔ سلاطین غوریہ اور غوری حکمرانوں کے حکام و سرکاری عہدیدار مشہور و معروف ہندوستانی شیخ طریقت اور امام الصوفیاء علامہ فخر الدین زراوی سامانوی دہلوی متوفی ۷۳۸ھ کے معاصر تھے نیز تفسیر کبیر کے مصنف امام فخر الدین رازی کے بھی یہ لوگ ہم عصر تھے اور امام فخر الدین رازی اور فخر الدین زراوی سامانوی تہلید پرستی کے خلاف تہلید پرستی پر نقد و نظر کرنے والے تھے حتیٰ کہ شیخ فخر الدین زراوی سامانوی مخصی تہلید پرستی کو اور

مروجہ تقلیدی مذاہب میں سے کسی ایک کی پابندی و التزام کو صریح طور پر بدعت و ممنوع قرار دیتے تھے اور ظواہر کتاب و سنت پر عمل کے زبردست داعی و مبلغ تھے (زہنتہ الخواطر و بہجتہ المسامع و التواظر مطبوع لکھنؤ طبع ثانی حیدر آباد ہند ۱۹۶۶ء ج ۲ ص ۱۰۰ تا ۱۰۳ ترجمہ ۱۸۰ بحوالہ خزینتہ الاصفیاء وقد تقدم)

موصوف امام فخر الدین زراوی ساماوی دہلوی کے ایک مشہور و معروف ^{بہم عصر} محدث و فقیہ مصنف القاموس و ستر السعادة امام محمد بن یعقوب محمد الدین فیروز آبادی متوفی ۱۲۹ھ ہندوستان آئے اور موصوف ہندوستان میں مقیم بھی رہے امام محمد الدین فیروز آبادی خالص اہل حدیث سلفی امام تھے۔ ساتویں و آٹھویں و نویں صدی میں فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے اولیاء اللہ قرار دیئے ہوئے کئی حضرات دیوبندی و بریلوی طرز کی جاہد و غالی تقلید پرستی ترک کر کے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے اور بھی کئی کام تقلید پرستی کے خلاف کرتے تھے جیسا کہ مشہور سلفی کتاب مجموعہ فتاویٰ لولیاہ کرام و فقہائے عظام از مولانا محمد حنیف بھوجیانی سے ظاہر ہے۔

دسویں گیارہویں صدی کے شیخ نصیر الدین بن سراج محمد برہان پوری متوفی ۱۰۳۱ھ منصب قضاء پر فائز تھے۔ اور سلطان جہاں گیر مولود ۹۷۶ھ و متوفی ۱۱۳۱ھ اور اس کے وزیر اعظم عبد الرحیم بن بیرم خان خانان مولود ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۶ء و متوفی ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۱۶۲ء کے منظور نظر تھے بادشاہ اور اس کے وزراء و امراء بھی ان کی قدر و عزت کرتے تھے موصوف کی بابت ماژر جیسی سے زہنتہ الخواطر میں منقول ہے کہ :-

"كَانَ الْقَاضِيُ نَصْرَ الدِّينِ بْنِ بَرَجِّعِ الْحَدِيثِ ابْنِ مَالِكٍ كَانَ عَلَى قِيَّاسِ الْمُتَّهِدِ وَكَانَ يُنْكِرُ الْقِيَاسَ" موصوف قیاس کو اصول دین میں ماننے سے انکار کرنے والے اور کسی بھی مجتہد کے قیاسی اور خلاف نصوص مسئلہ پر حدیث نبوی کو ترجیح دینے کا مسلک رکھنے والے تھے (زہنتہ الخواطر ج ۵ ص ۳۳۰-۳۳۱ نیز ہمارا مقدمہ اہل حدیث کی تصنیفی خدمات) ظاہر ہے کہ منکر قیاس اور ہر طرح کے مجتہد کے فتویٰ پر حدیث کو ترجیح دینے والا اہل حدیث ہی ہوگا۔

موصوف کی بابت مزید لکھا ہے کہ :-

"الشَّيْخُ الْعَالِمُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيهُ الْقَاضِيُ أَحَدُ الْعُلَمَاءِ الْمُرْزِقِينَ فِي الْفَقْرِ وَالْحَدِيثِ وَالْعَرَبِيَّةِ لَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِهِ أَعْلَمُ مِنْهُ بِالرِّجَالِ وَالْحَدِيثِ وَأَطْوَعُ مِنْهُ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَأَصْدَقُ مِنْهُ فِي اللَّهْجَةِ"

(نزہتہ الخواطر ج ۵ ص ۳۳۰)

ہندوستان کی اتنی زبردست حکومت کی نظر میں ممدوح اور مقبول اور منصب قضاء پر فائز اس امام اہل حدیث کی عظمت سے پتہ لگتا ہے کہ نویں صدی میں بھی اہل حدیث علماء کو سرکاری حیثیت دیندی حاصل تھی۔ اسی زمانے میں شیخ احمد بن عبد الاحد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی مجدد تقلید کے خلاف سرگرم عمل تھے اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور اس کا پرچاد کرتے تھے (مجموع فتاویٰ اولیاء کرام ص ۳۴ بحوالہ زبدۃ القالات ص ۲۰۹)

۱۰۲۳ھ میں حرمین شریفین میں پانچ سالہ قیام اور متعدد حج و عمرہ کر کے شیخ نصیر الدین ہندوستان واپس آئے تو عادل شاہ والی گجرات موصوف امام نصیر الدین کے استقبال کے لئے تین میل اپنے اعیان سلطنت کے ساتھ بندرگاہ تک گیا۔ اور سلطان جہانگیر نے جب موصوف امام اہل حدیث نصیر الدین کی حجاز سے واپسی کی خبر سنی تو انہیں اپنی چھاؤنی میں بلا کر خاطر تواضع کی مگر موصوف نصیر الدین اپنے گھر برہان پور میں خانہ نشین ہوئے لیکن جہاں گیر کا لڑکا خرم المعروف بہ شاہ جہاں محمد بن جہانگیر برہان پور جا کر شیخ نصیر الدین کو زاجدہانی اکبر آباد آگرہ لے آیا (نزہتہ الخواطر ج ۵ ص ۳۳۰-۳۳۱) اگر فرقہ دیوبندیہ کو مذہب اہل حدیث اور ائمہ اہل حدیث کی عظمت کا احساس نہ ہو تو یہ اس کی فطرت ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہمارے ملک ہندوستان میں دسویں اور گیارہویں صدی میں بھی غوری سلطنت ختم ہونے کے بعد بھی اہل حدیث عوام و خواص موجود تھے۔ اسی گیارہویں صدی کے مشہور ہندوستانی عالم و فقیہ و محدث شیخ عبد الرحیم بن وجیہ الدین عمری دہلوی والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۰۵۳ھ میں پیدا ہوئے موصوف شیخ عبد الرحیم دہلوی والد شاہ اللہ بھی فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ والی تقلید پرستی کے خلاف تھے۔ موصوف شیخ عبد الرحیم دہلوی کی بابت نزہتہ الخواطر میں صراحت ہے کہ :-

"کَانَ مِنْ كِبَارِ الْمُشَافِحِ النَّقِشْبَنِيِّةِ" موصوف شیخ عبد الرحیم نقشبندی مشائخ میں کبار

مشائخ میں سے تھے (نزہتہ الخواطر ج ۶ ص ۱۳۶)

اور یہ معلوم ہے کہ نقشبندی مشائخ اپنے امام طریقت شیخ بہاء الدین نقشبند کی طرح تقلید پرستی کے برخلاف لصوص کتاب و سنت کے قبیح ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ عبد الرحیم

موصوف کے صاحب زادے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی مشہور و معروف کتاب ”انفاس العارفین“ میں لکھا ہے کہ :-

”مغلی نماز کہ حضرت ایشاں در اکثر امور موافق مذہب حنفی عمل کردند الا بعض چیزیا بحسب حدیث یا وجدان بمذہب دیگر ترجیح می یافتند ازاں جملہ آنت کہ در اقتداء سورہ فاتحہ می خوانند در جنازہ نیز روزے دریں مسئلہ شیخ عبدالاحد بحث کردند الخ“ یعنی یہ بات مغلی نہیں کہ میرے والد بزرگوار شیخ عبدالرحیم بن وجیہ الدین دہلوی مولود ۱۰۵۳ھ و متوفی ۱۱۳۱ھ اگرچہ اکثر الامور میں حنفی مذہب کے موافق عمل کرتے تھے مگر کچھ امور میں حدیث اور وجدان کے مطابق غیر حنفی مذہب کے موافق عمل کرتے تھے انہیں میں سے ایک بات امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا بھی ہے موصوف والد صاحب عام پنجگانہ نمازوں اور نماز جنازہ میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اس موضوع پر والد محترم کا شیخ عبدالاحد سے ایک بار مناظرہ بھی ہوا تھا الخ (انفاس العارفین مطبوع دہلی ۱۳۳۵ھ ص ۷۰-۷۱)

شاہ ولی اللہ نے جو یہ کہا کہ والد ماجد اکثر امور و مسائل میں حنفی مذہب کے موافق عمل پیرا تھے تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ حنفی مذہب سے موصوف کی موافقت تقلید کی بنا پر نہیں تھی بلکہ ان کی تحقیق ہی ان مسائل میں حنفی مذہب کے مطابق رہا کرتی تھی جس کا حاصل یہ کہ موصوف شیخ عبدالرحیم دہلوی تقلید پرست نہیں تھے اسی زمانہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حسب بیان حنفی سمجھے جانے والے ساکن کہ مکرمہ ایک فقیہ شیخ حسن بن علی عجمی متوفی ۱۱۱۳ھ بھی شاہ ولی اللہ محدث کی تصریح کے مطابق تقلید شخصی اور مردوجہ تقلیدی مذاہب میں سے کسی ایک کی تقلید کے خلاف تھے (انفاس العارفین ص ۱۹۳-۱۹۴)

ہندوستان کے اہل حدیث امام شیخ نصیر الدین برہان پوری اور ان کے رفقاء مذہب کے بعد بارہویں صدی میں امام اہل حدیث شیخ محمد فخر زائر حرم الہ آبادی مولود ۱۱۳۰ھ و متوفی ۱۱۶۲ھ اور ان کے ہم مذہب وہم مشرب رفقاء کرام و اصحاب عظام خصوصاً شیخ ابواسحاق عمری لہروی متوفی ۱۲۳۲ھ اہل حدیث کا پرچم بلند کئے ہوئے پورے ہندوستان پر لہرا رہے تھے اور اسی زمانہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے ہم مذہب رفقاء و تلامذہ و اولاد کے ساتھ اپنے تقلید شکن کارناموں کو جاری کئے ہوئے تھے۔ شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز اور ان کے بھائی

سب اپنے باپ کے ہم مذہب تھے۔ وہ سب دیوبند والی تقلید کو بدعت و ضلالت اتخذاوا احبہم والی آیت کا مصداق کہتے تھے۔ اور ان کے فیض یافتہ شاہ اسماعیل شہید وسید احمد شہید اور ان کے رفقاء کار نے بھی اپنے آباء واجداد خصوصاً خلیفہ راشد عمر فاروق کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک طرف بذریعہ تحریر و تصنیف و تقریر و خطابت سلفیت کو پورے ملک میں فروغ دینے کی ملک گیر تحریک دورہ کے ذریعہ چلائی دوسری طرف سلفی حکومت کو دوبارہ ہندوستان میں قائم کرنے کے لئے مسلح جہاد کی عظیم الشان خدمت انجام دی اور راہ اللہی میں شہداء کے درجہ کو پہنچے۔

سلفی مذہب و سلفی جماعت کی نشر اشاعت کے سلسلے میں ملک گیر دورہ کے سلسلے میں شاہ اسماعیل شہید اپنی تحریک کے امام وامیر سید احمد شہید اور دیگر ارکان جماعت کے ساتھ ۱۲۳۳ھ میں صادق پور پنڈہ میں تھے جبکہ شیخ الکل کی عمر سترہ سال تھی تو ان علم برداران سلفیت کی خدمت میں شیخ الکل حاضر ہوئے اور ان کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو کر دہلی کی درسگاہ ولی اللہی سے فیض یاب ہونے کے ارادہ سے روانہ ہوئے اس وقت سید احمد شہید و اسماعیل شہید کے استاد و شیخ اور درسگاہ ولی اللہی کے صدر نشین شاہ عبد العزیزؒ ”زندہ تھے۔ مگر انیسویں صدی کے حالات کے سبب شیخ الکل ۱۲۳۳ھ میں یعنی روانگی کے پانچ سال بعد دہلی اس وقت پہنچے کہ شاہ عبد العزیز متوفی ۱۲۳۹ھ کو فوت ہوئے تین سال بیت چکے تھے۔ اس لئے موصوف شیخ الکل شاہ ولی اللہی درس گاہ میں اس وقت پڑھانے والے اساتذہ خصوصاً درسگاہ ولی اللہی کے اصل چائشیں شاہ اسماعیل بن محمد افضل عمری متوفی ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء سے پڑھنے میں مصروف ہوئے اور ۱۲۵۸ھ میں شاہ اسماعیل جب حجاز ہجرت کر گئے تو شیخ الکل سید نذیر حسین ہی درسگاہ ولی اللہی کے وارث و چائشیں کی حیثیت سے درس گاہ ولی اللہی میں درس و تدریس کی خدمت انجام دینے لگے شیخ الکل کو شاہ اسماعیل بدست خود ۱۲۵۲ھ ہی میں سند لکھ کر دے چکے تھے جیسا کہ شیخ الکل کی سند میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ (تراجم علمائے حدیث ج ۱ ص ۱۳۲ والِحیَاة بَعْدَ الْمَمَاتِ وَنَزْهَتَهُ الْخَوَاطِرُ ج ۸ ص ۳۹۸ ترجمہ شیخ الکل)

اس میں شک نہیں کہ پنڈہ میں ۱۲۳۳ھ میں علم برداران سلفیت سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید کے فیوض سے بہرہ ور ہونے سے لے کر اپنی وفات ۱۳۲۰ھ تک شیخ الکل تحریک

شہیدین سے پوری طرح وابستہ رہے جس کی تفصیل اہل حدیث و سیاست از علامہ نذیر احمد اطوی میں ہے نیز علمائے دیوبند کا ماضی از حکیم محمود میں بھی اس کی کسی قدر تفصیل ہے۔

۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مغل حکمران بہادر شاہ ظفر کی قیادت میں جو جماد آزادی ہوا اس موقع پر شہر پسند عناصر نے سید نذیر حسین شیخ الکل اور ان کے رفقاء پر عرصہ حیات تک کر رکھا تھا مگر بہادر شاہ ظفر اور اس کے گھر والے نیز وزیر مرزا قدرت اللہ بیگ خاں معز الملک رضی الدولہ نے کہا کہ شیخ الکل درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے فقہ میں برتری و مہارت رکھنے والے علم و عمل میں بے نظیر و بے مثیل بلند پایہ عبادت گزار و شب، زندہ دار تقویٰ و طہارت میں یگانہ روزگار دن و رات احادیث نبویہ اور علوم شرعیہ کا درس دینے والے خدا رسیدہ عالم دین ہیں۔ ہم سب ان کے عقیدت مند ہیں۔ ہم ان کی دعاؤں کے ضرورت مند رہا کرتے ہیں۔ انہیں کسی قسم کی لایت نہیں پہنچنی چاہئے بلکہ انہیں ہر طرح کی پریشانی سے بچانا ضروری ہے۔ چنانچہ شاہی فرمان کے مطابق اقدامات کئے گئے۔ (۱۸۵۷ء کا تاریخی روز نامہ از شیخ عبد اللطیف مطبوع ندوۃ المصنفین دہلی ص ۱۲۷ و ۱۰۳-۱۰۲ و تاریخ اہل حدیث و سیاست)

یہ بہت واضح بات ہے کہ اپنے پیشرو خلیفہ راشد عمر فاروق اور صحابہ و صاحب قاموس فیروز آبادی و امام نصیر الدین برہان پوری و شیخ فخر زائر الہ آبادی و شاہ ابواسحاق لراوی و شاہ ولی اللہ اور ان کے اولاد و رفقاء نیز شاہ اسماعیل و سید احمد شہید وغیرہ کے طریق پر چلتے ہوئے شیخ الکل نے ہندوستان میں سلفیت کے پرچم کو اسی طرح بلند رکھنے اور پھیلانے کی جدوجہد کی جس طرح ان کے ہم عصر اور پیشرو شیخ احمد شہید و اسماعیل شہید اور ان سے بھی پہلے والے لوگ کرتے رہے لہذا شیخ الکل کو غیر مقلد مذہب مراد اہل حدیث مذہب کا موجد اور تخلیق کار کہنے والا فرقہ دیوبندیہ اور طائفہ بریلویہ یقیناً اور قطعاً بلا شک و شبہ اپنے دعاوی میں سو فیصد سفید جھوٹ بولنے والا اور حقائق ثابتہ کا قطعی طور پر انکار کرنے والا ہے۔

شیخ الکل کے دس پندرہ ہزار تلامذہ درس گاہ ولی اللہی سے فارغ ہو کر پرچم سلفیت کو بلند رکھنے کے لئے کوشاں رہے اور ۱۳۲۰ھ میں شیخ الکل دنیا سے چلے گئے مگر ان کی تحریک سلفیت جو عہد نبوی سے لیکر ان کی (یعنی شیخ الکل) کی زندگی تک چلتی رہی وہ شیخ الکل کے بعد

شیخ الکل کے تلامذہ کے ذریعہ ہندوستان اور بیرون ہند میں جاری رہی اور اس دور میں بھی زندہ رہی اور آج بھی زندہ ہے اور فرقہ بریلویہ دیوبندیہ کے لئے درد سر بھی ہے اس ضروری تمہید کے بعد ناظرین کرام آگے آنے والے مباحث کا مطالعہ کریں۔

اہل حدیث کانفرنس منعقدہ مئی اپریل ۱۹۹۵ء کا ذکر

اپریل ۱۹۹۵ء والی مئی منعقد اہل حدیث کانفرنس کی غیر معمولی کامیابی سے بدحواس ہو کر فرقہ دیوبندیہ نے یہ کتاب لکھ ڈالی ہے یعنی ”غیر مقلدین کی حقیقت“ اس مونا تھ بھنجن سے بائیس افراد شیخ الکل کی درس گاہ سے فیض یاب ہو کر مسلک اہل الحدیث کی خدمت و ترویج و اشاعت میں سرگرم عمل ہوئے۔ جیسا کہ فیض عام مونا تھی کتابچہ میں مرقوم ہے اور ان میں سے بعض کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔ شیخ الکل درس گاہ ولی اللہی کے وارث کی حیثیت سے باقاعدہ مدرس ہو کر ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں تدریس و تعلیم کا کام شروع کر چکے تھے، جس کے تقریباً تیس سال بعد دارالعلوم دیوبند قائم ہوا ہے اسی دارالعلوم دیوبند کے پڑھے ہوئے لوگوں پر مشتمل افراد سے فرقہ دیوبندیہ وجود میں آیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرقہ دیوبندیہ کی ولادت سے بہت پہلے درس گاہ شیخ الکل سے سلفی المذہب اہل علم علوم سے آراستہ ہو کر پوری دنیا میں پھیلنے لگے تھے۔ پھر تو شیخ الکل سید نذیر حسین کے ذریعہ ہندوستان اور بیرون ہند میں پھیلنے والے سلفی مذہب سے کم از کم تیس برس بعد فرقہ دیوبندیہ اور دیوبندی مذہب کا ظہور ہوا ہے اس کے باوجود فرقہ دیوبندیہ کا سلفی جماعت اور سلفی مذہب کو اپنے ظہور کے بعد ظاہر ہونے والا تلامذہ کھلا ہوا افتراء اور دروغ ہے فروغ ہے۔ جس زمانے میں شیخ الکل درس و تدریس کا کام درس گاہ شاہ ولی اللہی میں کر رہے تھے۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند کو قائم کرنے والے لوگ انگریزی حکومت کے قائم کئے ہوئے دہلی کالج میں طفل کتب کی حیثیت سے زیر تعلیم تھے دریں صورت فرقہ دیوبندیہ کا یہ دعویٰ حیرت انگیز ہے کہ سلفی مذہب اور سلفی جماعت فرقہ دیوبندیہ کے بعد بذریعہ شیخ الکل ایجاد ہوئی اور اسے ایجاد کرنے والے اس زمانہ کے انگریز حکمران ہیں۔

۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۷ء میں قائم ہونے والے جس دارالعلوم کی کوکھ سے فرقہ دیوبندیہ دیوبندیہ مذہب پیدا ہوئے اس کی تاریخ (جو دارالعلوم دیوبندیہ کی کھوئی اور

چھوڑائی ہوئی ہے) میں صراحت ہے کہ تیرہویں صدی کے وسط تک حنفی درسگاہوں میں صرف ترجمہ حدیث و بیان مذاہب اربعہ پر اکتفاء کیا جاتا تھا مگر جب اہل حدیث کی جانب سے احناف پر شدید کے ساتھ مخالفت حدیث کا الزام لگایا گیا تو شاہ محمد اسحاق اور ان کے بعض تلامذہ نے مذہب حنفی کے اثبات و ترجیح پر توجہ دی جسے اساتذہ دارالعلوم دیوبند نے بہت فروغ دیا (ماحصل از تاریخ دارالعلوم دیوبندی طبع اول ۱۳۹۷ھ ج ۱ ص ۱۱۲ و ۱۱۳) اس دیوبندی عبارت میں صراحت ہے کہ اہل حدیث کے بالمقابل ترجیح مذہب حنفی میں شاہ محمد اسحاق بھی سرگرم رہا کرتے تھے جو باعتراف اہل دیوبند تولید دارالعلوم دیوبند سے بہت زمانہ پہلے فوت ہو گئے تھے اس کا لازمی مطلب یہ ہوا کہ دیوبندی فرقہ و دیوبندی مذہب کی تولید و تخلیق سے بہت زمانہ پہلے باعتراف فرقہ دیوبندیہ ہندوستان میں اہل حدیث موجود تھے نیز اس دیوبندی عبارت کی یہ بات سراسر مکذوب ہے کہ شاہ محمد اسحاق اہل حدیث کے بالمقابل ترجیح مذہب حنفی میں مصروف تھے ان کے آباء و اجداد بشمول عمر فاروق، شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز تقلید پرستی اور دیوبندی طریق کے خلاف تھے شاہ محمد اسحاق اپنے آباء و اجداد کے اس طریق سے منحرف نہیں ہوئے تھے۔

شاہ اسحاق درس گاہ ولی اللہی کا جانشین شیخ الکل کو بنا کر حجاز گئے تھے مگر مولانا عبید اللہ سندھی حنفی اور ان کی تقلید میں فرقہ دیوبندیہ نے کہا کہ شاہ اسحاق درس گاہ ولی اللہی کا جانشین دہلی کالج میں انگریزوں کے نوکر مولانا مملوک کو بنا گئے تھے۔ (علمائے دیوبند کا ماضی ص ۲۵۰)

دہلی کی درس گاہ ولی اللہی پر شیخ الکل کے متمکن و جلوہ افروز ہونے سے پہلے مونا تھ بھینجن کے شیخ حضرت مولانا فیض اللہ بن یار محمد مولود ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۳ء و ستونی ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء مونا تھ بھینجن کی سر زمین میں سلفی مذہب کی نشر و اشاعت میں مصروف تھے اور ان کے رفقاء ان کے اس کام میں مدد و معاون تھے پھر بھی فرقہ دیوبندیہ ویریلویہ کا یہ دعویٰ کرنا کہ مذہب اہل حدیث کے بانی اور موجد شیخ الکل ہیں ایک بہت بڑا عجوبہ ہے۔

مولانا فیض اللہ سموی نے مونا تھ بھینجن میں مشہور سلفی درسگاہ مدرسہ عربیہ عالیہ ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں اپنے ہم مذہب و معاونین کے ساتھ مل کر قائم کیا ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۵ھ میں مولانا فیض اللہ سموی کا قائم کردہ یہ مدرسہ عربیہ اس کے پہلے سے بھی چل رہا تھا مگر اس میں باقاعدہ عربی تعلیم درجہ بندی کے ساتھ نہیں ہو رہی تھی یعنی کہ معنوی طور پر یہ سلفی درسگاہ مولانا فیض اللہ مونا تھ بھینجن میں ۱۲۸۳ء کے زمانہ پہلے سے بشکل کتب چلا رہے تھے اور یہ معلوم ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی تاسیس مونا تھ

بہنچن کی اس سلفی درس گاہ کے چند سالوں بعد ہوئی۔
ناظرین کرام اس بات کو بخوبی ذہن نشین رکھیں اس سے آگے آنے والے مباحث کو
سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

انہیں دیوبندی امام عبید اللہ سندھی نے سید احمد شہید تک پر الزام و اتہام لگایا کہ وہ
انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی سے راہ درسم رکھتے تھے محض اس لئے کہ سید احمد شہید دیوبندیوں
کی طرح حنفی نہیں تھے بلکہ اہل حدیث تھے ، آمین بالجہد و رفع الیدین کرتے تھے۔ (افکار
سندھی پر نظر جانی از مولانا مسعود عالم ندوی ص ۵۲ و علماء دیوبند کا ماضی ص ۲۵۰) مولانا شیخ
الکلی ۱۸۵۸ء کے بعد تحریک شہیدین عرف وہابی تحریک کے امام و قائد تھے۔ (علمائے دیوبند
کا ماضی ص ۲۵۲ سے لیکر آخر کتاب تک دیکھئے۔ جو مدلل حوالوں سے مرتب کئے گئے ہیں)

فرقہ دیوبندیہ کا اہل حدیث پر فتویٰ کفر و قتل

فرقہ دیوبندیہ کے اماموں میں سے مشہور امام دیوبندیہ شیخ محمد بن احمد تھانوی مولود
۱۲۳۰ھ متوفی ۱۲۹۶ھ نے کہا :-

”ہمارے ملک میں جن کو وہابی کہا جاتا ہے ، ان کو قتل کر دینا فرض ہے“ (حاشیہ سنن
نسائی از شیخ محمد تھانوی مطبوعہ مجتہبائی پریس ج ۱ ص ۲۶۰)

مشہور دیوبندی مورخ مولوی ایوب قادری نے اپنی کتاب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں لکھا :-
”ہندوستان پر حکومت کرنے والے انگریزوں نے باغی اور وہابی مترادف الفاظ قرار
دیئے (۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی از مولوی ایوب قادری ص ۶۲-۶۳)

واضح رہے کہ اس زمانہ میں بریلوی اور دیوبندی فرقہ کے لوگ صرف اہل حدیث اور
سلفی کو وہابی کہتے تھے بعد میں بریلوی لوگ معلوم نہیں کب سے دیوبندیوں کو بھی وہابی کہنے لگے۔
ان دونوں دیوبندی باتوں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے
والوں کو انگریزوں نے اپنے سیاسی مصالح اور سیاسی ہتھکنڈوں کے ذریعہ وہابی کے نام سے موسم
کر رکھا تھا اور انگریزوں کی تائید و حمایت کرتے ہوئے فرقہ دیوبندیہ کے امام شیخ محمد تھانوی نے
فتویٰ دیا کہ وہابی لوگوں کو قتل کر دینا ضروری اور فرض ہے۔ یہ مجاہدین اور انگریزوں کے
مخالفین ”وہابی“ جنہیں فرقہ دیوبندیہ کے امام نے واجب القتل قرار دیا اور انہیں واجب
القتل قرار دینے میں فرقہ دیوبندیہ کے یہ امام منفرد نہیں ہیں بلکہ یہ تمام دیوبندیوں اور
یلویوں کا متفقہ فتویٰ ہے جیسا کہ آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگا اور جس حنفی مذہب سے یہ

دونوں دیوبندی و بریلوی فرقے اپنے کو وابستہ بتلاتے ہیں ان کے اماموں میں سے ابو مطہج بلخی اور اس کے ہم نواؤں نے اہل حدیثوں کو واجب القتل دوسری ہی صدی میں قرار دے دیا تھا اور اسی قسم کے فتاویٰ پر عمل کرتے ہوئے مامون رشید اور اس کے حنفی المذہب جانشینوں نے بڑے پیمانے پر اہل حدیث کو قتل و قید کیا امام احمد بن حنبل پر حنفی حکومت نے مظالم کے پہاڑ توڑ ڈالے اور اس حنفی حکومت نے سلفی درس گاہوں کو بند کر دیا اور سلفی لوگوں پر سرکاری ملازمت کے دروازے بند کر دیئے۔ یہ تفصیل ہماری کتاب اللصحاح میں ملے گی جس حنفی قوم نے امام اہل سنت احمد بن حنبل پر عرصہ حیات تک کر دیا نیز دوسرے اہل حدیث علماء پر بھی وہی قوم آج امام احمد کو چادوں تھلیدی اماموں میں شمار کرنے لگی ہے۔

فرقہ دیوبندیہ کے مشہور و معروف امام وصی احمد سورتی کانپوری پبلی بھیتنی التونی ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۸۱۶ء نے "جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد" نامی ایک کتاب بصورت فتویٰ لکھی اور دوسری کتاب ایک دوسرے دیوبندی امام مولانا محمد عبد القادر لدھیانوی متوفی ۱۹۰۱ء نے بنام "انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والغاصد" اور تیسری کتاب دیوبندی امام مولانا نبی بخش جلوائی نے بنام "اخراج المنافقین عن المساجد المسلمین" لکھا ان تینوں کتابوں میں وہابیوں کو متفقہ طور پر کافر، منافق، مرتد، لاد مذہب، اہل شرور و فتن، واجب القتل مباح الدم قرار دیا گیا۔ اور ان فتاویٰ پر تمام اکابر دیوبندیہ و بریلویہ نے مر تصدیق و ثبوت کی فرقہ بریلویہ کی طرف سے اس موضوع پر کئی کتابیں فضل رسول بدایونی نے مثلاً - سیف الجبار، و صحیح المسائل، والبولاق المحمدیہ، بحر جم شیطان نجدیہ، و احقاق الحق، و ابطال الباطل وغیرہا لکھی گئیں۔ ان فتاویٰ پر تصدیق والی عبادتیں لکھ کر اپنی مر ثبت کرنے والے دارالعلوم کے پہلے شیخ الحدیث مولوی محمد یعقوب خان توتوی و مولانا رشید احمد گنگوہی و مولانا محمود الحسن گنگوہی سبھی ہیں۔ ان محمولہ کتابوں کو دیکھ کر ہر آدمی ہماری بات کی تصدیق بہت آسانی سے کر سکتا ہے۔ فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کا متحدہ محاذ جن وہابیوں کو کافر و مرتد و منافق اور واجب القتل باغی کہتا ہے ان کے لئے یہ اصطلاح اور فتویٰ ہندوستان پر ظلم و جور مسلط ہو جانے والی انگریزی حکومت کے وفادار و نمک خوار و خیر خواہ تھلید پرست مولویوں نے ایجاد و اختراع کیا اور کوئی شک نہیں کہ ان تھلید پرست مولویوں اور ان کے سرپرست انگریزوں کے نقطہ نظر سے ان کے اصطلاحی وہابی لوگ فی الواقع حکومت کے باغی و حریف تھے سلفی تحریک کے خلاف اس فتویٰ بازی کی خدمت انجام دینے کی ذمہ داری ان دونوں تھلید پرست فرقوں کو آمادہ و برانگیختہ کرنے کی

کوشش کرنے والے ظاہر ہے کہ اس وقت ہندوستان کے حکمران انگریز ہی تھے۔ اور حکومت ہی حدود قائم کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس لئے فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے اس فتویٰ کا لازمی مطلب یہ ہے کہ انہوں نے انگریزی حکومت کو فتویٰ اور حکم دیا کہ وہ وہابیوں کو قتل کرے یہی وہابی لوگ ہیں، جن کو فرقہ دیوبندیہ بشمول مولوی عبدالحق قاسمی و دیوبندی سنوی وغیرہ اپنی کتابوں میں وہابی کہنے کے ساتھ غیر مقلدین روافض و مرزائیوں اور منکرین حدیث وغیرہ فرقہ باطلہ میں شمار کرتے ہیں، اور انہیں کو دوسرے لوگ اہل حدیث و سلفی و اثری و محمدی کہتے ہیں، مشہور حنفی صاحب قلم مولوی وصی احمد کی بابت سید احمد شہید کے خاندان کے مشہور فرد فرید مصنف نزہتہ الخواطر لکھتے ہیں :-

"كَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ الْمُتَعَصِّبِينَ عَلَىٰ مَنْ يَعْمَلُ بِنُصُوصِ الْحَدِيثِ كَثِيرُ النِّكَرِ عَلَيْهِمْ جَمْعٌ اقْرَأَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِهِمْ وَجَعَلَ تِلْكَ الْأَقْوَالَ مَذْهَبَهُمْ وَحَمَلَهَا عَلَىٰ بَيَانِ بَيْكْفَرُ بِهَا قَائِلَهَا تَارَةً عَلَىٰ سَبِيلِ الزُّرْمِ فَكَفَرَ بِهَا كُلُّ مَنْ يَعْمَلُ وَيَتَّقَدُّ بِالْحَدِيثِ وَأَفْتَىٰ بِإِعْرَاجِهِمْ مِنَ الْمَسَاجِدِ وَحَدَّ وَأَجْتَهَدَ فِيْ اثْبَاتِ التَّوْقِيعَاتِ عَنِ الْفُقَهَاءِ وَسَمَّاهَا بِمَجْمَعِ الشُّوَاهِدِ وَإِعْرَاجِ غَيْرِ الْمُقَلِّدِينَ مِنَ الْمَسَاجِدِ الخ" یعنی یہ دیوبندی المذہب مولوی وصی احمد، اہل حدیث لوگوں کے خلاف تعصب رکھتے تھے، انہوں نے کتب اہل حدیث سے نقل کر کے بہت سارے اقوال جمع کئے۔ اور ان کے مجموعہ کا نام مذہب غیر مقلدین رکھا اور ان کے معانی یہ بتائے کہ ان کے قائلین کافر ہیں، جامع الشواہد لاخراج غیر المقلدین من المساجد کے ذریعہ تمام فقہاء یعنی دیوبندی و بریلوی فقیہوں سے تصدیقی تحریر اور دستخط حاصل کر کے غیر مقلدوں وہابیوں یعنی اہل حدیث کو کافر و مرتد وغیرہ قرار دیا۔ (ماحصل از نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۵۱۶)

جب فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کا متحدہ محاذ اپنے مصطلح غیر مقلدین کو وہابی قرار دینے پر متفق ہے اور اپنے کو غیر وہابی بتلانے پر مجتمع ہے اور وہابیوں کو انگریز حکومت کا باغی قرار دے کر واجب القتل بتلانے پر متحد ہے۔ تو اس کا دوسرا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ دونوں فرقے اپنے کو انگریزوں کا وادار و خیر خواہ و احسان مند ذمہ دار بننے پر بھی متفق و متحد و مجتمع ہیں؟

اس سے قطع نظر اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث کے خلاف تحریری طور پر شر انگریزی و شورش برپا کرنے اور اپنے ولی نعمت انگریز کو انہیں قتل کرنے پر ابھانے میں دونوں فرقے متحد رہے پھر اپنے کو دونوں فرقے انگریز کے خلاف جہاد آزادی والی تحریک میں قیادت و سیادت کا رول ادا کرنے والا کہنے پر بھی متفق ہیں اور اس پر بھی متفق ہیں کہ اہل حدیث

ہی نے دیوبندی و بریلوی فرقے کے خلاف جارحیت شروع کی ہر انصاف پسند معتدل مزاج آدمی دونوں طرف کی باتوں اور تاریخ کا جائزہ لیکر حق و صواب تک آسانی پہنچ سکتا ہے۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی اپنی مختلف کتابوں میں اہل حدیث کے خلاف فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کی ریشہ دوانیوں اور شرانگیزیوں و شرارتوں نیز فتنہ سامانیوں کا بہت گلد و ہکودہ کیا ہے۔ مولانا آزاد کی کتابوں خصوصاً آزادی کی کہانی آزاد کی زبانی بہ روایت عبد الرزاق بلخ آبادی اور علمائے دیوبند کا ماضی از قلم حکیم محمود قابل ملاحظہ ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ذکر خیر

ایک طرف دونوں تقلید پرست فرقوں کا یہ حال رہا، دوسری طرف فرقہ بریلویہ نے آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ کی تاب نہ لا کر فرقہ بریلویہ کے بانی و امام اعلیٰ حضرت کے بھانجے محبوب رضا خاں نے ایک آدمی کے ذریعہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کو دعوت دے کر بریلی بلایا۔ مولانا امرتسری سے مقابلہ و مناظرہ کی تاب نہ لا کر آریہ سماجی بھاگ کھڑے ہوئے فرقہ بریلویہ کے امام محبوب رضا خاں مولانا ثناء اللہ امرتسری کو ولی اللہ کہتے تھے (علمائے دیوبند کا ماضی ص ۲۶-۲۷)

ایک طرف فرقہ بریلویہ کے امام وقت مولانا محبوب رضا کا اہل حدیث جماعت کے سربراہ مولانا امرتسری کے ساتھ یہ حال تھا دوسری طرف یہ فرقہ اہل حدیث کی جڑ کھودنے میں مصروف ہے، فرقہ بریلویہ نے شیعوں کے خلاف بھی مناظرہ کرنے میں اپنے کو عاجز و لا جواب پاکر مولانا ثناء اللہ امرتسری کو اپنی طرف سے مناظرہ کے لئے مدعو کیا اور فاتح ہوئے نیز تمام احتاف و نواب رامپور کی درخواست پر مولانا امرتسری نے رامپور میں مرزائیوں قادیانیوں سے مناظرہ کیا اور فاتح ہوئے۔ اور کامیاب اور کامراں اور اعزاز سے انعام یافتہ ہوئے۔ نواب رامپور نے عقیدت ظاہر کرتے ہوئے مولانا امرتسری کے لئے اس زمانہ میں دو سو روپے ماہوار کا وظیفہ گراں بہا جو آج کے حساب سے پچاس ہزار سے بھی زیادہ ہوگا، مقرر کر دیا۔

(علمائے دیوبند کا ماضی ص ۲۳)

فرقہ دیوبندیہ گھینے والے مناظرہ میں آریہ سماجیوں کے بالمقابل جب لاجواب ہو گیا۔ تو انھوں نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی خدمات حاصل کیں۔ اور مولانا امرتسری فاتح ہوئے اس

طرح فرقہ دیوبندیہ کی بھی عزت رہ گئی فرقہ دیوبندیہ کے امام مولانا محمود الحسن نے مولانا امرتسری کا بیحد اعزاز و اکرام کیا حتیٰ کہ ان کے اعزاز میں ہاتھیوں کا جلوس بھی نکالا۔ (سیرت ثنائی) اس کے باوجود بھی فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ اہل حدیث کے خلاف جو پالیسی اختیار کئے ہوئے ہیں بہت ظاہر و باہر ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی نے شباب ثاقب ص ۶۶ میں کہا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں مولانا گنگوہی نے متعدد مقامات پر طائفہ دہلیہ غیر مقلدین کو فاسق و غیبیث و جملہ وصالہ کہا ہے۔ (نیز ملاحظہ ہو علمائے دیوبند کا ماضی ص ۳۳۵ تا ۳۳۷)

ان امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناظرین کرام فرقہ دیوبندیہ کی طرف سے اہل حدیثوں کے خلاف خصوصاً متواتر بھینچن کے اہل حدیثوں کے خلاف لکھی جانے والی ایک نہایت گھٹاؤنی اور زہریلی و اشتعال انگیز وقتہ خیز کتاب، غیر مقلدین کی حقیقت از سعید الحق سنوی سے متعلق ہمارا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ یہاں ایک بات اور ملحوظ رہے کہ فرقہ دیوبندیہ کے امام مولانا اشرف علی تھانوی کو علامہ شبیر احمد عثمانی شارح صحیح مسلم کی تصریح کے مطابق انگریزی حکومت کی طرف سے اس زمانہ میں چھ سو روپے ماہوار وظیفے ملتے تھے۔ (مکالمہ صدریں ص ۹ اور ضرب شدید ص ۲۹ و علمائے دیوبند کا ماضی ص ۱۸۱-۱۸۲)

پور دار العلوم کے ہائیوں کا یہ حال تھا کہ وہ انگریزوں کے قائم کردہ دہلی کالج کے تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ دہلی کالج کے واسطے سے انگریزوں کے وظیفہ خوار تھے۔ ان کے مربی مولانا ملوک علی تو خیر اسی دہلی کالج کے روح رواں تھے۔ یہ بات اتنی واضح و ظاہر ہے کہ کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ یہاں ایک بات اور ملاحظہ کر لیجئے کہ شاہ اسماعیل شہید کی شہادت کی خبر فرقہ بریلویہ کے سربراہ شیخ فضل حق خیر آبادی مولود ۱۲۱۲ھ و متوفی ۱۲۷۸ھ کو جب ۱۲۲۲ھ میں ملی تو وہ درس دے رہے تھے، درس بند کر کے گھنٹوں روتے رہے۔ جب قدرے سکون ہوا تو بولے ہم مولانا شاہ اسماعیل کو صرف مولوی ہی نہ جانتے تھے وہ امت محمدیہ کے حکیم تھے ہر چیز کی اہمیت سے وہ واقف تھے۔ (الحیاء بعد الممات ص ۱۲ و سرگذشت مجاہدین ص ۱۲۹)

فرقہ بریلویہ کو اپنے امام کی اس بات پر دھیان دینا چاہئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیوبندی کتاب غیر مقلدین کی حقیقت پر تبصرہ (تمہید)

ہم بتلا آئے ہیں کہ بریلوی کتاب غیر مقلدوں کے فریب پر تبصرہ کے دوران ہم کو فرقہ دیوبندیہ کی طرف سے لکھی گئی ایک کتاب غیر مقلدین کی حقیقت موصول ہوئی جو مولانا تاج بھنجن میں واقع ایک دیوبندی مدرسہ مدنی دارالعلوم کے صدر مدرسین سعید الحق قاسمی کے ذریعہ لکھوائی گئی۔ بہت سارے لوگوں نے خصوصاً مولانا تاج بھنجن کے سنی علماء و عوام نے ہم سے کہا کہ اس کتاب پر بھی ہم تبصرہ لکھیں۔ طبیعت آبادہ نہ ہونے کے باوجود علماء و عوام کے مطالبہ کو میں نظر انداز نہ کر سکا۔ اور اس پر اپنا تبصرہ لکھ دینا مناسب سمجھا لہذا یہ کتاب کے تبصرہ میں اس دیوبندی کتاب کی بہت ساری باتوں پر تبصرہ آچکا ہے۔ مگر پوری کتاب پر ایک مستقل تبصرہ اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم قلم بند کر رہے ہیں۔

اپریل ۱۹۹۵ء والی مرکزی اہل حدیث کانفرنس کا رد عمل

یہ دیوبندی کتاب ٹائٹل بیچ سیت کل اٹھانوے صفحات پر مشتمل ہے، اس کے ۲۵ صفحات تقریباً، پیش لفظ و مقدمہ کے عناوین سے چار مختلف دیوبندی علماء کے تحریر کردہ ہیں، یہ دیوبندی کتاب دراصل مولانا تاج بھنجن میں ۱۳ / ۱۵ / اپریل ۱۹۹۵ء میں ہونے والی کامیاب اہل حدیث کانفرنس زیر اہتمام مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوئی یہ سنی کانفرنس عام تقلید پرست ہندوستانیوں کے لئے عموماً اور مولانا تاج بھنجن کے تقلید پرستوں کے لئے خصوصاً زبردست کمر توڑ دہوش رہا ثابت ہوئی اور خدا و جن سے مضطرب ہو کر بہت سے تقلید پرست عوام و علماء تربے اور مذہبی حرکتیں کرنے لگے اس لئے کہ بہت سارے سنی عوام بلکہ علماء بھی اس کانفرنس کے ایمان افروز تقلید سوز پروگراموں سے بہت متاثر ہوئے یہ تقلید پرست لوگ تو کانفرنس منعقد ہونے سے پہلے دعائیں اور تمنائیں کر رہے تھے، کہ یہ کانفرنس ہی نہ ہو سکے اور منعقد ہو تو کامیاب نہ ہو سکے مگر مقلدین کے علی الرغم دونوں باتیں

بہت شاندار طریقہ پر انجام پذیر ہوئیں ، اس لئے حواس باختہ ہو کر تقلید پرستی کے قائلین کی منصوبہ بند سازش کے مطابق کتاب مذکور لکھی لکھائی گئی۔ اس میں تقلید پرستی کی حمایت اور سلفی مذہب و جماعت کی مذمت پر بہت توجہ صرف کی گئی۔ فرقہ بریلویہ کے بالکل برعکس فرقہ دیوبندیہ اپنے آپ کو مسلک ولی اللہی اور تحریک شہیدین کا عقیدت مند بلکہ مسلک ولی اللہی و شہیدین سے اپنے کو منسلک اور وابستہ بتاتا اور مسلک ولی اللہی و مسلک شہیدین کو اپنے ہی جیسا تقلیدی حنفی المذہب کہتا ہے ، بلکہ وہ اس بات کا شاک ہے کہ غیر مقلدوں نے حضرت امام السنہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے طریق کار کو ترک کر دیا۔ جس سے دو متضاد نتیجے نکلے ، ایک بدعت ساز و بدعت نواز فرقہ بریلویہ کا ظہور دوسرے فتنہ انکار حدیث اور مذہبی بے راہ روی ----- اہل حدیث کے خلاف یہ بات زیر نظر کتاب ”غیر مقلدین کی حقیقت ص ۶۲ تا ۵۹“ میں بھی بلکہ پوری کتاب میں ظاہر کی گئی ہے ، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ فرقہ دیوبندیہ مسلک ولی اللہی سے نوے فیصد مسائل میں اختلاف رکھتا ہے۔

مذہب ولی اللہی اور مذہب دیوبندی

کوئی بھی آدمی اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے خانوادہ ولی اللہی کی کتابیں اور دیوبندی مذہب کی کتابیں دیکھ کر معلوم کر سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ نے کہا کہ اکثر فساد و فتن کی جڑ تقلید پرستی ہے

دیوبندی اور ولی اللہی مذہب کے درمیان بہت بڑا نمایاں فرق یہ ہے کہ دیوبندی مذہب تمام تر جاہد و غالی تقلید پرستی پر قائم ہے اور ولی اللہی مذہب جاہد و غالی تقلید پرستی کے ذریعہ صرف خلاف ہے بلکہ دیوبندیوں والی تقلید پرستی کی بعض صورتوں کو شرک و بدعت و منکرات و گمراہی قرار دیتا ہے۔

شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ازالہ الخفاء میں کہا :-

”و خود را مقلد بودن ہر گز راست نمی آید و کاری کشاید اکثر مفاسد در عالم از ہمیں ناشی شدہ“ یعنی مجھے آدمی کا صرف تقلید پرست ہونا درست نہیں معلوم ہوتا اور اس سے کوئی بھی کام حل نہیں ہو سکتا اس دنیا میں اکثر فساد و بگاڑ اسی تقلید پرستی کی بدولت پیدا ہوئے ہیں (ازالہ الخفاء ص ۲۵۷)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں خانوادہ ولی اللہی کے سربراہ تقلید پرستی کو بالکل نادرست و ناجائز اور بے کار چیز قرار دیتے ہوئے صراحت سے فرماتے ہیں کہ دنیا میں پیدا ہونے والے اکثر فساد و بگاڑ تقلید پرستی کی وجہ سے پیدا ہوئے اور ہوتے ہیں ، اور ہوں گے۔
ایک دوسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ :-

”جیسے کہ سرمایہ علم ایٹان شرح وقایہ و ہدایہ باشد کجا اور اک این سر تو انند کرد“ یعنی جس تقلید پرست جماعت کا سارا سرمایہ علم فقہ حنفی کی کتابیں شرح وقایہ و ہدایہ ہوں وہ شریعت کو کیونکر جان پہچان سکتی ہے“ (ازالہ الخفاء ص ۸۳)

شاہ ولی اللہ نے بعض اقسام تقلید کو شرک کہا

شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں فرمایا :-

”وَرَفِئْتُمْ بِكُونٍ عَامِيًا وَيُقَلِّدُ رَحْلًا مِنَ الْفُقَهَاءِ بِعَيْنِهِ إِلَى أَنْ قَالَ وَذَلِكَ مَا رَوَاهُ الْإِمَامُ الرَّبِيعِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ اخْتَدُوا أَحْبَارَهُمْ وَرَهْبَانَهُمْ أَرَبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ قَالَهُمْ لَمْ يُعْبُدُوهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا إِذَا احْلَوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحْلَوْا وَإِذَا حَرَمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَمُوهُ“ یعنی جو عامی آدمی کسی فقیہ کی تقلید مخلصی بائیں خیال کرے کہ وہ جس کی تقلید کر رہا ہے اس سے صدور خطا نہیں ہو سکتا اور وہ جو کچھ بھی کہے اسی کو صواب سمجھے خواہ دلیل شرعی اس کے خلاف قائم ہو تو اس پر عدی بن حاتم کی روایت کردہ یہ حدیث نبوی صادق آتی ہے کہ آپ نے قرآنی آیت ”اخْتَدُوا أَحْبَارَهُمْ وَرَهْبَانَهُمْ أَرَبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ“ پڑھ کر فرمایا کہ یہود و نصاریٰ اپنے اماموں کی پوجا نہیں کرتے تھے ، بلکہ ان کی بتلائی ہوئی حرام و حلال چیزوں کو حرام و حلال مانتے تھے۔ یعنی صرف تقلید پرستی کی بنیاد پر تو انہیں اللہ تعالیٰ نے ان اماموں کا پرستار یعنی مشرک قرار دے دیا۔ (عقد الجید ص ۳۸)

اپنے اس بیان میں شاہ ولی اللہ نے تقلید مخلصی کی صورت مذکورہ کو شرک قرار دیا اور اس پر آیت مذکورہ کو منطبق بتلایا جس کا لازمی مطلب ہے کہ ایسی تقلید پرستی کو قرآن مجید اور حدیث شریف نے واضح طور پر شرک قرار دیا ہے ، اس معنی و مفہوم کی بات شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب الانصاف اور مجتہ اللہ میں بھی لکھی ہے اور شاہ ولی اللہ کی اس بات کو ان کے صاحب

زادے شاہ عبد العزیز (جو اپنے زمانہ میں خانوادہ ولی اللہی کے سربراہ و امام تھے) نے درست قرار دیا (فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۰۸) اور اپنی تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۱۵۹ میں واضح طور سے اپنے باپ شاہ ولی اللہ ہی کی طرح صاف طور پر شخصی تقلید جاد کو کفر و شرک قرار دیا اور فتاویٰ عزیزیہ ص ۱۷۵ میں بھی یہی بات معنوی طور پر کہی اور اس طرح کی تقلید کو صاف طور پر آیت مذکورہ کا مصداق کہا، اور اپنے دوسرے فتویٰ میں صراحت کی کہ نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کا پڑھنا اور جبری نمازوں میں آمین بالجہر کہنا اگرچہ حنفی مذہب میں حرام وغیر صحیح ہے مگر حدیث نبوی کے مطابق فاتحہ خلف الامام واجب اور آمین بالجہر سنت ہے، اس لئے حدیث والی بات ہی صحیح ہے اور حنفی مذہب والی بات غلط ہے۔

خانوادہ ولی اللہی اور مذہب ولی اللہی کے یہ دونوں سربراہ و امام صاف طور پر دیوبندی مذہب کی واجب قرار دی ہوئی تقلید کو متفقہ طور پر کفر و شرک و حرام قرار دے رہے ہیں، اسی طرح شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبد العزیز کے بھتیجے شاہ اسماعیل شہید نے بھی صراحت کے ساتھ وہی باتیں اپنے الفاظ میں بلکہ ان سے زیادہ طور پر کہی ہیں۔

شاہ ولی اللہ کے پوتے اور تلامذہ نے تقلید پرستی سے منع

اور مذہب اہل حدیث اختیار کرنے کا حکم دیا

تحریک شہیدین کے امام و سربراہ سید احمد شہید کی املا کرائی ہوئی کتاب صراط مستقیم کا یہ بیان ہم نقل کر آئے ہیں کہ ”حدیث صحیح کے ہاتھ کسی بھی جہت کی تقلید ہرگز مت کرو اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا بناؤ ان سے محبت و عقیدت رکھو، نیز تقلید از گردن خود دریافت انداخت، اپنی گردن سے تقلید پرستی کا قلابہ اتار پھینکو اور لشکر محمدی سے منسلک ہو جاؤ۔ (صراط مستقیم ص ۶۳)

اس تحقیق سے صاف ظاہر ہے کہ مسلک ولی اللہی و تحریک شہیدین از روئے حقیقت ترک تقلید والے مذہب اہل حدیث کا دوسرا نام ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایمان میں عمل کا داخل ہونا، ایمان کے گھٹنے بڑھنے جیسے بنیادی مسائل میں شاہ ولی اللہ نے بالصریح مسلک اہل حدیث کی موافقت اور دیوبندی مسلک کی مخالفت کی ہے، یہی حال عام مسائل کا ہے۔

دریں صورت مسلک ولی اللہی کا دیوبندی مذہب سے بالکل مختلف وجدگانہ ہونا

واضح ہے ، اس سے اس دیوبندی دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے کہ دیوبندی مذہب وہی ہے جو دینی اللہی مذہب ہے۔

اس تمسید کے بعد ناظرین کرام اس دیوبندی کتاب پر ہمارے ملاحظیات کا مطالعہ فرمائیں۔

دیوبندی مصنف مولوی سعید الحق قاسمی کی نگاہ اولین

زیر نظر دیوبندی کتاب ”غیر مقلدین کی حقیقت“ از مولوی سعید الحق قاسمی میں بعنوان نگاہ اولین کہا گیا ہے کہ :-

”ہندوستان میں جو فرقہ اپنے کو اہل حدیث ، محمدی ، سلفی کہتا ہے اسے دوسرے لوگ غیر مقلد وہابی اور لامذہب کہتے ہیں ، یہ فرقہ در حقیقت جمہور اہل اسلام کی نظر میں ایک گمراہ فرقہ ہے جو تقلید کو شرک و گناہ و حرام کہتا ہے اور مقلدین ائمہ اربعہ کو مشرک گردانتا ہے اور اپنی کانفرنسوں میں چند اختلافی مسائل کے علاوہ دوسرے منصوص غیر اختلافی مسائل پر کچھ نہیں کہتا ، مونا تھ بھنجن میں موجودہ کانفرنس منعقدہ ۱۳ / اپریل ۱۹۹۵ء میں مسلک اہل حدیث کی مختلف تاریخ پیدائش بیان کی گئی ، ائمہ اربعہ اور تقلید پر زبردست تنقید و تبصرہ کیا گیا امت محمدیہ میں سے صرف اہل حدیث فرقہ کو جنتی اور باقی بہتر فرقوں کو جہنمی قرار دیا گیا۔ (غیر مقلدین کی حقیقت بعنوان نگاہ اولین کا خلاصہ ص ۳-۵)

ہم کہتے ہیں کہ ہندوستان میں جو فرقہ اپنے کو اہل حدیث ، محمدی ، سلفی کہتا ہے۔ جسے فرقہ دیوبندیہ اور اس کے تقلید پرست بھائی فرقہ بریلویہ کا حصہ محلا غیر مقلد ، وہابی اور لامذہب کہتا ہے ، اس کا عہد نبوی سے پایا جانا اور طریق نبوی کا تبع ہونا ظاہر کیا جا چکا ہے اسے اہل حدیث ، محمدی ، سلفی جماعت کے نام سے تحریک شہیدین کے امام دامیر سید احمد شہید اور ان کے رفقاء کا اس زمانے میں بھی موسوم کرتے تھے جس زمانہ میں نہ فرقہ دیوبندیہ کا ظہور اور تولد ہوا تھا نہ فرقہ بریلویہ کا بلکہ ابتدائے امر سے لیکر چھٹی صدی ہجری تک اسی اہل حدیث ، محمدی ، سلفی ، اثری جماعت کی حکومت بھی ہندوستان پر اور متعدد دوسرے ممالک پر تھی ، جیسا کہ تحقیقی تفصیل ہماری اسی کتاب میں گذر چکی ہے ، فرقہ بریلویہ اگرچہ تحریک شہیدین کو کفار

و منافقین اور مرتدین کی تحریک کرتا ہے، مگر فرقہ دیوبندیہ اسے حق پرست تحریک کہتا اور اس کی مدح و ثنا خوانی میں سرگرم عمل رہا کرتا ہے۔

دریں صورت اپنی مدوح و حق پرست قرار دی ہوئی جماعت اہل حدیث کو اس نو مولود فرقہ دیوبندیہ کا گمراہ و لاد مذہب و غیر مقلد اور وہابی فرقہ سے موسوم کرنا تاہز بالا لکتاب ہے جس کی ممانعت نصوص قرآن و سنت سے ہماری پیش کردہ تفصیل میں گذر چکی ہے اور یہ بتلایا جا چکا ہے کہ جماعت اہل حدیث و سلفی و محمدی پر طعن و طنز اور سب و شتم کو بتصریح امام احمد اور شیخ جیلانی و دیگر ائمہ اسلام بدعت پرستوں کی علامت و نشانی بتلایا گیا ہے، لہذا فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے تسلیم کردہ ان ائمہ کرام کی تصریحات کے مطابق اہل حدیث پر طعن و تشنیع کے سبب یہ دونوں تقلید پرست فرقے یعنی بریلویہ اور دیوبندیہ بدعت پرست فرقے ہیں۔

فرقہ دیوبندیہ کے تسلیم کردہ امام شاہ اسماعیل شہید جو فرقہ دیوبندیہ کی تولید سے زمانہ پہلے فوت ہوئے وہ فرقہ دیوبندیہ اور فرقہ بریلویہ والی بہت جاہد و غالی پر تعصب و پر تشدد تقلید پرستی کو بالصراحت شرک و بدعت قرار دیئے ہوئے ہیں۔ (تذویر العینین و ایضاح الحق الصریح و تقویۃ الایمان وغیرہ کتب اسماعیل شہید میں یہ تصریحات ملاحظہ ہوں) اور شرک و بدعت کا گناہ عظیم اور حرام ہونا اظہر من الشمس ہے، اہل حدیث و سلفی و محمدی کو غیر مقلد، وہابی لاد مذہب کہنے والے فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ پر کیا یہ حقیقت مخفی ہے کہ مشرکین و کفار ہمارے رسولؐ کو اصل نام کے بجائے مختلف قسم کے فتنج ناموں سے موسوم کئے ہوئے تھے بقول شیخ جیلانی اہل حدیث کے ساتھ بریلویہ و دیوبندیہ کا اختیار کردہ موقف مشرکین و کفار کے موقف سے مشابہت رکھتا ہے (کما تقدّم)، جس طرح کی تقلید پرستی کو شاہ اسماعیل شہید اور ان کے خانوادہ و تحریک جہاد کے امام سید احمد بریلوی نے شرک و بدعت کہا ہے نیز فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے ولی اللہ قرار دئے ہوئے شیخ فخر الدین زراوی نیز دوسرے بہت سارے اولیاء اللہ نے بھی شاہ ولی اللہ و شاہ اسماعیل وغیرہ سے صدیوں پہلے اس طرح کی تقلید پرستی کو شرک و بدعت کہا ہے اسی کو موجودہ جماعت اہل حدیث بھی اتباع سلف بلکہ اجاب نصوص کتاب و سنت میں شرک و بدعت کہتی ہے۔

شہیدین اور خانوادہ ولی اللہی کے مذہب و موقف و نظریات سے منحرف ہونے کے

بادجود بلکہ شہیدین و موقف ولی اللہی کے خلاف فرقہ بریلویہ سے بھی زیادہ محاذ آرائی و جارحیت اختیار کرنے کے باوجود حیرت ہے کہ فرقہ دیوبندیہ تحریک شہیدین والے اصلاحی و جہادی کارناموں کو اپنی طرف منسوب کر لینے کے لئے چار جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب ” علمائے ہند کا شاندار ماضی “ از مولانا محمد میاں لکھے ہوئے ہے۔ ہم عرض کر آئے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ میرے تلامذہ میری طرف بہت ساری خانہ ساز مکذوبہ باتیں منسوب کرنے کے عادی ہیں کچھ اس طرح کا مزاج فرقہ دیوبندیہ کا ہے کہ اپنی طرف اور اپنے مخالفین و موافقین کی طرف حسب دل خواہ اختزاعی باتیں منسوب کرنے کا عادی ہے۔

فرقہ دیوبندیہ مدعی ہے کہ شاہ اسماعیل حنفی المذہب مغل حکومت کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے

مذکورہ بالا دیوبندی کتاب (علمائے ہند کا شاندار ماضی) میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا

گیا ہے کہ :-

” شاہ اسماعیل شہید نے اپنے زمانہ کی نام نہاد حنفی المذہب مغل حکومت کو سلطنت خالصہ و سلطنت مبتدعین قرار دیا ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنے اور انقلاب برپا کرنے کو لازم بتلایا ہے “ (ماحصل از علمائے ہند کا شاندار ماضی مطبوع ۱۳۷۶ھ - ۱۹۵۶ء ج ۱ ص ۲۸-۲۹ مع الحواشی بحوالہ منصب امامت از شاہ اسماعیل شہید مطبوع فاروقی دہلی ص ۹۶-۹۷)

اگر مذکورہ بالا دیوبندی بات (یعنی کہ شاہ اسماعیل شہید اپنے زمانہ کی مغل سلطنت کو خالصہ و مبتدعہ گمراہ بدعت پرست کہتے تھے اور اسے بذریعہ جہاد اکھاڑ پھینکنے کو لازم بتلاتے تھے) امر واقع کے مطابق ہے تو اس میں شک نہیں کہ مذکورہ مغل حکومت تقلید پرست حنفی المذہب تھی مگر بہر حال وہ دیوبندی المذہب یا بریلوی المذہب نہیں تھی کیونکہ دیوبندی و بریلوی مذہب و فرقے وفات شاہ اسماعیل کے ایک زمانہ بعد پیدا ہوئے اور اس دور کی حنفی المذہب مغل حکومت اور اس کی رعایا والا تقلیدی حنفی مذہب ان دونوں نوزائیدہ تقلیدی فرقوں کے مذہب سے بہر حال مختلف تھا۔ اس دور کی حنفی المذہب مغل حکومت نے ولی اللہی مذہب رکھنے والوں پر فتویٰ کفر و قتل وارد نہ کیا تھا جبکہ مذہب ولی اللہی رکھنے

والے سلفی المذہب اہل حدیثوں پر اپنے پیدا ہونے کے بعد فرقہ دیوبندیہ کے متحدہ مخالفانہ فتویٰ کفر وارتداد لگایا جیسا کہ تفصیل گزری۔ حقیقت یہ ہے کہ زمانہ شاہ اسماعیل شہید میں ہندوستان کی مغل حکومت معنوی طور پر ختم ہو کر انگریزی نصرانی سلطنت قائم ہو گئی تھی۔ شاہ شہید نے یہ اصول عامہ بتلایا کہ اگر کوئی نام نہاد مسلم حکومت خود غلط کار ہو اور بے راہ روی و غلط کاری و بدعت پرستی کا استیصال نہ کرتی ہو اور اس کے خلاف حق پرست لوگ جمادی کاروائی کر کے عادل و صحیح اسلامی حکومت قائم کر سکتے ہوں تو انہیں ایسا کرنا چاہئے شاہ شہید نے پوری کتاب منصب امامت میں نام لیکر اس دور کی مغل حکومت کا نہ ذکر کیا ہے نہ اس کے خلاف تحریک جماد چلانے کی حوصلہ افزائی کی ہے لیکن اگر دیوبندی دعویٰ صحیح ہے کہ شاہ شہید مغلوں کی حنفی حکومت کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے تو فرقہ دیوبندیہ کو غور کرنے کی ضرورت ہے کہ شاہ شہید اور ان کے رفقاء کا عقیدت مند وہم مذہب ہونے کا دعویٰ کرنے میں یہ فرقہ دیوبندیہ کہاں تک صادق القول اور مخلص ہے؟

خاندان ولی اللہی کے بعض اجداد کا ذکر

مذکورہ دیوبندی کتاب میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ زمانہ زوال شروع ہونے سے پہلے سلطنت مغلیہ کے زمانہ عروج میں بحکم اورنگ زیب عالم گیر فقہ حنفی کی تدوین بنام فتاویٰ عالم گیر یہ المعروف بہ (فتاویٰ ہندیہ) پانچ سو حنفی علماء نے فقہ حنفی کے اس کارنامہ تدوین میں شرکت کی دعوت شاہ اسماعیل شہید کے جد امجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم بن وجیہ الدین کو اورنگ زیب عالم گیر نے دی مگر شاہ عبد الرحیم نے مغل حکومت کی اس سرکاری دعوت کو رد کر دیا (ماحصل از علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۲ ص ۲۹ مع الحواشی) یہ بات گذر چکی ہے کہ شاہ شہید کے یہ جد امجد شاہ عبد الرحیم اگرچہ اکثر مسائل میں مذہب حنفی کے موافق تھے مگر بعض مسائل میں حدیث نبوی یا وجدانی دلیل ترجیح ملنے پر حنفی مذہب کے خلاف عمل کرتے اور فتویٰ دیتے اور مناظرہ کرتے تھے (نیز ملاحظہ ہو غیث الغمام از مولانا عبدالحی فرنگی محلی بحوالہ انفاں العارفین ص ۷۰)

مسئلہ ولی اللہی سے ہماری مراد

مسئلہ ولی اللہی سے ہماری مراد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے چائین لڑکوں و پوتوں

دو تلامذہ کی تحریروں سے مستفاد ہونے والا مسلک ہے جو قطعی طور پر اس دیوبندی مذہب سے مختلف ہے جو وفات اسماعیل شہید کے ایک زمانہ بعد دارالعلوم دیوبند قائم ہونے کے ساتھ پیدا ہوا۔

خاندان ولی اللہی کے جد اعلیٰ عمر فاروق مقلد نہیں تھے

شاہ ولی اللہ کے ہندوستانی آباء و اجداد کا نظریاتی اور مذہبی حال ہم کو تفصیل سے نہیں معلوم ہو سکا مگر یہ معلوم ہے کہ شاہ صاحب موصوف کے جد اعلیٰ خلیفہ راشد عمر فاروق نہ تقلید پرست تھے نہ قیاس پرست تھے بلکہ موصوف عمر فاروق تقلید پرستی و قیاس پرستی کے شدید مخالف تھے نیز یہ بھی معلوم ہے کہ فاروق اعظم کا دین و مذہب اتباع کتاب و سنت اور ترک تقلید پرستی و ترک قیاس پرستی تھا اور اسلامی شریعت نے اہل اسلام کو اسی طریق پر چلنے کا حکم بھی دیا ہے اسی طرح شاہ ولی اللہ اپنے جد اعلیٰ عمر فاروق کے جس لڑکے کی نسل سے ہیں وہ بھی اپنے باپ اور تمام صحابہ کی طرح مذہب اتباع کتاب و سنت و ترک تقلید و قیاس پر کار بند تھے۔

شاہ ولی اللہ اور ان کے جد اعلیٰ عبد اللہ بن عمر بن خطاب کے درمیان تیس سے زیادہ پڑھیاں یعنی اجداد و آباء واقع ہیں مگر ان کے تراجم نہیں معلوم ہو سکے البتہ شاہ ولی اللہ کی بہت ساری تصریحات کا حاصل یہ ہے کہ چوتھی صدی ہجری تک مروجہ تقلیدی مذاہب میں سے کسی ایک کی تقلید کا متعین طور پر رواج مسلمانوں میں نہیں ہوا تھا نہ تقلید شخصی ہی کا ظہور ہوا تھا۔ اگر فرض کیا جائے کہ چوتھی صدی کے خاتمہ تک شاہ ولی اللہ کے آباء و اجداد کی سات پڑھیاں گذر چکی تھیں تو لازم آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق سے لیکر شاہ صاحب کے سلسلہ اجداد کی سات پڑھیاں چوتھی صدی تک قطعی طور پر تقلید پرستی والے مذہب و مسلک سے دور اور مسلک اہل حدیث سے وابستہ رہیں۔ اس کے بعد والی پڑھیوں میں تقلید پرستی کا رواج کب اور کس زمانہ میں پیدا ہوا اس کی بابت قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا عین ممکن ہے کہ جس طرح حضرت عمر فاروق سے لیکر ان کی سات پڑھیوں تک یعنی چوتھی صدی ہجری تک شاہ صاحب کے آباء و اجداد بند تقلید سے آزاد رہے اسی طرح بعد والی پڑھیوں کا حال بھی رہا ہو آخر شاہ ولی اللہ کے کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم بن شاہ وجیہ الدین کا حنفی المذہب ہونا مشہور ہے اس کے باوجود موصوف میں تقلید پرستی نہیں تھی بلکہ صرف اکثر مسائل و امور میں بترتبع شاہ ولی

اللہ موصوف محض حنفی مذہب کے موافق عمل کرتے اور یہ معلوم ہے کہ اکثر مسائل میں موافقت تقلید پرستی کو مستلزم نہیں امام ابو حنیفہ کے مکتبہ فکر والے تلامذہ ابی حنیفہ بہت سارے مسائل میں موافق ابی حنیفہ ہونے کے باوجود مقلد ابی حنیفہ نہیں تھے دریں صورت شاہ ولی اللہ کے اجداد کو آج کل کے مصطلح تقلید پرستوں جیسا مقلد کنا محض ظن و تخمین اور تیس آری والی بات ہے۔

نعوذ باللہ خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کو فرقہ دیوبندیہ

وبریلویہ تقلید پرست کہتے ہیں

ہم عرض کر آئے ہیں کہ پیش آمدہ مسائل میں خلفائے راشدین و تمام صحابہ دربار نبوی کی طرف رجوع کرتے اور آپ سے پوچھ کر آپ کی تعلیم و ہدایت کے مطابق عمل کرتے نیز وفات نبوی کے بعد بھی تمام صحابہ بشمول خلفائے راشدین با معلوم مسائل دوسرے لوگوں سے معلوم کرتے اور پوچھتے اور اس کے مطابق عمل کرتے تھے اس کے باوجود وہ حضرات تقلید پرست نہیں تھے مگر ہم یہ بھی عرض کر آئے ہیں کہ فرقہ بریلویہ نے صحابہ کے اس طرز عمل کی بنا پر صحابہ کو اپنی طرح کا تقلید پرست کہا ہے اور فرقہ بریلویہ سے اس معاملہ میں متفق ہو کر فرقہ دیوبندیہ نے بھی صحابہ کو مقلد کہا چنانچہ زیر نظر دیوبندی کتاب میں کہا کہ :-

"تقلید آج سے نہیں دور صحابہ سے چلی آ رہی ہے صحابہ و تابعین کا زمانہ خیر القرون کا زمانہ تھا ان کے اندر بھلائی، خیر خواہی، نیک نیتی تھی، خوف خدا و آخرت تھا ہر صحابی ایک دوسرے سے مسائل پوچھتے اور عمل کرتے "فَأَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" والی آیت پر عمل بپرا تھے صحابہ کے تعامل سے پتہ چلا ہے کہ عام حضرات علمائے صحابہ سے مسائل دریافت کرتے پھر ان میں سے بعض بلا تعین کبھی کسی کی کبھی کسی کی تقلید کرتے تھے گویا اس زمانہ میں تقلید محض اور تقلید غیر محض دونوں پائی جاتی تھی الخ" (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۷-۱۸)

اس بریلوی و دیوبندی دعویٰ کی تکذیب

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ صحابہ کو تقلید پرست قرار دینے میں فرقہ دیوبندیہ نے اپنے تقلید پرست بھائی فرقہ بریلویہ کے بھی کان کاٹ لئے کیونکہ فرقہ بریلویہ کا یہ بیان ہم نقل

کر آئے ہیں کہ خلفائے راشدین سمیت کچھ صحابہ تقلید پرست نہیں تھے مگر فرقہ دیوبندی نے کسی بھی صحابی کو حتیٰ کہ کسی خلیفہ راشد کو بھی تقلید پرستی سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ لطف یہ کہ دونوں تقلید پرست فرقوں کی دلیل ایک ہے یعنی کہ صحابہ ایک دوسرے سے پوچھ کر عمل کرتے مگر ہم دونوں فرقوں کی اس تلبیس کاری کی پردہ دری کر آئے ہیں دونوں فرقوں کے اس مقلدانہ اصول سے نعوذ اللہ ہمارے رسول ﷺ کا مقلد ہونا بھی لازم آتا ہے کیونکہ آپ بھی پیش آمدہ مسائل حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ کر معلوم کرتے اور اس کے مطابق خود عمل کرتے اور پوری امت کو بتاتے تھے۔

دیوبندی و بریلوی اصول سے چاروں تقلیدی اماموں کا مقلد ہونا لازم آتا ہے

اس میں شک نہیں کہ دونوں تقلید پرست فرقوں کے مندرجہ بالا اصول سے لازم آتا ہے کہ دونوں فرقے جن ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید واجب و فرض قرار دیتے اور ان ائمہ اربعہ کو غیر مقلد تسلیم کرتے ہیں وہ بھی نعوذ باللہ تقلید پرست تھے کیونکہ ان ائمہ اربعہ نے جتنے بھی فقہی و غیر فقہی مسائل بتلائے ہیں سب کے سب دوسروں سے پوچھ لور پڑھ کر ہی انہیں معلوم ہوئے یہ بالکل واضح بات ہے کہ دونوں فرقے ان ائمہ اربعہ اور ان کی طرح بہت سارے سیکڑوں ہزاروں اماموں کو تقلید پرست کہنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے یعنی کہ یہ دونوں فرقے اپنی متضاد و متناقض پالیسی کے ذریعہ اپنے اس اصول کو باطل قرار دیئے ہوئے ہیں۔

دونوں فرقوں کی معتبر کتابوں میں اس معنی و مفہوم کی متعدد روایات منقول ہیں کہ والدہ لام ابو حنیفہ لام ابو حنیفہ کو دوسرے علمائے زہد وغیرہ کے پاس بھیج کر پیش آمدہ مسائل پوچھتیں، اگر انہیں امام صاحب وہ مسائل خود بتلاتے تو موصوفہ فرماتیں کہ میں تمہارا فتویٰ ناقابل قبول سمجھتی ہوں، حتیٰ کہ موصوفہ کو خود امام ابو حنیفہ اپنے فتویٰ کے خلاف اپنے گھر سے بہت دور نماز ترویج و جماعت پر جانے لے جایا کرتے تھے، جبکہ امام ابو حنیفہ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھنے کے خلاف فتویٰ دیتے تھے، (اللمحات ج ۲ ص ۱۵۲-۱۵۲) اگر کوئی حنفی المذہب مقلد یہ نہ جان بات... کہ پیش آمدہ مسائل میں مذہب حنفی کا کیا

فتویٰ ہے؟ بنا بریں وہ کسی حنفی المذہب مقلد مولوی و مفتی سے پوچھنے جائے کہ ان مسائل میں مذہب حنفی کا کیا فتویٰ ہے؟ پھر وہ مقلد حنفی مولوی مفتی سے کہیں دیکھ کر یا اپنی یادداشت سے بتلا دیتا ہے کہ تمہارے مسائل مسئلہ میں مذہب حنفی کا یہ فتویٰ ہے تو تقلید پرست فرتے بتلائیں کہ اس عای حنفی مقلد کا پندرہویں صدی کے کسی مقلد حنفی مولوی سے مسائل مذکورہ پوچھ لینے اور ان پر عمل کرنے سے یہ لازم آگیا کہ یہ عای مقلد حنفی اپنے ماننے والے مقلد حنفی مولوی کا مقلد ہے وہ امام ابو حنیفہ یا مذہب حنفی کا مقلد نہیں، جو آج سے ہزار سال سے بھی زیادہ پہلے فوت ہو چکے ہیں؟ ان دونوں تقلید پرست فرقوں کے اصول سے تو یہ لازم آتا ہے کہ عای حنفی مقلد اپنے زمانہ کے جس مقلد مولوی و مفتی سے مسائل پوچھتا ہے اسی پندرہویں صدی والے مقلد حنفی مولوی و مفتی کا مقلد ہے نہ کہ وہ مقلد ابی حنیفہ ہے، یہ بالکل واضح بات ہے کہ اس مقلد عای کو اس حنفی المذہب مقلد مولوی و مفتی کا مقلد ہرگز نہ کہا جائے گا یہ اتنی واضح بات ہے جسے سمجھنے کے لئے زیادہ علم و فضل کی ضرورت نہیں بلکہ اسے ہر عام و خاص، جاہل و غیر جاہل سب لوگ بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں، پھر صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم اگر ایک دوسرے سے مسائل پوچھ کر عمل کرتے تھے تو اس سے ان میں سے ہر ایک کا مقلد ہونا کیسے لازم آتا ہے؟

ناظرین کرام یہ بات ان دونوں تقلید پرست فرقوں کے علماء کے جانے والے فقیہوں اور مفتیوں سے پوچھیں اور کہیں کہ صحابہ کرام میں سے ہر ایک دوسرے سے جو مسائل پوچھتا تھا وہ اس صحابی کا اپنا فتویٰ ہوتا تھا یا وہ شریعت سے مستفاد ہونے والے فتویٰ تھاتا تھا، اور پوچھنے والے کی غرض بھی یہ ہوتی تھی کہ جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ شریعت کے بتلائے ہوئے فتویٰ سے پوچھنے والے کو باخبر کرے تمام صحابہ بشمول خلفائے راشدین اس طرح کے مسائل دوسروں سے پوچھتے تھے۔

فاسئلوا اهل الذکر والی آیت کا ذکر

فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ والی آیت سے تقلید پرستی کے جواز پر استدلال کا بطلان ہم واضح کر آئے ہیں کسی صحابی یا غیر صحابی کا کسی صحابی یا غیر صحابی سے مسائل پوچھ کر عمل کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ پوچھنے والا جس سے پوچھ رہا ہے اس کا مقلد ہے ورنہ ہر مقلد آدمی حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہونے کے بجائے پندرہویں صدی والے اس تقلید پرست مفتی و مولوی کا مقلد قرار پائے گا جس سے وہ مسئلہ پوچھ رہا ہے چونکہ لازم باطل ہے اس لئے لزوم بھی باطل ہے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ پندرہویں صدی کے کسی حنفی مولوی و مفتی سے حنفی مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے والا عای حنفی مقلد پندرہویں صدی والے اس حنفی مولوی و مفتی کا مقلد نہ قرار پائے۔

مقلد ابی حنیفہ ہی کہلائے جس سے حنفی مسئلہ پوچھ کر یہ حنفی عامی آدمی عمل کر رہا ہے لیکن کوئی صحابی یا غیر صحابی کسی صحابی یا غیر صحابی سے کتاب و سنت والا مسئلہ پوچھ کر عمل کرے تو دونوں تقلید پرست فرقوں کے خود ساختہ مذہب میں اس صحابی یا غیر صحابی کا مقلد قرار پائے جس سے پوچھ کر وہ عمل کر رہا ہے۔ ہماری اتنی ہی بات دونوں فرقوں کی تکذیب و تغلیط کے لئے کافی ہے۔

اگر نسل فاروقی کا کوئی آدمی خیر القرون کے بعد مقلد بن گیا تو؟

ہماری ان باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں سکونت پذیر ہو جانے والے خاندان ولی اللہی کا کوئی فرد یا بہت سے افراد حنفی المذہب یا غیر حنفی المذہب مقلد بن گئے ہوں تو ان کی تقلید پرستی کو اسی وقت حق پرستی کہہ سکتے ہیں جبکہ یہ مان لیا جائے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ عمر فاروق ترک تقلید والے جس مسلک پر گامزن تھے نیز ان کی اولاد بھی کم از کم چوتھی صدی تک اس مسلک فاروقی پر گامزن رہی اور تمام صحابہ و تابعین و اتباع تابعین اور ان کے بعد والے بھی اسی مسلک پر گامزن رہے وہ مسلک فاروقی بلکہ دراصل مسلک محمدی و مسلک نبوی تقلید پرستی والے مسلک کے بالمقابل غیر صحیح ہے۔

مؤدائی حالیہ اہل حدیث کا نفرنس میں اہل اسلام کو ملت واحدہ کی طرف آنے کی دعوت دی گئی

مؤدائی حالیہ اہل حدیث کا نفرنس میں تمام مسلمانوں کو فرقہ بندی ترک کر کے قرآنی "ملت واحدہ" کی طرف آنے کی دعوت ہماری یعنی رئیس ندوی کی تقریر میں تذکیری انداز میں دی گئی اور بتلایا گیا کہ ملت واحدہ والا یہی مذہب انسانوں کے مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی مذہب تھا جو بتصریح حافظ ابن جریر باجماع امت ہمارے ملک ہندوستان ہی کے باشندے تھے اور انہیں اسی سرزمین ہند میں توحید و رسالت محمدی پر مشتمل لو ان بھی سنائی گئی تھی۔ انہوں نے اس طرح کے خطاب کا بھی الٹا اثر تقلید پرست لوگوں نے لیا۔

دیوبندی کتاب غیر مقلدین کی حقیقت پر دیوبندی تقریظ

از مولانا صفات اللہ

زیر نظر دیوبندی کتاب غیر مقلدین کی حقیقت پر متعدد اہل قلم کی تقریظات میں سے ایک تقریظ "خلیفہ شیخ الاسلام مولانا صفات اللہ کی تحریر کردہ بھی ہے جو سات صفحات از ۱۱ تا ۱۵ پر

مشتمل ہے اس دیوبندی تقریظ کا حاصل یہ ہے کہ تقریظ نگار نے اپنی اس ممدوح دیوبندی کتاب کو دیکھے بغیر صرف اس کی دیوبندی تقریظات پر اجمالاً نظر ڈال کر اتنی لمبی چوڑی تقریظ لکھ ڈالی۔ موصوف تقریظ نگار معترف ہیں کہ انہیں نہ لکھنے کی عادت ہے نہ اپنی ناقص فہم کے باعث موصوف میں لکھنے کی صلاحیت ہی ہے اس کے باوجود محض اپنے دیوبندی مدرسہ جامعہ علوم شرعیہ کے آفس انچارج کے حکم کی تعمیل میں صرف فرمائش انچارج کی بنا پر یہ لمبی چوڑی تقریظ لکھ بیٹھے۔ اپنی عجوبہ روزگار تقریظ میں موصوف نے ایک بات یہ لکھی کہ سبھی مفکرین اس امر پر متفق ہیں کہ انسانیت کو اور اس کی بنیاد پر جماعتوں کو علم و حکمت سے فروغ حاصل ہوتا ہے جس کا حصول حدیث نبوی میں ضروری قرار دیا گیا ہے (ماحصل از تقریظ مولانا صفات اللہ ص ۶) اس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ پوری زندگی پڑھتے پڑھاتے رہنے کے باوجود آدمی تہلیدی پرست ہی رہتا ہے جس کی بابت دونوں فرقوں کے ولی اللہ فرمادیتے ہوئے مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ۔

نوحہ گر باشد مقلد در حدیث جزو طبع نبوہ و لڑناں خبیث

قرآن مجید میں تقریظ نگار کی تحریف نمبر ایک

اپنی اس بات کے بعد تقریظ نگار نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا کہ تخلیق آدم کے بعد علم سے آرائش آدم کر کے اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں کو بر بنائے علم حکرمیم آدم کے لئے سجدہ کا حکم دیا مگر اس حکم خداوندی کے بالمقابل فرشتوں نے اپنا یہ کشف حضور باری میں پیش کیا کہ "أَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ الْآيَةَ" لیکن فرشتوں کی یہ بات دربار الہی میں مقبول نہ ہوئی اور انہیں بہر حال یہ حکم دیا گیا کہ تم سب آدم کو سجدہ کرو (ماحصل از تقریظ مذکور ص ۶)

ہم کہتے ہیں کہ تقریظ نگار نے اپنی اس عبارت میں اپنے ابتائے جنس کی عادت کے مطابق تحریف کر ڈالی ہے کیونکہ قرآن مجید میں صراحت ہے کہ علم سے آرائش آدم کر کے فرشتوں کو سجدہ کے حکم سے پہلے حتیٰ کہ تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں نے "أَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يَفْسِدُ الْآيَةَ" والی بات کسی تھی مگر دیوبندی تقریظ نگار صاحب اس کلام الہی میں تحریف کر کے فرماتے ہیں کہ حکم سجدہ آدم کے بعد فرشتوں نے یہ بات کسی یہاں دیوبندی تقریظ نگار اور ان کے تہلیدی پرست معتقدین یہ بتلائیں کہ اہل حدیث کے خلاف اپنے دیوبندی تہلیدی جذبات کی

تسکین کیا تحریف قرآن مجید ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے؟ نیز یہ کہ جس علم سے حضرت آدم آرات کئے گئے تھے کیا اس سے آراستگی کے باوجود بھی نعوذ باللہ موصوف حضرت آدم فرق دیوبندیہ وریلیویہ کی طرح تقلید پرست ہی تھے جو زندگی بھر علوم کتاب و سنت سیکھنے سکھانے کے باوجود بھی تقلید پرستی کو اپنا شیوہ و شعار بنائے رکھتے ہیں؟

قرآن مجید میں تقریظ نگار کی دوسری تحریف

دیوبندی تقریظ نگار کے طویل بیان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ سجدہ آدم کا حکم دیئے جانے کے بعد فرشتوں نے علم آدم کا معترف ہو کر "سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا بِكَ" کہا تھا حالانکہ قرآنی بیان یہ ہے کہ اعتراف علم آدم کے بعد فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا۔

قرآن مجید میں تقریظ نگار کی تیسری تحریف

اپنی ان دیوبندی مقلدانہ تحریف بازیوں کے بعد تقریظ نگار صاحب اپنا دلی مقصد کہنے پر اتر آئے اور موصوف نے کہا:-

"فرشتوں نے اعتراف عجز کرتے ہوئے حکم الہی سے سرتابی نہیں کی مگر فرشتوں کے سردار عزرائیل ابلیس نے سرتابی کی لور کبر و تکلی کی بنیاد پر قلائد تقلید کو اپنی گردن سے نکال پھینکا اور عدم تقلید کے باعث راندہ درگاہ ہوا یہی ابلیس ہی سب سے پہلا غیر مقلد ہے یہی شیطانی طرز عمل ہمارے غیر مقلد حضرات کا ہے" (تقریظ مذکورہ ص ۷)

ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے واضح طور بتلا دیا ہے کہ ابلیس نے نص قطعی سے کبر و نخوت کی بنا پر منحرف ہو کر قیاس بازی کرتے ہوئے "خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ" والے اپنے شیطانی جذبہ سے کام لیکر سجدہ آدم سے انکار کیا تھا مگر اس تصریح قرآنی کے بالکل برعکس تحریف بازی کرتے ہوئے دیوبندی تقریظ نگار نے اس شیطانی طرز عمل کو غیر مقلدیت سے موصوم کر دیا حالانکہ نصوص شرعیہ کے بالمقابل قیاس کو لائحہ عمل بنانا تقلید پرستوں کا شیوہ و شعار ہے۔

حدیث نبوی "أَوَّلُ مَنْ قَاسَ ابْلِيسَ" کی تحقیق

دیوبندی تقریظ نگار اور ان کے ہم مذہب جن اہل حدیثوں کو غیر مقلد کہہ کر مطعون

(۴۰۳)

کر رہے ہیں ان کا یہ بنیادی اصول ہے کہ نص شرعی کے بالمقابل تقلید پرستی کی بنیاد پر اختیار کیا گیا ہر نظریہ و موقف و فتویٰ محض قیاس باطل ہے اور نص شرعی کے خلاف سب سے پہلا شیطانی اقدام محض قیاس کی بنا پر کیا گیا یعنی وجہ ہے کہ حدیث نبوی میں صراحت ہے کہ :-

"أَوَّلُ مَنْ قَلَسَ إِبْلِيسَ فَلَا يُقْبَسُوا" یعنی نص کے بالمقابل قیاس پرستی والا موقف سب سے پہلے ابلیس نے اختیار کیا اس لئے اے مسلمانو! تم نص کے بالمقابل قیاس پرستی والا شیطانی موقف مت اختیار کرو" (جامع صغیر للسیوطی مع فیض القدیر)

حدیث نبوی میں یہ صراحت بھی ہے کہ امت محمدیہ میں پیدا ہونے والے تتر فرقوں میں سے سب سے زیادہ معتز رسالہ وہ فرقہ ہے جو قیاس پرست ہوگا یعنی نصوص کے خلاف محض تقلید پرستی کی بنیاد پر اپنے یا دوسروں کے قیاس کو دین قرار دے لیوے گا۔ یہ حدیث صفحات گذشتہ میں نقل کی جا چکی ہے۔

کیا اہل حدیث شریعت کے دو اصول کو اصول شریعت نہیں مانتے؟

تقریباً ذکر مذکورہ بالا تقلیدی تحریکات کے ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ :-

"شیطانی طرز اور طور و طریق اختیار کرنے والے غیر مقلدین تقلید کے خلاف اور ائمہ اربعہ کے خلاف اور دو اصول شرع قیاس و اجماع کے خلاف اپنی ہوائے نفس کی خاطر لسن و طعن تنقید و تبصرے کرتے رہتے ہیں" (الحاصل از تقریب مذکور ص ۷)

ہم کہتے ہیں کہ ناظرین کرام دیکھ رہے کہ تقریباً ذکر نے اپنے اس بیان میں غیر مقلدین یعنی اہل حدیث کو طریق شیطانی کا پیرو اور ائمہ اربعہ کا مخالف نیز شریعت کے دو اصول کا مخالف بھی قرار دیا ہے اور اس کا باعث و سبب اجماع ہوا ہو لسن بتلایا ہے مگر جس مسلک ولی

الہی کی پیروی کا فرقہ دیوبند یہ مدعی ہے اس کے سربراہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ :-

"أَصُولُ الشَّرْعِ اِثْنَانِ أَيْ عَهْدُكَ أَوْ سُنَّةُ قَائِمَةٍ لَا تَزِيدُ عَلَيْهَا غَايِرًا فِي الدِّينِ تَحْرِيفٌ وَفِي الْقَضَاءِ حَسَنَةٌ" یعنی شریعت کے دو اصول ہیں قرآن اور سنت ان دونوں شرعی اصولوں سے

زیادہ کوئی اصول نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ دین میں رائے ذنی و قیاس بازی تحریف کاری ہے البتہ عدلیہ میں اچھی چیز ہے (تفہیمات الہیہ ص ۴۰)

شاہ ولی اللہ کے صاحب زادے شاہ عبد العزیز نے فرمایا :-

” واجتماع و قیاس مخالف کتاب و سنت باطل باشد ” یعنی کتاب و سنت کے خلاف اجماع و قیاس باطل ہے ” (فتاویٰ عزیزیہ ج ۱ ص ۲ سطر ۱۲ و ۶)

ناظرین کرام! فرقہ دیوبندیہ سے پوچھیں کہ وہ اپنے امام شاہ ولی اللہ اور ان کے صاحب زادے عبد العزیز پر مذکورہ بالا دیوبندی فتویٰ کیوں نہیں لگاتا؟ اگر فرقہ دیوبندیہ کی شریعت میں عدم تقلید والا طور و طریق شیطانی طور و طریق ہے تو فرقہ دیوبندیہ جن ائمہ اربعہ سے عقیدت کا دم بھرتا ہے وہ بھی ترک تقلید والے طریق پر کاربند تھے پھر ان ائمہ اربعہ پر اپنا ہی دیوبندی فتویٰ فرقہ دیوبندیہ کیوں نہیں لگاتا؟ اجماع امت دراصل کتاب و سنت کے تابع ہے اس کی حجیت سے اہل حدیث منکر نہیں نہ قیاس شرعی کے منکر ہیں بلکہ اجماع و قیاس کے معاملہ میں اہل حدیث کا وہی موقف ہے جو مذکورہ بالا تصریحات شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز نے اس معنی کی دوسری تصریحات ولی اللہی میں وضاحت سے لکھا ہوا ہے مگر فرقہ دیوبندیہ نے اہل حدیث پر اتہام بازی کر رکھی ہے۔ فرقہ دیوبندیہ اگر اپنے مذکورہ بالا دعویٰ میں سچا ہے تو وہ ان امور کی نشان دہی کرے جن میں اہل حدیث ہوئے لیس کی خاطر لعن طعن اور تحقید و تبصرہ کرتے رہتے ہیں اور موافق شرع اجماع و قیاس شرعی کے مخالف ہیں۔

البتہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کے پیران پیر یہ حدیث نبوی نقل کئے ہوئے ہیں کہ میری امت میں پیدا ہونے والے تتر فرقوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک و گمراہ فرقہ وہ ہوگا جو رائے و قیاس کو اصول دین میں داخل کرے گا ہم پیران پیر کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کر آئے ہیں اور بتلا آئے ہیں کہ معنوی طور پر یہ متواتر حدیث ہے اس بنا پر اجماع ہے کہ قیاس پرست اہل الرای گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔ حدیث نبوی اور اجماع صحابہ والا یہ مضمون کیا کوئی طنز اور لعن و طعن اور شیطانی طریق ہے؟ اسے نقل کرنے والے اہل حدیث کی یہ بات صرف ان پر منطبق ہوتی ہے جو فی الواقع وہی اہل الرای ہوں جن کی مذمت متواتر المعنی حدیث نبوی اور اجماع صحابہ میں کی گئی ہے اس کا مطلب اگر فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسے نقل کر کے اہل حدیث ائمہ اربعہ کی مخالفت یا انہیں لعن طعن و تحقید و تبصرہ کا نشانہ بناتے ہیں، تو یہ ان کا قصور فہم اور کج روی ہے۔

ہر حال فرق دیوبندیہ کے اس الزام بیجا اور اتمام ظن و لعن طعن کا مقدمہ بروز قیامت اللہ کے سامنے پیش ہوگا کہ اس فرق دیوبندیہ نے ناحق اتنا گھناوا الزام ہم پر لگا دیا ہے۔

کیا تقلید پرست لوگ خلفائے راشدین کے طریق پر چل رہے ہیں؟

دیوبندی تقریظ نگار صاحب اپنی تقریظ نگاری جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں :-
 ”قلید ائمہ کرنے والے خلفائے راشدین کی تائید کرنے والی آیات و احادیث کو ماننے اور ان حضرات کی اتباع کرتے اور اسے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ مگر غیر مقلد تقلید ائمہ کرنے والوں کو ایک طرف گمراہ و بے دین سمجھتے اور دوسری طرف ان کے فقہ کے محتاج ہیں جب انہیں قرآن و حدیث میں کوئی مسئلہ نہیں ملتا تو ائمہ اربعہ کے دروازے کھٹکھٹاتے اور انہیں سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں“ الخ (ماحصل از تقریظ مذکور ص ۷)

ہم کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی کتاب نحویر الآفاق فی مسئلئہ الطلاق میں بہت ساری مثالیں اس بات کی پیش کی ہیں کہ فرق دیوبندیہ نے خلفائے راشدین کی بکثرت مخالفت کی ہے نیز ہم کہتے ہیں کہ خلفائے راشدین مع جملہ صحابہ متفقہ طور پر ترک تقلید والے طریق پر کامزن تھے، اور اہل الرای سے دور رہنے کا حکم دیتے تھے، اور ان کے اس موقف کی تائید آیات و احادیث سے ہوتی ہے مگر خلفائے راشدین سمیت سبھی صحابہ کے اس اجماعی موقف سے بالکل مختلف تقلید پرستی والے موقف کو تقلید پرست لوگ اپنا دین و ایمان اپنے ہی اقرار کے مطابق بنائے ہوئے ہیں جس سے خلفائے راشدین سمیت جملہ صحابہ کی تائید کرنے والی آیات و احادیث کی مخالفت بھی لازم آتی ہے اور تقلید پرستوں کی یہ مخالفت اجماع صحابہ و نصوص شرعیہ یقیناً گمراہی و بے دینی ہے، اس طریق اجماع صحابہ اور اس اجماع صحابہ کی تائید کرنے والی آیات و احادیث سے گمراہوں کا طریق ثابت ہوتا ہے اس طریق کو گمراہی و بے دینی کہنے کے باوصف اس طریق پر چلنے والے تقلید پرستوں کو اہل حدیث گمراہ و بے دین اس لئے نہیں کہتے کہ از راہ تاویل ظن و راستہ اختیار کرنے والوں کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے انہیں معذور سمجھتے ہیں۔

ایک طرف تقلید پرست تقریظ نگار فرماتے ہیں کہ غیر مقلدین ائمہ اربعہ کے مخالف ہیں، دوسری طرف فرماتے ہیں کہ جو مسائل یہ لوگ نصوص کتاب و سنت میں نہیں پاتے ان

مسائل کا حل انہیں اماموں کے یہاں ڈھونڈتے ہیں یہی تو صحیح راستہ ہے کہ منصوص مسائل میں کسی اور کی بیرونی کی حاجت نہ سمجھی جائے اور غیر منصوص مسائل میں تقلید پرستی والا طریقہ اختیار کئے بغیر صرف ائمہ اربعہ ” ہی نہیں بلکہ حتی الامکان تمام اماموں کے بیانات کی روشنی میں حل ڈھونڈھا جائے اور جسے نصوص کے موافق سمجھا جائے اسے قبول کیا جائے مگر اختلاف رکھنے والوں کی تغلیط نہ کی جائے نہ ان پر رد و قدح کیا جائے۔

بلا شک تقریظ نگار کی یہ عبارت متضاد بات پر مشتمل ہے، اہل حدیث کے اس طرز عمل سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ائمہ اربعہ بلکہ ان کے علاوہ کسی بھی امام کے مخالف نہیں بلکہ ان کے طریق پر عمل کرتے ہوئے غیر منصوص مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں الحاصل خود تقریظ نگار کے اپنے ہی بیان سے تقریظ نگار کے اس دعویٰ کی تکذیب ہو گئی کہ غیر مقلدین ائمہ کرام خصوصاً ائمہ اربعہ کے مخالف ہیں۔

ہم ان تقلید پرستوں سے پوچھتے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں اماموں کو چھوڑ کر ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک ہی کی تقلید کو تم کیوں دین و مذہب بنائے ہوئے ہو؟ تمہارا یہ طرز عمل ایک امام کو چھوڑ کر تمام اماموں کی مخالفت سے موسوم کئے جانے کے لائق کیوں نہیں؟

شاہ اسماعیل شہید کے طریق سے عقیدت ظاہر کرنے والے فرقہ دیوبندیہ کو شاہ صاحب کی یہ تصریحات نظر نہیں آ رہی ہیں۔ کہ دین کو صرف چار ہی اماموں میں محصور ماننا اور ان کی تقلید کو لازم ماننا صحیح طریق نہیں ہے شاہ اسماعیل شہید والی یہی بات اہل حدیث بھی کہتے ہیں پھر طریق دلی اللہی پر چلنے کے دعویدار فرقہ دیوبندیہ کا دعویٰ مذکورہ کیا ہوا؟ پھر اس اعتراف کے برخلاف تقریظ نگار کا یہ متضاد دعویٰ کیا معنی رکھتا ہے کہ صحابہ کے دور میں منضی و غیر منضی دونوں تقلیدوں کا رواج تھا اور دوسری طرف موصوف یہ کہہ رہے ہیں کہ جو تھی صدی تک تقلید پرستی کا رواج نہیں ہوا تھا؟

غیر مقلدین کی ائمہ اربعہ کے یہاں بھیک منگائی

دیوبندی تقریظ نگار نے مزید کہا کہ :-

” آج تک غیر مقلدین میں کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جو فقہ کی کوئی ایسی کتاب لکھتا کہ غیر

مقلدین کو حنیفہ اور شافعیہ کے دروازے پر بھیک مانگنے نہ جانا پڑتا“ (تقریظ مذکور ص ۷) ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلدین کو ایسی فقہی کتاب لکھنے کی ضرورت کیا ہے جبکہ ائمہ اربعہ سمیت سارے ائمہ کرام ترک تقلید والے طریق پر چلتے ہوئے فقہی مسائل بیان کر چکے ہیں اہل حدیث ان سارے ائمہ کرام کی طرف پیش آمدہ مسائل میں رجوع کرتے ہیں۔ ائمہ اربعہ سمیت سارے ائمہ کرام تو ترک تقلید والے مسلک اہل حدیث ہی پر چلتے تھے ان تارکین تقلید اماموں کی طرف رجوع اہل حدیث اپنے ہی طریق والے ائمہ اسلاف کی طرف رجوع ہوا البتہ چاروں تقلیدی مذاہب والے خصوصاً دیوبندی و بریلوی فرقے والے تقلید پرست لوگ بڑی کثرت سے اپنے تقلیدی اماموں کے بتلائے ہوئے مسائل و فتاویٰ کو چھوڑ کر دوسرے اماموں کے یہاں بھیک منگائی ضرور کرتے ہیں مثلاً مفقود الخیر شوہر کے مسئلہ میں اور تعلیم دین پر اجرت لینے کے مسئلہ میں وقف کے جملہ مسائل میں دیوبندی لوگ فتویٰ ابی حنیفہ کو چھوڑ کر دوسرے اماموں کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں خاص طور پر سارے تقلیدی فرقے ترک تقلید والے مسئلہ میں اپنے اماموں کی تقلید نہیں کرتے۔

کیا امام ابو حنیفہ بھیک منگائی کرتے تھے؟

دیوبندی تقریظ نگار و مصنف نے اہل حدیث کے جس طرز عمل کو حنیفہ و شافعیہ کے یہاں بھیک منگائی سے موسوم کیا ہے تو یہ ثابت ہے کہ فرقہ دیوبندیہ جن امام ابو حنیفہ کا مقلد اپنے کو کہتا ہے وہ اپنے معاصر ائمہ کرام سے علمی استفادہ کرتے تھے حتیٰ کہ موصوف امام ابو حنیفہ نے اپنے استاذ الاساتذہ امام دار الہجرتہ امام مالک بن انس کی الملاء کرائی ہوئی احادیث و روایات پر مشتمل تحریر کو امام مالک کے شاگرد امام ابراہیم بن ہیمان متوفی ۱۶۸ھ سے مانگ کر نقل کیا پھر اس تحریر سے امام ابو حنیفہ موصوف نے استفادہ کیا۔ (اللمحات الی مانی النوار البدری من الظلمات ج ۱ ص ۱۱۷-۱۱۸ بحوالہ مقدمہ البحر والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۳)

فرقہ دیوبندیہ کے اصول سے لازم آیا کہ امام ابو حنیفہ امام مالک کے شاگردوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے جاتے اور اس بھیک منگائی سے اپنا کام چلاتے تھے۔

یہ بھی مروی ہے کہ امام ابو حنیفہ محمد بن جابر یرمائی سے کتابیں مانگ کر لاتے اور ان

سے اپنا کام چلاتے تھے (اللمحات ج ۱ ص ۲۳۲ تا ۲۵۱)

ائمہ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبل کے صاحب زادے امام عبد اللہ ناقل ہیں کہ :-
 "كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ إِتْمَا يَعْمَلُ يَكْتُبُ لَهُمْ نَاتِبِينَ مِنْ عَرَاكِنَ" یعنی امام ابو حنیفہ اپنا کام
 خراسان سے آنے والے جہم بن صفوان کی تصنیف کردہ کتابوں سے چلایا کرتے تھے (کتاب
 السننہ للإمام عبد اللہ بن احمد بن حنبل ص ۲۳۷ ج ۱ ص نمبر ۱۸۳)

صرف انہیں تین روایات سے فرقہ دیوبندیہ کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے کہ
 امام ابو حنیفہ ^{۲۱} دوسروں کے دروازہ پر جا کر بھیک مانگتے اور اس سے اپنا کام چلاتے تھے کیا فرقہ
 دیوبندیہ کے لوگ خصوصاً دیوبندیوں کے خلیفہ شیخ الاسلام مولانا صفات اللہ ہماری مذکورہ بالا
 باتوں اور اس معنی کی ہزاروں باتوں پر متانت و سنجیدگی سے دھیان دینے پر آمادہ ہیں؟ تعشیر
 یعنی حرکات و نقاط لگے ہوئے قرآن مجید کے نسخے ہی فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے مکاتب سے
 لیکر مرکزی درس گاہوں اور عوام و خواص میں مستعمل ہیں اور قرآن مجید کے ان نسخوں کی
 طباعت و کتابت و اشاعت دونوں فرقوں کا بہت بڑا ذریعہ معاش بھی ہے اور یہ فرقے خوب اچھی
 طرح جانتے ہیں کہ ان کے تقلیدی مذہب میں تعشیر یعنی قرآن مجید میں حرکات و سکنات
 و نقاط کا لگانا جائز نہیں ہے دریں صورت یہ دونوں تقلید پرست فرقے بتلائیں کہ اپنے تقلیدی
 مذہب کا فتویٰ چھوڑ کر انہوں نے کس امام سے مانگے ہوئے فتویٰ پر عمل کا اتنا طویل و عریض
 سلسلہ جاری کر رکھا ہے جس میں دونوں فرقوں کے تمام عوام و خواص، علماء اور غیر علماء نابالغ
 بچے بچیاں بالغ مرد اور عورتیں بوڑھے سبھی ملوث ہیں۔ ناظرین کرام ہماری یہ بات فرقہ
 دیوبندیہ کے تقلید پرست مولویوں سے بیان کر کے ان کے نبض پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں کہ ان
 میں کوئی حس و حرکت باقی ہے یا نہیں؟

اس دیوبندی کتاب میں مزید کہا گیا ہے کہ :-

"اللہ نے ائمہ اربعہ کو ایسا نوازا کہ ان کی انجام دی ہوئی دینی خدمات پر کروڑہا کروڑ
 مسلمان عمل کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک عمل کرتے رہیں گے (غیر مقلدین کی
 حقیقت ص ۸)

ہم کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے ساتھ دوسرے ائمہ کرام اپنی انجام دی ہوئی دینی

خدمات سے ایک اہم دینی خدمت تحریری و تقریری طور پر یہ انجام دے گئے ہیں کہ وہ متفقہ طور پر اپنی اور دوسروں کی تقلید سے اس لئے منع کر گئے ہیں کہ نصوص کتاب و سنت و اجماع امت کا یہی مقتضی ہے اس کے باوجود ان ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کو کروڑوں دیوبندیوں اور بریلویوں نے اپنے اوپر مسلط کر کے اپنے اماموں کی مخالفت کا کاروبار بڑے پیمانے پر چلا رکھا ہے اور تقلید پرستی کی حمایت میں اپنی چلنے والی درس گاہوں اور مذہبی تنظیمات و تصنیفی اداروں پر کروڑوں نمیں اربوں کھربوں روپے سالانہ خرچ کر رہے ہیں اور اپنے تقلیدی اماموں کے خلاف اپنی چلائی ہوئی اس تحریک کو یہ لوگ ظلماً و جوراً دینی خدمت کہتے ہیں اور حالات بتلا رہے ہیں کہ اپنے تقلیدی اماموں کے خلاف اپنی اس تحریک کو قیامت تک یہ لوگ جاری رکھیں گے۔ ان سے عرصہ محشر میں جب باز پرس ہوگی کہ تم نے کیوں ائمہ اربعہ سمیت تمام اماموں اور نصوص شریعت اور اجماع امت کی شدید ممانعت کے باوجود تقلید پرستی کو اپنا شعار بنایا تو ان تقلید پرستوں کا کیا جواب ہوگا؟ ان تقلید پرستوں سے کہیں زیادہ اربوں کھربوں بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ بزم غم خویش حکم شریعت پر عمل کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض دیگر اللہ کے مقرب بندوں کی پرستش کرتے آئے ہیں۔ اور کرتے ہیں اور تاقیامت کرتے رہیں گے۔ مگر بروہ قیامت جب دونوں فریق سے باز پرس ہوگی اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر عام علی الاعلان فرمائیں گے کہ میں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا تھا۔ (پ ۷ سورۃ المائدہ : ۱۱۶)۔

تو تمام لوگوں کے سامنے ان پر ستار ان مسیح و عباد مقربین بارگاہ کی رسوائی ہوگی پھر ان تقلید پرستوں کو ان لوگوں کے زمرہ میں کھڑا کیا جائے گا جن کی بابت ارشاد الہی ہے کہ :-

”إِنَّمَا أَجْرُهُمْ وَرَهْبَانُهُمْ أُرَبَّاءُ بَيْنَ دُونِ اللَّهِ“ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ : ۳۱)

یعنی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے اماموں کو اپنا رب بنا لیا تھا۔ ہمارے رسول نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ کو چھوڑ کر اماموں کو رب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تقلید کی جائے گی (متحد کتب حدیث بسند صحیح)

ائمہ اربعہ کی انجام دی ہوئی خدمات میں سے ان کی تحریری و تقریری طور پر انجام دی ہوئی اس خدمت سے تقلید پرستوں کا اعراض کرنا کہ تم ہماری اور ہمارے علاوہ غیروں کی ہرگز تقلید نہ کرنا یقیناً ہماری جرم ہے۔

(۴۱۰)

کیا اہل حدیث ائمہ اربعہ سے مسائل چرا کر اپنا کام بناتے ہیں؟

دیوبندی تقریظ نگار مزید فرماتے ہیں کہ :-

”یہ بھارے غیر مقلدین ائمہ اربعہ ہی سے چرا کر اپنا بنا کر رہے ہیں اپنی نسبت حدیث پاک کی طرف کر کے دراصل حدیث پاک کی توہین کر رہے ہیں“ الخ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹۸)

ہم کہتے ہیں کہ بسند صحیح محمد بن جابر یمامی سے مروی ہے کہ ”سرق ابو حنیفہ کتب حماد منی“ یعنی امام ابو حنیفہ میرے یہاں سے کتب حلا چرا کر اپنا کام بناتے تھے۔

ناظرین کرام سنجیدی کے ساتھ مبروضہ سے کام لیتے ہوئے بسند صحیح مروی محمد بن جابر یمامی والی روایت کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ رجال و تراجم کی نہایت معتبر و مستند و مشہور کتاب الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۴۵۰ و کتاب السنن لعبد اللہ بن احمد بن حنبل ص ۲۳۶ ج ۱ ص ۲۱۲ و تانیب الخطیب ص ۱۱۵ و التنکیل ج ۱ ص ۱۳۲ و اللمحات ج ۱ ص ۴۵۰ (۴۵۲۴۳۵۰)

ذکورہ بالا روایت صحیحہ کی بابت فرقہ دیوبندیہ نیز فرقہ بریلویہ کیا کہتا ہے؟

باعتراف فرقہ دیوبندیہ چوتھی صدی تک تقلید پرستی کا

رواج نہیں تھا

ذکورہ بالا باتوں کے ساتھ تقریظ نگار نے شاہ ولی اللہ کی یہ بات بطور حجت نقل کی کہ چوتھی صدی تک تقلید پرستی نہیں پائی جاتی تھی (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹) ہم کہتے ہیں کہ جس ترک تقلید والے مسلک پر چوتھی صدی تک امت اسلامیہ کا عمل رہا وہی طریق خیر القرون یعنی طریق صحابہ و تابعین و اہل بیت علیہم السلام کا بھی مسلک ہے پھر فرقہ دیوبندیہ اور فرقہ بریلویہ کے سر میں اس طریق پر عمل کرنے سے درد کیوں ہو رہا ہے؟ یہ دعویٰ کہ چار صدیوں کے بعد اللہ نے امت کو ائمہ اربعہ کی تقلید پر جمع کر دیا امر واقع کے سراسر خلاف ہونے کے سبب ناقابل قبول ہے اس لئے چار صدیوں والے ثابت شدہ اجماعی موقف ہی کو

اعتیار کرنے میں ہی عافیت ہے کیونکہ چار صدیوں کے لوگوں کے طریق سے انحراف ہے راہ
رونی ہے یہ دعویٰ غلط ہے کہ چوتھی صدی کے بعد اللہ نے پوری امت کو چاروں اماموں کی تقلید
پر جمع کر دیا کیونکہ معاملہ اس دعویٰ مکذوبہ کے بالکل خلاف ہے جیسا کہ تفصیل گزری۔

ایضاح و تشبیہ

(چوتھی صدی کے بعد یہ دعویٰ دیوبندیہ کہ تقلید کے بغیر چارہ نہیں)

فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ متفقہ طور پر کہتے ہیں کہ چوتھی صدی کے بعد مروجہ چاروں
تقلیدی مذاہب میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کے بغیر دین پر قائم رہنا ممکن ہی نہیں رہا اس لئے
چوتھی صدی کے بعد چاروں تقلیدی مذاہب میں سے کسی نہ کسی کی تقلید لازم ہے مگر ہم کہتے
ہیں کہ یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہے کہ چوتھی صدی کے بعد اب تک پوری دنیا میں اہل حدیث
ہر زمانہ میں بڑی کثرت سے موجود رہے حتیٰ کہ اچھے خاصے زمانہ تک بعض لمبے چوڑے ملکوں
میں ان کی حکومت رہی جیسا کہ ہماری دوسری کتاب میں تفصیل آئے گی۔ خود ولی اللہ علیہ
خاندان فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے علی الرحمہ اہل حدیث رہا اور تحریک شہیدین اہل حدیث
تحریک تھی جس سے لاکھوں افراد وابستہ رہے اور ہیں۔ تقلید تو ایک اصولی مسئلہ ہے فرقہ
دیوبندیہ کا دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی "تراصو" (یعنی نماز میں صفوں کو سچ پائی دیوار کی طرح
بنائے رکھو اس طرح کہ ایک دوسرے کے پاؤں باہم ملے رہیں اور ذرا بھی ظلل نہ رہے) پر اس
طرح عمل کرنا ناممکن ہے کہ ہر دو آدمی کے پاؤں باہم ملے رہیں نیز یہ کہ کبھی بھی کسی زمانہ میں
نہ عمد نبوی میں نہ عمد نبوی کے بعد اس طرح کا عمل مسلمانوں میں پایا گیا اسے صرف غیر
مقلدین نے ایجاد کیا۔ (فیض الہدی شرح صحیح البخاری للعلامة انور شاہ الدیوبندی ج ۲ ص
۲۳۶) حالانکہ صحابہ کرام فرقہ دیوبندیہ اور اس طرح کے جملہ مقلدین کی تکذیب فرقہ
دیوبندیہ و بریلویہ کی تولید و تھقیق سے سیکڑوں سال پہلے کر چکے ہیں اور ہتلا چکے ہیں کہ "فکان
احدنا بلزق منکبہ منکب صاحبہ و قدمہ بقدمہ" یعنی ہر صحابی اپنے بغل والے صحابی کے
کندھے سے اپنا کندھا اور پاؤں سے پاؤں شا کر اور ملا کر کھڑا ہوتا تھا (صحیح البخاری و سنن سعید

بن منصور و مستخرج اسماعیلی و سنن نسائی و عام کتب حدیث (امام معمر بن راشد معاصر امام ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ اس فرمان نبوی کے مطابق صحابہ کے اجماعی عمل کی پیروی کرنے پر آج کل بعض لوگ وحشی ٹیچروں کی طرح اٹھنا و حشت کرتے ہیں۔ (مستخرج اسماعیلی) فرمان نبوی و صحابہ کے اجماعی عمل پر وحشی ٹیچروں اور گدھوں کی طرح اپنا رد عمل ظاہر کرنے والے فرقہ بریلویہ اور دیوبندیہ اور اس قماش کے لوگ جب ایک فردی مسئلہ میں حکم شرعی کو ناممکن العمل بتلا کر پرپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اس فردی مسئلہ پر عمل صرف غیر مقلدوں نے اس تیرہویں صدی میں ایجاد کر لیا ہے تو اپنے واجب قرار دیئے ہوئے بنیادی مسئلہ تقلید پرستی کی بابت بھی اس قوم کا یہی موقف اختیار کرنا بالکل قرین قیاس ہے مگر اس قوم کی تکذیب کے لئے ہر دور میں تاریکین تقلید پرستی کا جم غفیر موجود رہا انکار حقائق کے علوی لوگوں کو اگر حقائق نظر نہ آئیں تو۔

گرنہ بیند بروز شپہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ؟

(ملاحظہ ہو مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۳ ص ۵-۶)

تقلید پرستی کیوں بدعت ہے؟

دیوبندی تقریظ نگار نے کہا:-

”من جانب اہل حدیث کہا جاتا ہے کہ تقلید پرستی کا رواج کئی صدیوں بعد ہوا اس لئے وہ بدعت ہے مگر تقلید کو بدعت کہنا غلط ہے اولاً اس لئے کہ لازم آئے گا کہ ان اہل حدیثوں کے سوا جن کا وجود تیرہویں صدی میں بھی نہیں تھا باقی پوری امت گمراہ ہو گئی الخ“ (تقریظ نگار ص ۹)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے ولی اللہ قرار دیئے ہوئے ہندوستانی شیخ فخر الدین زراوی فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی تولید و تخلیق سے سیکڑوں سال پہلے پوری صراحت سے تقلید پرستی کو بدعت قرار دے چکے ہیں اس سے قطع نظر جو تقلید پرستی دیوبندی تقریظ نگار کے حسب اعتراف چوتھی صدی کے بعد ایجاد کی گئی اس کے بدعت ہونے میں وہی شک کرے گا جو بدعت کی تعریف تک سے ناواقف ہو اور دیوبندی تقریظ نگار کا یہ دعویٰ سراسر کذب خالص ہے کہ اہل حدیث کا وجود تیرہویں صدی میں بھی نہیں تھا۔ ہم اس دیوبندی تقلیدی دعویٰ کا مکذب محض ہونا واضح کر آئے ہیں۔

مذہب اہل حدیث کا زمانہ ظہور بتلانے میں فرقہ دیوبندیہ

کی تضاد بیانی

ایک طرف دیوبندی تقریظ نگار فرماتے ہیں کہ اہل حدیث کا وجود تیرہویں صدی میں بھی نہیں تھا دوسری طرف اسی دیوبندی کتاب میں بعنوان ”پیش لفظ“ از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد اللہ قاسمی استاذ حدیث دارالعلوم منو فرماتے ہیں :-

”فرقہ اہل حدیث، روافض، معتزلہ، خوارج اور لہل قرآن کی طرح کچھ آزاد خیال لوگوں کی ایک جماعت ہے جو ڈیڑھ سو صدی پیشتر سر زمین ہندوپاک میں وجود میں آئی“ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۲)

ناظرین کرام اس دیوبندی تصریح کو ملاحظہ فرمائیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اہل حدیث جماعت ڈیڑھ سو صدی پہلے ہندوپاک میں پیدا ہوئی اور یہ معلوم ہے کہ ایک صدی ایک سو سال کی ہوتی ہے تو ڈیڑھ سو صدی کا مطلب ہوا پندرہ ہزار سال یعنی کہ فرقہ دیوبندیہ کے شیخ التفسیر کے ہوش و حواس قابو میں نہیں کیونکہ یہ معلوم ہے کہ ولادت نبوی کو چودہ سو اسی سال ہوئے تیرہ سالہ عمر نبوی میں ہجرت نبوی ہوئی اور منصب نبوی پر فائز ہوئے چودہ سو تیس سال بھی نہیں گزرے دریں صورت مجبوظ الحواس دیوبندی شیخ التفسیر کی بات سے لازم آتا ہے کہ نحوذ ہائذ ولادت نبوی سے پہلے ہندوستان میں جماعت اہل حدیث موجود تھی اور اب تک ہے۔ دراصل یہ دیوبندی شیخ التفسیر کتا یہ چاہتے ہیں کہ ڈیڑھ صدی پہلے جماعت اہل حدیث ہندوپاک میں وجود پذیر ہوئی مگر موصوف نے بدحواسی میں ڈیڑھ سو صدی لکھ دیا اور پوری دیوبندی پارٹی بدحواسی والی اس دیوبندی بات پر نعرہ تحسین لگا رہی ہے بہر حال اس دیوبندی تصریح کا مطلب ہوا کہ ڈیڑھ صدی پہلے یعنی ولادت نبوی سے پہلے ہندوستان میں موجود تھی یعنی تیرہویں صدی ختم ہونے سے ہزاروں سال پہلے تیرہویں صدی کی ساتویں دہائی میں ہندوپاک میں جماعت اہل حدیث باعتراف فرقہ دیوبندیہ موجود تھی جس کے خلاف دوسری دیوبندی تصریح یہ ہے کہ تیرہویں صدی میں بھی یہ جماعت نہیں وجود پذیر ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ دیوبندی تضاد بیانی بذات خود اپنی کھذیب آپ کر رہا ہے۔

مزید تضاد بیانی کرتے ہوئے دیوبندی مصنف نے کہا کہ ”آج کل کے محمدی و اہل حدیث سنت نبوی کے سخت مخالف ہیں جنہوں نے تیرہویں صدی کے بعد اپنے لئے لفظ محمدی ایجاد کیا (کتاب مذکور ص ۴۶)

اہل حدیث کا ایک نام محمدی بھی ہے

ہم کہتے ہیں کہ اس دیوبندی دعویٰ کی تکذیب کے لئے یہ بات بہت کافی ہے کہ تیسری صدی کے مشہور و معروف محدث امام حافظ ابو اسحاق عمران بن موسیٰ بن مجاشع الجرجانی السخنیانی متوفی ۳۰۵ھ نے امام ابو حنیفہ کے مشہور معاصر امام سدید بن سعید ابو محمد ہروی حدیثی متوفی ۳۲۰ھ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام مالک بن انس اور اپنے تمام اساتذہ سے سنا کہ ایمان قول و عمل کا مجموعہ ہے اور وہ گھٹتا بڑھتا ہے نیز یہ کہ ”مارایت عمدیا قضا الا وهو بقولہ“ یعنی ہر ”محمدی“ امام اور ہر محمدی شخص کو میں نے اسی عقیدہ کا معتقد پایا

(ملاحظہ ہو الاسماء والصفات للسیہتی مطبوع ہند ص ۱۸۶ و مطبوع بیروت ص ۳۱۸-۳۱۹)

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ دوسری صدی میں تمام اہل حدیث اماموں اور عوام کو ”محمدی“ کہنے کا رواج عام تھا ظاہر ہے کہ تمام محدثین عوام و خواص کا دوسری تیسری صدی میں محمدی کہا جانا اس امر کی دلیل صریح ہے کہ اہل حدیث اور سلفی لوگوں کے لئے یہ لقب عمد نبوی و عمد صحابہ و تابعین میں بھی تھا ہم نے مذکورہ بات زیر نظر نو زائیدہ دیوبندی کتاب کی تالیف سے کم از کم دس سال پہلے شائع ہونے والی اپنی کتاب اللمحات جلد ۳ ص ۲۲-۲۳ میں لکھی تھی جو دس سال سے عوام و خواص میں متداول ہے نیز یہ بات اس امر کی دلیل بھی ہے کہ فرقہ دیوبندیہ کا عقیدہ اہل سنت و اہل حدیث و اسلاف کے بالکل خلاف ہے۔

یہی دیوبندی مصنف بعنوان لفظ ”اہل حدیث کی ایجاد“ لکھتے ہیں کہ ۱۲۸۵ھ میں مولوی عبدالحق بہاری حج کو گئے تو انہوں نے اپنے نام کے ساتھ محمدی اور مولانا نذیر حسین نے اہل حدیث لکھا“ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۵۱) یعنی کہ دیوبندی مصنف کو اتنی قیصر نہیں کہ ۱۲۸۵ھ میں ”محمدی“ یا ”اہل حدیث“ لکھنا اس کو مستلزم نہیں کہ اس کے پہلے ہندوستان میں یا غیر ہندوستان میں محمدی یا اہل حدیث نہیں تھے۔ اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے

کہ دونوں حضرات یعنی شیخ عبدالحق ہمدانی و مولانا نذیر حسین کی ولادت سے بہت پہلے پائے جانے والے اہل حدیثوں کے یہاں اپنے ناموں کے ساتھ یہ لفظ لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ خصوصاً اس صورت میں کہ یہ بے تمیز دیوبندی مصنف بقلم خود چند صفحات پہلے ص ۳۶ پر لکھے ہوئے ہیں کہ چوتھی صدی کے محدث ابن شاہین متوفی ۳۸۵ھ اپنے کو محمدی کہتے تھے۔ جب یہ خط الحواس عقل و تمیز سے بیگانہ دیوبندی مولوی بقلم خود یہ لکھے ہوئے ہیں کہ چوتھی صدی کے اتنے مشہور و معروف محدث اپنے کو محمدی کہتے تھے۔ تو وہ کیوں یہ سمجھ نہ پائے کہ چوتھی صدی والے اہل حدیث امام کی متابعت میں اہل حدیث لوگ اپنے کو محمدی بھی کہتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے کو سلفی اور اثری بھی کہتے ہیں پھر چوتھی صدی ہجری کے محدث ابن شاہین کا اپنے کو محمدی کہنا اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ لفظ اہل حدیث چوتھی صدی میں محدث ابن شاہین نے ایجاد کیا اس کے پہلے یہ لفظ اہل حدیث کے لئے نہیں بولا اور لکھا اور کہا جاتا تھا۔ پھر اگر بالفرض یہ لفظ محمدی اہل حدیث کے لئے چوتھی صدی میں ایجاد ہوا تو خط الحواس میں موصوف دیوبندی مصنف کا یہ کہنا کہ اہل حدیث کے لئے یہ لفظ تیرہ سو سال بعد ایجاد ہوا بے تمیزی و بددماغی کی واضح دلیل ہے امام ابن شاہین کا مختصر ذکر ہماری اسی کتاب میں موجود ہے۔

ہندوستان میں اہل حدیث و محمدی فرقہ دیوبندیہ کی ولادت

سے پہلے موجود ہیں

یہ بات گذر چکی ہے کہ فرقہ دیوبندیہ کے عالم وجود میں آنے سے بہت پہلے سید احمد شہید بریلوی متوفی ۱۲۳۶ھ لوگوں کو طریقہ محمدیہ پر بیعت کرتے تھے جس کی مناسبت سے لوگ محمدی کہے جاتے تھے شیخ عبدالحق ہمدانی بھی انہیں میں سے تھے اور جب یہ معاملہ ہے تو اہل حدیث کے لئے فرقہ دیوبندیہ کا لفظ محمدی کو قابل اعتراض قرار دینا اور تقلید پرست اہل الہامی ہونے کے باوجود اپنے کو محمدی والہ حدیث کہنا جیسا کہ دیوبندی مصنف اور ان کے پیش رو لوگوں نے کیا ہے عجیب ہے (ملاحظہ ہو غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۳ و فوائد البہیمنہ از مولانا فرنگی محللی ص ۱۰) شیخ عبدالحق ہمدانی و سید احمد شہید کی ولادت سے بہت پہلے بشریح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۱ھ کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم بن شاہ وجیہ الدین مولود

۱۰۵۳ھ و متوفی ۱۱۳۱ھ کو ان کے شیخ عبد اللہ کھیری نے ایک موقع پر ”محمدی“ کہا (انفاس العارفین مطبوع ۱۳۳۵ھ مجتہبائی دہلی ص ۸) ہم عرض کر آئے ہیں کہ شاہ ولی اللہ سے متقدم شیخ عبد الرحیم یعنی والد شاہ ولی اللہ معنوی طور پر اہل حدیث تھے جن کو بجا طور پر ان کے شیخ عبد اللہ کھیری نے محمدی کہا۔ اس سے مزید در مزید دعاوی دیوبندیہ کی تکذیب ہوتی ہے۔

دیوبندی مصنف مولانا سعید الحق صوفی کا اپنے اور اپنے فرقہ اہل ارای و فرقہ مقلدین کو محمدی و اہل حدیث کہنا قطعی طور پر اہل حدیث و محمدی کے مقدس نام پر غاصبانہ قبضہ کرنے کا جارحانہ دیوبندی اقدام ہے۔

شاہ ولی اللہ کی بات نقل کرنے میں تقریظ نگار کی تلبیس

تقریظ نگار صاحب اپنی بات جاری رکھتے ہوئے شاہ ولی اللہ کا یہ قول نقل کئے ہوئے

ہیں کہ :-

”چوتھی صدی کے بعد حق تعالیٰ نے امت کو ائمہ اربعہ کی اقتداء پر جمع کر دیا اور ایک معین امام کی تقلید کو لازم سمجھا جانے لگا اس لئے کہ اب لوگوں میں دیانت و تقویٰ کی کمی آگئی تھی اگر امام معین کی تقلید کی پابندی نہ ہوتی تو ہر شخص اپنی پسند کے مسائل جن جن کو عمل کیا کرتا اور دین ایک کھلو بنا جاتا پس اس خود رائی کا ایک ہی علاج تھا کہ نفس کو کسی ایک ماہر شریعت کے فتویٰ پر عمل کا پابند کیا جائے اور اسی کا نام تقلید ہے“ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹)

ہم کہتے ہیں کہ شاہ ولی کی طرف یہ بات منسوب کرنے میں تقریظ نگار نے تصرف و تحریف سے کام لیا ہے مگر شاہ ولی اللہ نے آگے چل کر ایسی وضاحت کر دی ہے جس سے واضح طور پر لازم آتا ہے کہ جس طرح کی تقلید پرستی فرقہ دیوبندیہ کا شعار ہے اس پر قرآنی آیت ”اتَّخِذُوا أَحْسَبَهُمْ وَرُحْمَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ“ منطبق ہوتی ہے اور اس تقلید پرستی سے قرون اولیٰ کے اجماع کی مخالفت ہوتی ہے پھر شاہ ولی اللہ نے ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کا یہ صریح فرمان نقل کیا کہ نہ میری تقلید کی جائے نہ کسی اور کی نیز شاہ صاحب نے اس کے بعد جو کچھ لکھا اس کا حاصل یہ ہے کہ تمام اماموں کے فقہی اقوال کو ایک سطح پر رکھا جائے ان میں سے جس امام کا جو قول موافق کتاب و سنت ہو اسی پر عمل کیا جائے (یہ بحث حجۃ اللہ البالغہ کے ص ۱۵۳

۱۶۲۳ء پر پھیلی ہوئی ہے اور اس مضمون کی بات شاہ صاحب کی دوسری کتابوں الاضاف فی بیان سبب الاختلاف وغیرہ میں مفصل موجود ہے جس سے دیوبندی تقلید پرستی کی جڑ بنیاد سب کٹ جاتی ہے (اور اہل حدیث کسی بھی سلفی یا غیر سلفی اور متقدم یا متاخر کی اس بات کو نظر انداز کر کے کا اصول رکھتے ہیں جو حقائق ثابتہ کے خلاف ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ چوتھی صدی کے بعد جاہلین تقلید اہل حدیث علماء کی اور عوام کی بہت بڑی جرعت ہر زمانہ اور ہر دور میں رہتی آئی ہے۔ اس کا ثبوت اس طرح ہے جس کو نظر انداز کسی بھی مرح نہیں کیا جاسکتا لہذا اگر کسی نے تقلید پرستی کے جواز یا وجوب پر چوتھی صدی کے بعد جماع کا دعویٰ کیا ہے تو کوئی شک نہیں کہ یہ دعویٰ اجماع خلاف امر واقع ہونے کے سبب باطل التفات ہے پھر جب اس خلاف امر واقع اجماع والے دعویٰ کے برعکس چوتھی صدی سے پسے ترک تقلید پر اجماع امت رہا تو اس اجماع امت والے موقف کو چھوڑ کر محض چوتھی صدی کے بعد والے اوعائی اجماعی کو دین و ایمان بنا لیتا کیونکہ درست ہوا جسے دین و ایمان بنانے پر خود شاہ ولی اللہ نے اپنے اس طویل بیان میں جو بات کہی ہے اس کا حاصل بہر حال یہ ہے کہ دیوبندیوں والی تقلید پرستی پر قرآنی آیت "رَتَّبْنَا آسَابَهُمْ وَوَهَّبْنَا لَهُمُ آزَابَهُمْ أَزَابًا بَاطِلًا يُؤْتُونَ اللَّهَ" صادق آتی ہے اس سے اجماع قرون اولیٰ کا خرق و ابطال لازم آتا ہے دریں صورت اپنی مذکورہ بالا تبلیغی کاری کے بعد تقریظ نگار کا یہ کہنا کیا معنی رکھتا ہے کہ :-

"اہل حدیث حضرات کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ چونکہ تقلید کا رواج کئی صدیوں بعد ہوا اس لئے وہ بدعت ہے مگر تقلید کو بدعت کہنا ان کی غلطی ہے الخ" (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹)

جب تقلید پرستی کا تصور چوتھی صدی کے بعد ہوا جس کی بنا پر نیز دوسرے دلائل کی بنا پر غیرت مند اہل علم نے اسے بدعت کہا حتیٰ کہ فرقہ دیوبندیہ کے دل قرار دیئے ہوئے آٹھویں صدی کے ہندوستانی شیخ فخر الدین زراوی نے بھی اسے بدعت و ناجائز کہا اہل حدیث کی یہی بات فرقہ دیوبندیہ کی نظر میں کیوں غلط ہے؟

تقریظ نگار صاحب نے کہا کہ "اہل حدیث کا یہ نظریہ کہ اہل حدیث کے علاوہ پوری امت محمدیہ گمراہ ہو گئی ٹھیک وہی نظریہ ہے جو شیعہ مذہب صحابہ کرام کے بارے میں پیش کرتا ہے۔ (تقریظ مذکور ص ۹)

حالانکہ تقریباً ہر تقلید پرست صاحب نے اہل حدیث پر یہ محض اتہام لگایا ہے اور یہ اتہام لگا کر اس اتہام کا نام نظریہ اہل حدیث رکھ لینا پھر اسے نظریہ شیعہ کہنا جو عام صحابہ کے مرتد ہو جانے والے شیعہ نظریہ پر قائم ہے فرقہ دیوبندیہ کا سراسر دروغ بے فروغ ہے ہم بیان کر آئے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ وریلیویہ کے ائمہ اربعہ میں سے تین ائمہ کرام نیز شیخ جیلانی ویرہوتی وغیرہم کے نظریات سے لازم آتا ہے کہ امام ابو حنیفہ امت کے اجماعی نظریہ کے خلاف مرجیہ کے عقائد رکھتے تھے تو کیا ان تینوں اماموں پر فرقہ دیوبندیہ کو یہ فتویٰ لگانے کا حق ہے کہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ اور ان کے جملہ ہم مذہب مقلدین وغیر مقلدین کو بدعت پرست اور اجماع کو توڑنے والا کہتے ہیں؟

دونوں تقلید پرست فرقے اس کا جو جواب دیں ہم اس سے مطلع ہو جانا چاہتے ہیں۔
خطہ الخواصی والی بے ربط دے سنی متعارض باتیں کہنے والے تقریباً ہر صاحب نے اہل حدیثوں پر اتہام بازی کے لئے بہت زیادہ ادھار کھا لیا ہے۔ اس لئے وہ یہ ساری لغو طرازی کر رہے ہیں۔

امت ایک لمحہ کے لئے بھی تقلید پرستی کے جواز پر متفق نہیں ہوئی

موصوف دیوبندی تقریباً ہر نے اہل حدیثوں کو مطعون کرنے کے لئے یہ بھی کہا کہ :-
”پوری امت کا ایک لمحہ کے لئے بھی گمراہی پر متفق ہونا باطل ہے“ (کتاب مذکور ص ۹)
موصوف کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کے وجوب و لزوم پر پوری امت متفق ہو گئی ہے۔ حالانکہ یہ انتزاع محض ہے اسلام کی چودہ سو سال سے بھی زیادہ کی طویل تاریخ میں ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کے وجوب و لزوم پر ہر گز ہر گز اجماع نہیں ہوا بلکہ امت ایک لمحہ کے لئے کبھی کبھی تقلید کے جائز و مباح ہونے پر بھی متفق اور مجتمع نہیں ہوئی اور تاقیامت نہ ہوگی البتہ اس مکتذب دعویٰ والے اجماع کے خلاف حقیقی معنوں والا اجماع ضرور ہوا یعنی کہ ترک تقلید پر عہد نبوی سے لیکر عرصہ دراز تک علمی اور عملی طور پر پوری امت کا اجماع تھا، پھر نہ جانے کس زمانہ میں اجماع کو کئی لوگوں نے

توڑ کر امت مسلمہ میں تقلید پرستی کو فروغ دینا شروع کیا۔ کیا فرقہ دیوبندیہ بتلا سکتا ہے کہ جس ترک تقلید والے نظریہ پر پوری امت عہد نبوی سے لیکر عرصہ دراز تک قائم رہی اس موقف ترک تقلید سے انحراف کس زمانہ میں امت کے اندر کن لوگوں کے ذریعہ داخل ہوا اور اس پر کس زمانہ میں اور کیسے اجماع ہو گیا؟ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چوتھی صدی کے بعد بھی ہر زمانہ میں تقلید پرستی کے خلاف زور دار آواز اٹھانے والے بہت سارے اکابر امت، ائمہ کرام و اسلاف عظام موجود تھے اور اب بھی ہیں جیسا کہ سنی کتاب حقیقتہ الفقہ وغیرہ سے ظاہر ہے اہل حدیث کے خلاف اتنے سارے اکاذیب و اتہامات سے بھی تقریظ نگار کی طبیعت سیر نہیں ہوتی تو موصوف نے مزید فرمایا کہ :-

”ان حضرات (اہل حدیث) کا اول و آخر نشانہ مذہب حنفی بنا اس پر بس نہیں بلکہ انہوں نے شان ابی حنیفہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ان اہل حدیثوں کا جمیعہ طبقہ امام صاحب کی بے ادبی کو روا نہیں سمجھتا۔ مگر ان کا نو عمر خام طبقہ عمل بالحدیث کا معنی ہی امام صاحب کی بے ادبی و گستاخی سمجھتا ہے یہ طرز عمل خود انہیں کے حق میں نہایت ہی خطرناک ہے امام صاحب کی بلندی شاہ کے لئے یہ کافی ہے کہ مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ بن کے مقلد ہوئے۔ (مخلص از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۵)

ہم کہتے ہیں کہ اگر تقلید پرستی کے بجائے اجماع مذہب اہل حدیث کی خاطر اہل حدیث نصوص و اقوال سلف کی روشنی میں تقلید پرستی کے محبوب و قباح ظاہر کرتے ہیں تو حنفی تقلید پرستوں کا اسے مذہب حنفی اور شان ابی حنیفہ میں گستاخی و بے ادبی سے موسوم کر لینا بھی عجیب ہے اور ساتھ ہی یہ اعتراف کہ اہل حدیث کا جمیعہ طبقہ امام صاحب کی بے ادبی روا نہیں رکھتا صرف نو عمر خام طبقہ ہی روا رکھتا ہے اور بھی بڑا عجیب ہے اگر فی الواقع اہل حدیث کا کوئی طبقہ امام صاحب کی بے ادبی کو روا رکھتا ہے تو اسے یہ فرقہ ظاہر کیوں نہیں کرتا صرف شکوہ اور پروپیگنڈہ کر کے اہل حدیث کو بدنام کرتا ہے۔ البتہ اہل الہامی حنفی مقلدوں نے غیر حنفی اماموں خصوصاً ائمہ کی شان میں جس طرح کی جارحیت و بے ادبی اختیار کی ہے اس کی تفصیل ہماری کتاب اللصحاح میں ہے کیا بلندی شان ابی حنیفہ پر فرقہ دیوبندیہ کے لئے اتنی بات بہت کافی ہے کہ یہ جمہور دعویٰ کر دیا جائے کہ تقلید لہی حنیفہ دسویں گیلہ ہویں صدی کے مجدد الف ثانی شیخ

سرہندی اور ہارہویں صدی کے شاہ ولی اللہ کرتے تھے؟ کیونکہ کتب شاہ ولی اللہ اس بات پر شاہد عادل ہیں کہ موصوف نے تقلید پرستی سے مختلف موقف اختیار کرتے ہوئے ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کی طرف منسوب مذاہب سے بکثرت اختلاف کیا ہے۔ ایمان و عقائد کا معاملہ ہو یا فروعی فقہی مسائل کا اس کی طرف ہم پہلے بھی واضح اشارہ کر آئے ہیں۔ دریں صورت شاہ ولی اللہ کو اپنی طرح کا مقلد لبی حنیفہ کناسراں افتراء ہے۔ اس کے بعد ولی دیوبندی لغو طرازی پر تبصرہ گذر چکا ہے۔

دیوبندی شیخ التفسیر کا پیش لفظ

(اہل حدیث فرقہ باطلہ جیسا ایک فرقہ باطلہ ہے)

تقریظ نگار صاحب کی تقریظ نگاری کے بعد شیخ التفسیر صاحب کا جو پیش لفظ ہے اس کی کچھ باتیں معرض بحث میں آچکی ہیں موصوف نے اہل حدیث کو روافض و معتزلہ و خوارج و منکرین حدیث جیسا فرقہ قرار دینے کے بعد کہا:-

”عیاری، مکاری اور فریب کاری ان اہل حدیثوں کا شیوہ ہے لوگوں کو دام فریب میں الجھانے کے لئے اس جماعت نے زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ اپنے نام بھی تبدیل کئے اور نہایت خوبصورت ناموں محمدی، احمدی سلفی سے مزین کیا مگر افسوس یہ لباس ان کے ناموزوں و نامہوار جسم پر فٹ نہ ہو سکا تو آج کل بنام اہل حدیث اپنے آپ کو پیش کرنے لگے ہیں الخ“

(کتاب مذکور ص ۱۴)

ہم کہتے ہیں کہ زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ نظریاتی فلاہازیں دکھانا فرقہ دیوبندیہ کا شیوہ و شعلہ ہے جیسا کہ صفحات گذشتہ سے ظاہر ہے نیز ہماری کتاب اللہجات سے بھی اہل حدیث کی بے ادبی و گستاخی کا حکوہ کرنے والا فرقہ دیوبندیہ اپنے تقلید پرست بھائی بریلویہ کی لے میں اپنی لے ملا کر اہل حدیث کو روافض و شیعہ و خوارج و معتزلہ و منکرین حدیث قرار دینے ہوئے ہے حالانکہ ان دونوں فرقوں کی ہم مذہب حنفی معتزلی حکومت نے مامون رشید اور ان کے جانشینوں کے دور میں اہل حدیثوں پر لغوی شرک و کفر و بددینی لگا کر عرصہ حیات تک کر رکھا تھا خصوصا

امام اہل حدیث امام احمد بن حنبل و نعیم بن حماد وغیرہ پر بھلا کس منہ سے یہ تقلید پرست پارنیاں مذکورہ بالا قسم کی باتیں کہنے کی جرأت اپنے اندر پارہی ہیں؟ یہ قطعی بات ہے کہ فرقہ دیوبندیہ کے ظہور سے صدیوں پہلے اہل حدیث کو سلفی، اثری، محمدی بھی کہا جاتا رہا جماعت اہل حدیث نے تبدیلی زمانہ کے ساتھ ان ناموں میں سے کسی کو کبھی نہیں بدلا یہ سب اکاذیب دیوبندیہ ہیں البتہ اگر امام ابو حنیفہ کے آئے دن بدلتے رہنے والے نظریات و خیالات سے ناظرین کرام واقفیت حاصل کرنی چاہیں تو ہماری کتاب اللمحات دیکھیں۔

دیوبندی شیخ التفسیر صاحب نے جو یہ فرمایا کہ :-

”وہ آیات جو مشرک و کافر باپ دادا کی تقلید کو حرام ثابت کرتی ہیں ان کو ائمہ اسلامی کی تقلید کو حرام ثابت کرنے کے لئے اہل حدیث استعمال کرتے ہیں اس طرح یہ لوگ ان آیات میں تحریف کے مرتکب ہیں الخ“۔

تو ہم کہہ چکے ہیں کہ اہل حدیث، تقلید کی اسی قسم کو شرک و کفر کہتے ہیں جو مشرکین و کفار کا شیوہ و شعار ہے اگر فرقہ دیوبندیہ حضرت حاتم بن عدی کی روایت کردہ اس حدیث نبوی کا مطلب نہیں سمجھ پاتا تو اہل حدیث کا کیا قصور ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے اماموں کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی تقلید پر کار بند تھے کیا فرقہ دیوبندیہ انہیں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے اماموں کی تقلید کو اپنا دین و مذہب نہیں بنائے ہوئے ہے؟ اس حدیث نبوی کو شاہ ولی اللہ اور ان کے خانوادہ نے اماموں ہی کی تقلید پر منطبق کیا ہے اور اس حدیث نبوی میں قرآنی آیت ”اتخذوا احبارہم و رهبانہم اربابا من دون اللہ“ کو تقلید ائمہ پر چسپاں کیا گیا ہے۔ تحریف کا عادی تو فرقہ دیوبندیہ ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔

دیوبندی شیخ التفسیر نے کہا کہ :-

”دنیا بھر کے محدثین و فقہاء کا اجماع ہے کہ اجماع صحابہ حجت ہے مگر اہل حدیث نے صحابہ کرام کے ہدے میں فرمان رسول کی ذرہ پر واہ نہیں کی اور اجماع صحابہ کو توڑ ڈالا الخ“

(غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۳)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بتلایا جا چکا ہے کہ صحابہ ہی نہیں بلکہ چوتھی صدی کے تمام اہل اسلام ترک تقلید پرستی پر اجماع کئے ہوئے ہیں اس اجماع امت کے خلاف تحریک بغاوت

چلانے والا فرقہ دیوبندیہ کا مذکورہ بالا بیان بھلا کیونکر میدان تحقیق میں مسوع ہو سکتا ہے ؟
 ” دیوبندی شیخ التفسیر زیر نظر دیوبندی کتاب کی اور اس کے مصنف کی تاخرانی
 کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :-

” اللہ جزائے خیر دے مولانا سعید الحق قاسمی کو کہ انہوں نے فرقہ اہل حدیث کی
 تاریخ نہایت احتیاط سے قلم بند کر دیا کتاب کے آغاز میں انہوں نے اہل حدیث کے آغاز پر
 نہایت عمدہ کلام فرمایا اور ان کے مزاج و فتنہ پر دوازی کا پردہ چاک کیا مختلف زمانوں میں ان کی
 حرکات قبیحہ و شنیعہ پر بھی سیر حاصل بحث کی اے ” (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۳)
 ہم کہتے ہیں کہ اپنی خطہ الحواشی میں فرقہ اہل حدیث کو ولادت نبوی سے بھی پہلے وجود
 پذیر بتلانے والے دیوبندی شیخ التفسیر کی مذکورہ بالا لاف زنی کی حقیقت ہماری اس کتاب سے
 ظاہر ہے نیز مشہور سلفی عالم مولانا محمد حسین ہالوی سے متعلق دیوبندی بات کا جواب بھی اس
 کتاب میں گذشتہ صفحات میں آچکا ہے ۔

دیوبندی کتاب پر دیوبندی مفتی کی تقریظ

اس دیوبندی کتاب پر دوسری تقریظ دیوبندی مفتی مولانا قاری حفیظ الرحمن مفتی
 مدرسہ مرآة العلوم کی لکھی ہوئی ایک صفحہ پر مشتمل ہے جس میں کہا گیا کہ :-

” فرقہ غیر مقلدین ایک نو احداث فرقہ ہے جو قادیانیوں موودوی منکرین حدیث و اہل
 قرآن کے منہج پر سلف صالحین سے اعراض اور صراط مستقیم (جو منعم عظیم صدیقین و شہداء
 صالحین کا طریقہ ہے) سے آزادی اس فرقہ کا خاص ذہن ہے اور بروقت برسر اقدار لوگوں سے
 رابطہ بنائے رکھنا بھی اس فرقہ کا خاص شیوہ ہے اے ” (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۳)

دیوبندی مفتی نے جو بات یہاں کہی ہے وہی بات ان کے پہلے نیز ان کے پیدا ہونے
 سے پہلے پیدا ہونے والے دیوبندی لوگوں نے بھی کہی ہے جس پر رد یلیغ ہم کر چکے ہیں ، اور
 دوسرے سلفی علماء بھی اس کی تکذیب کر چکے ہیں (نیز ناظرین کراہماری کتاب اللمعات اور
 فصیح العقائد طبع جدید بھی دیکھیں)

ناظرین کراہم پچھلے صفحات پر دوبارہ نظر ڈال لیں حقیقت معلوم ہو جائے گی ۔

دیوبندی کتاب پر دیوبندی استاذ حدیث کا مقدمہ

گذشتہ صفحات اور پیش لفظ کے بعد اس کتاب میں بعنوان ”مقدمہ“ بقلم حضرت مولانا قاری محفوظ الرحمن مفتاحی استاذ حدیث جامعہ مہارح العلوم مولانا بھگ ڈیڑھ صفحہ پر مشتمل گذشتہ دیوبندی نگارشات جیسی تحریر مرقوم ہے صرف الفاظ بظاہر مختلف ہیں مگر اس کی بعض بات قابل توجہ ہے مقدمہ نگار دیوبندی مولانا نے کہا :-

”فرقہ غیر مقلدین مقدس نام اہل حدیث پر غاصبانہ قبضہ اور امر مجتہدین کے درمیان مشہور مختلف فیہ مسائل رفع یدین قرأت فاتحہ ، آمین بالجہر کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں میں اپنے قبیح سنت اور مقلدین و مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے متبعین کو مخالف سنت ثابت کرنے کی منصوبہ بند سازش کر رہا ہے الخ“ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۵-۱۶)

اپنے اس دیوبندی بیان میں دیوبندی استاذ حدیث نے اتنا تسلیم کیا ہے کہ اہل حدیث نامی کوئی مقدس فرقہ پہلے سے موجود رہا ہے۔ جس پر موجودہ غیر مقلدین نے غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے اور ناظرین کرام دیکھتے آ رہے ہیں کہ عام دیوبندی اہل قلم یہ صراحت کئے ہوئے ہیں کہ اس نام کا کوئی مقدس یا غیر مقدس فرقہ تاریخ اسلام میں تیرہویں صدی میں پیدا ہونے والے غیر مقلدین سے پہلے تھا ہی نہیں اس طرح کی باتیں لکھنے والے اور کہنے والوں کی بھرپور تکذیب مذکورہ دیوبندی تحریر سے بخوبی ہوتی ہے اور دیوبندی ہی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نام کا مذہبی فرقہ وہ بھی مقدس مذہبی فرقہ تیرہویں صدی سے پہلے تاریخ اسلام میں پایا جاتا رہا ہے۔

جہاں تک فرقہ دیوبندیہ اور اہل حدیث کے درمیان اختلافی مسائل کا معاملہ ہے ان میں تقلیدی مذاہب میں سے عام طور پر حنفی مذہب کو چھوڑ کر باقی تینوں مذاہب دیوبندی مذہب کے خلاف اہل حدیث کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور چونکہ یہ مسائل نصوص کے موافق ہوتے ہیں، اس لئے سنی لوگ ان نصوص کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ کا موقف ان نصوص اور اسلاف امت کے خلاف ہے امت کو خلاف نصوص موقف پر قائم رہنے کے بجائے نصوص والے موقف کی طرف لانے کے لئے اس کے علاوہ کوئی دوسرا طریق بھی

(۴۲۴)

نہیں کہ خلاف نصوص دیوبندی موقف کا نصوص کے معارض ہونا ثابت کیا جائے اور اسلاف کا یہی طریق رہا ہے۔ پھر اس طریق پر چلنے والے اہل حدیث کے موقف کو فرقہ دیوبندیہ کا منصوبہ بند سازش قرار دینا نیز امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے متبعین کو مخالف سنت ثابت کرنے کی مہم و تحریک سے موسوم کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور فرقہ دیوبندیہ حمایت تقلید میں جو رد و مسخ نصوص کی منصوبہ بند سازش رچ رچا کر اپنی اس سازش کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی پیدائش سے لیکر ابھی تک ہر گرم عمل ہے وہ از روئے تحقیق کس نام سے موسوم کئے جانے کا مستحق ہے؟

مقدمہ مذکورہ کی معنوی تکذیب و تردید ہماری سابقہ تحریر میں آچکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اب ناظرین کرام اس دیوبندی کتاب کے اصل مصنف مولانا سعید الحق قاسمی کی تحریر پر بھی ہمارا تحقیقی تبصرہ ملاحظہ کریں۔

تقلید

مذکورہ بالا عنوان کے تحت دیوبندی مصنف نے جو کچھ کہا ہے اس کی حقیقت ہمارے گذشتہ صفحات سے ظاہر ہے ان گذرے ہوئے صفحات کو یعنی بریلویت پر بھی مشتمل ہماری تردید کو ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں تب آگے بڑھیں۔

اس عنوان کے تحت دیوبندی مصنف نے اہل حدیث جماعت اور مذہب کی خرابی ظاہر کرتے ہوئے کہا:-

” جیوں جیوں زمانہ آلتاب نبوت سے دور ہوتا گیا لوگوں میں کدورت و کجی آنے لگی ہوا دھوس کا غلبہ ہونے لگا، لوگ مسائل میں رخصتیں تلاش کرنے لگے ہر مسئلہ میں سولت پسندی کی تلاش شروع ہو گئی متعدد حضرات سے مسائل پوچھے گئے جو موافق خواہش اور طبیعت کے لئے آسان ہوتا اسے اختیار کر لیتے ورنہ پس پشت ڈال دیتے مثلاً ایک حنفی شخص نے وضو کیا اسے کہیں کٹ گیا خون نکلنے لگا ایک شخص نے کہا تمہارا وضو ٹوٹ گیا کیونکہ خون نکلنا حنفیہ کے نزدیک ناقص وضو ہے اس نے جواب دیا کہ ہم نے شائعی مسلک پر وضو بنایا ہے ان کے یہاں

خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا کسی با وضو شخص نے بیوی کو ہاتھ لگایا تو لیک شافعی المذہب شخص نے کہا وضو دوبارہ کرو کیونکہ شافعیہ کے یہاں عورت چھوئے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں اس میں امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوں یہ شخص اس وضو سے نماز پڑھے گا تو نہ امام ابو حنیفہ کے مسلک پر نماز ہوگی نہ امام شافعی کے مسلک پر اسی کا نام تلفیق ہے جو بلاجماع باطل ہے

اغ " (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۸-۱۹)

ناظرین کرام دیکھ آئے ہیں کہ اسی طرح کی بات معنوی طور پر بریلوی کتاب "غیر مقلدوں کے فریب" میں بھی کہی گئی ہے، جس پر ہمارا تبصرہ گذر چکا ہے زمانہ نبوی سے دوری ہونے پر جس طرح کی کبھی دکدورت و غلبہ ہوا وہوس و سہولت پسندی کا ذکر اس دیوبندی عبارت میں ہے وہ پوری طرح دیوبندی مذہب میں موجود ہے مثلاً جانور اور کم عمر لڑکی سے جماع کرنے پر نہ وضو ٹوٹے نہ غسل لازم آئے حتیٰ کہ عضو خاص بھی دھونا ضروری نہ رہے صحت وضو کے لئے نیت اور تسبیہ واجب نہ رہے نہ خالص پانی سے وضو کرنا ضروری رہے بلکہ فاسق و فاجر لوگ اجنبیہ و غیر محرم عورت کے چہرے پر لگے ہوئے غبار سے نیز سور دکتے کی پیٹھ والے غبار سے بھی وضو کر لیں اس طرح اور اس نوع کے ہزاروں حقیقی مسائل ہیں۔ جس خانوادہ ولی اللہی کو فرقہ دیوبندیہ اپنا مذہب ہی پیشوا کرتا ہے اس کے سربراہ شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ خروج خون کو ناقض وضو قرار دینے والے حنفی امام ابو یوسف نے خلیفہ ہارون کے پیچھے نماز پڑھی جس نے پچھنا لگوانے سے خون نکلنے کے بعد وضو کئے بغیر یعنی حنفی نقطہ نظر سے بلا وضو امامت کی تھی اور حنفی امام ابو یوسف و محمد عیدین کی نماز میں بارہ زائد تکبیریں خلفاء کو خوش کرنے کے لئے کہتے تھے، نیز اس طرح کی اور بھی متعدد باتیں ہیں (حجتہ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۵۹ باب حکایت الناس قبل المائۃ الاربعتہ) اس طرح کے حنفی، دیوبندی اور بریلوی مسائل ہزاروں ہیں۔ جس قسم کی سہولت پسندی کا ذکر دیوبندی مصنف نے اپنی اس عبارت میں کیا ہے وہ صرف تقلید پرستوں کا ہی شیوہ و شعار ہو سکتا ہے اہل حدیث جو نصوص شرعیہ کے پیرو ہوتے ہیں وہ صرف اسی موقف کا اپنے کو پابند بنائے رکھتے ہیں جو نصوص شرعیہ سے بطریق تعلیم اسلاف کے ذریعے مستفاد ہوتا ہے خون نکلنے سے وضو نہ ٹوٹنے والا موقف شافعی ہی از روئے تحقیق نصوص شرعیہ سے ثابت ہے اور موقف دیوبندیہ و حنفیہ خلاف نصوص ہے اس

لئے اس معاملہ میں اہل حدیث موقف شافیہ کے حامی ہیں۔ باعتراف دیوبندی مصنف خواہشات نفسانی کا اجتناب شرعاً ممنوع ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے وہ مذہب اہل حدیث میں ممنوع ہے مگر شریعت میں جن امور کی گنجائش اصول شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہے ان کی گنجائش کا نام اجتناب نفس و سہولت پسندی رکھ لینا دیوبندی شریعت کا خاص و طیرہ اور وصف ہے بشرطیکہ اس سے فرقہ دیوبندیہ کے خود ساختہ تقلیدی مفاد متاثر ہوتے ہوں ورنہ پھر وہی باتیں دیوبندی شریعت میں دوسرا حکم رکھنے لگتی ہیں (کما لایخفی) اگر نصوص و اجماع سے مستفاد ہونے والے احکام و مسائل کی پابندی لوگوں پر تقلید پرستی کے بغیر بیروی اسلاف کرتے ہوئے لازم و ضروری قرار دی جائے تو یہ بات دیوبندی شریعت میں اجتناب دین کے بجائے اجتناب نفس رہے مگر تقلید پرستی کے بہانے ہر طرح کی بے راہ روی دیوبندی شریعت میں اجتناب دین ہے یہ اختزاعی شریعت دیوبندی شریعت کی تولید و تخلیق سے پہلے اہل اسلام میں غیر معروف تھی۔ تقلید پرستی خصوصاً حنفی مذہب کی تقلید سے اجتناب دین کے بجائے اجتناب نفس کے خدشات ہی خدشات ہیں بلکہ تقلید پرستی بذات خود اجتناب دین کے بجائے دین کی ممنوع قرار دی ہوئی چیز کا اجتناب ہے حنفی مذہب کا ایک فتویٰ ہے کہ حلال جانور کا پیشاب نجس غلیظ ہے دوسرا فتویٰ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجس خفیف ہے تیسرا فتویٰ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب پاک و طاہر ہے چوتھا فتویٰ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب خواہ نجس غلیظ یا نجس خفیف یا پاک و طاہر ہو دوسری نجاستوں کا ازالہ نہیں کرتا پانچواں فتویٰ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب دوسری نجاستوں کا ازالہ کر دیتا ہے ایک تقلید پرست حنفی دیوبندی آدمی حسب دل خواہ اپنی سہولت و مصلحت دیکھتے ہوئے حنفی مذہب کے ان متضاد فتاویٰ میں سے کسی پر کبھی اور کسی پر کبھی عمل کر سکتا ہے اور اس طرح کے مسائل دیوبندی شریعت میں ہزاروں ہیں بطور مثال ایک کا ذکر کافی ہے۔

ائمہ اربعہ کی تقلید

دیوبندی مصنف نے عنوان مذکور کے تحت یہ ظاہر کیا ہے کہ چاروں تقلیدی مذاہب میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کے لزوم اور وجوب کی صراحت علامہ ابن خلدون و ابن حجر کی

(۴۲۷)

وٹھادی حنفی نے کی ہے (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۱۶۱۹)

ہم کہتے ہیں کہ تقلید پرستی نصوص شرع و اجماع خیر القرون سے ممنوع قرار پا چکی ہے اس کے جواز یا وجوب پر تین تقلید پرست آدمیوں کی تحریر کو بطور حجت پیش کرنا اور نصوص و اجماع خیر القرون کو نظر انداز کر دینا کون سی دیانت داری ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اہل حدیث و اہل تقلید کے درمیان غیر متنازع عالم ہیں، انہوں نے اس تقلید پرستی کو "رَأَيْتُمْ أَهْلَ الْأَحْيَارِ هُمْ وَرَهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ" کا مصداق قرار دیا ہے جس تقلید پرستی پر فرقہ دیوبندیہ کاربند ہے، نیز خانوادہ ولی اللہی کے دیگر علمی سربراہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور فرقہ دیوبندیہ کے ولی قرار دیئے ہوئے شیخ فخر الدین زرادی نے تقلید پرستی کو بدعت و مذموم و فحیح کہا ہے نیز فرقہ دیوبندیہ کے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے بھی تقلید پرستی کی بڑی مذمت کی ہے جیسا کہ فتوحات مکیہ میں متعدد تصریحات ہیں۔ اسلاف و غیر متنازع شخصیات کی جو تقلید ممکن باتیں نصوص و اجماع خیر القرون کے مطابق ہیں ان سے اعراض کرتے ہوئے بعض تقلید پرستوں کی بات کو حجت بنا لینا فرقہ دیوبندیہ کے لئے کیونکر جائز ہے جبکہ یہ مسئلہ اہل دیوبند و اہل حدیث کے درمیان معرکتہ الآراء اختلافی مسئلہ ہے؟ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن اماموں کی تقلید کا فرقہ دیوبندیہ مدعی ہے انہوں نے تقلید پرستی کو فحیحہ ممنوعہ قرار دیا ہے جو مسئلہ نصوص و اجماع امت اور فرقہ دیوبندیہ کے تسلیم کردہ اماموں کی تصریحات کے مطابق ممنوع و بدعت و حرام ہے اسے فرقہ دیوبندیہ کا متفقہ فیصلہ کرنا جیسا کہ زیر نظر دیوبندی کتاب کے ص ۲۱ میں کہا گیا ہے کس قسم کی دیانت داری ہے؟

دیوبندی مصنف نے ظاہر کیا ہے کہ ترک تقلید سے بڑے بڑے علماء و محدثین اور فقہاء کی بے ادبی لازم آتی ہے۔ (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۳۱) تو سوال یہ ہے کہ جس تقلید پرستی کے ممنوع ہونے پر نصوص و اجماع خیر القرون اور فرقہ دیوبندیہ کے مسلم ائمہ کرام متفق ہوں اسے ممنوع کے بجائے مباح ہی نہیں واجب و لازم و فرض قرار دینے سے کیا بات لازم آتی ہے؟ نصوص اور اجماع خیر القرون سے انحراف اور اعراض اور تصریحات ائمہ کرام کی مخالفت کوئی معمولی قسم کا جرم و گناہ ہے جس سے شریعت اور اللہ و رسول اور اسلاف خیر القرون کی شان میں بے ادبی و گستاخی لازم آتی ہے؟ جس تقلید پرستی کو مباح یا واجب قرار دینے سے اللہ

ورسول و شریعت اور تمام اسلاف خیر القرون کی شان میں بے ادبی و گستاخی لازم آئے اسے فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کا واجب قرار دے لینا کتنی بڑی جسارت ہے ؟

یہاں اپنے پیدا کردہ موقع کی مطابقت سے دیوبندی مصنف نے تیس سے زیادہ افراد پر مشتمل فہرست پیش کر کے دعویٰ کیا کہ یہ حضرات تقلید پرست تھے۔ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۱ - ۲۲) اس فہرست میں دیوبندی مصنف نے حدیث کی کتب ستہ کے مصنفین امام بخاری و مسلم و نسائی، ابو داؤد، ترمذی، وابن ماجہ تک کے نام لکھ دیئے ہیں، حالانکہ یہ دیوبندی فہرست خلاف حقائق محض قیاس و رائے کی بنیاد پر قائم ہے، دلیل معتبر کے بغیر محض قیاس اور انکل سے تیسری صدی کے محدثین کرام کو اپنی طرح کا تقلید پرست قرار دیا گیا ہے جبکہ خانوادہ ولی اللہی قطعی طور پر دیوبندیوں والی تقلید کو شرک و بدعت و نفاق کہا کرتا تھا۔ (کما مر) اس طرح کے اکاذیب کے ذریعہ تلبیس کاری کرتے ہوئے سادہ لوح لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کی یہ دیوبندی کوشش یقیناً بہت مذموم و افسوسناک ہے اس کے برعکس خیر القرون کے صحابہ و تابعین و اتباع تابعین کے ہزاروں ہی نہیں لاکھوں افراد پر مشتمل ترک تقلید کرنے والی بھاری جماعت کو دیوبندی مصنف کا ذکر نہ کر کے یہ نہ بتلانا بلکہ چھپانا کہ خیر القرون کے یہ لاکھوں افراد تقلید پرست نہیں تھے جن میں سے ہر فرد بعد والے سیکڑوں تقلید پرست افراد و اشخاص پر کہیں زیادہ بھاری ہے انتہائی درجہ کی تلبیس کاری اور مکاری ہے۔ اپنی پیش کردہ اس فہرست کے اول الذکر چھ افراد کو موصوف دیوبندی مصنف نے بحوالہ تذکرۃ الحفاظ تقلید پرست قرار دیا ہے جبکہ تذکرۃ الحفاظ کے مصنف حافظ ذہبی نے اس کتاب کے طبقہ ثانیہ کے خاتمہ پر تقلید پرستی کے ظہور و عدم تقلید والے طریق سلف کے خلاف پیدا ہونے والے تقلیدی ذہن پر سخت نکیر و تہقیر کی ہے۔

امام ابو عبد اللہ الحسین الحلیسی

اس فہرست کا سب سے پہلا نام امام ابو عبد اللہ الحسین حلیسی متوفی ۴۰۳ھ ہے جن کی بابت اس تذکرہ میں جس کے حوالہ سے دیوبندی مصنف نے یہ بات لکھی ہے یہ صراحت کی ہے کہ :-

"العلامة البارع رئیس أهل حدیث، بما وراء النهر الخ" یعنی موصوف باکمال علامہ اور

ماوراء النہر کے اہل حدیثوں کے صدر و امام و امیر تھے۔ (لغس المرجع و تذکرۃ الحفاظ طبقہ ۱۳ مطبوع بیروت ج ۳ ص ۵۳۰)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ جس تذکرۃ الحفاظ کے حوالہ سے دیوبندی مصنف نے موصوف کو تقلید پرست قرار دیا ہے اس تذکرۃ الحفاظ میں دیوبندی مصنف کے دعویٰ کے بالکل برعکس و برخلاف صراحت موجود ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں بھی دیوبندی مصنف نے کذب و افتراء والی دیوبندی عادت سے کام لیا ہے، تذکرۃ الحفاظ میں موصوف کو شافعی

النسبہ لکھا ہے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صراحت ہے کہ :-

”وَكَانَ هُوَ لَا يَنْسِبُونَ إِلَىٰ مَذْهَبِ أَصْحَابِهِمْ فَيَقَالُ فُلَانٌ شَافِعِيٌّ وَفُلَانٌ حَنَفِيٌّ وَكَانَ صَاحِبُ الْخَلْفِ أَيْضًا قَدْ يَنْسِبُ إِلَىٰ أَحَدِ الْمَذَاهِبِ لِكثْرَةِ مَوَافَقَتِهِ لَهُ كَالنَّسَلِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ وَغَيْرِهِمَا يُنْسَبَانِ إِلَى الشَّافِعِيِّ فَكَانَ لَا يَتَوَلَّى الْقَضَاءَ وَالْإِفْتَاءَ إِلَّا بِمُجْتَهَدٍ وَلَا يُسَمَّى الْفَقِيهَ إِلَّا بِمُجْتَهَدٍ..... الخ

یعنی تقلید نہ کرنے والے اہل علم بھی اپنے ہم مذہب لوگوں کی طرف کثرت موافقت کے باعث منسوب ہو جایا کرتے ہیں اور انہیں شافعی یا حنفی کہہ دیا جایا کرتا ہے، حالانکہ اس زمانہ میں قاضی و فقیہ و مفتی و مقلد نہیں بلکہ مجتہد ہی ہوا کرتے تھے (حجتہ اللہ البالغہ مطبوع رشیدیہ دہلی ۱۳۷۳ھ باب حکایت حال الناس قبل المائتہ الرابعتہ و بعدہ ج ۱ ص ۱۵۳)

بارہویں صدی کے شاہ ولی اللہ سے کئی صدی پہلے یہی بات موصوف امام ابو عبد اللہ الحسین بن حسن حلیمی کے استاذ فقال نے اس طرح کہی ہے :-

”لَسْنَا مُقَلِّدِينَ لِلشَّافِعِيِّ بَلْ وَافِقُونَ رَأْيًا رَأَاهُ“ یعنی ہم امام شافعی کے مقلد نہیں ہیں بلکہ امام شافعی کی باتوں سے ہماری باتوں کی موافقت کے سبب ہم شافعی کی طرف منسوب ہو گئے (النافع الكبير للعلامة عبد الحئی ص ۱۰۰ والتقریر والتجیر ج ۳ ص ۳۳۰ بحوالہ اسلام میں نماز جمعہ کا حکم ص ۳۵۲)

اس سے معلوم ہوا کہ دیوبندی مصنف نے امام ابو عبد اللہ الحسین حلیمی کو اپنی طرح کا تقلید پرست قرار دینے میں کتاب مذکور یعنی تذکرۃ الحفاظ للذہبی کا حوالہ دینے میں خالص کذب بیانی اور افتراء پر دازی سے کام لیا ہے۔

امام ابو عمرو دانی اور امام عبد الغنی بن عبد الواحد

اس طرح کا معاملہ اس دیوبندی فرست کے دوسرے نمبر والے امام ابو عمرو دانی اور تیسرے نمبر والے امام عبد الغنی بن عبد الواحد کا بھی ہے کہ یہ لوگ اگرچہ پہلے والوں کی طرح بعض مذاہب کی طرف منسوب ہیں مگر یہ لوگ تقلید پرست نہیں تھے۔ حافظ ذہبی نے امام عبد الغنی بن عبد الواحد کی بابت کہا :-

"كَانَ كَثِيرَ الْعِبَادَةِ وَرِعًا مَتَمِّسِكًا بِالسُّنَنِ عَلَى قَانُونِ السَّلَفِ" یعنی موصوف امام عبد الغنی کثیر العبادہ اور قانون سلف کے مطابق سنت کی پیروی پر قائم تقویٰ شعا امام تھے (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۳۷۳)

تذکرۃ الحفاظ کے مصنف حافظ ذہبی اپنی دوسری کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں :-

"الإمام العالم الحافظ الكبير الصادق العابد الأثرى المصنف" (سیر اعلام النبلاء ترجمہ عبد الغنی ج ۲۳ ص ۴۴۳)

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ حافظ ذہبی نے امام عبد الغنی کو "الأثرى" کہا ہے جس کا مطلب اہل حدیث ہوتا ہے فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے بڑے پیر شیخ جیلانی نے غیوۃ الطالبین میں جہاں جہاں اہل سنت کو اصحاب الاثر یا اہل الاثر کہا ہے وہاں فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ کے امام شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی نے اہل حدیث کے لفظ کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ آگے چل کر حافظ ذہبی نے کہا :-

"فَقَدْ كَانَ عَلَى مَقَابِلِهِ بِدَيْمَشْقَ أَخُوهُ الْعَمَادُ وَالشَّيْخُ مَوْفِقُ الدِّينِ وَأَخُوهُ الْقُدْوَةُ وَالْعَلَامَةُ شَمْسُ الدِّينِ الْبُخَارِيُّ وَسَائِرُ الْخَنَابِلَةِ وَعِدَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْأَثَرِ" یعنی کہ امام عبد الغنی ہی کے اہل حدیث مذہب کے پیرو حضرات مذکورین حنا بلہ والی الاثر بھی تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۴۶۴)

اس سے معلوم ہوا کہ حنبلی النسبہ یا اس طرح کی دوسری کوئی نسبت اس امر کی ہرگز دلیل نہیں کہ اس نسبت والا اہل حدیث سلفی اثری امام دیوبندیوں کی طرح کا تقلید پرست ہی تھا۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ حضرات مذکورین کو تقلید پرستوں کی فہرستوں میں شامل کر کے دیوبندی مصنف نے خالص کذب بیانی کی ہے۔

امام فخر الدین رازی و غزالی

امام فخر الدین رازی نے ایک آیت کی تفسیر میں کہا :-
 "رَابِعًا أَبْطَلَ التَّقْلِيدَ لِأَنَّ الْمُقَلِّدَ لَا يَكُونُ مُتَّبِعًا لِلْهُدَى" یعنی اس آیت کریمہ سے
 چوتھا حکم شرعی یہ نکلتا ہے کہ کوئی بھی تقلید پرست مقلد قبیح ہدایت نہیں ہوتا " (تفسیر کبیر
 للرازی مطبوع مصر ج ۱ ص ۴۷۸)

اسی طرح اس فہرست میں مذکور امام غزالی کو علامہ شبلی حنفی نے غیر مقلد کہا (الغزالی
 للشبلی) دیوبندی مصنف نے جو یہ کہا کہ جمہور اہل اسلام میں اٹھانوے فیصد مقلد ہی ہیں
 (غیر مقلد کی حقیقت ص ۲۲ و ۲۳) اس کا کذب ہونا مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ صرف ہندوستانی
 مسلمانوں میں اہل حدیث تیس فیصد سے زیادہ ہیں۔ فرقہ دیوبندیہ مردم شماری کر کے دیکھ لے
 اور یہ بات بھی ہے کہ ایک صحیح المذہب آدمی ہزاروں غیر صحیح المذہب پر بھاری ہے۔

کیا غیر مقلدین ائمہ متبوعین اور ان کے مقلدین پر لعن طعن کرتے ہیں؟

دیوبندی مصنف نے جو یہ کہا کہ :-

"ائمہ اربعہ مجتہد تھے، اَلْمَجْتَهِدُ يُحْطَى وَيُصِيبُ مجتہد مسائل کے استاذ و استخراج میں
 غلطی بھی کرتا ہے صحیح استخراج پر دو اجر ملتا ہے غلطی ہو گئی جب بھی ایک اجر ملیگا۔ اسی لئے
 چاروں اماموں میں سے یا ان کے مقلدین میں سے کوئی کسی پر تنقید و تبرہ لعن و طعن، طعن
 و تفضیح اور سب و شتم نہیں کرتا اور نہ کوئی کسی کو برا بھلا کہتا ہے کیونکہ ہر ایک میں خطا
 و صواب کا احتمال ہے، (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۳)

تو کوئی شک نہیں کہ ان چاروں مجتہدین کے علاوہ امت میں ہزاروں مجتہد ہوئے جن
 کے صحیح استخراج مسائل پر دو اجر اور غلطی صادر ہونے پر ایک اجر ملے گا، لیکن ان ہزاروں
 مجتہدین میں سے صرف چار کی تقلید کو ان کی ممانعت تقلید کے برخلاف دیوبندی جماعت کا
 واجب قرار دے لینا کون سا طریقہ ہے؟ فرقہ دیوبندیہ کے ہم مذہب لوگوں نے نبی معصوم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کے طرف یہ خانہ ساز بات منسوب کی کہ میری امت میں محمد بن ادریس شافعی
 ہی آدمی پیدا ہوگا وہ اٹیس دو چال سے بھی زیادہ امت کے لئے مضر ہوگا (اللمحات ج ۱ ص ۹۱)

۱۹۳ تا حنیفوں نے یہ حدیث بھی گھڑی ہے کہ ایمان میں کمی بیشی اور ایمان میں عمل کے داخل ہونے کا عقیدہ رکھنے والے مشرک و کافر و منافق اور حلال الدم واجب القتل ہیں واللہ اعلم بالصواب (ج ۱ ص ۹۰-۹۱) کیا یہ معمولی قسم کی لعن و طعن، سب و دشمنی و طرد و تشنیع و تنقید و تبرہ ہے؟

متواتر السننی احادیث نبویہ میں مدینہ منورہ کی آبادی سمیت ایک مخصوص حدود اربعہ والے رقبہ کو اسی طرح حرم محترم کہا گیا، جس طرح حرم مکی کو مگر دیوبندی فرقہ اپنے کو جس حنفی مذہب کی تقلید کی طرف منسوب کرتا ہے وہ حنفی مذہب مدینہ منورہ کو حرم محترم نہیں مانتا (عام کتب حنفیہ) اللہ ورسول کے محترم قرار دیئے مدینہ منورہ کو حرم محترم نہ ماننا بہت غیر معمولی قسم کی بے ادبی و گستاخی اور غلط روی ہے جس مذہب کی بنیاد ہی شریعت کی محترم قرار دی ہوئی چیزوں کی حرمت سے انکار و نفی پر قائم ہو وہ اگر مذکورہ قسم کی باتیں کرے تو حیرت ہے حج کے لئے قربانی والے اونٹوں کا اشعار (کوبان کو خون آلود کرنا) حدیث نبوی سے ثابت ہے مگر دیوبندی فرقہ کے حنفی مذہب میں اونٹوں کا اشعار بدعت ہے (عام کتب حنفیہ) فرقہ دیوبندیہ کے حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے سے ذی کا عمد نہیں ٹوٹتا۔ (حقیقۃ الفقہ حصہ اول نمبر ۵۲۱ ص ۱۷۰ بحوالہ ہدایہ ج ۲ ص ۵۸۰ وکنز الدقائق ص ۲۱۳) شان نبوی میں اس سے بڑھ کر کیا گستاخی دے ادبی و بد تمیزی ہوگی کہ ذبیوں کو اتنا شیطانی کام کرنے کی چھوٹ ہو؟ دیوبندی فرقے کے حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ بازار میں ایام تشریق میں باواز بلند تکبیر کہنا جولاہوں کی تکبیر ہے (حقیقۃ الفقہ حصہ اول ص ۵۸۹ بحوالہ عالمگیری ج ۴ ص ۲۶۸) بازار میں باواز بلند ایام تشریق میں تکبیر کہنا احادیث نبویہ سے ثابت ہے جس کا اعتراف حنفی مذہب کو بھی ہے (حقیقۃ الفقہ حصہ دوم ص ۴۰۳-۴۰۴ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۳۸۵ و متعدد کتب حنفی) یہ صاف طور پر نعوذ باللہ شریعت و حدیث نبوی کے ساتھ بے ادبی و گستاخی ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان مسائل سے متعلق احادیث صحیحہ سے حنفی مذہب واقف نہ ہو سکا اور تمام صحابہ نے اجماعی طور پر کہا ہے کہ اہل الرای احادیث نبویہ کے علم کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے، بنا بریں احادیث نبویہ سے واقف نہیں ہوتے پھر بھی فتویٰ دینے اور اجتہاد کے شوقین ہوتے ہیں۔ کیا اہل الرای والا یہ وصف حنفی مذہب پر نہیں منطبق ہوتا ہے؟ اس طرح کی بہت ساری باتیں ہیں اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔ مامون کے

زمانہ حکومت میں حنفی المذہب جہمی حکومت نے تمام غیر جہمی حنفی لوگوں کو بکثرت ذلیل و خوار کیا اور قتل بھی اور سلفی درس گاہوں پر پابندی لگائی جیسا کہ بہت واضح طور پر معلوم ہے کیا یہ غیر جہمی حنفی مذاہب اور ان کے متبعین پر لعن طعن سب و دشنام و طعن و تشنیع و گستاخی و بے ادبی نہیں ہے ، کیا دیوبندی مصنف کو معلوم نہیں ہے کہ خلیفہ راشد عمر بن خطاب کی اس بات پر تمام صحابہ متفق ہیں کہ اصحاب الرای دشمنان سنت ہیں وہ گمراہ و گمراہ گر ہیں حفظ سنت و روایت حدیث کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں پھر بھی مجتہد بن کر دین میں رائے زنی و قیاس آرائی سے کام لیتے ہیں صحابہ کے ذکر کردہ اوصاف مذکورہ سے موصوف اہل الرای مجتہدین کو کسی گروہ کا امام بنا کر ان کی تقلید کو اپنے اوپر لازم قرار دے لینا اچھی بات ہے جب کہ صحابہ نے ایسے مجتہدین سے دور رہنے کا حکم دیا ہے ؟

ہم تو تقلید پرستوں کی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ اپنے تقلیدی اماموں کی حمایت میں دوسرے اماموں اور ان کے مقلدین پر بہت زیادہ تنقید و تبصرہ لعن و طعن طعن و تشنیع موجود ہے کیا دیوبندی مصنف کو یہ باتیں معلوم نہیں ہیں ، یہاں نمونہ کے طور پر ایک شعر ملاحظہ ہو :-

فَلَقَعْتُهُ رِبًّا أَعْدَا وَوَصَّلِ
عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ

یعنی جس کسی نے امام ابو حنیفہ کا کوئی قول رد کر دیا اور اسے قبول نہیں کیا اس پر دنیا جہاں میں پائے جانے والے ریت اور ہالو کی مقدار بھر لعنت ہو (دُرِّ الْخِجَارِ ج ۱ ص ۲۶ و مقدمہ شرح وقایہ از مولانا فرنگی محلی و عام کتب حنیفہ) امام ابو حنیفہ کے ایک قول کو بھی قبول نہ کرنے والے اور نظر انداز کرنے والے تمام ہی اماموں اور غیر اماموں ، مقلدوں اور غیر مقلدوں پر حنفی دیوبندی مذہب میں مذکورہ بالا لعن طعن ، تنقید و تبصرہ ، رد و قدح و سب و دشنام اور طعن و تشنیع کوئی معمولی بات ہے اس کی زد میں تو خود فرقہ دیوبندیہ بھی ہے۔ کیونکہ اس نے بھی ہزاروں اقوال ابی حنیفہ کو نظر انداز کر کے دوسری باتیں قبول کر لی ہیں۔ مثلاً مذہب ابی حنیفہ میں تعلیم دین پر اجرت و تنخواہ یعنی حرام ہے مگر موصوف دیوبندی مصنف عام دیوبندی مولویوں کی طرح اس مذہب ابی حنیفہ کو رد کر کے دوسروں کے فتویٰ پر یا اپنے خود ساختہ فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے لمبی چوڑی تنخواہ لے کر ہی دینی تعلیم دیتے ہیں۔ نیز مذہب ابی حنیفہ میں تعلیمی اداروں یا غیر تعلیمی اداروں پر وقف کرنا جائز نہیں مگر فرقہ دیوبندیہ کے عام دینی ادارے

دفع کی آمدنی سے عام طور پر چلتے ہیں اس طرح کے ہزاروں مسائل ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر صرف اسی اشارہ پر اکتفا کیا جا رہا ہے خود امام ابو حنیفہ نے بھی اپنے ہزاروں فتاویٰ و مسائل کو باطل و مردود قرار دے دیا ہے (کمالا یحفظی) دیوبندی مذہب میں تو فاسق و فاجر آدمی کو بھی معصوم و اطاعت شعار فرشتوں سے افضل کہا گیا ہے (حقیقۃ الفقہ ص ۱۳۳ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۲۳۵) کیا یہ معصوم فرشتوں کے ساتھ گستاخی و بد تمیزی نہیں ہے؟ جس مذہب کا یہ حال ہو اس کے حامی دیوبندی مصنف جیسے لوگ اگر مذکورہ بالا قسم کی بات کہیں تو حیرت ہے دیوبندی مذہب کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو :-

”کوئی آدمی اگر شافعی مذہب اختیار کر لے تو تعزیری سزا دی جائے گی۔ (حقیقۃ الفقہ ص ۱۷۰ بحوالہ در مختار ج ۲ ص ۳۳۳ و عالمگیری ج ۲ ص ۷۰۲) اس کے باوجود دیوبندی مصنف کی مذکورہ بالا سخن سازی دیوبندی اکاذیب و تلبیسات کے علاوہ کیا ہے؟

جن امام ابن تیمیہ ”کو دیوبندی مصنف نے حنبلی المذہب مقلد کہا ہے، انیس حنبلی مذہب کے خلاف فتاویٰ دینے کے جرم خصوصاً ایک وقت کی طلاق ثلاثہ کو ایک رجعی طلاق قرار دینے کے جرم میں قید و بند جس کی سخت ترین سزائیں دی گئیں، اور ان کے تلامذہ کو بھی جبکہ ائمہ متوہمین میں سے امام داؤد ظاہری کا یہی مسلک ہے حتیٰ کہ کتنے ائمہ کرام کو اسی جرم میں قتل بھی کر دیا گیا جس کی تفصیل ”تَسْمِيَةُ الْمُفْتِيَيْنَ بِأَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ يُلْفِظُ وَاحِدًا طَلْقًا وَاحِدًا“ للذَّكْوَرِ سُلَيْمَانَ الْعَمِيْرِي میں ہے۔

بد دعویٰ فرقہ دیوبندیہ ائمہ احناف اہل حدیث ہیں

دیوبندی مصنف نے کہا کہ :-

”در حقیقت یہی مجتہدین اور ان کے متبعین اصحاب حدیث اور اہل حدیث ہیں، جنہوں نے حدیث نبوی کے احرام کو ملحوظ رکھا اور جملہ احادیث پر عمل کیا الخ“ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۳)

ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے متفقہ طور پر جن اہل الرای والقیاس کو اعداء السنن اور احادیث نبویہ کے حفظ و ضبط و نقل کو صلاحیت سے محروم قرار دیا ان اہل الرای کے مجتہدین اور ان

کے متبعین کو اصحاب الحدیث والہا حدیث وہی شخص قرار دے گا جو کسی بھی وجہ سے اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ابن خلدون وغیرہ نے اہل الرای اور اہل الحدیث کو دو مختلف فرقوں کے طور پر ذکر کیا اور اہل الرای سے مراد احناف کو بتلایا ہے شاہ ولی اللہ سے وابستگی کا مدعی فرقہ دیوبندیہ اسے کیوں نہیں مانتا ؟

فرقہ دیوبندیہ کا یہ دعویٰ کہ تیسری صدی کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں ہوا

دیوبندی مصنف نے کہا :-

”تیسری صدی کے بعد امت میں کوئی مجتہد مطلق پیدا نہیں ہوا امام دارقطنی و امام حاکم و حافظ ابن حجر عسقلانی بھی اجتہاد مطلق کے منصب سے محروم ہیں ، حافظ ابن قیم و ابن تیمیہ امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں ، اور جن مسائل میں انہوں نے اجتہاد کیا اسے امت نے شاہ احوال کی فرست میں ڈال دیا“ (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۳)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ کا مصطلح مجتہد مطلق خواہ تیسری صدی کے پہلے یا بعد میں پیدا ہوا یا نہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اہل اسلام کے لئے وہ تقلید پرستی مباح یا واجب و فرض ہے جسے نصوص کتاب و سنت اور اجماع سلف امت نے ممنوع و متروک قرار دیا۔ کیا مجتہد مطلق کے پیدا ہونے یا نہ ہونے سے شریعت کا ترک تقلید والا حکم قانون بدل جائے گا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی سے لیکر آج تک ترک تقلید والے شرعی اصول و قانون پر عمل جاری ہے زمانہ خیر القرون میں اور اس کے بعد بھی کچھ زمانہ تک بلا اختلاف اجماعی طور پر ترک تقلید والے مسلک پر امت کا عمل رہا پھر جیوں جیوں شرور و فتن کا زمانہ آتا گیا بتدریج آہستہ آہستہ تھوڑے تھوڑے لوگ طریق سلف کو چھوڑ کر تقلید پرستی کے شکار ہوتے گئے حتیٰ کہ ایسا زمانہ بھی آ گیا کہ طریق سلف سے منحرف تقلید پرستوں کی تعداد کو غلبہ حاصل ہو گیا مگر صرف تعداد اور بعض دنیوی امور میں تقلید پرست عناصر کو غلبہ رہا ورنہ اسی ہندوستان میں آٹھویں صدی میں شیخ فخر الدین زراوی نے تقلید پرستی کو علی الاعلان بدعت قرار دیا اور عدوی طاقت کے باوجود شیخ زراوی کا کوئی بھی مقلد کچھ نہ بگاڑ سکا بلکہ سارے مقلدین ان کے معتقد بنے

(۴۳۸)

نہیں ہوا مگر وہ صاف و صریح طور پر فرماتے ہیں کہ آدمی اگر ایک ہی مسئلہ میں دلیل شرعی پر واقف ہو تو اس کے لئے اس مسئلہ میں تقلید کرنی حرام و ناجائز ہے کیونکہ اس سے اس مسئلہ میں تقلید کرنے سے نظر شریعت میں مجرم بننا پڑے گا۔ (ماحصل از حجۃ اللہ والانصاف وعقد العہد الجید)

نیز شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کا جو مذہب ان کی غریبوں سے مستفاد ہوتا ہے وہ اس بات کی دلیل قاطع ہے کہ ولی اللہی خاندان تقلیدی مذاہب میں سے کسی بھی ایک مذہب کا ہرگز ہرگز مقلد نہیں تھا۔ بلکہ وہ اپنی دانست بھر متبع نصوص شرعیہ تھا، اور یہ معلوم ہے کہ تارک تقلید ہو کر اتباع شریعت کرنے لئے آدمی کا جہتد ہونا ضروری نہیں ہے، ایک عام آدمی بھی تارک تقلید ہو کر اجتماع شریعت کے بغیر متبع شریعت یعنی اہل حدیث ہو سکتا ہے اور بہت سارے لوگ ایسے ہیں بھی، یہ اتنی واضح بات ہے جس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہر شخص کتب خاندان ولی اللہی دیکھ کر باسانی اصل حقیقت تک پہنچ سکتا ہے اور اس حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کہ فرقہ دیوبندیہ اپنے کو مذہب ولی اللہی کا جیزد کہتے ہیں کذاب و افتراء پرداز واقع ہوا ہے کیونکہ وہ ستر فیصد سے زیادہ مسائل میں طریق ولی اللہی کا مخالف ہے اتنے بڑے جتانے پر مخالف ہونے کے باوجود بھی دعویٰ مذکورہ کرنے میں فرقہ دیوبندیہ کا اقدام عجوبہ ہے۔

فرقہ دیوبندیہ نے شاہ ولی اللہ کو حنفی کہا

دیوبندی مصنف نے کہا :-

”شاہ ولی اللہ نے فیوض الحرمین میں تحریر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے پہچان کرائی کہ مذہب حنفی میں ایک بہت ہی عمدہ طریقہ ہے جو اس سنت سے قریب تر ہے جو امام بخاری اور ان کے رفقاء کے زمانہ میں جمع اور منقح کی گئی۔ (غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۴ بحوالہ اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۲۴۷)

ہم کہتے ہیں اولاً فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ کے ان خوابوں کا مجموعہ ہے جو موصوف شاہ صاحب نے قیام حرمین شریفین کے زمانہ میں ۱۱۴۳ھ - ۱۱۴۴ھ میں دیکھے تھے، ان خوابوں میں منامی الہامات و کشف جو محسوس ہوئے، انہیں موصوف نے کتاب مذکور میں مدون کر دیا اور یہ معلوم ہے کہ نصوص کے بالمقابل خواب اور منامی الہامات اور کشف کا کوئی وزن از روئے

تحقیق نہیں ہے، قیام حریم شریفین کے بعد والے زمانہ میں شاہ صاحب کی لکھی جانے والی کتابوں کے مضامین بذات خود اس کے شاہد عادل ہیں کہ شاہ صاحب نے ان خوابوں اور منامی الہامات و کشف کا وہ ظاہری مفہوم نہیں سمجھا جو فرقہ دیوبندیہ سمجھتا اور دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ ان خوابوں کے بعد اپنی لکھی ہوئی کتابوں میں موصوف شاہ صاحب ” موجودہ فقہ دیوبندی اور اپنے زمانہ کی فقہ حنفی خصوصاً وہ فقہ حنفی جو فتاویٰ عالمگیری کی شکل میں مدون تھی کو بالکل ہی دور از کار و بے کار اور بے وزن و ناقابل التفات چیز سمجھتے تھے۔

ثانیاً دیوبندی مصنف نے شاہ صاحب کی پوری بات نقل نہیں کی پوری بات موصوف

کی نقل کردہ عبارت کے بعد یہ ہے کہ :-

”وَذَلِكَ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ أَقْوَالِ الثَّلَاثَةِ قَوْلَ أَقْرَبِهِمْ بِهَا فِي الْمَسْئَلَةِ ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ تَبَعُ اجْتِهَادَاتِ الْفُقَهَاءِ الْحَنَفِيِّينَ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ قُرْبًا شَيْئًا نَسَكَتَ عَنْهُ الثَّلَاثَةُ فِي الْأَصُولِ وَمَا تَعَرَّضُوا لِلنَّفْيِ وَدَلَّتِ الْأَحَادِيثُ عَلَيْهِ فَلَيْسَ بَدٌّ مِنْ إِبْتَاهِهِ وَالْكُلُّ مَذْهَبٌ حَنَفِيٌّ“ یعنی مذہب حنفی کا بہت ہی عمدہ والا طریقہ یہ ہے کہ تینوں حنفی اماموں ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد میں سے اس امام کا فتویٰ قبول کیا جائے جو سنت سے زیادہ قریب ہو اور اگر ان تینوں میں سے کسی کا فتویٰ سنت سے قریب تر نہیں تو ان حنفی فقہاء کے اختیار کردہ فتاویٰ کی تلاش اور چھان بین کی جائے جو علمائے حدیث تھے بسا اوقات اصول مسائل میں تینوں امام سکوت اختیار کئے ہوئے ہیں اور ان کی نفی سے تعرض نہیں کرتے ہیں مگر احادیث نبویہ میں ان کا اثبات ہے دریں صورت احادیث نبویہ کے اثبات کردہ مسائل کو ثابت ماننا لازم ہے اور یہ طریقہ کلاسب کا سب حنفی مذہب یہی ہے۔

(فیوض حریمین ص ۴۸)

اس میں شک نہیں کہ شاہ ولی اللہ کی اس توضیح و توجیہ سے دیوبندی مذہب والے تقلید حنفی مذہب کی جزکت جاتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر حنفی اماموں میں سے تینوں اماموں یعنی امام ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد میں سے کسی امام کا فتویٰ حدیث نبوی کے مطابق نہ ہو تو حدیث سے اشتغال رکھنے والے تمام حنفی علماء و ائمہ کے فتاویٰ کی چھان بین و تلاش کر کے اس حنفی امام کا بتلایا ہوا فتویٰ اختیار کیا جائے جو مطابق سنت و موافق حدیث ہو اور جتنے مسائل میں فرقہ دیوبندیہ کو مسلک الہی حدیث اور احادیث نبویہ سے اختلاف ہے ان سب میں کسی نہ کسی حنفی امام

(۴۴۰)

کا دیوبندی مذہب کے بالمقابل اہل حدیث مذہب اور حدیث نبوی کے موافق فتویٰ ضرور موجود ہے مثلاً مرزا مظہر جان جاناں شمس الدین حبیب اللہ متوفی ۱۱۹۰ھ کو دیوبندی کتاب مقدمہ انوار الباری ج ۲ ص ۲۰۰ میں حنفی امام و محدث عالی مراتب شیخ طریقت کما گیا ہے اور موصوف مرزا صاحب احناف کے تینوں اماموں بلکہ عام اماموں کے برخلاف نماز میں بحالت قیام حدیث نبوی کے مطابق سینے پر ہاتھ باندھتے اور اس کا فتویٰ دیتے تھے۔ (حقیقۃ الفقہ حصہ دوم ص ۲۳۷ ص ۱۹۳ بحوالہ مقدمہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۱ و ص ۳۵۱) بلکہ متعدد حنفی اماموں نے سینے پر ہاتھ باندھنے کے اثبات کے لئے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً امام محمد حیات سندھی متوفی ۱۱۶۳ھ نے ”فتح الغفور“ لکھا نیز دوسرے ائمہ احناف نے بھی ایسا ہی کیا اس طرح کی بہت ساری مثالیں ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ کا بتلایا ہوا نسخہ مذکورہ دیوبندی مذہب کی جزاکاٹنے والا ہے مرزا صاحب ینتجگنہ نمازوں اور جہازہ میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے اور پڑھنے کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔

دیوبندی مصنف نے کہا:-

”حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کا پورا خاندان حنفی مسلک تھا، ایک دلیل یہ ہے کہ موصوف نے آخری مرتبہ ۱۱۷۱ھ میں جو درس صحیح البخاری دیا اس میں مولوی چرخ علی کے لئے اپنی لکھی ہوئی سند میں اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھا اس سند پر ان کے صاحب زادے شاہ رفیع الدین نیز شاہ عالم کی مر تصدیق موجود ہے لہذا کسی کو کہنے کی مجال نہیں کہ بعد میں وہ غیر مقلد ہو گئے (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۴-۲۵)

ہم کہتے ہیں کہ ہماری پیش کردہ گذشتہ تحقیقات سے واضح ہو گیا کہ کسی مسلک و مکتب فکر کی طرف انتساب سے لازم نہیں آتا کہ منسوب ہونے والا شخص مسلک مذکور اور مذکورہ مکتب فکر کا مقلد ہے۔ اور شاہ ولی اللہ نے وضاحت کر دی ہے کہ مذہب حنفی میں ایک طریقہ انیقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اگر کسی بھی حنفی امام نے موافق حدیث عمل کیا ہے تو اس حنفی امام کی موافقت اختیار کی جائے ہم بتلا آئے ہیں کہ اس سے تقلید پرستی کی جزکٹتی ہے۔

مشہور سلفی شاعر و عالم شیخ مسلم نے اپنے دیوان گلشن ہدایت میں جس طرح کا حنفی المسلک بننے کی ہدایت و سفارش کی ہے اس طرح کا حنفی ہونا قطعی طور پر سلفی و اثری کا ہم معنی ہے۔

بد دعویٰ فرقہ دیوبندیہ ” اہل حدیث “ لقب پر غیر مقلدین کا غاصبانہ قبضہ ہے

ایک طرف فرقہ دیوبندیہ مدعی ہے کہ اہل حدیث کے مقدس نام پر غیر مقلدین نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۵) دوسری طرف یہ فرقہ مدعی ہے کہ ائمہ مجتہدین اور ان کے متبعین اصحاب حدیث اور اہل حدیث ہیں (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۳) جس کا مطلب یہ ہوا کہ فرقہ دیوبندیہ اپنے مجتہد قرار دیئے ہوئے تارکین عقیدہ کو اور ان کی اس راہ پر چلنے والوں کو اصحاب الحدیث اور اہل الحدیث مانتا ہے تیسری طرف یہ دیوبندی فرقہ کہتا ہے کہ لفظ اہل حدیث کے موجد مولانا سید نذیر حسین بہاری ہیں (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۵) یہ معلوم ہے کہ سید نذیر حسین بہاری دہلوی ۱۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۰ھ میں فوت ہوئے جس کا مطلب یہ ہوا کہ فرقہ دیوبندیہ مدعی ہے کہ اہل حدیث کی ایجاد ۱۳۲۰ھ سے پہلے اور ۱۲۲۰ھ کے بعد ہوئی حالانکہ فرقہ دیوبندیہ کا اس کے پہلے دلا دعوئی اس سے معارض ہے۔ تضاد بیانی کا عادی فرقہ دیوبندیہ معلوم نہیں اپنے ان دعویٰ میں کسے صحیح سمجھتا ہے؟ ہم بیان کر آئے ہیں کہ شیخ النکل سید نذیر حسین سے مقدم شاہ اسماعیل شہید وسید احمد شہید شیخ عبدالحی بڑھانوی مسلک اہل حدیث سے وابستہ تھے اور دوسروں کو بھی اسی مسلک اہل حدیث سے وابستہ رہنے کی دعوت دیتے تھے اور ان سے بھی پہلے شاہ ولی اللہ کا یہی حال تھا۔

فرقہ دیوبندیہ کی مزید کذب بیانی

دیوبندی مصنف نے کہا :-

” حضرت شاہ عمر، حضرت شاہ اسماعیل کے صاحب زلوے مجذوب تھے ایک بار جامع مسجد دہلی میں اکبر خاں غیر مقلدیت کا پانی وعظ کر کہہ رہا تھا جمعہ کے بعد حضرت مولانا عمر ان کے پاس وعظ سننے آئے لوگوں نے کہا کہ یہ غیر مقلد ہے فرمایا کہ کیا ہوا قرآن وحدیث ہی تو بیان کرتا ہے؟ شاہ عمر وعظ میں بیٹھ گئے جب تک وہ حدیث پڑھتا رہا خاموش رہے پھر اکبر خاں کی شامت آئی تو اس نے کہا اگر ابو حنیفہ ہوتے تو ہم انہیں اس حدیث کا مطلب سمجھا دیتے شاہ

عمر میں کہاں تاب تھی سر اٹھا کر فرمایا تو ابو حنیفہ کو مطلب سمجھاتا ہے جن کے مقلد جنید و شبلی تھے اٹھ کر ایک دھول رسید کیا کچھ بنگالی طلبہ مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اکبر خاں نے فرمایا نہیں یہ حضرت شاہ اسماعیل کے صاحب زادے ہیں (بحوالہ تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۷۹) دیوبندی مصنف نے اپنے اس بیان میں غیر مقلدیت یعنی مذہب اہل حدیث کا بانی اکبر خاں کو کہا ہے اور اس کے پہلے مذہب اہل حدیث کا موجد اسی دیوبندی مصنف نے سید نذیر حسین کو کہا اور اسی دیوبندی مصنف نے مذہب اہل حدیث کا بانی شیخ عبدالحق نیوتی بنارس کو کہا یعنی کہ موصوف فرقہ دیوبندیہ کے ترجمان صاحب اپنے خانہ ساز و خانہ زاد اکاذیب میں تضاد بیانیوں اور متعارض باتوں کا زیادہ انبار جمع کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اس کے باوجود بھی کچھ لوگ فرقہ دیوبندیہ کے ساتھ فرط عقیدت سے مغلوب ہونے کے سبب عقل و خرد کھو دینے والی عقیدت رکھتے اور فرقہ دیوبندیہ کی متعارض جھوٹی باتوں کو ج بکھتے ہیں۔

شاہ اسماعیل شہید ”مکے صاحب زادہ مذکور کو خود فرقہ دیوبندیہ کے ترجمان دیوبندی مصنف نے مجذوب کہا ہے یعنی کہ موصوف ہوش و حواس کھو چکنے کے سبب مرفوع القلم ہو گئے تھے۔ اور مرفوع القلم مجذوب دیوانہ آدمی جو کچھ بھی کر گذرے اور کہہ بیٹھے اسے دلیل و حجت بنانے والے فرقہ دیوبندیہ کے لوگ انتہائی درجہ کے بے راہ رو اور تلبیس کار ہیں اس کہانی کا وضعی اور مکذوب بہت ظاہر ہے (کما سیاقی) شاہ عمر کے والد شاہ اسماعیل دیوبندی اصطلاح والے غیر مقلد تھے پھر اپنے والد کے ہم مذہب واعظ اکبر خاں کی مجلس واعظ میں شاہ عمر کے آنے پر کسی شخص کا یہ کہنا بے معنی تھا کہ یہ تو غیر مقلد واعظ ہیں۔ ناظرین کرام کو ہم بتلا آئے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے استاد خاص حماد سنی مذہب چھوڑ کر مرہبی ہو گئے تو ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ کے استاد خاص اور مرہبی امام ابراہیم نخعی مرہبی نہیں تھے پھر اپنے استاد نخعی کے سنی مذہب کو چھوڑ کر مرہبی کیوں ہو گئے؟ حماد نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر میرے استاد نخعی آج زندہ ہوتے تو بھی میری بات مان کر میری طرح مرہبی ہو جاتے۔ امام ابو حنیفہ کے استاد خاص حماد کے اسی طریق پر عمل کرتے ہوئے سلفی واعظ اکبر علی خاں نے مجلس واعظ میں کہا تھا کہ اگر امام ابو حنیفہ زندہ ہوتے تو حدیث مذکور کا معنی میں انہیں سمجھا دیتا موصوف سلفی واعظ کی اس بات پر خفا ہونے کی ضرورت طریق حماد کے مطابق نہیں تھی مگر بفرص صحت شاہ عمر نے

مجدوبیت و دیوانگی کی حالت میں ایسا کر ڈالا کہ اپنے باپ کے ہم مذہب واعظ کی ناقابل اعتراض بات پر خفا ہو کر دھول رسید کر بیٹھے ان کی اسی مجدوبیت و دیوانگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے نیز شاہ اسماعیل سے خوبی رشتے کا لحاظ کرتے ہوئے موصوف شاہ عمر کے اس طرز عمل پر رد عمل ظاہر کرنے سے سلفی واعظ اکبر خاں نے اپنے معتقدین کو روک دیا۔

اس کہانی کے کذب ہونے پر ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ شاہ عمر کی طرف اس کذب کہانی میں منسوب کیا گیا ہے کہ جنید و شبلی مقلد ابی حنیفہ تھے حالانکہ جنید و شبلی ہر گز ہرگز مقلد ابی حنیفہ نہیں تھے جیسا کہ دونوں کے تراجم کتب رجال میں دیکھ کر ہر شخص معلوم کر سکتا ہے اگر یہ بات شاہ عمر کی زبان سے نکلے تو محض اس لئے کہ موصوف مجدوب ہو جانے کے باعث اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے اور زبان بے قابو ہو گئی تھی، بنا بریں غلط بات موصوف کے منہ سے نکل گئی۔

اگر فرقہ دیوبندیہ اپنی بیان کردہ اس کہانی کی تحریر میں اپنے کو سچا سمجھتا ہے تو وہ اس معتبر حوالہ و سند سے نقل کرے جو اہل علم کے یہاں واقعہ معتبر قرار دی جاسکتی ہے۔ وفات اسماعیل شہید کے وقت وہ مولانا رشید احمد دودھ پیتے ہوئے نہایت کم عمر بچے تھے جن کے تذکرہ یعنی ترجمہ میں بہت بعد میں پیدا ہونے والے مرتب تذکرۃ الرشید نے قصہ مذکورہ لکھا ہے شاہ عمر مجدوب تھے۔ پھر کس معتبر راوی سے کس معتبر آدمی نے یہ کہانی سنی اور اس کی سند میں کوئی علت قادمہ موجود نہیں؟ ہم اس کہانی کے داخلی و خارجی علل قادمہ کا ذکر کر چکے۔

عدم تقلید

مذکورہ بالا عنوان کے تحت دیوبندی مصنف نے جو کچھ کہا اس کا حاصل یہ ہے کہ :-
 ”ہندوستان میں اپنے کو اہل حدیث کہنے والا ایک غیر مقلد فرقہ تقلید کو شرک و گناہ و حرام کہتا ہے، اور چولا بدل بدل کر عوام کو گمراہ کرتا کبھی اپنے اوپر اہل حدیث کا لیبل و ٹائٹیل لگاتا ہے کبھی وہابی کا لبادہ اوڑھتا ہے کبھی محمدی المذہب کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اگر بخیر غار دیکھا جائے تو سب سے پہلا غیر مقلد شیطان ہے کہ فرشتوں نے حکم الہی کے مطابق حضرت آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے غیر مقلد ہونے کے سبب انکار کر دیا الخ (ماحصل از غیر

الطالین میں مذکور بہت سارے نصوص شرعیہ فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ کے عقائد و مذہبات و نظریات و فتاویٰ اور مسائل کے بالکل خلاف ہیں جنہیں یہ دونوں فرقے دلیل بنا کر یہ نہیں کہتے کہ شیخ جیلانی کے نقل کردہ یہ نصوص ہمارے تقلیدی مذہب پر ردِ بلیغ ہیں اور شیخ جیلانی کی نقول نیز ذاتی تصریحات سے ہمارے تقلیدی مذہب کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔ ان دونوں فرقوں نے اگرچہ یہ ضروری کام نہیں کیا مگر ہم غیبیہ الطالین کی بعض تصریحات و نقول نقل کر کے ان دونوں فرقوں کی نقاب کشائی کریں گے۔ جو بات ہم شیخ جیلانی کی ص ۱۱۶-۱۱۷ پر نقل کر آئے ہیں وہ تنہا بھی ان دونوں فرقوں کی بے راہ روی پر خوب روشنی ڈالتی ہے اور ہماری کتاب اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات میں فرقہ دیوبندیہ کی بخوبی نقاب کشائی کی گئی ہے۔

ہندوستان آنے والے امام مقاتل بن حیان نبطی متونی

قبل ۱۴۰ھ اہل حدیث تھے

اوپر جس مقاتل بن سلیمان کذاب کا ذکر آیا اس کے بالکل برعکس اس سے کہیں زیادہ مقدم امام مقاتل بن حیان نبطی متونی قبل ۱۴۰ھ بتصریح حافظ ابن حجر سرزمین ہندوستان میں فوت ہوئے (تقریب التہذیب) اور موصوف مقاتل بن حیان کی تبلیغ سے ہندوستان کے بہت سارے لوگ حلقہ جگوش اسلام ہوئے۔ (ان کے مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات ج ۲ ص ۱۶۳ تا ۱۶۴) ظاہر ہے کہ ان کے ہاتھ پر ایمان لانے والے نیز دوسرے ہندوستانی مسلمان یقیناً تقلید پرست نہیں تھے۔ کیونکہ اس وقت تقلید پرستی کا رواج ہی مسلمانوں میں نہیں ہوا تھا۔

شیخ جیلانی کے حسب تصریح اہل حدیث پر طعن کرنے

والے بدعت پرست ہیں

شیخ جیلانی کے اس بیان سے کہ ”فرقہ اہل سنت و جماعت کا ایک نام اہل حدیث ہے اور اس پر طعن و تشنیع کرنے والے بدعت پرست ہیں۔ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ پانچویں چھٹی صدی ہجری میں فرقہ اہل حدیث مسلمانوں کے ایک مذہبی فرقہ کی حیثیت سے تمام اہل بدعت

کے لئے پریشانی و مصیبت کا سامان بنا ہوا تھا۔ اور وہی فرقہ اہل حدیث بقول شیخ جیلانی فرقہ اہل سنت و جماعت ہے جس کو حدیث نبوی میں مذہب صحابہ کا پابند کہا گیا ہے۔ اور شیخ جیلانی سے بھی صدیوں پہلے امام احمد ضحیل و امام شافعی و امام مالک وغیرہم ائمہ کرام معنوی طور پر یہی بات کہہ چکے ہیں جیسا کہ تفصیل گزری (ملاحظہ ہو ہماری اسی کتاب کے صفحات ۱۱۲ تا ۱۱۹) اس سے فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ کے متحدہ محاذ والے اس مکذوبہ دعویٰ کی بھرپور تکذیب و تغلیظ ہوتی ہے کہ مذہب اہل حدیث و فرقہ اہل حدیث تیرہویں صدی ہجری کی پیداوار ہے۔ کیونکہ ہماری اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ فرقہ دیوبندیہ اور فرقہ بریلویہ کی تولید و تخلیق سے بہت زمانہ صدیوں پہلے مذہب اہل حدیث اور فرقہ اہل حدیث بدعت پرست فرقوں کے حریف کے طور پر موجود تھا۔ زیر نظر دیوبندی اور بریلوی کتابوں نیز ان کے علاوہ بھی دونوں فرقوں کی بہت ساری کتابوں میں مشترک طور پر یہ کذب بیانی اور مکذوبہ پروپیگنڈہ بازی پائی جاتی ہے کہ تیرہویں صدی ہجری سے پہلے مذہب اہل حدیث و فرقہ اہل حدیث کا وجود نہیں تھا۔ مگر ان دونوں مولود فرقوں کے اس مشترک مکذوبہ پروپیگنڈہ کی حقیقت ہماری گذشتہ تفصیل سے واضح ہے۔

اس بات پر صرف بعض دیوبندی و بریلوی اہل قلم کو چھوڑ کر عام اہل تقلید بھی اہل حدیث سے پورا اتفاق رکھتے ہیں، کہ زمانہ خیر القرون میں یعنی عہد نبوی و عہد صحابہ و عہد تابعین و عہد اتباع تابعین میں تقلید پرستی کی ولادت و تولید نہیں ہوئی تھی، اور صحابہ و تابعین نیز اتباع تابعین میں تقلید پرستی کی ولادت و تولید نہیں ہوئی تھی، اور صحابہ و تابعین نیز اتباع تابعین کثرت اختلاف کے باوجود ترک تقلید پرستی پر متفق تھے اگرچہ عہد صحابہ میں بھی متعدد بدعت پرست فرقے پیدا ہو چکے تھے مثلاً روافض و خدرج و قدریہ وغیرہ مگر یہ بدعت پرست فرقے بھی اپنی بدعت پرستی والی قباحت و شاعت کے باوجود تقلید پرست ہونے کے مدعی نہیں تھے، جس کا مطلب اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ ہندوستان میں مذہب اہل حدیث اور فرقہ اہل حدیث کے خلاف متحدہ محاذ والے ان دونوں فرقوں یعنی فرقہ بریلویہ اور فرقہ دیوبندیہ کی تولید و تخلیق قرون متاخرہ کی بات ہے۔

عبارت ابن خلدون سے دیوبندی استدلال کی تغلیظ
 مذکورہ دیوبندی کتاب اور اس کے علاوہ متعدد دیوبندی کتابوں میں آٹھویں صدی کے

رحمائی" میں واضح کر دی گئی ہے ، اس سلفی کتاب کے ذریعے فرقہ دیوبندیہ نے اپنی تلبیسات کا پردہ چاک ہوتا دیکھ کر ایک نیا دعویٰ یہ کر دیا کہ شاہ اسماعیل نے اپنی آخری عمر میں رفع یدین ترک کر دیا تھا ، (ملاحظہ ہو فرقہ دیوبندیہ کی نوزائیدہ کتاب غیر مقلدین کی حقیقت ص ۲۵ بحوالہ طائفہ منصورہ ص ۲۵ و اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۲۲۳)

امام شاہ اسماعیل شہید بدعت شکن اور تقلید شکن تھے

فرقہ دیوبندیہ شاہ اسماعیل کی وفات کے ڈیڑھ سو سال بعد کسی معتبر دلیل کے بغیر دعویٰ مذکورہ کر کے اپنے نفس کو جھوٹی تسلی حسب عادت دینے بیٹھ گیا ہے ، جبکہ شاہ اسماعیل رفع یدین کو واجب و فرض نہیں مانتے تھے بلکہ اسے کرنا افضل و مسنون اور کبھی ترک کرنا جائز مانتے تھے۔ اور محض اتنی سی بات سے شاہ اسماعیل کے اہل حدیث ہونے کی نفی ہرگز نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ فرقہ بریلویہ کے اس نوزائیدہ دعویٰ کو صحیح فرض کر لیا جائے ، کیونکہ شاہ اسماعیل نے اپنی کتاب تقویہ الایمان میں مستقل ایک باب ہی ”فصل السادس فی رد بدعة التقليد“ قائم کر کے تقلید پرستی کو صاف طور پر بدعت قرار دیا ہے اور یہی بات موصوف نے اپنی دوسری کتابوں مثلاً ایضاح الحق الصریح و اصول فقہ و تنویر العینین و منصب امامت وغیرہ میں معنوی طور کہہ رکھی ہے ، شاہ اسماعیل کی وفات کے اتنے زمانہ بعد بڑے آدمیوں کے طرف منسوب کرتے ہوئے مذکورہ دیوبندی دعویٰ کی تکذیب بہر حال معتبر ذرائع پوری وضاحت سے کر رہے ہیں ، اگر مذکورہ نوزائیدہ دیوبندی دعویٰ صحیح فرض کر لیا جائے کہ شاہ اسماعیل نے آخر میں ترک رفع یدین کر دیا تھا۔ بلکہ انہوں نے مذہب اہل حدیث ہی ترک کر دیا تھا ، تو اگرچہ یہ محض ایک مفروضہ ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں تو شاہ اسماعیل کے زمانہ میں اور ان کے زمانہ سے صدیوں پہلے ہندوستان اور غیر ہندوستان میں اہل حدیث اور مذہب اہل حدیث کا پایا جانا ناقابل تردید روشن اور واضح حقیقت ہے حتیٰ کہ تقلید پرستی کی تولید و تخلیق سے پہلے ہندوستان اور غیر ہندوستان میں تارکین تقلید پرستی ہی رہتے سستے تھے ، اور انہیں کی حکومت بھی تھی ، علم اور عمل کے انحطاط کے تناسب سے رفتہ رفتہ مسلمانوں میں تقلید پرستوں کی

کثرت ہو گئی اور انہیں کو حکومتوں پر بھی غلبہ حاصل ہو گیا، جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان پر اگرچہ ہزار سال تک مسلمانوں ہی کی حکومت رہی مگر رفتہ رفتہ اس پر غیر مسلم، انگریزوں نے پھر ہندوں نے سرکاری قبضہ جمایا اور مسلمان ہر اعتبار سے بے دست دپا ہوتے چلے گئے اور اندازہ ہو رہا ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو واپس لائے اور ان کے ایمان و عمل میں ایسی خوشگوار اچھی تبدیلی پیدا کرے کہ وہ موجودہ نامناسب ماحول کو بدل کر مناسب ماحول قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ آمین۔

اگر فرقہ دیوبندیہ اپنے کو اس دعویٰ میں سچا سمجھتا ہے کہ آخر میں امام عامہ شاہ اسماعیل شہید نے رفع یدین ترک کر دیا تھا، تو اس کی وہ معتبر سند بیان کرے جو اہل علم کے طریق پر معتبر مانی جاتی ہے ورنہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ لوگوں کی طرف باتیں منسوب کرنے میں یہ فرقہ بہت غلط واقع ہوا ہے امام ابو حنیفہ نے خود اس کا شکوہ کیا ہے کہ میری طرف میرے تلامذہ مکذوبہ باتیں منسوب کر دیتے ہیں حالانکہ میں ایسی باتیں نہیں کہتا ہوں (کما مر)

فرقہ دیوبندیہ نے بلاوجہ و سبب مسلک ولی اللہی پر چلنے والے سلفی و اثری اہل حدیث خصوصاً ان کے امام شیخ الکل کے خلاف ہر طرح کی جارحانہ زور آزمائی کی اور اس کے باوجود یہ دیوبندی فرقہ مدعی ہے کہ فرقہ دیوبندیہ پر اہل حدیثوں نے زیادتی کر رکھی ہے سفر حج کے موقع پر شیخ الکل کے خلاف اکاذیب پر مشتمل جھوٹے الزامات و اتہامات لگا کر اس فرقہ دیوبندیہ نے جو شور و شر کیا وہ اہل حدیث و سیاست اور دوسری کتب سلفیہ میں مسطور ہے اس کے باوجود بھی اس فرقہ کی تعلی و تکذیب حقائق قابل دید و شنید ہے، ہم صرف اسی اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

فرقہ دیوبندیہ کی کتاب میں ص ۲۷ سے ص ۷۷ تک جو بات منقول ہے اس کا اصولی جواب ہو چکا ہے اس میں سلفی کتاب نزل الابرار کے چند مسائل کا بغرض تنقید ذکر کیا گیا ہے ان میں سے اکثر کارڈ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے اور پورا رد سلفی کتاب اکاذیب لہاتیبہ والسییر الحثیثہ از علامہ سیف بٹاری میں آچکا ہے۔

ناظرین کرام ان کی طرف رجوع کریں۔

دیوبندی فرقہ کے متعلق اہل حدیث کے نظریات

دیوبندی مصنف نے کہا :-

”خاندان ولی اللہ کے سپوت علمائے دیوبند ہیں جو (یعنی دارالعلوم دیوبند) حنفی المسلک ادارہ ہے اور پورے ہندوپاک و بنگلہ دیش میں حنفی لوگوں کی اکثریت ہے، اس لئے غیر مقلدین علمائے دیوبند سے حسد و کینہ اور بغض رکھتے ہیں اور انہیں کافر و مشرک کہہ ڈالتے ہیں، جیسا کہ بریلوی حضرات علمائے دیوبند کو کافر کہتے ہیں۔ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۷۹)

ہم کہتے ہیں کہ دیوبندی المذہب لوگوں کو خصوصاً دیوبندی علماء کو خاندان ولی اللہ کا سپوت کہنا فرقہ دیوبندیہ کے بھاری اور سفید اکاذیب میں سے ہے، کیونکہ جس محمد اور خالی شخصی تقلید پرستی کو خاندان ولی اللہ اور ان کے ہم عقیدہ لوگ بدعت و شرک و نفاق و حرام و غلط روی کہتے رہے اور تقلید پرستی کے برعکس مسلک اہل حدیث کی طرف دعوت دیتے رہے۔ اسی تقلید پرستی کو دیوبندی المذہب عوام و خواص علماء اور غیر علماء نے اپنا دین و ایمان بنا رکھا ہے اور صرف یہی بات اس امر کی واضح دلیل ہے کہ فرقہ دیوبندیہ مسلک ولی اللہی سے بالکل مختلف کوئی دوسری چیز ہے، جس تقلید پرستی کو خانوادہ ولی اللہ نے بدعت و شرک و نفاق و غیر القرون کے اجماع سے انحراف و غلط روی قرار دیا ہے وہ تقلید پرستی جب دیوبندی فرقہ پر صادق آ رہی ہے اور اس کے باوجود دیوبندی فرقہ اپنے کو خانوادہ ولی اللہی کا سپوت کہہ رہا ہے تو ناظرین کرام اس کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ اپنے دعویٰ میں کس قدر سچا ہے؟ شرک و نفاق و بدعت کا اطلاق بہت ساری ایسی چیزوں پر احادیث نبویہ میں ہوا ہے جن چیزوں کے پائے جانے سے آدمی پر شرک و منافی و بدعتی ہونے کا فتویٰ ہم مختلف وجوہ سے مناسب نہیں سمجھتے۔ اگر کسی لال حدیث نے فی الواقع کسی تقلید پرست دیوبندی پر ایسا فتویٰ دیا ہے تو یہ اس کی اپنی ذاتی رائے ہے جو دیوبندی تحریروں کی بنیاد پر ہے عام اہل حدیث کا موقف ہے کہ جب تک کسی اہل قبلہ کے لئے بذریعہ تاویل گنجائش ہے تب تک جمہور اہل اسلام کی طرح اسے مسلمان ہی مانا جائے۔ ٹھوس دلائل کے بغیر محض فرقہ دیوبندیہ کے الزام سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی جن اہل حدیث علماء کی بعض باتیں یہاں دیوبندی مصنف نے فرقہ دیوبندیہ کی

(۲۵۳)

بابت نقل کی ہیں ان سے کہیں سخت باتیں خانوادہ ولی اللہی والے لوگ بہت پہلے فرقہ دیوبندیہ کے ظہور سے قبل دیوبندیوں جیسے افکار و خیالات رکھنے والوں کے سلسلے میں کہہ چکے ہیں۔ تحریک شہیدین سے فرقہ دیوبندیہ کے اجداد و آباء کا اور خود فرقہ دیوبندیہ کا الگ رہنا اور انگریزوں کا معاون اور وفادار رہنا پہلے ہی ہم ثابت کر چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں پھر فرقہ دیوبندیہ خانوادہ ولی اللہ کا سپوت کیونکر ہے؟

یہ بہت واضح بات ہے کہ فرقہ دیوبندیہ کے بالمقابل بریلویہ کی تعداد غیر منقسم ہندوستان میں زیادہ ہے پھر کیا بریلویہ سے محض حسد و کینہ و عداوت رکھنے کے سبب فرقہ دیوبندیہ فرقہ بریلویہ سے اختلاف رکھنا اور اس پر نقد کرتا ہے اہل حدیث تو دیوبندیہ کی طرف سے پہلے کرنے پر صرف مدافعتانہ طور پر اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہیں۔ آخر مسلک ولی اللہی کے خلاف تقلید پرستی پہلے کس فرقہ نے اختیار کی اور اس کی حمایت میں ہزاروں صفحات سیاہ کرتے ہوئے مسلک ولی اللہی رکھنے والوں پر بلاوجہ سب و دہشتم اور گالیوں کی بوچھاڑ کر دی؟ آخر اس کا جواب اہل حدیث کیوں نہ دیں؟

مونا تاتھ بھنجن کی علمی حیثیت

دیوبندی مصنف نے شاہ سرفی والے اس عنوان کے تحت جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ تیرہویں صدی ہجری کے آغاز سے پہلے تک قصبہ موکی کسی علمی حیثیت و حالت کا سراغ نہیں لگتا پورا قصبہ جہل و ضلال اور غیر اسلامی رسوم اور تعزیر پرستی میں ڈوبا ہوا ایک ظلمت کدہ تھا جسے تیرہویں صدی میں دیوبندی علماء نے بقعہ نور بنا دیا (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۱۸۳-۱۸۴)

ہم کہتے ہیں کہ قصبہ موایام قدیم میں جس ضلع اعظم گڑھ میں داخل و شامل تھا اس کے بہت سارے لوگوں کا اس تحریک شہیدین سے وابستہ ہونا ثابت ہے جس کی یہ ہدایت ہے کہ اہل حدیث اماموں کو اپنا پیشوا بناؤ اور صحیح حدیث کے بالمقابل کسی بھی جہتد کی تقلید مت کرو اور اہل حدیث اماموں کی تعظیم و توقیر کرو اور ان سے محبت و عقیدت رکھو اور "تقلید راز گردن خود باید انداخت" یعنی اپنی گردن سے قلاوہ تقلید اتار بھینکو۔ ناظرین کرام تحریک شہیدین کی یہ

صراحت ملاحظہ فرمائیں - زیر نظر دیوبندی کتاب کے مصنف اور دوسرے دیوبندی لوگ اپنے کو اسی تحریک شہیدین سے وابستہ بتلاتے ہیں مگر اس تحریک کے فرمان مذکور سے مکمل اعراض رکھتے ہوئے تقلید پرستی کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوئے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ تحریک شہیدین والے مذہب عدم تقلید کو اختیار کرنے کے سبب اہل حدیث سے عداوت و کدورت رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ فرقہ دیوبندیہ کی دوغلی اور دورنی پالیسی ہے کہ وہ ایک طرف تحریک شہیدین سے وابستہ رہنے کا مدعی ہے دوسری طرف شہیدین کے مسلک و مذہب کی بڑھکودنے میں مشغول ہے -

سلفی امام شیخ ابواسحاق لہراوی اعظمی کا ذکر

جس ضلع اعظم گڑھ میں قصبہ منوشال تھا اس کے ایک فرد فرید امام ابواسحاق لہراوی مولود ۱۱۳۱ھ و متوفی ۱۲۳۳ھ مشہور سلفی عالم امام محمد فاخر الہ آبادی متوفی ۱۱۶۲ھ کے شاگرد خاص ہیں اور موصوف شیخ ابواسحاق بھی اپنے شیخ فاخر کی طرح تارک تقلید اہل حدیث آدمی تھے یعنی کہ موصوف امام ابواسحاق مذہب شہیدین کے پیرو و پابند تھے (تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۸۲ تا ۳۸۴ و تذکرہ علمائے مبارکپور از قاضی اطہر ص ۹۳ تا ۹۶ و مقدمہ غایتہ المقصود شرح سنن ابی داؤد) اس سے صاف ظاہر ہے کہ قصبہ منوشال جس ضلع اعظم گڑھ کا جزو تھا اس میں سلفی مذہب اور ولی اللہی مسلک کی روشنی فرقہ دیوبندیہ کے وجود پذیر ہونے سے بہت پہلے پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے معاصرین میں بنگال کے شیخ ابراہیم بن ابی ابراہیم بھی اہل حدیث سلفی امام گذرے ہیں (زہنتہ الخواطر ج ۵ ص ۸۹۷) نیز ان کے ایک معاصر شیخ عبد العزیز ملتانی بھی اہل حدیث امام گذرے ہیں (زہنتہ الخواطر ج ۷ ص ۲۸۳)

مشاہیر علمائے احناف

مذکورہ بالا عنوان کے تحت دیوبندی مصنف نے چالیس سے زیادہ علماء کے نام لکھ کر ظاہر کیا کہ یہ سب حنفی دیوبندی تقلید پرست لوگ غیر مقلدوں اور ان کے مذہب عدم تقلید کے خلاف تقلید پرستی کو اپنا شیوہ و شعار بنائے ہوئے تھے، اور مذہب تقلید پرستی سے وابستہ رہ کر انہوں نے عالم اسلام کے افق پر منو کو ایک درخشندہ ستارہ بنا دیا جن کے علمی و عملی وزرین

(۳۵۵)

کارناموں سے مؤسلاف کرام کی راہ پر گامزن ہے۔ (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۸۳-۸۵)

ہم کہتے ہیں کہ تقلید شکن تحریک شہیدین سے ایک طرف اظہار عقیدت و واسع کرنے والے اپنی دوغلی پالیسی کے تحت علمی و عملی تضاد اختیار کرتے ہوئے تقلید پرستی کو اپنا دین و ایمان بنائے رکھنے کے باوجود کس منہ سے اپنے کو حامی و معتقد تحریک شہیدین کہتے ہیں؟ اور تقلید پرستی سے منع کرنے والے قرون اولیٰ کے جملہ اسلاف کے طور و طریق کا پیرو کہتے ہیں؟

جب تقلید پرست کو اسلاف نے جہل و ضلال کہا ہے تو اس جہل و ضلال کو اپنا دین و ایمان قرار دے لینے والوں کا یہ کہنا کہاں تک جا ہے کہ انہوں نے ظلمت کدہ مؤکو بوجھ نور بنا دیا اور اسے درخشندہ اور تابدہ ستار بنا دیا؟ کیا جہل و ضلال سے بھی درخشندگی و تابدہ گی آتی ہے؟

مولانا فیض اللہ مٹوی

اپنے اس بیان میں دیوبندی مصنف نے جن مولانا فیض اللہ مٹوی کا نام لیا ہے اور انہیں فرقہ دیوبندی کی طرح کا تقلید پرست دیوبندی مولوی کہا ہے وہ ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں فوت ہوئے مولانا فیض اللہ کی ولادت سے چار سال پہلے فوت ہونے والے امام ابو اسحاق لہروی ضلع اعظم گڑھ میں سلفیت کا علم بلند کئے ہوئے تھے اور پھر تاج مصنف تراجم علمائے حدیث مولانا فیض اللہ مٹوی وہ اہل حدیث عالم تھے جنہیں مؤ کے تقلید پرست حنفیوں نے محض اہل حدیث ہونے کے جرم میں مسجدوں سے نکال دیا اور طرح طرح سے ستایا (تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۱۷ - ۳۱۸) یہ کتنی عجیب بات ہے کہ تقلید پرستی کا حال خراب کرنے والے مولانا فیض اللہ مٹوی تک کو فرقہ دیوبندی نے دیوبندی لہذہب قرار دے لیا؟ اس میں چک نہیں کہ فرقہ دیوبندی اور ان کے دارالعلوم دیوبندی ولادت سے پہلے مولانا فیض اللہ مٹوی مذہب اہل حدیث کی اشاعت میں لگے ہوئے تھے اور ان سے بھی پہلے ضلع اعظم گڑھ کے امام اہل حدیث شیخ ابو اسحاق لہروی مذہب اہل حدیث کی تبلیغ و اشاعت کر رہے تھے اگر فرض کیجئے کہ اپنی عمر کے چھبیس سال مولانا فیض اللہ مٹوی فارغ

اتحیصل ہو کر اشاعت سلفیت میں لگ گئے تو لازم آتا ہے کہ موصوف ۱۳۵۵ھ - ۱۸۳۸ء میں اشاعت سلفیت شروع کر چکے تھے جس کے تیس سال بعد دار العلوم دیوبند کی ولادت ہوئی اور ظاہر ہے کہ دار العلوم دیوبند کی ولادت کے بعد ہی فرقہ دیوبندیہ کی ولادت ہوئی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دیوبندی مفتی نے کہا کہ مولانا فیض اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} ولایت کے انتہائی رجب پر پینچے ہوئے ولی اللہ واقع ہوئے تھے (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۸۵) اور ہم عرض کر آئے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ و فرقہ بریلویہ کے پیران پیر شیخ جیلانی کا فرمان ہے کہ کوئی حنفی مقلد ہرگز ہرگز ولی اللہ نہیں ہو سکتا اسی طرح شیخ علی خواص اور عبد الوہاب شعرانی نے بھی کہا پھر تو فرقہ دیوبندیہ کے ولی اللہ قرار دئے ہوئے مولانا فیض اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} موصوفی کا حنفی مقلد ہونا ناممکن ہے اور موصوف کا اہل حدیث ہونا ثابت ہے۔ مشہور حنفی المذہب مورخ مولانا عبدالحی بریلوی اپنی کتاب نزہتہ الخواطر میں لکھتے ہیں کہ :-

"وَقَفَّهُ اللَّهُ فِي صَغَرِ سِنِهِ بِالِإِسْتِغْفَالِ فِي الْعُلُومِ فَلَا زِمَ الشَّيْخَ سَخَّارَتَ عَلِيَّ الْعَمْرِي الْجَوْنَفُورِي قَرَأَ عَلَيْهِ الْكُتُبَ الدَّرْسِيَّةَ وَبَرَزَ فِي الْمَعْقُولِ وَالْمَنْقُولِ ثُمَّ أَخَذَ الطَّرِيقَةَ عَنِ السَّيِّدِ خَواجِهِ أَحْمَدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ النَّصِيرِ آبَادِي وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِيمَ شَيْوَجِهِ فِي إِتْبَاعِ السَّنَةِ السُّنْبِيَّةِ وَاقْتِصَاءِ آثَارِ السَّلَفِ يَدْرُسُ وَيُفِيدُ" یعنی مولانا فیض اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} موصوفی نے بچپن ہی میں علمی اشغال کی توفیق سے بہرہ ور کیا چنانچہ موصوف فیض اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} مولانا شیخ سخات علی عمری جو پوری کی خدمت میں التزام کے ساتھ رہ کر کتب درسیہ پڑھ کر علوم معقول و منقول میں شہرت پزیر ہوئے اور موصوف نے خواجہ سید احمد بن محمد یسین نصیر آبادی سے طریقت حاصل کی اور موصوف سنت سننہ اور آثار سلف کے اتباع میں اپنے شیوخ و اساتذہ کے نقش قدم پر تھے (نزہتہ الخواطر ج ۳ ص ۳۶۹) اس سے معلوم ہوا کہ موصوف مولانا فیض اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} موصوفی کے اساتذہ و شیوخ خصوصاً شیخ سخات علی جون پوری و شیخ احمد بن محمد یسین نصیر آبادی بھی اہل حدیث و سلفی المذہب تھے اور یہ کہ موصوف مولانا فیض اللہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} عمری ہی میں پڑھ لکھ کر فارغ ہو چکے تھے۔ شیخ سخات علی جون پوری متوفی ۱۲۰۳ھ مشہور و معروف سلفی المذہب اہل حدیث عالم اور شاہ اسماعیل و سید احمد شہید بریلوی کے شاگرد و فیض یافتہ اور ہم مذہب ہیں (تراجم علماء حدیث ج ۱ ص ۳۷۰ ۳۷۸) شیخ احمد بن محمد یسین نصیر آبادی بذات خود

انہیں شیخ سخاوت علی کے فیض یافتہ تھے اور ہمتی صاحب زہدہ الخواطر اتباع حق و اقتدائے بالذلیل و رد شرک و بدعت پر گامزن تھے (زہدہ الخواطر ص ۸-۳۸-۳۹) اور یہ معلوم ہے کہ اقتدائے بالذلیل تقلید پرستی کے خلاف علم تقلید و لا راہتہ ہے نیز یہ کہ تقلید پرستی ہمتی شیخ زراوی بدعت ہے اس تفصیل سے بہر حال فرقہ و پرستی کے اس مزعومہ و مکذوبہ دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے۔ کہ مذہب غیر مقلدین ہندوستان میں ہر ہویں صدی کے بعد پیدا ہوا۔ واضح رہے کہ مولانا فیض اللہ کے مشہور بیٹے مولانا ابو الکرام محمد علی بھی اپنے باپ کی طرح اہل حدیث تھے۔

مولانا ابو الکرام محمد علی کا ذکر خیر

دیوبندی مصنف نے کہا:-

"مولانا فیض اللہ ولایت کے انتہائی درجہ کو پہنچے ہوئے تھے ان کے لڑکے ابو الکرام محمد علی درس گاہ سید نذیر حسین سے فیض یاب ہو کر غیر مقلدین کر مٹولونے تو ان کے باپ مولانا فیض اللہ ناراض ہو کر وانا پور پٹنہ چلے گئے اور کہہ گئے کہ تم میری مٹی نہیں پاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس وقت ایک فقیر صدکار ہاتھا کہ ایک ولی دنیا سے جانے والا ہے الخ" (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۸۵)۔

ہم کہتے ہیں کہ تقلید پرست دیوبندی مصنف کا مولانا فیض اللہ کو حنفی المذہب تقلید پرست کہنا ہی بذات خود بہت بڑا افتراء ہے اور اس پر تفریح کر کے جو دوسری باتیں موصوف نے مولانا فیض اللہ کے لڑکے ابو الکرام محمد علی کی بابت کہیں وہ اور بھی زیادہ مکذوب ہیں اگر مولانا فیض اللہ غیر مقلدین جانے کے سبب اپنے لڑکے ابو الکرام پر خفا ہو گئے تھے تو انہوں نے اپنے اس صاحب زادے کو تحصیل علم کے لئے درس گاہ سید نذیر حسین میں بھیجا ہی کیوں تھا جو اپنے فیض تعلیم سے اپنے غیر اہل حدیث شاگردوں کو چند دنوں میں اہل حدیث بنا لیا کرتے تھے؟ مولانا فیض اللہ کے معاصر امام عبد اللہ الہ آبادی جہاڑ اعظم گڑھ ضلع میں رہے جو اہل حدیث تھے (تراجم علمائے حدیث ج ۱ ص ۳۴۰ و ۳۴۱)۔

مولانا قائم علی مٹوی

درس گاہ ولی اللہی کے وارث علی شیخ النکل مولانا حسین دہلوی بہاری کی

درس گاہ سے ہزاروں افاضل روزگار فارغ تحصیل ہوئے ان میں سے مولانا محمد بہنجن کے ہائیں خوش نصیب افراد اور فضلاء بھی ہیں سو کے ہائیں حضرات میں سے ایک مشہور عالم مولانا قائم علی بن رعب قاضی لودھی (۱۳۱۰ھ) ہیں۔ موصوف مولانا قائم علی کا سنی المذہب اہل حدیث ہونا حقیق ہے مولانا قائم کا اہل حدیث ہونا ان کی خود لکھی ہوئی متعدد کتابوں مثلاً سوالات العشر فی السنن و اقوال الصالحین فی کیفیتہ اجتہاد المقلدین والقول الثابت وغیرہ سے بت واضح ہے۔ ان کتابوں میں مولانا قائم نے تقلید پرستی خصوصاً حنفیت کی تردید و سلفیت کی تائید پر مشور و صراحت سے کر رکھی ہے اور القول الثابت پر موصوف مولانا قائم کے بھائی مولانا عبدالمطلب کا تحشیہ بھی رد تقلید پرست خوب ہے۔ دونوں بھائیوں کی ان تحریروں کے ہوتے ہوئے کوئی مسسوخ الفطرۃ آدمی ہی دونوں کے اہل حدیث ہونے کا انکار اور مقلد ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ ہر شخص دونوں بھائیوں کی تحریروں سے یہ بھی جان جائے گا کہ مولانا فیض اللہ موی انہیں کی طرح اہل حدیث تھے۔ اس دیوبندی دعویٰ کی تکذیب کے لئے ہم اسی بات کو کافی سمجھتے ہیں۔ مگر سخ حقائق کے ماہر دیوبندی مصنف نے انہیں بھی دیوبندی المذہب مقلد قرار دے ڈالا (غیر مقلد کی حقیقت ۸۵-۸۶) ہم نے اپنی کتاب اللمحات میں بتلایا ہے کہ عربی المذہب اہل الراۃ حنیفہ کے لوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ وہ اہل حدیث سنی اماموں کو اپنے عربی و اہل الراۃ فریقے کے افراد میں شمار کر لیا کرتے ہیں اپنی اسی عادت کی بنا پر دیوبندی مصنف نے شاہ اسماعیل شہید اور ان کے سنی رفقاء حتیٰ کہ ان کے مورث شاہ ولی اللہ کو حنفی المذہب مقلد قرار دے لیا اور درس گاہ ولی اللہی کے متخروج مولانا قائم کو بھی حنفی المذہب شمار کر لیا۔ اگر مولانا قائم علی کا لولاد آج کل اہل حدیث نہیں ہے تو حضرت ابراہیم کی لولاد بعث محمدی کے وقت مشرک و کافر تھی اور اپنے توحید پرست بھائی کو یعنی ابراہیم علیہ السلام کو بھی اپنے جیسا مشرک کہتی تھی تو کیا نعوذ باللہ حضرت ابراہیم مشرک تھے؟ دیوبندی مصنف نے اپنے تقلیدی فریقے کے محدث جلیل ابوالمآثر مولانا حبیب الرحمن کی بابت کہا کہ: موصوف نے تمام سونکا نام پوری دنیا میں روشن کیا جو عالم اسلام کے افق پر آفتاب و ماہتاب کے مانند اعلیٰ آخرتاً قال۔ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۸۶) ہم کہتے ہیں کہ فرقہ دیوبندی کے یہ محدث جلیل جو اپنے حلقہ ارادت میں محدث کبیر

وہ شہیر بھی کہے جاتے ہیں اسی مذہب اہل الرائی کے غالی مقلد تھے جس مذہب اہل الرائی سے
 واسطی رکھنے والوں کو عام صحابہ سے اعداء السنن کا خطاب پائے ہوئے ہوں انہیں ان اوصاف
 سے متصف بتلانا جن سے دیوبندی مصنف نے بتلایا ہے ایک عجوبہ ہے۔

دیوبندی مصنف نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ فرقہ دیوبندیہ کے محدث جلیل مولانا حبیب
 الرحمن نے حنفی المذہب کی طرف سے کامیاب دفاع کیا اور غیر مقلدیت کا رد کیا (غیر مقلدین کی
 حقیقت ۸۷) اس کی حقیقت دیوبندی محدث جلیل کی بھگدڑ و تردید میں لکھی جانے والی کتابوں
 خصوصاً رکعات تراویح کے جواب میں لکھی گئی سلفی کتابوں سے ظاہر ہے۔

ناظرین کرام دونوں طرف کی کتابوں کا موازنہ کر کے صحیح نتیجہ پر بہ آسانی پہنچ سکتے ہیں
 ۔ جس مذہب کو خود امام ابو حنیفہؒ نے مجموعہ اغلاط درائے و قیاس کہا ہے اس کی طرف سے دفاع
 فرقہ دیوبندیہ کے سیکڑوں محدث جلیل تا قیامت کرتے کرتے مر میں اسے مجموعہ اغلاط اور
 مجموعہ رائے و قیاس والے دلدل سے نجات نہیں دلا سکتے۔ فرقہ دیوبندیہ جس فقہ اہل الرائی کو
 چالیس قہوں کی مرتب کردہ کہتا ہے اسے ضبط تحریر میں لانے والوں کو امام ابو حنیفہؒ نے کذاب کہا
 ہے جیسا کہ ہماری کتاب اللمحات میں تفصیل ہے امام ابو حنیفہؒ نے جس فقہی مذہب کو مجموعہ
 اکاذیب کہا ہے فرقہ دیوبندیہ کے ہزاروں لاکھوں محدث جلیل اس وصف سے باہر نکال سکتے۔
فرقہ دیوبندیہ کے محدث شہیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی
 دیوبندی مصنف نے کہا:-

" مولانا اعظمی و نعمانی نے غیر مقلدین کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا جو ایک گنڈا
 ہوت اور دس روپیہ میں مسلک تبدیل کر رہے تھے۔ مولانا اعظمی کے بمبئی پہنچنے پر ایک
 واقعہ ہوا کہ آپ سے ایک غیر مقلد صاحب ملنے آئے اور رکعات تراویح پر بحث شروع کر دی مولانا
 اعظمی نے ان سے چند سوالات کئے وہی سوالات ان کا جواب بن گئے اور حضرت مولانا کو جلال آگیا
 کہ جاہل غیر مقلدین آئمہ ہدی اور خلفائے راشدین کو برا بھلا کہتے ہیں کوئی حد

ہے اس جہل و نادانی کی پھر موصوف نے قلم اٹھایا تو رکعات تراویح مرتب ہو چکی تھی ” (مخلص از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۸۸)

ہم کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے مجموعہ اناط بلکہ مجموعہ اکاذیب قرار دینے ہوئے تقلیدی مذہب کی ترویج و حمایت کی خاطر کروڑوں روپے اور بہت ساری صلاحیتوں کو داؤں پر لگانے والے تقلید پرستوں کے بالمقابل مسلک حق یعنی سلفی مذہب کی تبلیغ و ترویج کی خاطر دیوبندی مصنف کی ذکر کردہ بات یعنی ایک گنداسوت اور دس روپیہ میں تبدیل مسلک والا کام کیا تو کیا بیجا کیا جبکہ تالیف قلوب کے لئے مصارف زکوٰۃ میں سے ایک مصرف ہی خاص کر دیا گیا ہے؟

دیوبندی مصنف ذرا یہ آیت کریمہ غور سے پڑھیں :-

”الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ“ (پ ۵ سورۃ النساء : ۷۶) یعنی ایمان والے اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور کفار سرکش شیطان کی خاطر لڑتے جھگڑتے ہیں۔

اس آیت اور اس کی ہم معنی آیات و احادیث پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور فرقہ دیوبندیہ کے محدث جلیل کی رکعات تراویح کے رد میں لکھی گئی سلفی کتاب اقتاد صحیح و انوار مصابیح از علامہ نذیر احمد املوی ” وغیرہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اس دیوبندی کتاب میں آگے بڑھتے ہوئے کہا گیا ہے کہ :-

”مواہم اللہ ضلع کوئٹہ (یو، پی) میں فاتحہ خلف الامام (نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے) کے موضوع پر اہل حدیث و اہل تقلید کے درمیان مناظرہ ہوا جس میں اہل تقلید کی طرف سے دیوبندی محدث کبیر اپنے رفقاء کے ساتھ شریک ہوئے مگر اہل حدیث مناظرہ مولانا امرتسری اہل تقلید کی علمی و تحقیقی حیثیت دیکھ کر بلا مناظرہ کئے بھاگ گئے۔ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۸۸-۸۹ کا حاصل)

ہم کہتے ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ اگر فی الواقع اپنے کو مذکورہ بیان میں سچا سمجھتا ہے تو اس کا کوئی معتبر دستند ثبوت پیش کرے مذکورہ مناظرہ اور اس کی مذکورہ روداد محض افسانوی اور مکذوبہ چیز ہے اور ہندوستان کے اندر فرقہ دیوبندیہ کی تولید سے سیکڑوں سال پہلے پیدا ہونے والے حنفی المذہب اولیاء اللہ اس مسئلہ میں حنفی موقف کو غلط سمجھ کر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ

خود پڑھتے اور دوسروں کو اس کا فتویٰ دیتے تھے۔ مثلاً نظام الدین اولیاء و شیخ فخر الدین زراوی و مرزا مظہر جان جاناں وغیرہ۔

جس مسلک ولی اللہی پر کاربند رہنے کا فرقہ دیوبندیہ مدعی ہے اس کے ایک ترجمان و رکن رکین شاہ عبدالعزیز فرقہ دیوبندیہ کی ولادت سے بہت زمانہ پہلے فرما چکے ہیں کہ :-

”خواندن سورہ فاتحہ باقتدائے امام مقتدی را نزد ابو حنیفہ ممنوع و نزد امام شافعی بدون خواندن سورہ فاتحہ عدم جواز صلوة و نزد فقیر ہم قول شافعی راجح است و اولیٰ چرا کہ ملاحظہ حدیث صحیحہ لا صلوة الا الخ“ یعنی امام کے پیچھے مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا اگرچہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ممنوع ہے۔ مگر امام شافعی کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اور میرے نزدیک بھی حدیث نبوی کے مطابق امام شافعی ہی کا مذہب صحیح ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوگی (تراجم علماء حدیث ج ۱ ص ۵۵-۵۶ بحوالہ مجموعہ فتاویٰ خاندان ولی اللہی مرتبہ مرزا کریم بیگ اخبدا اللہ حدیث امرتسر ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء ص ۴)

شاہ عبدالعزیز کے والد اور دادا اور پردادا سبھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔ مگر مسلک ولی اللہی سے منحرف فرقہ دیوبندیہ اس انحراف کے باوجود اپنے کو مسلک ولی اللہی کا پیرو کہتا ہے۔ اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ کی کتابیں خصوصاً حجۃ اللہ الباقی اور انفاس العارفين دیکھ کر ہر شخص فرقہ دیوبندیہ کی صدق مقالی کا حال معلوم کر سکتا ہے۔ ہم لکھ آئے ہیں کہ شاہ ولی اللہ کے والد محترم شیخ عبدالرحیم بن وجیہ الدین پنجگانہ نمازوں اور نماز جنازہ میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور اس موضوع پر مناظرہ بھی کرتے تھے۔

اس دیوبندی کتاب میں کہا گیا :-

”مولانا نعمانی نے بھی اپنی زندگی میں شیعہ، سنی، مقلد، غیر مقلد، اور دیوبندی بریلوی ہر طرح کے مناظرے کئے۔ اور کہیں ناکام نہ ہوئے“ (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۸۹)

ہم دیکھتے ہیں کہ اس دیوبندی بلند بانگ دعویٰ کے باوجود طلاق ثلاثہ و رکعات تراویح اور متعدد مسائل میں مولانا نعمانی و دیوبندی محدث شامیر تقلید شکن سلفی کتابوں سے حواس باختہ ہو کر لاجواب و ساکت ہو گئے حتیٰ کہ اس دنیا سے چلے گئے۔

اس دیوبندی تہمت میں کہا گیا کہ :-

”مولانا نعمانی اپنی جوانی میں مسلک اہل حدیث کے علماء سے مناظرے میں بہت مشہور ہو گئے۔ ان کے خسر مولانا ابو القاسم محمد علی چاہتے تھے کہ نعمانی صاحب یہ سلسلہ بند کر کے اہل حدیث ہو جائیں مگر ایسا ہونا محال تھا، بلکہ وہ احناف مٹو کے وکیل بن گئے۔ مولانا نعمانی نے مولانا اعظمی سے مل کر بڑی اہم خدمتیں انجام دیں، جو لوگ مسلک اہل حدیث قبول کیا چاہتے تھے وہ رک گئے اور اپنے مسلک میں مضبوط ہو گئے (ماحصل ازغیر مقلدین کی حقیقت ص ۸۹ بحوالہ تذکرہ مولانا نعمانی)

ہم کہتے ہیں کہ اہل حدیث سے مناظرہ کرنے میں مشہور ہونا دوسری بات ہے اور اس شہرت کا شرعی نقطہ نظر سے ممدوح و محمود ہونا دوسری بات ہے حنفیہ کی معتبر کتابوں میں منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ ابتدائے امر میں مختلف فرقوں کے ساتھ مناظرہ میں بہت مشہور ہو گئے تھے پھر خود ہی موصوف کو احساس ہوا کہ ان کا اختیار کردہ یہ موقف باطل پرستوں کا موقف ہے چنانچہ تابہ ہو کر وہ مسلک سلف کی طرف رجوع ہو گئے۔ (مالاحظہ ہو تفصیل کے لئے للمحات ج ۲ ص ۲۲۸)

حق و صواب سمجھ کر جس موقف ولی اللہی سے وابستگی کا دعویٰ دیوبندی محدث شہیر دمنوی مولانا نعمانی اور ان کے رفقاء کو ہے اس مسلک ولی اللہی سے منحرف ہو کر اگر یہ لوگ موقف ولی اللہ سے منحرف نہ ہونے والوں کے ساتھ مناظرہ بازی کو مشغلہ زندگی بنالیں تو انہیں اس طرح کے مشغلہ سے رجوع کر کے مسلک حق و صواب قبول کرنے کی ترغیب اگر مولانا نعمانی کے خسر و محترم مولانا ابو القاسم محمد علی نے دی۔ جسے مولانا نعمانی نے اگر قبول نہ کیا تو انہوں نے اپنی غلط روی کا ثبوت دیا اور مسلک اہل حدیث قبول کرنے کے طرف مائل لوگوں کو اگر موصوف مولانا نعمانی نے اپنے تقلیدی ہتکنڈوں کے ذریعہ روک دیا تو اور بھی برا کیا۔ جس مسلک پر کاربند رہنے کی ہدایت تحریک شہیدین کے امام و امیر نے دی نیز جس تحریک شہیدین سے وابستگی کا دعویٰ مولانا نعمانی و دیوبندی محدث شہیر کو رہا۔ مگر عملی طور پر اس کے خلاف محاذ آرائی کا وطیرہ انہوں نے اختیار کیا تو اس دو غلی پالیسی کو چھوڑ کر حق و صواب کی طرف رجوع کرنے کی دعوت اگر انہیں مولانا ابو القاسم محمد علی نے دی تو ظاہر ہے کہ بہت اچھا کیا مگر اس دعوت کو ٹھکر کر مولانا نعمانی نے بیجا کام کیا۔

اپنی مذکورہ بالا ہنوت کے ساتھ مصنف دیوبندی نے کہا :-
 ” ایک پرچہ اہل حدیث امرتسر سے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی ادارت میں نکلتا تھا۔
 جس میں مسلک حنفی پر اعتراضات ہوتے تھے۔ مولانا نعمانی اس کا جواب پرچہ العدل میں دیتے
 تھے۔ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹۰)

ناظرین کرام سے گزارش ہے کہ اس دیوبندی تلبیس پر آگاہ ہونے کے لئے وہ اس
 زمانہ کے اخبار اہل حدیث اور العدل کی فائلیں حاصل کر کے مطالعہ کریں اور مولانا نعمانی کی
 درگت کا تماشہ دیکھیں۔

کیا یہ دیوبندی دعویٰ صحیح ہے کہ مسو پر ہجوم کرنے والے
 دیوبندی علماء خاندان ولی اللہ کے نو نمال ہیں ؟

اس کے بعد دیوبندی مصنف نے کہا :-

خاندان ولی اللہی کے نو نمالان چمن علماء دیوبند و علماء سارنپور وقتاً فوقتاً مسو تشریف
 لاتے رہے اور مسو کے لوگوں کو اسلاف کے نقش قدم پر گامزن کرتے رہے۔ متبع سنت و پابند
 شریعت بناتے رہے جن کی طویل فہرست میں چند اہم شخصیات کے نام یہ ہیں، (یہاں میں سے
 زیادہ دیوبندی المذہب علماء کے ناموں کی فہرست ہے) اور آج بھی مسو کی دینی و اسلامی حالت
 سدھارنے کے لئے فاضل نوجوانان علماء احناف بڑی تندہی سے سرگرم عمل ہیں۔ (ما حاصل از
 غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹۰-۹۵)

م کہتے ہیں کہ ہم متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ تحریک شہیدین کے امام و امیر اور رکن
 رکین سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید کی وفات کے اچھا خاصہ زمانہ گزرنے پر دیوبندی فرقہ
 و مذہب اور دیوبندی گروپ کا ظہور ہوا، جو تحریک شہیدین کے بنیادی اصولوں کے بالکل خلاف
 تقلید پرستی پر قائم ہے دریں صورت دیوبندی علماء کو خاندان ولی اللہی کے نو نمالان چمن کہنا
 برعکس نام نمند زنگی راکافور کی مثل کا مصداق ہے۔ اس تحریک کے امام و راکین کا حکم تھا کہ اہل
 حدیث کو اپنا پیشوا مانو ان سے عقیدت و محبت رکھو۔ ان کے مذہب الہمدیث کو اپنا مذہب قرار دو
 مگر ائمہ تحریک شہیدین کے بالکل خلاف فہرست مذکور میں گنائے ہوئے علمائے دیوبند اور

ان کے علاوہ جملہ دیوبندی لوگ اہل حدیث کو اپنا پیشوا اور مرکز عقیدت و محبت بنانے کے بجائے انہیں نشانہ مذمت و ملامت بنائے ہوئے ہیں نیز دیوبندی لوگ ان سے شدید تحقیر اور توحش و عدالت و کدورت اور محاصرت رکھتے ہیں اور تقلید پرستی کو اپنا دین و ایمان بنائے ہوئے ہیں۔

مؤ میں غیر مقلد فرقہ کا آغاز (حافظ عبد اللہ غازی پوری)

اپنی مذکورہ بالا باتوں کے بعد دیوبندی مصنف نے کہا :-

”مؤ میں سب سے پہلے غیر مقلد حافظ عبد اللہ مؤ غازی پوری متوفی ۱۲۳۳ھ ہوئے جو بارہ سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے پھر فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں مؤ کے پیش امام مولانا حکیم منیر الدین کے پر دادا مولانا محمد قاسم سے پڑھیں۔ اسی دوران ۱۸۵۷ء کا فخر ہو گیا۔ جس کی پیٹ میں مؤ بھی آیا۔ بنا بریں حافظ عبد اللہ کے والد مع اہل خانہ غازی پور جا کر اقامت گزریں ہوئے وہیں غازی پور کے مدرسہ چشمہ رحمت میں داخل ہو کر حافظ صاحب مولانا محمد فاروق چمپا کوٹی وغیرہ سے پڑھنے لگے۔ یہ پہلے کے حنفی تھے بعد میں بترتج محدث اعظمی اہل حدیث ہو گئے۔ (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹۱ بحوالہ دست کار اہل شرف ص ۶۴)

ہم کہتے ہیں کہ حافظ صاحب ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے تھے، اور اپنے والد کے ساتھ غازی پور منتقل ہونے کے عرصہ بعد تک حنفی مذہب سے وابستہ رہے، پھر غازی پور میں قائم مدرسہ چشمہ رحمت کی مدرسے کے زمانہ میں اپنے بعض اہل حدیث تلامذہ سے متاثر ہو کر سلفی المذہب اہل حدیث ہوئے۔ یہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۵ء کا واقعہ ہو گا پھر خواب میں اشارہ نبوی پاکر درس گاہ شیخ النکل دہلی میں داخل ہو کر موصوف حافظ صاحب نے تکمیل حدیث کی حافظ صاحب کے سلفی المذہب ہونے سے بہت پہلے مؤ میں مولانا فیض اللہ مولود ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۳ء و متوفی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء اور ان کے ہم مذہب رفقاء و تلامذہ مسلک اہل حدیث کا پرچم بلند کئے ہوئے تھے، اس لئے موصوف دیوبندی مصنف کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ مؤ میں غیر مقلد فرقہ کا آغاز حافظ عبد اللہ غازی پوری سے ہوا کیونکہ حافظ عبد اللہ غازی پوری سے تیس سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ یعنی موصوف مولانا فیض اللہ بالا کوٹ میں تحریک شہیدین کے سربراہ امام سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی شہادت کے وقت

لشکر محمود غزنوی کے سالاروں میں سے تھے۔ اور بعض کے مطابق سلطان شہاب الدین غوری کے سالاروں میں سے تھے (نزہۃ الخواطر ترجمہ سید سالار مسعود غازی ج ۱ ص ۸۶ ۸۸۴) اور بعض اقوال کے مطابق موصوف سید سالار مسعود غازی عمد شاہ جمائی از ۱۰۳۳ھ مطابق ۱۶۲۳ء تا ۱۰۶۱ھ مطابق ۱۶۵۶ء کے فرد تھے (خطبہ استقبالیہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس منعقدہ سنو ۱۱ / ۱۲ / ۱۳ / فروری ۱۹۲۳ء مطابق ۹ / ۱۰ / ۱۱ / دہان ۱۳۳۵ھ واخبار اہل حدیث شمارہ ۷ ج ۲۸ ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۲۳ء بمہ محرم / شعبان) اگر سید سالار مسعود غازی سلطان محمود غزنوی کے فی الواقع بھانجے اور لشکر غزنوی کے سالاروں میں سے تھے، تو محمود غزنوی کا غیر حنفی المذہب ہونا معلوم ہو چکا ہے، اور اگر سلطان محمد غوری کے سالاروں میں سے تھے تو سلطان محمد غوری کا بھی غیر حنفی المذہب ہونا معلوم ہو چکا ہے دریں صورت سالار موصوف اور سؤکی طرف ان کے پیچھے ہوئے شاہ ملک طاہر اور ان کے بھائی قاسم کو کسی ٹھوس دلیل کے بغیر حنفی المذہب کہنا کسی طرح بھی درست نہیں اور اگر یہ حضرات عمد شاہ جمالی کے لوگ تھے تو اگرچہ ظاہری اعتبار سے ان کا حنفی المذہب ہونا لازم آتا ہے، مگر حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے یا پھر باخبر لوگوں کو جس پر بہر حال ہم واقف نہ ہو سکے۔

افسوس کہ دیوبندی مصنف مولانا فیض اللہ جیسے علم بردار سلفیت کو اپنی طرح کا تقلید پرست دیوبندی المذہب آدی بتلاتے ہیں اور ان کے صاحب زادے مولانا ابو الکلام اور دوسرے سلفی المذہب علماء کے ذریعہ سؤ میں جو مذہب اہل حدیث کو فروغ ہوا اسے "ظہور فتنہ غیر مقلدیت" سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سؤ میں اہل حدیث تیرہویں صدی کی پیداوار ہیں مگر موصوف دیوبندی مصنف یہ نہیں بتلاتے کہ جس سؤ کو وہ تحریک شہیدین کے زمانہ میں ظلمت کدہ جہل و ضلال کہہ رہے ہیں وہاں دیوبندی مذہب کس زمانہ میں پیدا ہوا؟ جبکہ گذشتہ تفصیل میں بات آچکی ہے کہ دیوبندی مذہب تیرہویں صدی کے بعد ہی عالم وجود میں آیا ہے سؤ میں سلفی مدرسہ جامعہ عالیہ اس وقت قائم ہو چکا تھا جب دارالعلوم دیوبند معرض وجود میں نہیں آیا تھا اس سے لوگ بہت آسانی سے حقیقت حال سمجھ سکتے ہیں۔

مولانا سلامت اللہ و شبلی

دیوبندی مصنف نے سنا کہ جبراج پور ضلع اعظم گڑھ میں فرقہ غیر مقلدین کو فروغ

مولانا سلامت اللہ بے راج پوری کے ذریعہ ہوا جن سے مولانا شبلی مصنف سیرۃ النبی کی نوک جھونک رہا کرتی تھی مولانا شبلی فرماتے تھے کہ ایک شخص عیسائی ہو سکتا ہے مگر غیر مقلد نہیں ہو سکتا (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹۲-۹۳) ہم کہتے ہیں کہ غالی و جاہد مقلد احناف کی ولادت سے سیکڑوں سال پہلے قرآن مجید نے صراحت کر دی ہے کہ ”بِقَوْلِهِمْ كَفَرُوا هُمْ لَا يَهْتَدُونَ“ (پ ۵ سورۃ النساء: ۵۱) یعنی یہودیوں کے مذموم اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ وہ کفار و مشرکین کو مومنوں اور مسلمانوں کے بالمقابل زیادہ ہدایت یافتہ اور اچھا کہا کرتے ہیں نیز ہم بتلا چکے ہیں کہ مولانا سلامت اللہ سے پہلے شیخ ابو اسحاق و شیخ سخاوت علی جونپوری کے ذریعہ ضلع اعظم گڑھ میں مسلک سلفیت کو فروغ حاصل ہو رہا تھا۔ اور مولانا شبلی کے شاگرد خاص علامہ سید سلیمان ندوی لکھے ہوئے ہیں کہ آخری عمر میں مولانا شبلی تقلید پرستی سے آزاد ہو گئے تھے (حیات شبلی) یہ معلوم ہے کہ علامہ شبلی کے زمانہ میں حمایت تقلید پرستی سے متعلق تحریر شبلی کے رد میں سلفی تحریروں کے جواب سے علامہ شبلی اور پوری تقلید پرست جماعت عاجز رہی تھی غالباً اسی کے نتیجے میں علامہ شبلی نے تقلید پرستی والا راستہ ترک کر دیا تھا دیوبندی مصنف نے کہا کہ سلفی مدرسہ فیض عام کے ناظم مولانا احمد کے والد اور ان کے رفقاء شروع میں حنفی المذہب تھے بعد میں ملا حسام الدین و حافظ عبد البر اور حاجی محمد گربست کے زیر اثر غیر مقلد ہو گئے۔ (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹۲-۹۳)

ہم کہتے ہیں کہ مولانا احمد اللہ کے والد اور ان کے رفقاء پر اللہ کا بہت کرم ہوا کہ وہ دولت سلفیت سے بہرہ ور ہو گئے اگر ملا حسام الدین و حافظ عبد البر و حاجی محمد گربست نے جان و مال سے سلفیت کو فروغ دینے کی کوشش کی تو اس کا حکم شریعت نے دے رکھا ہے کہ ہر طرح فروغ حق کی کوشش کرو اس لئے ان حضرات کا طریق عمل شرعی نقطہ نظر سے بہت محدود و محدود ہے۔ اسے کوئی سلیم الطبع آدمی مذموم نہیں سمجھ سکتا۔

یہاں دیوبندی مصنف نے مومنوں میں فروغ غیر مقلدیت کی ایک وجہ یہ بیان کی کہ جو حنفی مرد اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر بلا حلالہ نہیں رکھ سکتا تھا وہ اپنی بیوی بچوں کی خاطر یا بیوی کے حسن و جمال کی خاطر حنفی سے غیر مقلد ہو جاتا تھا جو حنفی مذہب کے اعتبار سے حرام ہے اس طرح کے لوگوں سے پیدا ہونے والی اولاد حرامی ہوتی ہے (غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹۳)

(۳۶۹)

سے والہستہ رہتا تمام سلفی لوگوں کا فریضہ تھا۔ سید احمد کی شہادت کے بعد اس تحریک والوں کا صادق پور عظیم آباد پنڈے کو اس تحریک کا مرکز قرار دینا اس وقت کے حالات و مصالح کے مطابق تھا۔ سید احمد شہید کی شہادت کے بعد اس تحریک کو زندہ رکھنے والے اہل حدیثوں کے امام مولانا ولایت علی صادق پوری سید احمد شہید کے خلیفہ تھے اور ان کے بعد والے قائدین تحریک کا بھی یہی حال رہا البتہ فرقہ بریلویہ و دیوبندیہ کی تولید و تخلیق سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی شہادت کے ایک زمانہ بعد ہوئی۔ پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں مسلک اہل حدیث کی بالادستی قائم کرنا اس تحریک کے بنیادی مقاصد میں رہا اگر تحریک شہیدین کی جنادی مہم کو جاری رکھتے ہوئے اندرون ملک اور بیرون ملک میں تحریک شہیدین والے مذہب کی عوام خواص اور شہر و دیہات میں اشاعت کی کوشش اس تحریک سے والہستہ اہل حدیثوں نے کی اور اسے ناکام بنانے والی دیوبندی و بریلوی تحریکوں سے مزاحمت کی تو کیا بچا ہوا؟ تحریک شہیدین کی خفیہ یا اعلانیہ مالی اور غیر مالی معاونت کرنے والے محسنین مٹو کی نشان دہی دیوبندی مصنف کیلئے اگر ناممکن ہو تو اس سے اس تحریک کی اہمیت کھٹتی نہیں ہے۔ درس گاہ ولسی اللہی کے وارث شیخ الکل سید نذیر حسین کی سلفی درس گاہ سے مٹو تھ بھجن کے بائیس خوش نصیب لوگوں کا فارغ التحصیل ہونا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مسلک ولسی اللہی اور تحریک شہیدین سے مٹو کا جذباتی تعلق رہا۔ افسوس کہ ان حقائق کے باوصف فرقہ دیوبندیہ کہتا ہے کہ :-

" غیر مقلدوں نے ایک طرف مسلمانوں کے ساتھ غداری اور انگریزوں کی چالوں کی اور خفیہ طریقے سے اپنے مسلک کی تبلیغ جاری رکھی " الخ۔ (ماحصل از غیر مقلدین کی حقیقت ص ۹۳ بحوالہ تذکرہ مولانا احمد ص ۵۱)

ہم کہتے ہیں کہ اس دیوبندی تبلیغ کا پردہ ہمارے گذشتہ صفحات میں چاک ہو چکا ہے اب اس دیوبندی کتاب پر ہمارا تبصرہ ختم ہوا۔

الحمد لله الذی تتم به الصالحات و صلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه واتباعه اجمعین .

نقطہ

محمد رئیس ندوی

جامعہ بنارس

۲۰ جنوری ۱۹۹۶ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۴۱۶ھ

